من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین (الحدیث)

المواہب الرضویۃ فی الفتاوی الازہریۃ



فتاوی تاج الشریعۃ

جلد اوّل

تصنیف

فقیہ اسلام قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعۃ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

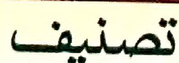
بسم اللہ الرحمن الرحیم



۲۰۱۴ء

فتاوی تاج الشریعۃ

جلد اوّل



فقیہِ اسلام قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعۃ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب : المواهب الرضوية فى الفتاوى الازهرية
١٤ ء ٢٠

المعروف بہ فتاویٰ تاج الشریعہ (جلد اوّل)

تصنیف : فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت مفتی **محمد اختر رضا** قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان

باہتمام : شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی ابوحسام **محمد عسجد رضا** قادری زید مجدہ
قاضی القضاۃ فی الہند و ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا بریلی شریف

تقدیم : خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

تصحیح و نظر ثانی : یادگار اسلاف استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قبلہ
شیخ الحدیث جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف
وخلیفۂ تاج الشریعہ فقیہ عصر حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف
وجامع معقولات ومنقولات حضرت مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری
مفتی جامعہ شکوریہ بلہور کانپور (یوپی)

ترتیب و تحقیق : مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی تلمیذ و خلیفہ حضور تاج الشریعہ
جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

تخریج : مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی سیتامڑھی، مفتی محمد شاعر رضا دار جلنگوی،
مفتی عبد الباقی کشنگنجوی، مفتی غلام مرتضی بنارسی،
مفتی محمد فیصل رضا فرخ آبادی، ابوحنظلہ مفتی محمد بلال انور رضوی پلاموی
تلامذہ وخلفائے حضور تاج الشریعہ، جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

کمپوزنگ / فائنل سیٹنگ : مولانا محمد افضل مرکزی مظفرپوری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

سن اشاعت (بارسوم) : ۱۴۴۴ھ / ۲۰۲۲ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف

شرف انتساب

ہم شبیہ غوث اعظم مجدد ابن مجدد اعظم ابوالبرکات محی الدین
آل الرحمان سرکار مفتی اعظم حضرت العلام الشاہ

محمد مصطفیٰ رضا خان نوری

قادری علیہ الرحمۃ والرضوان
وشہزادہ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی

محمد ابراہیم رضا خان قادری

جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان
کے نام!

تہدیہ

سراج الائمہ کاشف الغمہ قطب زمانہ حضرت
(۱) اِمَامِ اَعظَمُ اَبُو حَنِیفَہ نُعمَان بِن ثَابِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۸۰ھ]

غوث صمدانی محبوب سبحانی شہباز لامکانی سرکار غوث اعظم محی الدین
(۲) شَیخ عَبدُ القَادِر جِیلَانِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۵۶۱ھ]

عطائے رسول سلطان الہند خواجۂ خواجگان معین الملۃ والدین
(۳) خوَاجہ غرِیب نوَاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۶۲۷ھ]

امام اہل سنت مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت
(۴) اِمَام اَحمَد رَضَا قَادِرِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م ۱۳۴۰/۱۹۲۱ء]

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت العلام مفتی
(۵) مُحَمَّد حَامِد رَضَا قَادِرِی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء]

سید العلما حضرت مولانا شاہ اولاد حیدر رسید میاں
(۶) سَیِّد آلِ مُصطَفیٰ حُسَینِی بَرکَاتِی مَارَہرَوِی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء]

احسن العلما حضرت مولانا شاہ
(۷) سَیِّد مُصطَفیٰ حَیدَر حَسَن مِیَاں قَادِرِی بَرکَاتِی مَارَہرَوِی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء]

برہان ملت حضرت علامہ مفتی
(۸) عَبدُ البَاقِی مُحَمَّد بُرہَانُ الحَق قَادِرِی رَضوِی جَبلپُورِی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء]

کی خدمات عالیہ رفیعہ میں!

گوشۂ تقریظات/ تأثرات

کلمات تبریک

از: رئیس الاتقیاء، مخدوم ملت، جانشین فاتح بلگرام، حضرت علامہ مولٰینا حافظ وقاری

سید اویس مصطفی احمد قادری واسطی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محمدیہ قادریہ، رزاقیہ، لطیفیہ، بڑی سرکار، محلہ میدان پورہ، بلگرام شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد

عزیز القدر مولانا مفتی محمد یونس رضا صاحب سلمہٗ نے بہت پہلے بتایا تھا کہ حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی کے فتاویٰ پر کام ہو رہا ہے، جلد ہی انشاء اللہ منظر عام پر وہ فتاویٰ آجائیں گے۔ آج یہ سن کر بڑی مسرت وطمانیت حاصل ہوئی کہ دستیاب فتاویٰ پر ''جامعۃ الرضا'' کے منتخب اساتذۂ کرام نے تبییض وتخریج کا کام کرلیا ہے اور سردست کتاب العقائد کی دو جلدیں تخریج و نظرثانی کے بعد طباعت کے لیے تیار ہے۔ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے فتاویٰ، علمی وفقہی دنیا میں ایک قیمتی سرمایہ کا اضافہ ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی ذات گرامی اہل سنت کیلئے سرمایۂ افتخار ہیں۔ آپ کی شخصیت علم وفضل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت، تالیف وتصنیف، رشد وہدایت سے عبارت ہے۔ آپ کے آثار علمیہ تسلسل کے ساتھ ملک وبیرون ملک سے شائع ہو رہے ہیں اور اہل علم وعوام ان سے مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں۔

فقہ وافتاء ممدوح موصوف کے خانوادے کی خاص پہچان ہے اور یہ شناخت عالمی سطح پر متعارف و مشہور ہے۔ سیدنا امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری قدس سرہٗ، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہٗ کی ذوات عالیہ اس فن میں شناخت اور حوالے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کے آثار علمیہ بھی اس دَور میں حوالے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ خاندانی روایتوں کے امین ہیں اور خاندانی بزرگوں کے فضل وکمال کا مظہر ہیں۔ اس لیے آپ کے فتاویٰ کی اشاعت دین وسنیت کے لیے بہت مفید اور اہمیت کی حامل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ سے عرس حضور فاتح بلگرام اور عرس رضوی کے علاوہ کئی پروگراموں، غریب خانے پر اور بریلی شریف میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ جس نیازمندی کے ساتھ آپ پیش آتے ہیں اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی ہے۔ آپ واقعی یادگار اسلاف ہیں۔

بارگاہ الٰہی میں عرض پرداز ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے حضرت تاج الشریعہ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے فیوضات علمیہ و دینیہ سے اہل سنت کو تادیر مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمائے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا محمد عسجد رضا صاحب کو آپ کے آثار علمیہ خاص کر فتاویٰ تاج الشریعہ کو منظر عام پر لانے کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔ ساتھ ہی وہ علمائے کرام جنہوں نے تخریج وتصحیح میں جدوجہد کیا اور کسی بھی طرح سے حصہ لیا انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فقیر سید اویس مصطفی قادری واسطی

خادم آستانہ بلگرام شریف

۲۱ر صفر ۱۴۳۷ھ

دعائیہ کلمات

از: یادگار اسلاف استاذ العلماء خلیفہ ومنظور نظر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ
مفتی محمد صالح صاحب قادری نوری رضوی
متعنا اللہ بطول حیاتہ، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدلہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الکریم وعلی الہ واصحابہ

اہل علم وافتاء کے لیے خصوصاً اور اہل خاندان واہل سلسلہ وعقید تمندان کے لیے عموماً یہ بڑی اچھی خوش کن خبر ہے کہ مولائے کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق ومہر سے فقیہ العصر، فخر ازہر، پیشوائے اہل سنت، عمدۃ العمائد، تاج الشریعہ، مخدوم ابن مخدوم نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور نواسہ وخلیفہ و حِبّ مفتی اعظم علیہما الرحمۃ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی نوری بریلوی (ازہری میاں) مدظلہ العالی کی قیمتی قیمتی، منتشر وغیر مرتب وغیر مبوب فتاویٰ کا عظیم الافادہ مجموعہ، جمع وترتیب وتبویب وتخریج وتصحیح اور جدید طرز کتابت وتزئین کاری کے محنت طلب ودشوار گزار مراحل سے گزر کر زیور طبع سے آراستہ ہوا اور قوم کے ہاتھوں میں آیا۔ فللہ الحمد!

اس کار عظیم کو مسلسل محنت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے مخصوص علماء ومفتیان وغیرہم کی خوش نصیب جماعت کو اللہ عزوجل جزائے خیر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے مسعود فرمائے، جنھوں نے اپنے استاذ ورہبر جامعۃ الرضا کے ماہر دراسات نقلیہ وعقلیہ، مرکزی دارالافتاء کے پرانے تربیت یافتہ، قابل ومحتاط مفتی، باذوق باعمل، وجیہ عالم اور نوجوان فاضل حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نظامی سیتامڑھی کی نگرانی ورہنمائی میں ان کے بھرپور تعاون کے ساتھ یہ خدمت انجام دی ہے۔ یعنی جناب مولانا مفتی عبدالباقی صاحب رضوی کشنگنجوی، وجناب مولانا مفتی محمد شاعر رضا صاحب دارجلنگوی وجناب مولانا مفتی محمد غلام مرتضیٰ صاحب رضوی بنارسی وجناب حافظ قاری مولانا مفتی محمد فیصل

رضا صاحب فرخ آبادی و جناب حافظ و قاری مولانا مفتی محمد بلال انور صاحب پلاموی (سلمہم اللہ تعالیٰ) فاضلان و اساتذۂ جامعۃ الرضا بریلی شریف نے ـــــ اللہ تعالیٰ ان جملہ حضرات کی یہ محنت وسعی قبول فرمالے۔ثواب آخرت وثمرۂ بابرکت سے نوازے اوراس کاوش میں جس جس نے ان مخلصین کاتھوڑا بہت جوتعاون کیا ہو، انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے ـــــ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کار خیر کاانتظام اور کچھ تبویب کا کام بھی ابتدائی مرحلہ میں باصلاحیت عالم دین، ماہر منتظم، ماہر ومحتاط مفتی قابل تحسین اعلیٰ مدرس حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب اویسی نائب صدرالمدرسین جامعۃ الرضا نے کیا۔گویا ابتدا مولانا یونس سلمہ کے ہاتھ سے اور اختتام مولانا مطیع الرحمٰن صاحب کے ہاتھ پر ہوا۔جس کا سہرا ان دونوں ہی نوجوان فاضلان کے سر بندھنا چاہیے دونوں نے ہی سراہنے کے لائق کام کیا ہے۔مولیٰ رب العزت ان کی عزتوں میں چار چاند لگائے یہ صاحب فتاویٰ زید مجدہم کی نیک دعاؤں اور شافی دواؤں کے مستحق ہیں۔میں جامعہ کی طرف سے اور حضرت مدظلہ العالی کی جانب سے ایک ناچیز خادم کی حیثیت سے ان دونوں کا اور ان کی پوری ٹیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی جامعہ کے صدر المدرسین مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب کا بھی کہ انہوں نے اساتذہ کو اس کام کے لیے موقع عنایت فرمایا۔جزاہم اللہ تعالیٰ جزاءً جزیلا ـــــ نیز شہزادۂ گرامی مولانا محمد عسجد رضا قادری ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا بھی لائق صد ستائش ہیں کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت تاج الشریعہ کے علمی کارنامے کوقوم کے سامنے لانے کی ذمہ داری نبھارہے ہیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے اور مجموعہ فتاویٰ کوبھی اللہ تعالیٰ شرف قبول سے مشرف فرمائے اور قوم کو فائدہ پہنچائے۔آمین بحرمۃ نبینا المحترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب الغلمین۔

محمد صالح قادری بریلوی

جامعۃ الرضا بریلی شریف

۲۱؍صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴؍دسمبر 2015ء

عرضِ مرتب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فقہ وافتا کی تاریخ، اسلام میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا ثبوت آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے ہے۔اس کی عظمت وکرامت کے مینار کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: من یرد اللہ بہ خیر ایفقھہ فی الدین۔

سلف وخلف نے اس باب میں بڑا نمایاں مقام حاصل کیا ہے برصغیر میں ہندوستان کی اسلامی تاریخ بڑی معنویت سے عبارت ہے یہاں کے علماء، فقہاء، مشائخ کرام وفضلاء عظام نے بڑی جدوجہد سے اسلام کے دیگر گوشوں کے ساتھ فقہ وافتا کی آبیاری فرمائی ہے جب سلطنت مغلیہ کا عروج ہوا تو علمائے کرام کی ایک ٹیم صرف اس لیے تیار کی گئی کہ فقہی مسائل کو حالات کے پیش نظر عمدہ جمع وترتیب سے آراستہ کر کے قوم مسلم کے عوام وخواصِ علماء کو بآسانی استفادہ وافادہ کا موقع دیا جائے ،بس اسی ٹیم کی شب وروز محنت وجانفشانی کا شاہکار نتیجہ بحسن وخوبی بشکل الفتاوی العالمکیریۃ، المعروف بــــ الفتاوی الھندیۃ فی مذھب الحنفیۃ معرض وجود میں آیا جسے ہم فتاوی عالمگیری کے نام سے جانتے ہیں۔

فقہ وافتاء کے حوالے سے ہندوستان کی سرزمین روہیل کھنڈ میں مشہور ومعروف ضلع بریلی کے خانوادۂ رضویہ کے علمائے ذوی الاحترام وفقہائے عظام کی بیش قیمت خدمات ، بلاشبہ لائق صد ستائش ومدح سرائی کے ہیں۔ بلکہ یہ لکھنا بیجا نہ ہوگا کہ جب تک اس خانوادہ کے علما، فقہا کی فقیہانہ بصیرت وتفقہ کا ذکر جمیل شامل نہ ہو فقہ وافتاء کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی ،تقریباً دوسوسال سے اس خانوادے کے علما، قوم وملت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، بیعت وارشاد، علم وفضل ،درس وتدریس، تالیف وتصنیف کے علاوہ جس چیز نے اس خانوادہ کو مرکزیت کا شرف عطا کیا ہے وہ ''فتویٰ نویسی'' ہے۔

ممدوح گرامی وقار استاذ نا الکریم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری د[ام] ظلہ العالی کے خانوادہ میں افتاء نویسی کی بنیاد تیرہویں صدی ہجری میں پڑی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ

کے جد امجد امام العلماء بطل حریت حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۲۸۲ھ) نے ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں سرزمین بریلی میں افتا نویسی کی بنیاد رکھی اور پورے ۳۴ سال تک فتوی نویسی کے ذریعہ قوم ملت کی قیادت فرمائی۔ پھر انہوں نے اپنے فرزند ارجمند امام المتکلمین رئیس الاتقیا حضرت علامہ نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ) قادری قدس سرہ العزیز کو خصوصی تربیت دے کر مسند افتا پر فائز کیا۔ آپ نے ۱۲۸۲ھ سے ۱۲۹۷ھ تک فتوی نویسی کا فریضہ انجام دیا اور معاصر فقہاء سے اپنی فقہی بصیرت کا لوہا منوایا۔ [تذکرۂ جمیل ص ۱۲، مولینا ابراہیم خوشتر ماریشش، مطبع سنی رضوی اکیڈمی ماریشش]

آپ دونوں کے فتاوی کا مجموعہ تیار نہ کیا جاسکا تاہم امام المتکلمین کی معرکۃ الآراء تصانیف ہیں، ان میں بعض مطبوعہ ہیں اور دستیاب ہیں۔

آپ کے بعد ایسی ہستی کا دور شروع ہوا جن سے اس خانوادہ کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی یعنی نبیرۂ امام العلماء شہزادۂ امام المتکلمین، قطب الارشاد فرد زمانہ یکتائے روزگار فقید المثال مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مقتدائے اہل سنت معجزۃ من معجزات نبی رحمت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری قدس سرہ (م ۱۳۴۰ھ) نے اپنے والد ماجد کی نگرانی میں ۱۲۸۶ھ کو فتوی نویسی کا آغاز کر دیا اور والد ماجد کے انتقال کے بعد کلی طور پر اس فریضہ کو انجام دینے لگے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

> "۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء کو اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتوی نویسی کا آغاز کیا"۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں: "مولانا محمد نقی علی خاں کا انتقال ہوا تو کلی طور پر مولانا بریلوی (اعلیٰ حضرت) فتوی نویسی کے فرائض انجام دینے لگے"

[حیات مولانا احمد رضا خان ص ۵۔ ڈاکٹر مسعود احمد ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی]

خود اعلیٰ حضرت رضاعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

> "یہ وہی فتوی ہے جو چودہ شعبان ـــــــــــــــــــــــ والحمد للہ"

[الملفوظ ج ۱ ص ۹۳]

آپ کی وسعت نظر، جودت طبع، ذہن ثاقب اور رائے صائب نے آپ کو اپنے دور کا مرجع فتاویٰ بنا دیا تھا۔ آپ کے فتاوی کا مجموعہ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کے نام سے جدید ایڈیشن

میں ۳۰؍ضخیم جلدوں میں فقہ حنفی کا شاہکار بن کر داد وتحسین وصول کر رہا ہے۔

آپ نے اپنے دونوں شہزادوں کو خصوصی تربیت دی۔اسی تربیت کا یہ اثر ہوا کہ دونوں ہی بزرگ آپ کی حیات ہی میں فتوی نویسی میں مرجع علماء ومفتیان کرام ہو گئے۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا قادری قدس سرہ [۱۳۱۲ھ/ ۱۹۴۳ء] نے ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۴ء میں مروجہ علوم سے فراغت پائی اور تدریس کے ساتھ افتا کا سلسلہ بھی شروع کر دیا آپ کے فتاوی کا بیشتر حصہ ضائع ہو گیا آپ کے فتاوے میں سے جو کچھ دستیاب ہو سکا ۲۰۰۳ء میں ''فتاوی حامدیہ'' کے نام سے منظر عام پر آیا وہ بھی وہی فتاوی ہیں جو رسائل وجرائد میں رسائل وجرائد کی زینت بنے اور تا ہنوز محفوظ ہیں۔

مفتی اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مفتی مصطفی رضا قادری قدس سرہ نے [۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء] سے باضابطہ فتوی نویسی کا آغاز فرمایا۔آپ کی دیگر خدمات کے ساتھ فتوی نویسی کی خدمت ایسی ہے کہ آپ مرجع افتا ثابت ہوئے اور ملکہ ایسا کہ مفتی اعظم کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپ کے بھی فتاوی کا بیشتر حصہ ضائع ہو چکا ہے۔اور جو دستیاب ہو پایا وہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔اور تتبع وتلاش کے بعد مزید جو فتاوی اور رسائل دستیاب ہوئے وہ سات جلدوں میں امام احمد رضا اکیڈمی نے شائع کیا ہے۔

ممدوح گرامی وقار حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جب جامع ازہر مصر سے ۱۹۶۶ء کو واپس بریلی تشریف لائے اس کے بعد ہی سے فتاوی نویسی کا کام شروع کیا۔ ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ میں مدینہ منورہ سے ایک سوال آیا اس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا اور ۱۹۶۷ء سے تدریسی سلسلہ آپ نے شروع کیا اور وہ بھی شہرۂ آفاق ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام سے۔اور ۱۹۸۰ء تک وہیں رہے پھر مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے ۱۹۸۰ء میں واصل الی الحق ہو جانے کے بعد افتا نویسی کی مکمل ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آن پڑی چنانچہ آپ نے اس خدمت کی انجام دہی کے لیے باضابطہ ایک ادارہ اور مرکزی دار الافتاء قائم فرمایا ور مفتیان کرام بالخصوص قاضی ملت استاذ المفتیین حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب علیہ الرحمہ، مفتی ناظم ں بارہ بنکوی وغیرہ کی تقرری فرمائی جہاں سے افتا نویسی کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔ممدوح گرامی نے ظر اسلام میں اور مرکزی دار الافتاء میں فتاوی نویسی فرمائی ہے۔آپ کے فتاوے عالم اسلام میں سند کی

حیثیت رکھتے ہیں۔اس وقت حضرت والا کی ذات اپنے اجداد کی طرح مرجع فتاوی ہے۔آپ کے فتاوی میں مفتی اعظم کے فتاوی کی جھلک، حجۃ الاسلام کی تحریر کا جمال اور اعلیٰ حضرت کے فتاوی کی روانی اور سلاست موجود ہے جس کا آپ اپنے ماتھے کی نگاہوں سے خود ہی مشاہدہ کریں گے۔

اس خانوادہ کے فتاوی نویسی کی تاریخ ایک تسلسل کے ساتھ قائم ہے اور باضابطہ اس خانوادے کے فتاوی کا مندرجہ ذیل مجموعہ شائع بھی ہو چکا ہے۔

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ	قدیم ۱۲؍جلدیں۔جدید ۳۰؍جلدوں میں
فتاوی حامدیہ	۱؍جلد میں
فتاوی مفتی اعظم	قدیم ۳؍جلدیں۔جدید ۷؍جلدوں میں

اور یہ چوتھا مجموعہ ہے جس کا تاریخی نام "المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ" [۲۰۱۴ء] ہے اور عرفی نام "فتاوی تاج الشریعہ" ہے۔یہاں ایک بات واضح طلب ہے اور وہ یہ کہ اس کا اجرا گزشتہ عرسِ رضوی میں ہونا تھا اسی وجہ سے تاریخی نام ۲۰۱۴ء کی مناسبت سے "المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ" رکھا جانا طے پایا مگر کچھ وجوہات کی بنا پر سال گزشتہ اس کا اجرا نہ ہو پایا، اب سردست فتاوی تاج الشریعہ کتاب العقائد کی دو جلدیں پیش نگاہ ہیں۔ان دونوں جلدوں میں ۱۵؍عناوین ہیں جو مجموعی طور پر تقریباً ۶۷۹؍مسائل کے جوابات پر مشتمل ہیں۔عناوین کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

جلد اول ودوم

(۱) ذات وصفات باری تعالیٰ

(۲) نبوت ورسالت

(۳) کلام اللہ تعالیٰ

(۴) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۵) اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

(۶) علمائے کرام حفظہم اللہ تعالیٰ

(۷) تقلید

(۸) بیعت وارشاد
(۹) معاد وحشر
(۱۰) جنت
(۱۱) جن وملائک
(۱۲) ایمان وکفر
(۱۳) فرق باطلہ
(۱۴) الفاظ الکفر
(۱۵) مسائل شتیٰ

آپ کے فتاوی میں وہ تمام تر خصوصیات ملیں گیں جو بریلی شریف کے فتاوی کا طرۂ امتیاز ہے۔اس میں بہت سے نو پید مسائل کے جوابات ہیں۔ اس میں فتاوی رضویہ کا رنگ تحریر اور فتاوی مصطفویہ کی جھلک موجود ہے۔

فتاوی تاج الشریعہ:

ممدوح گرامی حضوتاج الشریعہ مدظلہ غالبا ہندوستان کے تنہا ایسے مفتی ہیں جو سہ لسانی جوابات ارقام فرماتے ہیں۔آپ کے فتاوی، اردو، عربی، انگلش، میں موجود ہیں آپ کے بعض فتاوی رسائل وجرائد میں مطبوع ہیں بعض فتوی مستقل رسالے کی شکل میں ہیں جیسے سنو چپ رہو، العقول الفائق، ٹائی کا مسئلہ وغیرہ''بعض انگلش کے فتاوی بھی''ازہر الفتاوی'' کے نام سے مطبوع ہیں، وہ سارے فتاوے مختلف زبانوں میں فتاوی تاج الشریعہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سردست ہم نے جن فتاوی کو مرتب کیا ہے اس کا تعلق ان فتاوی سے ہے جو جامعہ رضویہ منظر اسلام، اور مرکزی دارالافتاء کے رجسٹر سے منقول ہیں۔ بڑی محنت وجستجو سے محب گرامی خلیفہ وتلمیذ تاج الشریعہ مفتی محمد یونس رضا اویسی نے ۲۰۰۲ء میں منظر اسلام سے وہ رجسٹر حاصل کیا جن میں ممدوح گرامی کے فتاوی نقل تھے اور مرکزی دارالافتاء سے ان رجسٹروں کو دستیاب کیا جن میں آپ کے فتاوی نقل تھے دونوں کی دستیابی کے بعد کام کا آغاز ہوا مگر مختلف گفتہ بہ وناگفتہ بہ مراحل سے گذر کر سرد مہری کا شکار

ہوگیا۔ پھر ۵/ ۴ ۲۰۰ء میں دنیائے اہل سنت کی عظیم اور مرکزی درسگاہ مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا میں جب درس نظامی کا آغاز ہوا اور ہم لوگ جامعۃ الرضا پہنچ گئے۔

تو چند سال گذرنے کے بعد شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا صاحب کی توجہ محب گرامی مفتی محمد یونس رضا نے مبذول کرائی اور ۲۰۱۱ء کے اواخر میں تخریج فتاویٰ کے لیے مفتی محمد یونس رضا کے تحت ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ اس میں میرے (راقم السطور محمد مطیع الرحمن نظامی) کے علاوہ محب گرامی مولانا خواجہ آصف رضا، مولینا افضل حسین، مولینا شاہد رضا، مولینا بیت اللہ تھے، اس ٹیم نے بڑی دیانت کے ساتھ کام کو انجام تک پہچانے کے لئے جدو جہد کی۔ مگر پھر ناگفتہ بہ حالات پیدا ہوئے اور ٹیم منتشر ہوگئی اس کے بعد، کام کا سلسلہ موقوف ہوگیا بعدہ شہزادۂ گرامی کے حکم سے دوبارہ موصوف مذکور کی نگرانی میں ایک ٹیم تشکیل دی گئی اس میں راقم کے علاوہ، مفتی شاعر رضا رضوی دار جلنگوی، مفتی عبدالباقی حسینی رضوی کشنگنجوی، مفتی غلام مرتضی رضوی بنارسی، مفتی فیصل رضا فرخ آبادی ہیں جن کی مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل سے تمام دستیاب فتاوی کی تخریج کا کام تقریباً اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے، کمپوزنگ کے مرحلے سے گذر رہا ہے، ان شاء اللہ بہت ہی جلد سارے فتاوے آپ کے ہاتھوں میں ہونگے جس سے آپ مستفید ہوں گے۔

یہ کام کتنا مشکل اور تحقیق طلب ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب ناقلین فتاوی کی مہربانیوں کی وجہ سے کہیں کہیں عبارتیں کچھ کی کچھ ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے تصحیح عبارات میں مشکلوں سے دوچار ہونا پڑا خاص کر فارسی اور عربی کی عبارتیں جو استدلال کے طور پر نقل کی گئی تھیں، پس تصحیح عبارت وجزئیات کے لئے اکابر کی طرف اور اکابر کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑا جس میں سرفہرست دو شخصیات ہیں جن کی رہنمائی کارفرما رہی۔

۱۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

۲۔ بقیۃ السلف حضرت مفتی صالح صاحب مدظلہ العالی

آپ حضرات نے بڑی رہنمائی فرمائی۔ جس کی وجہ سے یہ مشکل مرحلہ طے ہو پایا۔

پھر کمپوزنگ کے مرحلے سے جب فتاوی گذرے تو اس کی تصحیح ٹیم نے بڑی جانفشانی کے ساتھ کی اس

کے بعد نظر ثانی کے لئے تین عظیم المرتبت شخصیت کا انتخاب ہوا۔

۱۔ بقیۃ السلف مفتی صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

۲۔ فقیہ عصر قاضی شہید عالم رضوی صاحب خلیفہ حضور تاج الشریعہ

۳۔ جامع معقولات ومنقولات مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری

آپ حضرات نے بڑی محنت ومشقت اور باریک بیں نگاہوں سے مسائل پر نظر ثانی فرمائی جس کے لئے وہ لائق صد تحسین اور قابل مبارکباد ہیں مؤخر الذکر نے مقدمہ بھی لکھا ہے اور اول الذکر نے پر تنویر تحریر عطا فرمائی ہے۔ محب گرامی حضرت علامہ مفتی یونس صاحب قبلہ نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا نے ممدوح گرامی کی حیات وخدمات پر عالمانہ روشنی ڈالی ہے۔

اس میں جن جن حضرات نے کسی بھی طرح سے اعانت فرمائی ہے وہ سب شکریے کے مستحق ہیں بالخصوص شہزادۂ گرامی علامہ عسجد رضا صاحب شکریے کے مستحق اور قابل مبارکباد ہیں جن کی توجہ اور مطالبے سے فتاوی کو منظر عام پر لانے کا منصوبہ تیار ہوا۔

میں اگر محب گرامی علمی دوست حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی خلیفہ حضور تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر ککرالوی مفتی کاشی پورکا اور کچھ دیگر احباب کا شکریہ ادا نہ کروں تو ناانصافی ہوگی جنھوں نے ہر موڑ پر کمیاب بلکہ نایاب کتابوں کی فراہمی میں میرا بھرپور تعاون کیا اور کتابوں کا سافٹ ویئر جیسے "المکتبۃ الشاملۃ" اوراس کے علاوہ کچھ پی ڈی ایف کتابیں موبائل کے ذریعہ اسکین کرکے ارسال کیا جیسے رسالہ وحدۃ الوجود، الروض المجود، اصول الطریقہ لکشف الحقیقہ، رعایۃ الانصاف والاعتدال، اقرب السبل اوران کے علاوہ دیگر اہم فارسی، عربی نسخے جن کا ترجمہ ہوجانے کی وجہ سے اصل نسخے تقریباً نایاب ہیں جبکہ ان اصل نسخوں کی کتنی اہم ضرورت ہوتی ہے تخریج وتصحیح میں یہ اہل علم پر خوب عیاں ہے۔ نیز حضرت مولانا مناف رضوی صاحب مدرس جامعہ ھذا کا شکر گزار ہوں جنھوں نے عبارتوں کی تخریج میں میری مدد کی اور مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران کے ذخیرۂ کتب سے کتابیں تلاش کیں پھر ان کتابوں سے عبارتوں کی تلاش وجستجو میں میری مدد کی بہر حال ان حضرات کے لیے ہم صمیم قلب سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں روز افزوں برکتیں عطا فرمائے اور خوب

کے بعد نظر ثانی کے لئے تین عظیم المرتبت شخصیت کا انتخاب ہوا۔

١۔ بقیۃ السلف مفتی صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

٢۔ فقیہ عصر قاضی شہید عالم رضوی صاحب خلیفہ حضور تاج الشریعہ

٣۔ جامع معقولات ومنقولات مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری

آپ حضرات نے بڑی محنت ومشقت اور باریک بیں نگاہوں سے مسائل پر نظر ثانی فرمائی جس کے لئے وہ لائق صد تحسین اور قابل مبارکباد ہیں مؤخر الذکر نے مقدمہ بھی لکھا ہے اور اول الذکر نے پر تنویر تحریر عطا فرمائی ہے۔ محب گرامی حضرت علامہ مفتی یونس صاحب قبلہ نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا نے ممدوح گرامی کی حیات وخدمات پر عالمانہ روشنی ڈالی ہے۔

اس میں جن جن حضرات نے کسی بھی طرح سے اعانت فرمائی ہے وہ سب شکریے کے مستحق ہیں بالخصوص شہزادۂ گرامی علامہ عسجد رضا صاحب شکریے کے مستحق اور قابل مبارکباد ہیں جن کی توجہ اور مطالبے سے فتاوی کو منظر عام پر لانے کا منصوبہ تیار ہوا۔

میں اگر محب گرامی علمی دوست حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی خلیفہ حضور تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر ککرالوی مفتی کاشی پور کا اور کچھ دیگر احباب کا شکریہ ادا نہ کروں تو ناانصافی ہوگی جنھوں نے ہر موڑ پر کمیاب بلکہ نایاب کتابوں کی فراہمی میں میرا بھرپور تعاون کیا اور کتابوں کا سافٹ ویئر جیسے "المکتبۃ الشاملۃ" اور اس کے علاوہ کچھ پی ڈی ایف کتابیں موبائل کے ذریعہ اسکین کر کے ارسال کیا جیسے رسالہ وحدۃ الوجود، الروض المجود، اصول الطریقہ لکشف الحقیقہ، رعایۃ الانصاف والاعتدال، اقرب السبل اور ان کے علاوہ دیگر اہم فارسی، عربی نسخے جن کا ترجمہ ہوجانے کی وجہ سے اصل نسخے تقریباً نایاب ہیں جبکہ ان اصل نسخوں کی کتنی اہم ضرورت ہوتی ہے تخریج وتصحیح میں یہ اہل علم پر خوب عیاں ہے۔ نیز حضرت مولانا مناف رضوی صاحب مدرس جامعہ ہذا کا شکر گزار ہوں جنہوں نے عبارتوں کی تخریج میں میری مدد کی اور مرکزی دارالافتاء ٨٢ رسوداگران کے ذخیرۂ کتب سے کتابیں تلاش کیں پھر ان کتابوں سے عبارتوں کی تلاش وجستجو میں میری مدد کی بہرحال ان حضرات کے لیے ہم صمیم قلب سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں روزافزوں برکتیں عطا فرمائے اور خوب

خوب ان سے دین کا کام لے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

اور ان لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن لوگوں نے فتاوے کی تخریج وتصحیح وکمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا اللہ تعالیٰ انہیں بھی دین ودنیا کی لازوال نعمتیں عطا فرمائے اور انہیں خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دینی فریضہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اخیر میں عرض ہے کہ تصحیح میں حتی المقدور احتیاط سے کام لیا گیا ہے پھر بھی سہو ونسیان کا امکان ہے لہٰذا اگر کہیں خامی نظر آئے تو برائے کرم اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔ ایک بات اور واضح کردوں کہ حضوتاج الشریعہ کی طبیعت علیل رہتی ہے اور دیگر مصروفیات کثیر ہیں اس لئے انہیں دوبارہ فتاوی سنائے نہیں جاسکے صحت مسائل اور تصحیح عبارت کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔اس کے باوجود امکان خطا ہے لہٰذا اس کی اسناد شیخ کی طرف ہرگز نہ کریں اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔

عرض گزار

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ

احقر العباد محمد مطیع الرحمٰن نظامی

خادم مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف

۲۰ رصفر المظفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۳ردسمبر ۲۰۱۵ء

تاج الشریعہ ایک ہمہ گیر شخصیت

از: تلمیذ وخلیفہ تاج الشریعہ مولانا مفتی محمد شاعر رضا دار جلنگوی جامعۃ الرضا بریلی شریف

اللہ عز وجل جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔ یعنی دین کا فقیہ ہونا یہ مولیٰ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے اور جو فقیہ ہو گیا گویا رب تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ فرمالیا۔ کہا جاتا ہے کہ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے۔ اور فقیہ ہونا اس کی آخری منزل ہے۔ علوم اسلامیہ میں سب سے مشکل فن علم فقہ ہے کہ فقہ دراصل قرآن وحدیث کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ علم فقہ اپنے اندر بے پناہ گہرائی وگیرائی اور وسعت وجامعیت رکھتا ہے۔ فقیہ ہونے کے لیے تیس بنیادی امور کا ہونا ضرور ہے جسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ "ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عبد الباری" میں تحریر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

فقہ یہ نہیں کہ کسی جزیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے، یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ وضوابط محررہ ووجوہ تکلم وطرق تفاہم وتنقیح مناط ولحاظ انضباط ومواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط وفرق روایات ظاہرہ ونادرہ وتمیز درآیات غامضہ وظاہرہ ومنطوق ومفہوم وصریح وقول وجمہور ومرسل ومعلل ووزن الفاظ مفتیین وسبر مراتب ناقلین وعرف عام وخاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان واحوال رعایہ وسلطان وحفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین وعلم وجوہ تجریح واسباب ترجیح ومناہج توفیق ومدارک تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی معتاد تحقیق مؤید بتوفیق کا کام ہے۔ اور حقیقۃ وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عز وجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القا فرماتا ہے۔ "وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا- وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ - الآیۃ" (اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا)

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۱۶، ص ۳۷۶-۳۷۷، مطبع مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات]

یہ تمام مذکورہ خصوصیات جس شخص کو حاصل ہو حقیقت میں وہی فقیہ ہے اور ان تمام خصوصیات ضروریہ کا عطر مجموعہ استاذ نا المعظم والمکرم سید المحققین سلطان الفقہاء حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الھند جانشین مفتی اعظم فقیہ اعظم مفتی شرع مرشد برحق حضرت العلام مفتی محمد اختر رضا قادری از ہری ادام اللہ فیوضہ علینا وعلی سائر المسلمین میں نمایاں ہیں جو اپنی نوع بنوع متعدد الجہات دینی وعلمی، تدریسی وتبلیغی، تنظیمی واخلاقی، سماجی واصلاحی خدمات سے ایک دنیا کو روشناس اور منور فرما رہے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ برکاتہم العالیہ مادامت الانجم کے انمول کارنامے عالم اسلام پر مثل سراج چمک رہے ہیں جو تادم تحریر مسند افتاء وقضا پر جلوہ بار ہو کر اپنی دینی وفقہی خدمات کی ضیابار کرنوں سے برصغیر ایشیاء و یورپ، افریقہ و امریکہ وغیر ہا میں علوم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لقدرضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے گوہر نایاب سے تمام کو مستفیض ومستنیر فرما رہے ہیں۔

آپ کی ذات بے داغ آئینہ ہے جس میں علوم وفنون کے ہزاروں جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، محشی، متکلم، اصولی، محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، مرشد، خطیب، مفتی شرع اور فقیہ جیسے اوصاف وکمالات کے جامع وحامل ہیں مگر ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف ہے قارئین وناظرین حضور تاج الشریعہ کی شان تفقہ یعنی فقہی بصیرت اور علم فتاویٰ میں گیرائی وگہرائی تیقظ و بیدار مغزی وفقہی جزئیات کے استحضار کی جھلک دیکھنا چاہیں تو تصانیف تاج الشریعہ بالخصوص المواھب الرضویہ فی الفتاوی الازھریہ المعروف بہ فتاویٰ تاج الشریعہ کا دلجمعی سے مطالعہ فرمائیں جس سے فقہ وفتاویٰ میں آپ کی جامعیت اور عظمت ورفعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے میں حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب کے ایک مکتوب کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جس سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی فقاہت وعظمت کا کچھ سراغ مل جائے گا۔ محترم کلیمی صاحب رقم طراز ہیں: ''حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ اور فقہی تحقیقات آج اکابر علمائے ہند و پاکستان کے نزدیک ناقابل انکار اور ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔ موصوف کے تحقیقی جواہر پاروں میں موضوع سے متعلق دلائل کی کثرت شکوک وشبہات کا ناقابل تردید حل اور اعتراضات کا شافی جواب بدرجۂ اتم ہمیں ملتے ہیں۔ جب ہم تاج الشریعہ جانشین سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی فقہی کاوش اور وقیع فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ تک پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ موصوف کی نوک قلم پر سرکار اعلیٰ حضرت کا علمی فیضان ہے اور موصوف خاندانی وجاہت اعلیٰ حضرت کی اہم ترین علمی اور عملی یادگار اور مکمل مظہر اعلیٰ حضرت ہیں راقم السطور نے تو بہت سارے اہل علم اور محققانہ قلم رکھنے والے مفتیان کرام سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتاء کے میدان میں بھی تاج الشریعہ سرکار اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) کے سراپا جانشین ہیں"

[ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، شمارہ جنوری، ۱۹۸۶ء]

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتاء کے میدان میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے جانشین ہیں کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حوادث زمانہ کے بطن سے پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کو قرآن وحدیث واجماع واقوال ائمہ وفقہاء وفقہ واصول کی روشنی میں حل کرنے میں منفرد، یکتائے زمانہ اپنی مثال آپ ہیں آپ کے فتاویٰ اس پر شاہد ہیں۔فن افتاء سے تعلق رکھنے والے افراد جب فتاوائے تاج الشریعہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ فتاویٰ نویسی، طرز استدلال، الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے میں اور جواب کو دلائل کثیرہ سے مرصع کرنے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی اور حضور مفتی اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کے عکس جمیل ہیں اور یہ کیوں نہ ہو اس لیے کہ فتاویٰ دینے کے لئے فقہائے شریعت کے نزدیک کچھ اصول ہیں جن کا جاننا ضروری ہیں کچھ اوصاف ہیں جن کا ہونا ناگزیر ہے فتاویٰ تاج الشریعہ میں اگر وہ اصول تلاش کیے جائیں جن کو فقہائے کرام فتویٰ دینے کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں تو وہ اصول آپ کے فتوؤں میں بطریق اکمل واتم نظر آئیں گے اور وہ خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) حوالہ میں کثرت: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس بات کو بطور ثبوت پیش کر رہا ہے اس کا حوالہ دیں کہ وہ بات کہاں سے منقول ہے۔فتویٰ میں حوالہ ضروری ہے۔علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "**فالمفروض علی المفتی و القاضی التثبت فی الجواب وعدم المجازفة فیهما**" علامہ ابن حجر ہیثمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "**لا یجوز له ان یفتی من کتاب ولا من کتابین**" [فتاویٰ ابن حجر ہیثمی، باب القضا] فقہاء کے اس قاعدے کے تحت حضور تاج الشریعہ

کے فتاویٰ دیکھیے تو آپ کے فتاویٰ میں حوالہ ہی نہیں بلکہ حوالوں کا نہ تھمتا ہوا ایک سیلاب نظر آتا ہے۔ آپ کے فتاویٰ قرآن، حدیث، اجماع، قیاس، فقہاء کے متون و شروح اور ان کے جزئیات سے بھرے ہوئے ہیں ہر فتویٰ آپ کی تبحر علمی کی گواہی دیتا ہے۔

(۲) مرجع العلماء: حضور تاج الشریعہ کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فی زمانناً مرجع العلماء ہیں۔ وقت کے بحر العلوم، دور کے فقیہ النفس، زمانہ کے محدث و محقق عصر تشنہ کام حاضر ہوتے ہیں اور فائز المرام واپس ہوتے ہیں۔ اصولیین حضرات فرماتے ہیں: مفتی اگر مجتہد نہ ہو اور ان کو صورت مسئولہ میں کوئی روایت، نص، قول یا جزئیات نہ ملے تو وہ اپنے سے بڑے مفتی کی طرف رجوع کرے۔ اس قاعدے کی روشنی میں اگر تاج الشریعہ کی ذات کو دیکھتے ہیں تو آپ کی تبحر علمی اور فقہی مہارت روز روشن کی طرح چمکتی دمکتی دکھائی دے رہی ہے آپ اس وقت افقہ الفقہاء ہیں۔ ہمارے مشاہدات شاہد ہیں کہ بڑے بڑے علماء اور فقہاء مسائل شریعہ کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(۳) بے نیازی اور خوف خدا: فقہائے کرام کا قاعدہ ہے کہ مفتی عادل اور ثقہ اور بے نیاز ہو۔ اگر وہ بے نیاز نہیں محض حرص اور لالچ میں فتویٰ دیتا ہے تو وہ فعل حرام کا مرتکب ہے۔ رسم المفتی میں ہے:

"اما اتباع الھوی فی الحکم و الفتیا فحرام اجماعا"

نیز اسی میں ہے:

"فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاھل شقی"

[شرح عقود رسم المفتی ص ۱۹۵ ــــ ص ۱۴۲]

حدیث شریف میں ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

"نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفعہ و ان استغنی عنہ اغنی نفسہ"

[مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم فصل ثالث، ص ۳۱، مجلس برکات مبارک پور]

دین کے فقیہ وہ شخص ہے کہ اگر ان کی ضرورت پڑے تو نفع پہنچائے اور اگر ان سے بے اعتنائی برتی جائے تو اپنے آپ کو بے نیاز سمجھے۔ اللہ کے فضل و کرم سے حضور تاج الشریعہ کی بے نیازی کا یہ عالم کہ کبھی

خلاف شرع دنیاوی اسباب کے لیے نہ قدم اٹھایا اور نہ قلم۔ تصلب فی الدین اس قدر کہ کسی کی مجال نہیں کہ سامنے کوئی خلاف شرع گفتگو یا سوال کر دے۔ بے نیازی، صبر، تحمل اور بردباری جیسے اوصاف کے حامل ہیں۔

(۴) عرف اور لوگوں کے احوال سے واقفیت: علمائے شرع متین فرماتے ہیں کہ ایک مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کے احوال وعرف اور اصطلاحات میں اچھی طرح واقف ہو۔ فقہاء کا مشہور قول ہے:

''من جهل باهل زمانه فهو جاهل''

[ردالمحتار ج ۸، ص ۳۱ کتاب القضا]

اور

''المفتی فی الواقائع لابدله من معرفة باحوال الناس''

[ردالمحتار ج ۳، ص ۳۰۷، کتاب الصوم]

اور

''من لم یدر بعرف اهل زمانه فهو جاهل''

[ردالمحتار ج ۵، ص ۵۰۱، کتاب الایمان]

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: ''مفتی وحاکم دونوں پر لازم کہ جہاں کی نسبت حکم یا فتویٰ دیں خاص وہاں کے رسم ورواج پر لحاظ کریں دوسرا رواج اگرچہ کیسا ہی عام ہو۔ وہاں کے اپنے رواج کا معارض نہیں ہوسکتا''

[فتاویٰ رضویہ شریف مترجم، ج ۱۸، ص ۳۵۱، مطبع برکات رضا پوربندر گجرات]

اس تناظر میں اگر آپ تاج الشریعہ کی ذات کو دیکھیں تو یہ شان یعنی عرف اور لوگوں کے احوال سے واقف ہونا بدرجۂ اتم پائیں گے جیسا کہ ارباب فقہ وافتاء سے مخفی نہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکت اور آپ کے فتاویٰ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ میں نے جو کچھ لکھا، کہا بس وہ اس بحر ناپیدا کنار سے ایک حقیر سا قطرہ ہے میں اپنی نااہلی خوب اچھی طرح جانتا ہوں حضرت کے فتاویٰ کے تعلق

سے کچھ کہنا، لکھنا یہ اہم کام ہے مجھ جیسے کم علم وفہم و بے شعور کے قلم میں یہ تاب کہاں کہ آپ کے فتاویٰ کی بابت کچھ تحریر کر سکے میں کہاں اور حضور تاج الشریعہ کا علمی مقام کہاں یہ یقینا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے حقیر فقیر سراپا تقصیر کے پاس وہ الفاظ کہاں جس سے آپ کے فتاویٰ اور آپ کی عظمت ورفعت کا کما حقہ بیان کر سکے کیوں کہ راقم السطور کی جھولی سراہنے والے الفاظ متناسبہ سے خالی سی ہے۔

بہر صورت اپنے مضمون کے اختتام پر جماعت اہل سنت کے مشاہیر سرکردہ علمائے ذوی الاحترام کے مکتوبات کے چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ سب سے پہلے مشہور زمانہ علمائے اسلام میں سلطان الفقہاء شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب امجدی مدظلہ العالی کے ایک مکتوب کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ رقم طراز ہیں: ’’تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہٗ یگانۂ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں، علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) کے وارث منفرد ہیں۔ احقاق حق و ابطال باطل کا تحقیقی اندازہ آپ کو وراثت میں ملا ہے آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں اسی لیے علمائے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگیٔ ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں‘‘

[تجلیات تاج الشریعہ، ص ۴۷]

مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

’’تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری ماشاء اللہ علم وفضل، زہد وتقویٰ وتدوین میں یکتائے روزگار ہیں۔ علم وفضل، فقہ وتفقہ عربی زبان وادب کی مہارت وحذاقت اور زہد وتقویٰ، تصوف وتصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعہ میں الولد سر لابیہ کے تحت سیدنا اعلیٰ حضرت، حضرت حجۃ الاسلام وحضرت مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے عکس جمیل ہیں گلزار رضویت کے ایسے شگفتہ گل ہیں جن کے علم وفضل اخلاص وللٰہیت، خوف وخشیت حلم وتدبر اور فقہ وبصیرت کی خوشبو سے پوری دنیائے سنیت معطر ومشکبار ہے۔ دین وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کے ایسے روشن مینارہ ہیں جس کی تابشوں اور ضیا پاشیوں سے پوری دنیائے سنیت روشن ہے۔‘‘ [تجلیات تاج الشریعہ، ص ۶۹]

استاذ الفقہاء حضرت علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم رضوی بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور تاج الشریعہ

دام ظلہ علینا کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''حضرت تاج الشریعہ کو عربی زبان و ادب پر کس قدر دسترس ہے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مرکزی دارالافتاء کی سرپرستی اور فقہی مسائل کے جزئیات پر عبور، یہی کہا جا سکتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند کے فیوض و برکات ہیں'' [ایضاً ص ۵۰] استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ایوب خاں نعیمی رضوی مدظلہ العالی جامعہ نعیمیہ مرادآبادیوں گویا ہیں کہ: ''۔۔۔۔انہیں کی یادگار منظر شان اسلاف و مظہر مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری کی ذات مقدسہ ہے۔ان کو زمانہ طالب علمی سے ہی دیکھنے کا اتفاق رہا۔درسی کتابوں کی گہرائی میں پہنچ کر خوبصورت موتیوں کا نکالنا ان کا مزاج ہے۔میرا وجدان کہتا ہے کہ فیضان آقائے نعمت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام و مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کا جو حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شکل میں موجود ہے۔فقاہت، عربی ادب اور تقویٰ آپ کا طرۂ امتیاز ہے کتب فقہ کا استحضار ایسا کہ نظر کے سامنے ہوں۔عربی منثورات و منظومات سے فصحائے عرب کی یاد تازہ ہو'' [ایضاً ص ۵۴]

خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی قاضی شہید عالم رضوی مدظلہ العالی جامعہ نوریہ بریلی شریف فرماتے ہیں:

''تاج الشریعہ بدرالطریقہ مرجع عالم فقیہ اعظم شیخ الانام یادگار حجۃ الاسلام حضرت العلام الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی بریلوی متعنا اللہ بطول حیاتہ کی مقناطیسی شخصیت عالم اسلام خصوصاً برصغیر ہند و پاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ہر جہت سے اپنے آبا و اجداد کے حقیقی وارث اور جانشین ہیں۔علم و فضل، زہد و تقویٰ، خلوص و للّٰہیت کے پیکر، پاسداری شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں ''ولی وہ جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے'' یہ ایک مشہور مقولہ ہے۔اب حضور تاج الشریعہ اس مقولہ کی منہ بولتی تصویر ہیں نور و نکہت برستے ہوئے حسین چہرے پر ایسی دلکشی و بانکپن ہے جس پر سج دھج اور بناؤ سنگار کی ہزاروں رعنائیاں نثار۔اگر لاکھوں کے مجمع میں جلوہ بار ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔آپ علم ظاہری کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور علم باطنی کے کوہ گراں ہیں کشور علم و فضل کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں''۔ [مقدمہ مترجم، المعتقد المنتقد، ص ۸۲]

حضرت علامہ مولانا محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی (پاکستان) رقم طراز ہیں:

''اس خاندان (رضا) کے علمی کمال کا ایک جہاں کو اعتراف ہے بالخصوص جامع معقول ومنقول، صاحب تحقیق وتدقیق، منبع رشد وہدایت، امام العصر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری حفظہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت علوم ومعارف رضا کے لیے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے اور علم وعمل کے لحاظ سے معیاری گردانی جاتی ہے آپ کو متعدد زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔اس لیے آپکی تبلیغی کاوشوں پر بڑے دوررس نتائج وفوائد مرتب ہوئے ہیں'' [ایضا۵۳]

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب بانی وشیخ الحدیث جامعہ فریدیہ (ساہیوال) فرماتے ہیں: ''حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب خاندان اعلیٰ حضرت کے فاضل محقق ہیں جن کے فیضان سے ایک زمانہ مستفید ومستفیض ہورہا ہے۔'' [ص۵۵]

جامع معقولات حضرت مفتی شبیر حسن رضوی مدظلہ العالی الجامعۃ الاسلامیہ فیض آباد رونا ہی رقم طراز ہیں۔حضرت تاج الشریعہ، بدرالطریقہ فقیہ زماں الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی بریلوی دام ظلہ النورانی کی ذات بابرکت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں ان کی شخصیت ہمہ جہات ہے۔وہ شریعت وطریقت وعلوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع اور اپنے آبا واجداد علیہم الرحمۃ والرضوان کے سچے وارث وجانشین ہیں۔[ایضاص۵۶]

فخر پاکستان حضرت علامہ منشا تابش قصوری مدظلہ العالی جامعہ نظامیہ لاہور پاکستان یوں گویا ہیں:

''تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا الحاج مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی خانوادۂ رضویہ میں علم وفضل کے بلند مقام پر فائز ہیں آپ کے خصائل وشمائل جمیلہ کا احاطہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے آپ کے تقویٰ وطہارت پر علم وعمل نازاں ہیں آپ کی تفاسیر واحادیث اور کتب فتاویٰ پر بڑی گہری نظر ہے'' [ملخصا تجلیات تاج الشریعہ،ص۵۴۹]

ماہر ہفت لسان حضرت العلام مفتی محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی جامعہ حبیبیہ الہ آباد تحریر فرماتے ہیں: ''بندہ انہیں (تاج الشریعہ) حسنۃ من حسنات الامام احمد رضا مانتا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت ممدوح کی حیات ظاہرہ کو دراز فرمائے اور اخترستان بندہ کے اس نیر عظیم کے فیوض سے ملت اسلامیہ کو بخشے۔آمین'' [ایضاص ۵۲]

فقیہ النفس مفتی محمد قدرت اللہ رضوی علیہ الرحمہ یوں رطب اللسان ہیں: حضرت تاج الشریعہ سرکار اعلی حضرت کی علمی وراثتوں کے سچے امین اور مفتی اعظم عالم سیدنا الشاہ مصطفی رضا خاں قادری برکاتی نوری رضوی علیہ الرحمہ والرضوان کے صحیح جانشین ہیں بے مثال علمی صلاحیت وقابلیت کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو مقبولیت عامہ بھی ایسی ملی ہے کہ جہاں پہنچ جائیں عوام وخواص آپ پر پروانہ وار ٹوٹتے دکھائی دیتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیۃ کو اپنا جانشین بنا کر درجہ محبوبیت تک پہونچا دیا ہے۔

مفتی وفاء المصطفیٰ امجدی ناظم اعلیٰ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ رقم طراز ہیں "(حضور تاج الشریعہ کو) حسب ذیل علوم وفنون پر ملکہ حاصل ہے(۱)علم تفسیر(۲)اصول تفسیر(۳)علم حدیث(۴)اصول حدیث(۵)اسماء رجال(۶)جرح و تعدیل(۷)فقہ(۸)اصول فقہ(۹)علم فرائض (۱۰) عقائد (۱۱)علم کلام(۱۲)صرف(۱۳)نحو(۱۴)علم معانی(۱۵)علم بیان(۱۶)علم بدیع (۱۷) منطق (۱۸)فلسفہ(۱۹)مناظرہ(۲۰)تکسیر(۲۱)علم ہیئت(۲۲) حساب (۲۳) ہندسہ(۲۴) ریاضی (۲۵)قراء ت (۲۶) تجوید (۲۷) تصوف(۲۸)سلوک(۲۹) اخلاق(۳۰)سیر (۳۱) تاریخ (۳۲)لغت(۳۳)اردو ادب(۳۴)عربی ادب(۳۵)فارسی ادب(۳۶)عروض وقوافی (۳۷) توقیت(۳۸) جفر(۳۹)رضویات(۴۰)ردمذاہب باطلہ" (ایضاً ۲۱۸)۔

اللہ تعالی حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کی عمر میں خوب برکتیں عطا فرمائے، اہل سنت وجماعت پر تادیر انکا سایہ قائم رکھے۔ **آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔**

اسیر تاج الشریعہ
محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی
جامعۃ الرضا بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ-حیات وخدمات

از : خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی

نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلطان الفقہاء، اکمل الفضلاء، فخر المحدثین، سراج المفسرین، فقیہ اعظم، فاتح عرب وعجم، شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ، شیخ طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، سیدنا وسندنا ، استاذ نا الکریم حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی جانشین مفتی اعظم ہند بریلی شریف، جماعت اہل سنت کے ممتاز ترین صاحب علم وبصیرت، باقیات صالحات میں سے ایک ہیں۔ ذکاوت طبع اور قوت اتقان، وسعت مطالعہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ درس وتدریس، فقہ وافتا، قراءت وتجوید، منطق وفلسفہ، ریاضی، علم جفر وتکسیر اور علم ہیئت وتوقیت میں یدطولیٰ رکھتے ہیں مسلسل بیالیس سالوں سے آپ مسند افتا پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ ایک اچھے انشا پرداز اور صاحب اسلوب، کہنہ مشق، سہ لسانی ادیب ہیں۔ آپ کی نثری خدمات متعدد کتابوں پر مشتمل ہیں ان میں مذہبی مسائل اور فتاوی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ فنی موضوعات میں علمی زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود کہیں ثقالت پیدا نہیں ہوتی، آپ ہر موضوع پر ادیبانہ اسلوب اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں سلاست وروانی، ایجاز واختصار، تشبیہات واستعارات، فصاحت وبلاغت پائی جاتی ہے۔ آپ کی تحریریں تقدیسی اردو ادب کے لئے قیمتی خزانے ہیں۔ جس میں بیان کے جوش وزور، شوکت وجلال اور ندرت خیال کے نگار خانے آراستہ ہیں۔ آپ کو شعر وشاعری سے بھی خاص دل چسپی ہے۔ آپ قادر الکلام فطری شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام سفینہ بخشش کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ جہاں آپ کے نثری شہ پارے ادبی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہیں آپ کی شاعری بھی آپ کی قادر الکلامی پر شاہد عدل ہے۔ ذیل میں آپ کی حیات وخدمات کا مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت

آپ کی ولادت کاشانہ رضا محلہ سوداگران بریلی میں ۱۴؍ذی قعدہ/ ۱۳۶۱ھ/ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔[۱] پاسپورٹ کے مطابق ولادت کی شمسی تاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء ہے۔ اس لحاظ سے تاریخ قمری ۲۵؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ بروز پیر ہے[۲]

بعض صاحبان نے آپ کی تاریخ ولادت ۲۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء اور ۲۶؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ/ ۲؍فروری ۱۹۴۳ء اور ۲۵؍صفر ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء لکھا ہے۔ مؤخر الذکر تاریخ ولادت، صاحب تذکرہ کی کتاب ''الصحابۃ نجوم الاھتداء'' اور ''حقیقۃ البریلویہ'' کے تعریف بالمؤلف میں بایں الفاظ مذکور ہے۔ **ولد الشیخ الامام اختر رضا خاں الحنفی القادری الازھری یوم الخامس والعشرین (۲۵) من شھر صفر لعام ۱۳۶۱ھ الموافق ۱۹۴۲ء بمدینۃ بریلی فی شمال الھند**۔[۳]

صحیح تاریخ ولادت ۱۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۲ء ہی ہے۔

نام ونسب

آپ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند ہیں، دستور خاندان کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا۔ چونکہ والد ماجد کا نام محمد ابراہیم رضا ہے اس نسبت سے آپ کا نام اسمٰعیل رضا تجویز ہوا، عرفی نام اختر رضا ہے اور اسی نام سے مشہور ہیں۔ اختر تخلص ہے قادری مشرباً اور ازہری علماً نام کے آگے تحریر کرتے ہیں، آپ افغانی النسل ہیں۔ شجرۂ پدری و مادری سے نجیب الطرفین بڑھیچی افغانی پٹھان ہیں۔ شجرۂ پدری تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بن مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمۃ ابن حجۃ الاسلام محمد حامد رضا علیہ الرحمۃ ابن امام اہل سنت اعلی حضرت مفتی محمد احمد رضا علیہ الرحمۃ ابن خاتم المتکلمین مفتی محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الخ۔ شجرۂ مادری تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ابن نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم بنت مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفی رضا علیہ الرحمۃ ابن اعلی حضرت مولانا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الخ۔[۴] محمد نام پر آپ کا عقیقہ ہوا، والدین اور نانی و نانا جان کے سایۂ

عاطفت میں پرورش ہوئی، حضور تاج الشریعہ کی کتاب زندگی ایسے ماحول میں اور ایسی تہذیب وتمدن میں کھلی جو چوطرفہ خالص اسلامی شرعی تھا۔ دادیہال ونانیہال دونوں خانوادہ ہی میں ہے اور حسن اتفاق کہ سسرال بھی خاندان ہی میں رہی، اس لیے حضرت کی نگاہ نے ہر وقت وہ ماحول دیکھا جو کہ دائرہ شرع میں پروان چڑھتا ہے۔ اس کا اثر حضرت کی ذات وشخصیت نے خوب قبول کیا اور خود کو شریعت اسلامی کے اندر ڈھال لیا اور زبردست مبلغ اسلام بن کرابھرے۔

تعلیم وتربیت

والد ماجد نے روحانی وجسمانی، ظاہری وباطنی ہر طرح کی تربیت فرمائی اور شاندار تربیت کا انتظام فرمایا، بڑے ناز ونعم سے پالا اور تمام ضرورتوں کو پورا فرمایا، جب آپ ۴رسال، ۴رماہ ۴ردن کے ہوئے تو والد ماجد نے تسمیہ خوانی کا اہتمام کیا۔ دارالعلوم منظر اسلام کے طلبہ ومدرسین کی دعوت فرمائی، عزیز واقارب ومعززین شہر کو بھی مدعو فرمایا۔ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا علیہ الرحمہ نے اپنے خسر محترم وچچا جان جانشین اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا کہ ''اختر میاں'' کی تسمیہ خوانی کی تقریب ہے حضور شرکت فرمائیں اور تسمیہ خوانی بھی کروائیں چنانچہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تسمیہ خوانی کروائی۔

آپ نے والدہ ماجدہ سے ناظرہ کیا اور ابتدائی کتب خود والد نے پڑھائیں۔ اس کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ کرادیا۔ محنت ولگن کے ساتھ مروجہ درس نظامی کی تکمیل یہیں کی، آپ کو شروع ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا، اس سلسلے میں تین ہم عصر قدآور شخصیتوں کے تاثرات ''مارہرہ سے بریلی تک'' سے نقل کرتے ہیں۔ امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم چرہ محمد پور، فیض آباد فرماتے ہیں:

''حضور ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا مطالعہ کے بے حد شوقین حتیٰ کہ کبھی کبھار مسجد میں آتے تو دیکھتا کہ راستہ چلتے جہاں موقع ملا کتاب کھول کر پڑھنے لگتے''۔

اسی طرح حضرت مفتی غلام مجتبی اشرفی قدس سرہ شیخ الحدیث منظر اسلام، بریلی فرماتے ہیں کہ:

''حضرت تاج الشریعہ کو کتابوں سے بہت شغف ہے، زمانہ طالب علمی سے ہی نئی نئی کتابیں دیکھنے، پڑھنے کا بہت زیادہ شوق حتی کہ راستہ چلتے بھی کتاب پڑھتے اور اب میں دیکھ رہا ہوں وہ شوق دن دونا رات چوگنا ہے''۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ تو ہمیشہ آپ کے مطالعہ اور قوت حافظہ کا ذکر کرتے تھے، بعض دفعہ کسی کسی واقعہ کا بھی ذکر فرماتے تھے۔[۵]

ابتدائی کتب پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلزار دبستاں اور بوستاں، جناب حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی سے پڑھیں، ۱۹۵۲ء میں فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کیے گئے، جہاں ریاضی، ہندی، سنسکرت، انگریزی وغیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے، دوران تعلیم ہی آپ کے اندر انگریزی، عربی بولنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی، فضیلۃ الشیخ مولانا محمد عبدالتواب مصری جو کہ منظر اسلام کے استاذ تھے، عربی ادب کی تعلیم دیا کرتے تھے، حضور تاج الشریعہ علی الصبح انہیں ہندی، اُردو اور انگلش کے اخبارات کو عربی میں ترجمہ کرکے سنایا کرتے تھے اور آپ ان سے بلا تکلف گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ انہیں صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے شیخ مصری نے کہا کہ انہیں جامعہ ازہر قاہرہ بغرض اعلیٰ تعلیم بھیج دیا جائے۔[۶]

چنانچہ آپ کے دادا حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے مرید خاص جناب نثار احمد حامدی، سلطان پوری نے پوری کوشش کی، والد کی خواہش اور لوگوں کے اصرار پر آپ ۱۹۶۳ء میں مشہور یونیورسٹی جامعۃ الازہر، قاہرہ مصر، زبان وادب پر مہارت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے، کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور دین کے اصول قرآن واحادیث پر ریسرچ فرمائی اور عربی ادب کو مضبوط کیا۔ مگر حضرت سے استفسار پر معلوم ہوا کہ آپ مصر جانا نہیں چاہتے تھے بلکہ مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ ہی میں رہنا چاہتے تھے، چنانچہ کبھی کبھار فرماتے:

''جو علمی وادبی فائدہ حضرت (مفتی اعظم) کے پاس رہ کر ہوا وہ مصر میں نہیں ہوا۔ وہ تین سال بھی کاش حضرت کی خدمت میں ہی گزرے ہوتے'' پھر فرماتے: ''مفتی اعظم ہند کا علم بڑا مضبوط تھا''۔

مفتی اعظم قدس سرہ کی تبحر علمی کا تذکرہ حضرت قاضی ملت مفتی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ بھی اکثر کیا کرتے

تھے۔[۷]

۸۶ ۱۳ھ/ ۱۹۶۶ء میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث کی تکمیل فرمائی اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ امتحان میں معلومات عامہ کا امتحان تقریری ہوا تھا جس میں ممتحن نے علم کلام سے متعلق سوال کیا اس میں آپ کے ہم سبق طلبہ جواب نہ دے سکے، ممتحن نے سوال دوہرا کر آپ کی طرف دیکھا اور جواب طلب کیا پھر آپ نے اس کا شاندار جواب دیا، ممتحن صاحب نے پوچھا آپ شعبۂ تفسیر وحدیث کے متعلم ہیں پھر بھی علم کلام میں یہ گہرائی ہے؟ تب حضور تاج الشریعہ نے جواب دیا میں نے ''دار العلوم منظر اسلام'' میں علم کلام پڑھا ہے۔ آپ کے علمی جواب سے وہ بہت متاثر ہوئے اور آپ کو ہم سبق طلبہ میں سب سے زیادہ نمبر دیے۔ رزلٹ کے بعد آپ کو اول نمبر پر آنے کی وجہ سے مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبد الناصر صاحب نے بطور تمغہ ایوارڈ دیا اور بی۔اے۔ کی سند عطا کی۔[۸]

حضور تاج الشریعہ نے جب جامعہ ازہر قاہرہ میں اعلیٰ درجہ میں کامیابی حاصل کی اور جب اس کی اطلاع گھر والوں کو ملی تو ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت نے ''کوائف آستانہ رضویہ'' کے تحت لکھا ہے:

''نبیرۂ اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دل بند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے عربی میں بی۔اے۔ کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی، حضور تاج الشریعہ نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے جانشین کہے جائیں۔ اللھم زد فزد''۔[۹] حضور تاج الشریعہ وہ کی جامعہ ازہر سے ۱۹۶۶ء میں فراغت ہو گئی تو وہاں سے ایوارڈ اور سند الفراغت جس کا اندراج نمبر ۱۲۰۷ ہے، لے کر انڈیا واپس ہوئے۔ چونکہ پہلے جامعہ ازہر جانا بڑا مشکل امر تھا اور جانے کے بعد مسلسل قیام انتہائی کورس تک رہتا تھا پہلے اہل خانہ واحباب سے ملاقات کی بآسانی کوئی سبیل نہیں رہتی تھی اس لیے جب آپ کے ہندوستان آمد کی خبر اہل خانہ اور احباب کو ملی تو خوشیوں کا سمندر امنڈ آیا۔ جناب امید رضوی بریلوی کی تحریر میں ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' کی عبارت ملاحظہ کیجیے:

"گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستان اعلیٰ حضرت کے گل خوش رنگ جناب علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۷ رنومبر ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔ بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین واہل خاندان علمائے کرام وطلبائے دار العلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے حضرت مفتی اعظم (مصطفی رضا) مدظلہ کی سرپرستی میں شاندار استقبال کیا۔ اور صاحبزادہ موصوف کو خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور عقیدت کا اظہار کیا۔ ادارہ حضرت علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو کامیاب واپسی پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ان کے آبائے کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا، صحیح وارث وجانشین بنائے، ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد"۔[۱۰]

استقبالیہ جماعت میں معززین شہر کے علاوہ بیرونجات بالخصوص کانپور وغیرہ کے افراد کثرت سے تھے، انہیں میں حضور مفتی اعظم ہند کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی صاحب بھی تھے، وہ کہتے ہیں کہ:

"آپ (تاج الشریعہ) سے ملنے کے لیے حضرت بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی، آپ اترے تو سب سے پہلے حضرت (مفتی اعظم ہند) نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں، اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے، بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب (آزاد خیالی، وضع قطع میں تبدیلی، لباس صلاح سے دوری) کا کچھ اثر نہیں ہوا، ماشاء اللہ!"۔[۱۱]

دوران تعلیم صدمہ

حضور تاج الشریعہ کے والد محترم مفسر اعظم حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ زبردست عالم وفاضل اور عالم باعمل تھے۔ اولاد اور تلامذہ کی تربیت کا خیال ہر وقت رکھتے، جیلانی میاں اولاد کی مزاج کے مطابق جس میں جس

فن سے دلچسپی نظر آئی اسے اسی میں پروان چڑھانے میں کوشاں رہے، آپ کی دینی تعلیم وشغف سے بے حد متاثر تھے۔لہذا آپ کی تربیت بھی اسی انداز میں فرمائی بچپن ہی سے وعظ وتقریر کی تربیت دی اور جھجک توڑنے کے لیے آپ کو بلا کر فرمایا کہ سنو! کل سے طلبائے منظر اسلام کو"سیف الجبار" سنایا کرو گے آپ نے عرض کیا کہ ابا حضور ابھی تو میری اُردو بھی ٹھیک نہیں ہے، فرمایا سب ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔آپ نے دوسرے دن ہم درس طلبہ کو جمع کیا اور"سیف الجبار" کا درس شروع کر دیا۔حضور مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے اس انداز تربیت میں کئی مقاصد پنہاں تھے۔ایک تو یہ کہ اُردو خوانی بہتر ہو جائے گی، مطالعہ کا ذوق بڑھیگا، جس لفظ کو سمجھ نہیں پائے گا پوچھنے کا ذوق پیدا ہوگا، عقائد حقہ کی خوب جانکاری ہوگی اور عقیدہ میں پختگی پیدا ہوگی اس لیے"سیف الجبار" کا انتخاب کیا، تقریر وخطابت میں تکلف اور جھجک ختم ہو جائے گی، مافی الضمیر ادا کرنے کی اسی وقت سے کماحقہ قوت پیدا ہو جائیگی۔[۱۲]اسی طرح ہر موڑ پر والد ماجد نے حضور تاج الشریعہ کی رہنمائی کی، والد کی خواہش پر ہی"منظر اسلام" سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر مصر بغرض تعلیم گئے، مگر ہائے افسوس کسے معلوم تھا کہ اس دوران والد ماجد، مشفق ومربی، استاذ وشیخ بچھڑ جائیں گے، دوران تعلیم قیام جامعہ ازہر مصر حضور تاج الشریعہ کے والد مفسر اعظم ہند جیلانی میاں بعمر ساٹھ سال ۱۱/صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/ ۱۲/ جون ۱۹۶۵ء انتقال فرما گئے۔انتقال کی خبر پہنچتے ہی آپ کے قلب ودماغ پر گہرا صدمہ پہونچا۔آپ کے کلاس فلو مولانا محمد شمیم اشرف ازہری (ساؤتھ افریقہ) نے آپ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کو تعزیتی مکتوب لکھا اور آپ کی کیفیت تحریر کی۔حضور تاج الشریعہ نے بھی اپنے برادر اکبر کے نام طویل خط تحریر کیا اور والد صاحب کے انتقال کی تفصیلات معلوم کیں۔اور ۱۲/اشعار پر تعزیتی نظم ارسال کیا۔تین شعر ملاحظہ کیجیے۔

کس کے غم میں ہائے تڑپا تا ہے دل — اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا — ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل
اپنے اختر پر عنایت کیجیے — میرے مولیٰ کس کو بہکاتا ہے دل

[۱۳]

اور نو اشعار پر مشتمل ایک اور منقبت لکھی تین شعر حاضر ہے۔

ہم کو بن دیکھے تمہیں اب کیسے چین آئے حضور — تم شکیب اقربا تھے شاہ جیلانی میاں

صبر وتسلیم ورضا کی اب ہمیں توفیق دے — تیرے بندے اے خدا تھے شاہ جیلانی میاں
شور کیسا ہے یہ برپا غور سے اختر سنو — پرتوِ احمد رضا تھے شاہ جیلانی میاں

[۱۴]

لیکن حضور تاج الشریعہ کے پائے ثبات نہ ڈگمگائے اور صبر کے ساتھ حصول تعلیم میں منہمک رہے، اور تعلیم پوری کرنے کے بعد انڈیا واپس آئے۔ یہ سب اکابر اسلام کی تربیت کا اثر تھا۔

اساتذۂ کرام

حضور تاج الشریعہ نے جن اساتذہ کرام سے اکتساب علم کیا اور تاج الشریعہ، مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ جیسے معلیٰ القاب سے ملقب ہوئے وہ آفتاب علم وفضل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خاں نوری علیہ الرحمہ، بانی دار العلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔
۲- حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ، مہتمم دار العلوم منظر اسلام، مفسر اعظم ہند، بریلی۔
۳- حضرت مفتی محمد افضل حسین مونگیری ثم پاکستانی، شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام، بریلی۔
۴- حضرت والدہ ماجدہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم، مبلغہ اسلام، بریلی۔
۵- حضرت مولانا حافظ محمد انعام اللہ خاں تسنیم حامدی، بریلی۔
۶- حضرت مولانا شیخ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر، جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر۔
۷- حضرت مولانا شیخ عبد الغفار، استاذ الحدیث جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر۔
۸- صدر العلماء حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں، صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی۔
۹- حضرت مولانا محمد احمد جہانگیر خاں اعظمی، استاذ ومفتی دار العلوم منظر اسلام، بریلی۔

حضور تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا اساتذہ کی فہرست ناقص ہے۔ اس میں ان تمام اساتذہ کا ذکر نہیں ہے جو دار العلوم منظر اسلام میں استاذ اور جامعہ ازہر مصر میں حضرت کے استاذ رہے اور اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے شعبہ عصریات کے ٹیچرس استاذ رہے۔ ہاں یہ ان کی فہرست ضرور کہی جا سکتی ہے۔ جن سے حضرت نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

درس وتدریس

جب آپ جامعۃ الازہر مصر سے تشریف لائے تو منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے یعنی آپ نے ۱۹۶۷ء سے تدریس کا باضابطہ آغاز کیا۔ مسلسل جد وجہد، محنت اور لگن سے پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۷۸ء میں آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ منظر اسلام کا دار الافتاء بھی آپ کے سپرد ہو گیا تقریباً ۱۹۸۰ء میں آپ کثیر مصروفیات کی وجہ سے منظر اسلام سے علاحدہ ہو گئے کہ یہ وہ دور ہے جس میں سرکار مفتی اعظم بیمار چل رہے تھے اس وجہ سے تبلیغی دورے وغیرہ بھی در پیش ہو گئے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی مصروفیت اور بڑھ گئی۔ فتاوی نویسی میں آپ مرجع ٹھہرے اس وجہ سے آپ نے مرکزی دار الافتا قائم فرمایا جو ہنوز بحسن وخوبی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر آپ نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تعریب وترجمہ کا کام متاثر نہ ہونے دیا۔ ہنوز آپ کا درس جاری ہے۔ اور فتاوی نویسی کے علاوہ تصنیفی کام بھی شباب پر ہے۔[۱۵]

ملک و بیرون ملک دورے کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہونے کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ منقطع رہا، خطابت اور نصیحت اور تبلیغی اسفار کے سلسلے رہے، افتا نویسی کا سلسلہ چلتا رہا ہے مگر چند سال بعد دولت کدہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ جس میں دار العلوم مظہر اسلام، دار العلوم منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور دور دراز کے علما و مشائخ کثرت سے شریک ہوتے رہے۔ مرکزی دار الافتا میں تربیت افتا لینے والے طلبہ کو بخاری، مسلم شریف، عقود رسم المفتی، الاشباہ والنظائر، فواتح الرحموت، شامی، بدائع الصنائع، اجلی الاعلام، وغیرہ کتب کا درس دیتے ہیں۔ تدریب الافتا (مشق افتا) کے مسائل کی اصلاح کرتے ہیں۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ کی بعض کتابوں کا درس بھی آپ کے ذمہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملک و بیرون ملک کے بے شمار مدارس میں آپ نے ختم بخاری کا درس دیا ہے۔ افتتاح تعلیم میں کسی کتاب یا بخاری شریف کی ابتدائی حدیث کا درس دیا کرتے ہیں، دار العلوم امجدیہ کراچی میں ۱۴۰۹ھ کو بخاری شریف کا درس دے کر افتتاح کیا۔ جامعہ اسلامیہ گنج قدیم رامپور میں ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا، جامعۃ الرضا، بریلی میں ہر سال افتتاح تعلیم کے موقع سے بیضاوی شریف، بخاری شریف اور طحاوی شریف

کا درس دے کر جامعہ کا تعلیمی افتتاح کرتے ہیں۔ نیز ختم بخاری بھی کراتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کا سلسلۂ درس آج تک جاری ہے۔ حضرت کا درس بے شمار برکات لیے ہوئے رہتا ہے۔ انداز تفہیم عمدہ، زبان سلیس، فصاحت و بلاغت کی آمیزش غرض ہر حیثیت سے خوب رہتا ہے۔ قاری کا ذہن بوجھل نہیں ہوتا، متعلمین کے اندر یہ جذبہ انگڑائی لیتا رہتا ہے کہ کاش درس اور طویل ہوجاتا۔

حضور تاج الشریعہ نے ۱۹۶۷ء سے درس کا آغاز کیا۔ پہلے دار العلوم منظر اسلام میں بحیثیت استاذ مقرر ہوئے پھر صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر کاشانہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ مرکزی دار الافتا کی تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبہ کو درس دیا۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ اور تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو بھی درس دے رہے تھے۔ انٹرنیٹ پر بخاری شریف اور قصیدہ بردہ کا درس دیتے تھے۔ اب طبیعت علیل ہونے کے سبب باضابطہ درس کا سلسلہ موقوف ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اہم تلامذہ کے اسماء ذکر کیے جاتے مگر اختصار کے پیش نظر انہیں ترک کیا جاتا ہے۔ البتہ یوں سمجھیں کہ ۱۹۶۷ء سے دار العلوم منظر اسلام کے عہدۂ صدارت سے سبکدوشی تک کے متعدد جماعتوں کے طلبا حضرت کے تلامذہ میں ہیں۔ جن کا ریکارڈ دار العلوم منظر اسلام میں ہے۔ مرکزی دار الافتا بریلی شریف میں تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبا کی لمبی فہرست ہے جنھوں نے حضور تاج الشریعہ سے درس لیا ہے۔

۱۹۸۲ء سے حضور تاج الشریعہ نے درس قرآن اور درس احادیث کا سلسلہ جاری کیا جس میں ہندو بیرون ہند کے معززین، اسکالرس، علما، مشائخ، ائمہ مساجد، متعدد خانقاہوں کے سجادگان نے شرکت کی اور حضرت سے استفادہ کیا۔ ۲۰۰۴ء سے لیکر ہنوز مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں منتہی طلبہ اور تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبہ کو درس دیتے ہیں۔

افتا نویسی

حضور تاج الشریعہ کے خاندان میں فتاویٰ نویسی کی بنیاد مجاہد جنگ آزادی امام العلما مولانا رضا علی علیہ الرحمہ نے ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں رکھی۔ اس عہدہ افتا پر فائز ہونے والے خانوادۂ رضا کے مندرجہ ذیل افراد دار البقا کوچ کر چکے ہیں جو سلسلہ وار ہیں۔ قطب بریلی امام العلما رضا علی علیہ الرحمہ کے بعد علامہ

نقی علی خاں، امام احمد رضا خاں، حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خاں، مولانا محمد مصطفی رضا خاں معروف بہ مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ، ان حضرات کے بعد حضور تاج الشریعہ اس عہدہ پر ہیں ۔ بلکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاس استفتے کی بھر مار رہتی تھی، کئی کئی مفتیان کرام آپ کے پاس افتا نویسی پر مامور رہا کرتے تھے۔حضور مفتی اعظم ہند نے از خود حضرت تاج الشریعہ سے کہا کہ ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس (فتاوی نویسی کے) کام کو انجام دو۔ میں (دار الافتا) تمہارے سپرد کرتا ہوں، پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں ۔اسی دوران سے لوگوں کا رجحان آپ کی طرف زیادہ ہو گیا۔اور آپ گونا گوں کاموں میں ہنوز مصروف ہیں''۔[۱۶]

حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر سے لوٹ آئے تو درس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز کیا۔ چنانچہ ۱۹۶۶ء ہی میں ایک استفتا کا شاندار جواب لکھا۔ یہ استفتا مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا۔ طلاق، نکاح، میراث پر مشتمل تھا۔ جواب لکھنے کے بعد حضرت نے پہلے بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری صاحب کو دکھایا انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور کہا کہ مولانا اسے اپنے نانا جان مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا صاحب کو دکھائیے۔ حضرت نے اسے اپنے شیخ و استاذ، نانا محترم کو دکھایا۔ نانا صاحب نے دلائل و براہین سے مزین فتوی کو دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا اور صدائے تحسین بلند کی۔ حوصلہ افزائی فرمائی ۔ اس کے بعد مفتی اعظم ہند کی چاہت اور توجہ ہوئی بلکہ خاندانی بزرگ مولانا حبیب رضا صاحب کہتے ہیں کہ ''کبھی کبھی ناغہ ہو جاتا تھا تو حضرت کی اہلیہ محترمہ پیرانی اماں صاحبہ علیہا الرحمہ دریافت فرماتیں کہ آج اختر میاں نہیں آئے ہیں ان سے کہو کہ روزانہ آیا کریں۔ حضرت ان کو بہت پسند فرماتے ہیں''۔[۱۷]

حضور تاج الشریعہ خود اپنی فتوی نویسی کی ابتدا کے بارے میں لکھتے ہیں: ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان

کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا''۔[۱۸]

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ۱۹۸۱ء سے لیکر مسلسل حضور تاج الشریعہ مرجع فتاویٰ ہیں۔ حضرت کا فتویٰ عالم اسلام میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت کے بے شمار فتوے مطبوعہ ہیں۔ حضرت تین زبانوں عربی، انگریزی، اُردو میں فتوے لکھتے ہیں، غالباً ہندوستان کے تنہا مفتی ہیں۔ جو تینوں زبانوں پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ حضرت نے اپنی ملکیت ونگرانی میں ایک ماہنامہ بنام ''سنی دنیا'' ۱۹۸۳ء میں جاری کیا۔ جس میں مستقل ایک کالم ''باب الاستفتا'' کے نام سے ہے۔ اس میں چار یا پانچ صفحات فتاوی کے لیے مختص ہیں۔ اس میگزین میں حضرت کے فتوی ۱۹۸۳ء سے لے کر ہنوز چھپ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت فارسی اور ہندی میں بھی جوابات رقم کرتے ہیں۔ حضرت کے پاس کئی برِّ اعظم کے بیشتر ممالک سے سوالات آتے ہیں کثرت استفتا کی وجہ سے حضرت نے اپنے مرکزی دارالافتا میں ۱۰ ر مفتیان کرام کی ٹیم مستعد کر رکھی ہے۔ جو سوالات کے جوابات لکھا کرتے ہیں۔ اور حضرت ان فتاویٰ پر تصدیق کرتے۔ اس کے علاوہ ہر جمعرات کو ''ازہری گیسٹ ہاؤس'' کے ہال میں بعد مغرب تا عشا بیٹھتے۔ جہاں شہر و بیرون شہر کے افراد کثرت سے آکر سوالات دریافت کرتے۔ حضرت ان کے زبانی جوابات دیتے۔ جمعہ کے دن بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشا شہر بریلی کے مختلف مساجد میں بھی ''سوال و جواب'' کا پروگرام جاری رہتا۔ ان مساجد میں بھی لوگ اپنی علمی تشنگی حضرت سے بجھاتے۔ ہر اتوار کو بعد نماز عشا 09:00 تا 10:30 بجے رات انٹرنیٹ پر دنیا بھر سے آئے سوالات کا جواب دیتے۔

امامت وخطابت

حضرت مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند حضور تاج الشریعہ کو ''رضا جامع مسجد'' کی امامت وخطابت دوران طالب علمی ہی سے سپرد کر دی تھی۔ چنانچہ رضا جامع مسجد میں آپ مستقل امامت وخطابت

فرائض انجام دینے لگے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے۔ بلکہ جب آپ ہمراہ ہوتے امامت کا حکم آپ ہی کے لیے ہوا کرتا۔ پھر آپ ۱۹۶۴ء میں جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے پھر امامت وتدریس دونوں فرائض انجام دینے لگے۔ جب آپ منظر اسلام کے عہدۂ صدارت سے مستعفی ہوئے تو کچھ سال تک ملوکپور متصل محلہ کنگراں کی ایک مسجد میں امامت کی، آپ کے امامت کرنے کی وجہ سے آپ ہی کی طرف منسوب کر کے اس مسجد کا نام ''ازہری مسجد'' رکھ دیا گیا ہے۔ پھر کچھ سالوں بعد ''رضا جامع مسجد'' میں ہی امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مصروفیات کی کثرت، اسفار کی زیادتی، پنج وقتہ امامت کے لیے مانع ہوگئی۔ فی الحال جب بریلی میں ہوتے ہیں ''رضا جامع مسجد'' میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں اور وقت ضرورت نصیحت آمیز کلمات ارشاد کرتے ہیں اور جمعہ کی امامت کرتے ہیں۔ شہر بریلی کی عید گاہ محلہ باقر گنج میں ہے۔ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند کے بعد عیدین کی امامت وخطابت آپ کے سپرد ہے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد سے آپ مستقل عیدین کی امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ پورا شہر حضرت تاج الشریعہ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے عید گاہ میں کشاں کشاں اکٹھا ہوجاتا ہے۔ حضرت کی تلاوت وخطبہ، مصری عربی لہجے میں ہوتا ہے۔ لحن داؤدی کی تلاوت میں حضرت اپنی مثال آپ ہیں۔ دلائل و براہین سے مزین خطاب کرتے ہیں۔ آیتیں اور احادیث درمیان خطابت خوب پڑھتے ہیں مطالب ومفاہیم بہت عمدہ بیان کرتے ہیں۔ سامعین کے ذہن پر آپ کے خطبات بوجھل نہیں ہوتے نیز سامع کا ذہن اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، بلکہ مجمع سے یہ بات گونجتی ہے کہ تھوڑی دیر اور بیان کیجیے تھوڑی دیر اور بیان کیجیے۔

خطابت کی خصوصیت

حضرت کا خطاب تین زبانوں میں ہوتا ہے۔ ہندو پاک و بنگلہ دیش میں اُردو میں، عرب ممالک میں عربی میں، یورپ میں انگلش میں، حضرت کے سیکڑوں خطبات ٹیپ ہیں۔ یوٹیوب (YouTube) پر بھی بعض خطبات لوڈ ہیں۔ حضرت کا انداز بیان سادگی اور شائستگی لیے ہوتا ہے۔ اسلوب عمدہ ہوتا ہے،

درمیان خطابت جوشیلا رنگ بھی آتا ہے جس سے مجمع بے دار اور مستعدی کے ساتھ دل کے کان سے سننے لگتا ہے۔ حضرت سب سے پہلے عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں پھر آیت شریف کی تلاوت، اس کے بعد موضوع کی مناسبت سے عربی یا انگلش یا اُردو فارسی میں اشعار پڑھتے ہیں۔ پھر اقوال ائمہ اور احادیث کریمہ اور آیات قرآنیہ کی روشنی میں تلاوت کردہ آیت مقدسہ پر حالات حاضرہ کی روشنی میں ایمان افروز بیان کرتے ہیں۔ دور حاضر کے ممتاز اسلامی اسکالر ممتاز المحدثین علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ (تاج الشریعہ) کو کئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا ہے، زبان اُردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے، ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اُردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاذ کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت اور شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے کا ہی ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت ہی محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی۔ حضرت کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے۔ اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں، اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے''۔[۱۹]

حضرت کی بعض تقریریں کتابی شکل میں بھی آچکی ہیں۔ حضرت کی خطابت دانشوران قوم وملت ہی کیا اغیار میں بھی پڑھا لکھا طبقہ بہت پسند کرتا ہے اور محظوظ ہوتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی مجلسی گفتگو بھی بڑی دل نشیں اور اثر پذیر ہوتی ہے۔ وعظ ونصائح کی مجلس روز وشب سجی رہتی ہے۔ خلق خدا کثرت سے رجوع کرتی ہے اور شاد کام ہوتی ہے۔ ہزاروں مسائل شرعیہ، مسائل اعتقادیہ، مسائل سماجیہ کا حل کرتے ہیں۔ عوام الناس کیا خواص بھی آپ کی گفتگو سننے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اور نصیحت آمیز کلمات سن کر

اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

حضرت اور علوم وفنون کی مہارت:

حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت رکھتے ہیں: (۱) علوم قرآن۔ (۲) اصول تفسیر۔ (۳) علم حدیث۔ (۴) اصول حدیث۔ (۵) اسماء الرجال۔ (۶) فقہ حنفی۔ (۷) فقہ مذاہب اربعہ۔ (۸) اصول فقہ۔ (۹) علم کلام۔ (۱۰) علم صرف۔ (۱۱) علم نحو۔ (۱۲) علم معانی۔ (۱۳) علم بدیع۔ (۱۴) علم بیان۔ (۱۵) علم منطق۔ (۱۶) علم فلسفہ قدیم وجدید۔ (۱۷) علم مناظرہ۔ (۱۸) علم الحساب۔ (۱۹) علم ہندسہ۔ (۲۰) علم ہیئت۔ (۲۱) علم تاریخ۔ (۲۲) علم مربعات۔ (۲۳) علم عروض وقوافی۔ (۲۴) علم تکسیر۔ (۲۵) علم جفر۔ (۲۶) علم فرائض۔ (۲۷) علم توقیت۔ (۲۸) علم تقویم۔ (۲۹) علم تجوید وقراءت۔ (۳۰) علم ادب (نظم ونثر عربی، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر انگریزی، نثر ہندی، نظم ونثر اُردو)۔ (۳۱) علم زیجات۔ (۳۲) علم خطاطی۔ (۳۳) علم جبر ومقابلہ۔ (۳۴) علم تصوف۔ (۳۵) علم سلوک۔ (۳۶) علم اخلاق۔

حضرت قرآت عشرہ کے ماہر ہیں۔ تلاوت قرآن مصری لہجے میں لاجواب کرتے ہیں۔ اور کئی زبانوں پر مہارت رکھتے ہیں۔ عربی، فارسی، انگریزی، اُردو میں توآپ کے ادبی شہ پارے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندی، سنسکرت، میمنی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، بنگالی، تیلگو، کنڑا، ملیالم، بھوجپوری بولتے اور سمجھتے ہیں۔ حضرت اسلام کی ترویج واشاعت اور بدعات ومنکرات میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ جس موضوع اور مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں بے تکلف لکھتے چلے جاتے ہیں۔ جس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہیں دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ امام احمد رضا کانفرنس بریلی ۱۴۲۵ھ میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ ”علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتوی کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔ آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالجات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے“۔[۲۰]

حضرت کی فن خطاطی کے بابت مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں کہ:

''حضرت تاج الشریعہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے ہیں اس لیے آپ کے مکاتیب، مضامین و مقالات اور فتاوی حسن تحریر کے لحاظ سے بے مثال ہیں ان تحریرات کو دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔علم وفضل کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بہت کم علماو مفتیان عظام میں پائی جاتی ہے۔حضرت کا طرز خطاطی عہد و زمان کے اعتبار سے بدلتا رہا ہے۔مگر ہر زمانہ کی تحریریں اپنے آپ میں اعلی نمونہ اور بے مثال خطاطی کی آئینہ دار ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی لڑیاں بکھری ہوئی ہیں۔درحقیقت حسن تحریر سے خود شخصیت کا وہ جمال مخفی بے حجاب ہو جاتا ہے جس تک رسائی بہت مشکل ہے، حضرت کے مکاتیب کے حسن ظاہری سے حسن معنوی آشکار ہوتا ہے۔راقم السطور کے پاس حضرت کی تحریرات عہد بعہد موجود ہیں۔زمانہ طالب علمی، بعد فراغت عہد درس وتدریس، عہد دار الافتا، عہد جانشینی، زمانہ شباب، اور موجودہ وقت کی تحریرات موجود ہیں۔اس سے حسن تحریر اور فن خطاطی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔اور حضرت کی ایک خصوصیت ہے کہ فل اسکیپ کے کاغذ پر بغیر کچھ نیچے رکھے لکھتے جاتے ہیں۔اور مجال ہے کہ کوئی لائن ذرا سی بھی ٹیڑھی ہو جائے''۔[۲۱]

نیز حضرت کی عبور لسانیات سے متعلق وہ لکھتے ہیں:

''تاج الشریعہ کو اللہ تعالی نے کئی زبانوں پر مکمل دسترس عطا فرمائی ہے۔عربی، فارسی، اور اُردو میں جہاں بہترین ادیب نظر آتے ہیں تو وہیں دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں معمولی ہندی اور انگریزی پڑھی تھی۔مگر خداداد ذہانت وفطانت کی وجہ سے آپ نے انگریزی میں بھی کمال حاصل کیا۔ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، ہرارے ،ماریشش، جرمن، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنس میں انگریزی ہی میں خطاب کرتے ہیں۔انگریزی میں آپ نے سیکڑوں فتاوی تحریر فرمائے ہیں۔حضرت نے انگریزی میں سب سے پہلا فتوی ۷ر محرم الحرام ۱۴۱۲ھ ۲۰ر جولائی ۱۹۹۱ء میں الحاج ہارون تار رضوی (لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ) کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا جو دار الاسلام اور دار الحرب میں مسلم و ذمی کافر سے متعلق ہے۔انگریزی فتوے کے دو مجموعے ڈربن (ساؤتھ) سے شائع ہو چکے ہیں۔نائب انکم ٹیکس کمشنر جناب ظہور افسر خاں رضوی بریلوی (حال مقیم اجمیر) سے ابتدا مشورہ فرماتے تھے۔مگر

موصوف کا یہ تاثر تھا کہ ''حضرت جن انگریزی الفاظ اور جملوں کا استعمال کرتے ہیں وہ لغات کے اعتبار سے بالکل درست ہوتے ہیں۔اس طرح کی سلاست وروانی بھری تحریریں مجھے بہت کم دیکھنے کو ملیں''۔ انگریزی کے علاوہ آپ کو میمنی گجراتی، مراٹھی پنجابی، بنگالی اور بھوجپوری وغیرہ زبانوں میں بھی صلاحیت حاصل ہے، آپ بخوبی ان علاقائی زبانوں کو سمجھتے اور حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ان زبانوں کو سیکھنے کے لیے کبھی بھی آپ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے ادب طے نہیں کیا۔ یہ خداداد صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ورثہ میں عطا فرمائی ہیں''۔[۲۲]

عائلی زندگی

حضرت کا عقد مسنون تعلیم وتربیت اور ارادت وسلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد اور جامعہ ازہر مصر سے واپسی پر تقریباً دو سال تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد خانوادہ ہی میں علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ عرف اچھی بی سے شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ ۳ر نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوا۔حضرت کی اہلیہ حسن کردار، تقوی وطہارت، مہمان نوازی، غربا پروری، انصاف ودیانت، سخاوت و پابندی شریعت میں انوکھی شان رکھتی ہیں۔حلقۂ ارادت میں پیرانی ماں سے مشہور ومعروف ہیں۔مصروفیت کے باوجود کتابوں کے مطالعہ کی عادی ہیں۔حضرت پیرانی امی متعنا اللہ بطول حیاتھا نیک سیرت خاتون ہیں فی زماننا رابعۂ عصر ہیں۔

ڈاکٹر شوکت صدیقی آپ کی اہلیہ کی بابت لکھتے ہیں:

''حضرت حسنین رضا خاں کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ سے منسوب ہوئیں۔عربی وفارسی کی تعلیم گھر ہی پر والد ماجد سے حاصل کی۔ صوم وصلوۃ کی سختی سے پابند، نہایت ہی خوش اخلاق، انتہائی مہمان نواز، نہایت ہی متین وسنجیدہ ہیں۔سارے گھر کا نظم وضبط، ماہنامہ سنی دنیا کی اشاعت کی فکر، مرکزی دارالافتا کے مفتیان کا خیال، الرضا مرکزی دارالاشاعت سے کتابوں کی اشاعت اور آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی کی سرگرمیوں کے لیے مالی تعاون کرتی ہیں۔بڑی معاملہ فہم اور زیرک ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کے گھر کے

لیے آپ کا انتخاب فرمایا جس کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ کو بڑی آسانیاں ہیں“۔[۲۳]

آپ فقہی مسائل سے واقف اور دین حنفیہ کی شاندار مبلغہ ہیں۔ اُردو نثر میں شاندار مضامین تحریر کرتی ہیں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی اور ماہنامہ سنی دنیا، بریلی میں چند مضامین شائع بھی ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت کو پانچ صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔آپ نے سبھی کی بہترین دینی تربیت کی اور تعلیم سے آراستہ کیا۔اور سبھی کی شادیاں بھی کر دیں۔آپ کی صاحبزادیاں مندرجہ ذیل حضرات سے منسوب ہیں اور ماشاء اللہ سبھی صاحب اولاد ہیں۔

۱- آسیہ فاطمہ: عالی جناب انجینئر محمد برھان رضا صاحب بیسلپوری سے منسوب ہیں، ایک صاحبزادہ محمد علوان رضا اور ایک صاحبزادی حنا فاطمہ ہیں۔ فی الحال دہلی میں مقیم ہیں۔

۲- سعدیہ فاطمہ: عالی جناب الحاج محمد منسوب رضا خاں، بہیڑی کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادی لجین فاطمہ اور ایک صاحبزادہ محمد منہال رضا ہیں۔ بہیڑی ضلع بریلی میں اقامت پذیر ہیں۔

۳- قدسیہ فاطمہ: حضرت مولانا محمد شعیب رضا قادری، نجیب آباد بجنور کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادے محمد حمزہ خبیب اور ایک صاحبزادی نوار فاطمہ ہیں۔ایک صاحبزادہ کا بعد پیدائش انتقال ہو گیا۔ بریلی میں مقیم ہیں۔

۴:- عطیہ فاطمہ: حضرت مولانا محمد سلمان رضا خاں، کانکرٹولہ بریلی سے منسوب ہوئیں۔ دو صاحبزادے محمد سفیان رضا اور محمد شاذان رضا اور محمد ملحان رضا ہیں۔ایک صاحبزادہ کا ولادت کے کچھ ماہ بعد انتقال ہو گیا۔ بریلی اور رائے پور میں اقامت رکھتے ہیں۔

۵:- ساریہ فاطمہ: عالی جناب محمد فرحان رضا، خواجہ قطب، بریلی کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادہ نہان رضا اور ایک صاحبزادی فلذہ فاطمہ ہیں۔ بریلی میں اقامت پذیر ہیں اور بحیثیت ملازم جدہ سعودی عرب میں ہیں۔

مولانا محمد عسجد رضا صاحب:

آپ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔شہزادے بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور بہت سے دینی امور میں سرگرم رہتے ہیں۔لہذا مولانا کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد عسجد رضا کی ولادت ۱۴؍شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی میں ہوئی۔ حضور تاج الشریعہ کے یہاں پہلی ولادت تھی، خاندان والوں بالخصوص مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن نومولود کے منہ میں ڈالا اور اسی موقع پر نومولود کے منہ میں انگلی داخل کر کے داخل سلسلہ بھی کر لیا۔ اس نومولود کا نام ''محمد'' رکھا گیا۔ اور پکارنے کے لیے ''منور رضا محامد'' تجویز ہوا۔ اور عرفیت محمد عسجد رضا قرار پائی اسی عرفیت سے مولانا عسجد رضا صاحب معروف ہوئے۔ والدین کے زیر سایہ تربیت پائی۔ محمد نام پر شاندار عقیقہ ہوا جب آپ ۴؍سال ۴؍ماہ ۴؍دن کے ہوئے تو تسمیہ خوانی کا شاندار اہتمام ہوا۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے تسمیہ پڑھائی۔ اور عالم بننے کی اور دین اسلام کے خادم بننے کی دعا کی۔ ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ اور والد ماجد سے لی۔ شعور بالغ ہونے کے بعد اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کیے گئے عصریات کی تعلیم انٹر تک وہاں مکمل کی اور دینیات کی تعلیم جامعہ نوریہ، بریلی اور مرکزی دار الافتا، بریلی سے مکمل کی۔ دینیات کی ابتدائی اکثر کتابیں مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی اور حضرت مولانا نظام الدین صاحب سے پڑھیں۔ متوسطات کی تحصیل حضرت مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور جامعہ نوریہ، بریلی کے اساتذہ سے کی اور اعلیٰ کتابیں صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ اور والد ماجد سے پڑھیں۔ آپ نے دینیات کی زیادہ تر کتابیں اپنے ماموں حضرت صدر العلما کے پاس پڑھیں اور بخاری شریف، طحاوی شریف، مسلم شریف، الاشباہ والنظائر، مقامات حریری، اجلی الاعلام، عقود رسم المفتی، فواتح الرحموت، توقیت وغیرہ کتب والد سے پڑھیں۔ ۲۰۰۱ء میں بموقع عرس رضوی جامعۃ الرضا، بریلی کے صحن میں حضرت ممتاز الفقہاء، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ نے ختم بخاری کرائی۔ اور بے شمار علما و مشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سر پر باندھی گئی۔

۲۰۰۳ء میں شہزادۂ تاج الشریعہ نے رضاعت سے متعلق فتوی لکھا: جس پر استاذ الفقہا حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ اور مفتی ناظم علی بارہ بنکوی، مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور والد ماجد تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ العالی اور راقم السطور محمد یونس رضا نے تصدیق کی اور حضرت نے اس موقع سے مٹھائی منگوا کر حاضرین میں تقسیم بھی کروائی۔

غالباً ۲۰۰۶ء میں بموقع عرس رضوی امام احمد رضا کانفرنس، جامعۃ الرضا، بریلی میں حضرت نے

سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا کی اور اپنا جانشین نامزد کیا۔ ۲۰۱۳ء میں حضرت نے وہ تمام اجازتیں بھی تفویض کردیں جو انہیں اپنے مشائخ بالخصوص مفتی اعظم ہند سے ملی تھیں۔ ۲۰۰۷ء میں مولانا نے والد ماجد کی موجودگی میں مشکوۃ شریف کا جامعۃ الرضا میں تقریباً سوا گھنٹے درس دیا جس کی والد ماجد نے تحسین فرمائی اور حاضرین سے مبارکبادی وصول کی۔

مولانا کا عقد مسنون: مولانا عسجد رضا صاحب کا عقد امین شریعت مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ، مفتی اعظم ایم پی کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے ۲ر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ/ ۱۷ر فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار ہوا۔ ماشاء اللہ اس وقت آپ کے دو صاحبزادے محمد حسام احمد رضا اور محمد ھمام احمد رضا اور ۴ر صاحبزادیاں اریج فاطمہ، آمر فاطمہ، جویریہ فاطمہ، مزینہ فاطمہ ہیں۔

مولانا بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ساری روحانی امانتیں تفویض کیں۔ حضرت امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا صاحب، امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، جانشین فاتح بلگرام رئیس الاتقیاء مولانا سید اویس مصطفی واسطی قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بلگرام ہردوئی نے بھی اجازت وخلافت، اوراد و وظائف اور اعمال واشغال میں مجاز وماذون کیا۔ فی الحال آپ مندرجہ ذیل عہدوں پر فائز رہ کر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۱:- آپ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی کے قومی صدر ہیں۔ اس جماعت سے ملی، سماجی، معاشی اور عائلی مسائل وغیرہ امور انجام پاتے ہیں۔

۲:- آپ مرکزی دار الافتا کے مہتمم ہیں۔ یہاں سے ملک و بیرون ملک کے آئے ہوئے سیکڑوں سوالات کا فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات دیے جاتے ہیں۔ اور مفتیان کرام کی ٹیم تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ العالی کی نگرانی میں فتاوی تحریر کرتے ہیں۔ اُردو، عربی، فارسی، انگریزی، ہندی زبان میں فتاوے شائع کیے جاتے ہیں۔

۳:- مرکزی دار القضا: رویت ہلال کے تعلق سے امور انجام پاتے ہیں اور مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔ آپ اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

۴:- شرعی کونسل آف انڈیا: اس کے تحت جدید مسائل جن کا حل صراحت کے ساتھ قرآن واحادیث میں

نہیں ہے وہ ملک و بیرون ملک کے فقہا یک جا ہو کر حل کرتے ہیں اب تک ۲۷ / جدید مسائل اس کے تحت فیصل ہو چکے ہیں۔ یہ کونسل ہر سال ایک مرتبہ سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔ آپ اس کے بھی ناظم اعلیٰ ہیں۔

۵:- مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا: یہ حکومت اتر پردیش سے منظور شدہ عالیہ درجہ کا ادارہ ہے۔ فی الحال اس میں تقریباً آٹھ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اور تقریباً ۶۵ / اسٹاف ہیں۔ ہر سال یہاں سے بہت سے طلبا علمی تشنگی بجھا کر فارغ ہوتے ہیں۔ یہ ادارہ عصریات و دینیات دونوں کی تعلیم دیتا ہے۔ ادارے کا جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر اور این۔ آئی۔ او۔ ایس سے معادلہ ہے جس کی وجہ سے اسے غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔ مولانا اس ادارہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

۶:- امام احمد رضا ٹرسٹ: اس ٹرسٹ کے مولانا چیئر مین ہیں۔ اس کے تحت بے شمار قومی و ملی مسائل کا حل ہوتا ہے۔ اس کے منصوبہ جات میں بہت سے فلاحی کام شامل ہیں۔ بعض منصوبے عملی جامہ پہن چکے ہیں اور بعض انتظار میں ہیں۔

حضرت عالمگیر سطح پر دورے بھی کرتے ہیں ہند و بیرون ہند میں بیشتر صوبہ جات اور ممالک کا دورہ کر چکے ہیں، زیارت حرمین شریفین سے بھی کئی مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں۔ مولانا قائدانہ صلاحیت کے مالک ہیں۔ دینی و علمی مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ انہیں مزید خدمات کی توفیق بخشے۔

ارادت وسلوک: حضور تاج الشریعہ کو بچپن ہی میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بیعت کر لیا تھا آپ خود ہی لکھتے ہیں: ”میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں“ [۲۴] اور تقریباً ۲۰ / سال بعد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے میلاد شریف کی محفل میں خلافت و اجازت بھی عطا کر دی۔

مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

”حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے مولانا ساجد علی خاں بریلوی مہتمم دار العلوم مظہر اسلام، بریلی کو حکم دیا کہ ۱۵ / جنوری ۱۹۶۲ء / ۸ / شعبان ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸ / بجے گھر پر محفل میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے۔ میلاد خواں حضرات علما و مشائخ اور طلبائے مدارس و فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو دعوت شرکت دے دی جائے۔ شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت

کی۔ محفل میلاد شریف کے آخر میں مفتی اعظم حضرت مصطفی رضا علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری کو بلوایا، اپنے قریب بٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ، اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالا ولیت کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تمام اوراد و وظائف، اعمال و اشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر، تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔'' [۲۵]

اس موقع پر مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن عباسی علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑیسہ، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مولانا خلیل الرحمن محدث امروہوی، علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی، مفتی نذیر الاکرم نعیمی مراد آبادی، مولانا محمد حسین سنبھلی، مولانا انوار احمد شاہجہانپوری، مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری، مولانا کمال احمد تلشی پوری، مولانا شعبان علی حبانی گونڈوی، صوفی عزیز احمد بریلوی وغیرہ جیسے جید علما و مشائخ موجود تھے۔ سبھی حضرات نے اٹھ اٹھ کر یکے با دیگرے تاج الشریعہ کو مبارکبادیاں دیں۔[۲۶]

۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ اس مجلس میں مفتی اعظم ہند حضرت مصطفی رضا نوری علیہ الرحمۃ سے شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد جعفری اور مولانا برہان الحق جبل پوری نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا جانشین کون ہوگا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: جانشین اپنے وقت پر ہی ہوگا جسے ہونا ہے'' اور حضرت تاج الشریعہ کے متعلق فرمایا کہ: ''اس (تاج الشریعہ) لڑکے سے بہت امیدیں وابستہ ہیں''۔[۲۷]

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنے آخری ایام میں اپنی جانشینی کے متعلق ایک تحریر خود لکھی جس میں حضرت تاج الشریعہ کو اپنا جانشین اور قائم مقام نامزد کر دیا۔ اس تحریر کا عکس سیرت تاج الشریعہ صفحہ نمبر ۱۳ پر ہے جس میں خطبہ کے بعد سب سے پہلا جملہ یہ لکھا ہے:

''میں اختر میاں سلمہ کو اپنا قائم مقام کرتا ہوں''۔[۲۸]

حضور تاج الشریعہ اپنی زندگی کی کامیابی و کامرانی کے پیچھے سب کچھ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا فیض اور ان کی نگاہ کرم کا صدقہ سمجھتے ہیں چنانچہ وہ خود کہتے ہیں:

''میں دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں پڑھا اور پڑھایا، جامعہ ازہر میں بھی پڑھا، شروع سے ہی مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروح وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا، اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری پر نوٹ کرلیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت واستفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔'' [۲۹]

۱۴/۱۵ رنومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء حضرت مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے حضور تاج الشریعہ کا استقبال ''قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد'' کے نعرے سے کیا، اور مجمع کثیر میں علماو مشائخ اور فضلا ودانشوروں کی موجودگی میں ''جانشین مفتی اعظم'' کو یہ کہہ کر:

''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہے۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں''۔ بعدہ احسن العلماء مولانا سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ نے حضرت تاج الشریعہ کی دستار بندی کی اور نذر بھی پیش کی۔

سید العلما مولانا الشاہ سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور خلیفہ اعلی حضرت، حضرت مولانا برہان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ نے بھی تمام سلاسل اور حدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

والد ماجد مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے فرزند ارجمند کو قبل فراغت ہی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا جانشین بنایا، اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔

ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا بریلوی مہتمم منظر اسلام اپنی ادارت میں شائع ہونے والے

’’ماہنامہ اعلیٰ حضرت‘‘ میں بعنوان ’’کوائف دار العلوم‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں۔ (واضح ہو کہ یہ تحریر اس زمانے کی ہے جب مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا بریلوی قدس سرہ کی طبیعت بہت زیادہ علیل تھی، اور سارے لوگوں کو یہ امید تھی کہ اب مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا جیلانی بریلوی ظاہری دنیا سے رخصت ہو جائیں گے)۔

’’بوجہ علالت یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو، لہذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا۔ جانشینی کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ یہ دستار اور عبا اور طلبا کی دستار و عبا اہل بنارس کی طرف سے ہوئی‘‘۔[۳۰]

لھذا معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل مشائخ کرام روحانی مربی ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد مصطفی رضا خاں علیہ الرحمۃ۔ بریلی، ملقب بہ، مفتی اعظم ہند۔

(۲) حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ، ملقب بہ، مفسر اعظم ہند۔

(۳) حضرت مولانا برہان الحق رضوی علیہ الرحمۃ، جبل پور، ملقب بہ، برہان ملت۔

(۴) حضرت مولانا سید آل مصطفی برکاتی علیہ الرحمۃ۔ مارہرہ، ملقب بہ، سید العلما۔

(۵) حضرت مولانا سید حسن حیدر برکاتی علیہ الرحمۃ۔ مارہرہ، ملقب بہ، احسن العلما۔

حضرت کے مریدین و متوسلین تقریباً تمام برّ اعظم میں پائے جاتے ہیں، سلسلہ قادریہ کا فروغ جتنا اس دور میں حضرت سے ہوا وہ کسی اور شیخ سے نہیں ہوا۔ مولانا کے مریدین کروڑوں کی تعداد میں ہیں جن ممالک میں آپ کے مریدین کی کثرت ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

ہندوستان، پاکستان، نیپال، لندن، تنزانیہ، آسٹریلیا، مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ، بنگلہ دیش، موریشش، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، عراق، ایران، ترکی، ملاوی، جرمنی، متحدہ عرب عمارات کویت، لبنان، مصر، شام، کناڈا، طرابلس، تہران، لیبیا وغیرہ۔ مریدین میں بڑے بڑے علما مشائخ وصلحا شعرا اور ادبا، مفکرین و قائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے خلفاء کی تعداد بھی حیطۂ تحریر میں لانا ایک بڑا کام ہے۔ سینکڑوں کی تعداد

ہیں مختلف ممالک میں دین متین کی نشر واشاعت میں مصروف ہیں۔ چند خلفاء کے اسماء حیات تاج الشریعہ مصنفہ مولانا شہاب الدین رضوی اور تجلیات تاج الشریعہ مرتبہ مولانا شاہد القادری میں دیکھا جاسکتا ہے۔[۳۱]

یکم جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ ۱۱/اپریل ۱۴۱۳ء شب جمعہ ۱۰/بج کر ۳۸/منٹ پر حضرت کے کاشانہ پر ڈاکٹر محمد ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی کے اصرار پر ایک خصوصی درس کا اہتمام ہوا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ نے حدیث مسلسل بالاولیت کی تعلیم دی اور عملی طور پر اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ اس میں مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

۱:- شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خاں صاحب۔

۲:- ڈاکٹر مفتی محمد ارشاد احمد رضوی، ساحل شہسرامی صاحب۔

۳:- حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی استاذ جامعۃ الرضا۔

۴:- حافظ محمد اسلم رضوی، کراچی۔

۵:- حضرت مفتی مظفر حسین، فتح پور گیا۔

۶:- حضرت مولانا تبارک حسین، گیا۔

۷:- راقم السطور محمد یونس رضا۔

اس کے بعد راقم السطور کی گزارش پر وہ تمام اجازتیں جو حضرت کو مشائخ سے ملی ہیں اور جملہ سلاسل بالخصوص سلسلہ معمریہ منوریہ اور مصافحے نیز النور والبہاء میں جو درج ہیں مندرجہ ذیل حضرات کو عطا فرمائیں۔

۱:- شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب۔

۲:- ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی صاحب۔

۳:- مفتی مطیع الرحمن نظامی صاحب۔

۴:- مولانا عاشق حسین کشمیری صاحب۔

۵:- راقم السطور محمد یونس رضا۔

زیارت حرمین شریفین

ہر مومن بالخصوص عاشق صادق کی تمنا ہوتی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے خود کو مشرف کرے اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو اس شرف سے بھی خوب نوازا ہے۔ آپ نے چھ حج کیے ہیں۔ پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۴؍ستمبر ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۶ء تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۷ء چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا۔ اس کے علاوہ انگنت بار آپ نے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری دی۔ کبھی کبھی سال میں دو چار بار مدینہ منورہ حاضر ہو جاتے ہیں۔ علامہ کے اندر ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی لیڈر، حکومت کے رعب و دبدبہ سے نہیں ڈرتے۔ مسائل حقہ کا اظہار برملا کر دیتے ہیں۔ انجام کی پرواہ نہیں کرتے۔ دوسرے حج کے موقع پر مولانا کو بعض مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ حضور تاج الشریعہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکومت نے رات کے وقت مکہ معظمہ میں آپ کو قیام گاہ سے گرفتار کر لیا۔ بلا وجہ گیارہ دن جیل میں رکھ کر بغیر مدینہ شریف کی زیارت کرائے ہندوستان بھیج دیا۔

ممبئی ۱۳؍ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام حضور تاج الشریعہ کے مکہ مکرمہ میں بے جا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک شاندار اجلاس منعقد ہوا۔ اس کی صدارت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی نے فرمائی۔ ممبئی کے علاوہ ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علماء نے شرکت فرمائی۔ مجمع تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ مجمع جوش احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں حضور تاج الشریعہ نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتار اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کیے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔

"۳۱؍اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی ڈی پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا۔ پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے

ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ میں نے انہیں باتھ روم میں بھیج دیا۔ پھرسی۔آئی۔ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا، اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی رضوی مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔آئی۔ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھالائے۔

مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں۔ اسی لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا مجھے یہ کتابیں انہوں نے چندروز پہلے دی ہیں، جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے کہا ہاں! یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھرسی-آئی-ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں، میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے

گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے، اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ، قہر الدیان، السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے۔ اور وہی لوگ ہمیں ''بریلوی'' کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ ''بریلوی'' کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم ''اہل سنت وجماعت'' ہیں۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اور صحابہ وتابعین کا اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے۔ اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں اور ہمیں اس مقصد سے ''بریلوی'' کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں، ہم پر بہتان ہے۔ سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے ''وہابی'' اور ''سنی'' کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب، اور ان کی شفاعت، اور ان سے توسل، اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی، اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو جانتے بھی ہیں، اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔ سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی-آئی-ڈی کے مطالبہ پر میں نے توسل کی دلیل میں ''وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ'' آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو، اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بلاشبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل

بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی-آئی-ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی-آئی-ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر ومشرک بتاتے ہیں لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر ومشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی-آئی-ڈی نے میرے لئے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا ''میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں'' میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں، اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جانتے ہیں، اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامہ کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ ''بریلویت'' کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو ''اہل سنت وجماعت'' کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے، بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا، بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا، اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو ''رابطہ عالم اسلامی'' میں نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ''ندویوں'' وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی

حاصل ہے۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔ تیسری نشست میں جب دونشستوں کی تفتیش ختم ہوچکی اور میرا اقرارنامہ خود تیار کر چکے، تو مجھ سے ایک بڑے سی-آئی-ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے، ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا، میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی، اور راستہ میں نماز ظہر کے لئے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر بھی قضا ہوگئی''۔ [۳۲]

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ

ستمبر ۱۹۸۶ء/۱۴۰۷ھ میں دوران حج حضور تاج الشریعہ کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبہ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قید و بند میں رکھا۔ اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔ لیکن حضرت اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی، اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہل سنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اخبارات ورسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلما، جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں و جماعتوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کیے۔ اور حکومت سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات

حضرت کی گرفتاری کے ردعمل وقائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ (موجودہ بادشاہ) اور ترکی بن عبدالعزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فرید الحق اور دیگر علماء اہل سنت نے حکمران سعودیہ کو پرزور انداز میں گرفتاری پر احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان کرنے دینے کا مطالبہ کیا، جس پر ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کرلیا اور امت مسلمہ کیلئے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا کہ۔

حرمین شریفین میں ہر مسلک اور مذہب کے لوگ اب آزادانہ طریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنز الایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقے پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائیگا، سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔[۳۳]

بالآخر قربانی رنگ لائی اہل سنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا اور لندن میں سعودی فرمانروا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقوں پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی، ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے لندن میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبدالعزیز شہزادہ عبداللہ (موجودہ بادشاہ حکومت سعودیہ) سے ملاقات کر کے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱ مئی ۱۹۸۷ء/۷ ۱۴۰ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا۔ اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

حضرت ۲۴ رمئی ۱۹۸۷ء /۷ ۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائیٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دیدی تھی۔سعودی سفیر مسٹر فواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی لی۔مولانا ازہری عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدتمندوں اور مریدین نے پرجوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔[۳۴]

علمی وروحانی عہدے

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد، جانشین اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الھند، عرب وعجم میں اسی حیثیت سے آپ کا تعارف ہے، علمی وروحانی دونوں کمالات کے اعتبار سے دانشوران اسلام نے آپ کو ''تاج الشریعہ'' اور ''تاج الاسلام'' سے یاد کیا تاج الشریعہ آپ کا ایسا لقب ہے جو فی زمانناعلم کی حیثیت رکھتا ہے، علما اہل سنت اور مفکرین اسلام مندرجہ ذیل القاب سے بھی یاد کرتے ہیں، مرجع العلماء والفضلاء، جامع العلوم والفنون، وارث علوم اعلیٰ حضرت، شیخ المحدثین، سراج المفسرین، استاذ الفقہاء، سلطان الفقہاء، فقیہ اعظم، فقیہ عصر، فخر اہل سنن، سند المفتیین، بدر طریقت، جامع شریعت وطریقت، عارف حقیقت ومعرفت، امیر الہند، شیخ الکل، مرشد کامل، آبروئے اہل سنت وغیرہ وغیرہ۔[۳۵]

حضور تاج الشریعہ کے معمولات

حضرت اوقات کے بہت پابند ہیں جب بریلی میں ہوتے ہیں تو مندرجہ ذیل مصروفیات کے ساتھ ایام گذارتے ہیں:

ہفتہ: بعد نماز فجر تلاوت، وظائف، ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے ہیں یا فتاویٰ تحریر کرواتے ہیں یا فتاویٰ سن کر تصدیق فرماتے ہیں۔دوپہر ۱ ربجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ۱۱ / یا ۱۲ / بجے کے بعد درس دیتے ہیں۔کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے ہیں، بعد

نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا کتابیں لکھواتے ہیں، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں، بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہو کر پھر کتابیں سننا یا کتابیں لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے ہیں بعدہٗ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں پھر کتابیں سنتے ہیں یا لکھواتے ہیں ۱۱، ۱۲ / بجے رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ہیں، مرید ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے ہیں پھر حضرت فجر کی نماز ادا فرمانے کے بعد معمولات حسب سطور بالا انجام دیتے ہیں۔

اتوار: اس دن بعد نماز عشاء انٹرنیٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیتے ہیں، انگلش سوال کا انگلش میں، عربی کا عربی میں، اردو کا اردو میں جواب ہوتا ہے۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

پیر: یہ دن حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے۔

منگل: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے۔

بدھ: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے:

جمعرات: دوپہر میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے ہیں، بعد نماز مغرب ازہری گیسٹ ہاؤس کے ہال میں عوام اہل سنت کے سوالات کا جوابات دیتے ہیں، قرب و جوار کے علاوہ دور و دراز سے لوگ حضرت کی ’’محفل سوال و جواب‘‘ میں حاضر ہوتے ہیں۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

جمعہ: اس دن دیر سے ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے ہیں، تقریباً ۱۰ / یا ۱۱ / بجے آجاتے ہیں، ملاقاتیوں سے ملاقات کے بعد تحریری کام کرواتے ہیں۔ ۱ / بجے گھر کے اندر تشریف لے جاتے ہیں پھر جمعہ کے وقت تیار ہو کر باہر آتے ہیں خطبہ دیتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، بعد نماز مغرب شہر کے کسی مسجد میں جب سوال و جواب کا پروگرام رکھا جاتا ہے وہاں تشریف لے جاتے ہیں پھر تشریف لانے کے بعد بقیہ معمولات حسب سابق۔

اس کے علاوہ کسی وقت نماز جنازہ کے لئے یا تعزیت وعیادت کے لئے یا قرب و جوار کے پروگرام میں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ سفر وحضر میں حتیٰ المقدور حضور تاج الشریعہ معمولات میں فرق نہیں آنے

دیتے۔ وہ وقت جو اسٹیج یا ملاقات میں صرف ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ سطور بالا میں جو مذکور ہوا اسی طور پر حضرت کے معمولات بیماری سے پیشتر تھے۔ فی الحال جب بریلی میں ہوتے ہیں تو دن میں دس بجے تا ڈیڑھ بجے دن اور بعد مغرب تا عشا زائرین سے ملاقات فرماتے ہیں اور تصنیف وتالیف کا کام کرتے ہیں۔

عقیدت اولیائے کرام

اللہ والے محبوب الٰہی سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، ان کا ادب کرتے ہیں، ان کی بارگاہ میں حاضریاں دیتے ہیں، ان کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں، ان کی روش کو اپناتے ہیں، ان کا زمانے بھر میں خطبہ پڑھتے ہیں، ان کے در سے وابستگی دین ودنیا کے لئے کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، غرض ایک اللہ والے کو اللہ والے سے بڑی انسیت ہوتی ہے، عقیدت ومحبت رہتی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ ولی ابن ولی ابن ولی ابن ولی ہیں کہ انہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے لہٰذا ان کے اندر اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت کا ہونا فطری بات ہے، چنانچہ آپ نے متعدد اولیائے کرام، مشائخ عظام، علمائے ذوی الاحترام کے مزارات پر حاضری دی ہے۔ بریلی شریف میں، سٹی قبرستان میں آرام فرما خانوادہ رضویہ کے افراد بالخصوص امام العلماء مولانا رضا علی، رئیس المتکلمین علامہ نقی علی، استاذ زمن علامہ حسن، درگاہ اعلیٰ حضرت، درگاہ شاہ دانا ولی، درگاہ علامہ تحسین رضا خاں علیہم الرحمہ میں جب بھی موقع ملتا ہے حاضری دیا کرتے ہیں۔

بدایوں میں چھوٹے سرکار، بڑے سرکار، حضرت نظام الدین اولیاء کے والد ماجد، مارہرہ مطہرہ میں بزرگان مارہرہ، بلگرام شریف کے بزرگان دین، سادات کرام کالپی شریف، صدر الشریعہ، حافظ ملت علیہم الرحمہ بالخصوص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، محدث دہلوی محقق عبد الحق، حضرت نظام الدین اولیاء، بزرگان دہلی، بزرگان ممبئی، بزرگان احمد آباد، سیدنا رزق اللہ شاہ داتا، کوڑی نار، اجمیر معلیٰ میں سرکار سلطان الہند غریب نواز علیہم الرحمہ کی بارگاہوں میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ آپ نے بزرگان پاکستان، بزرگان مصر، دمشق، جارڈن، اردن، عراق، بالخصوص سرکار غوث پاک، امام اعظم، کربلا شریف کے علاوہ مکہ معظّمہ مدینہ منورہ کے بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری دی ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی حق گوئی و بے باکی

حضرت ایک مضبوط دل، خوف خدا سے سرشار نفس رکھتے ہیں، بزرگوں اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے حضرت کو جن گونا گوں صفات سے متصف کیا ہے ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے۔ آپ نے کبھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کتنے ہی قید و بند، مصائب و آلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔ کبھی کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر کیا۔ جب کبھی فتویٰ تحریر کیا تو اپنے اسلاف، اپنے آباء واجداد کے قدم بقدم تحریر کیا۔ جس طرح جد امجد امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بے خوف وخطر فتاوے تحریر فرمائے اسی طرح اپنے آباء واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت نظر آتے ہیں۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ

اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ اس نے یہ سب بلا شرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لئے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھی۔ اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا تاناشاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے، رقیبوں کو قیدِ سلاسل میں جکڑ کر نذرِ زنداں کر دیا گیا، ''میسا'' جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دیا۔ پولیس عوام کو جبراً پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی، اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی

نقطۂ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لئے دارالافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف دیو بند کے دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیو بند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حکم پر حضرت نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمۃ، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لئے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتویٰ سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگانِ حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

امت مسلمہ کی فکرمندی

حضرت جہاں امت مسلمہ ! کی مذہبی رہنمائی کر رہے ہیں، وہیں قومی وملی مسائل میں بھی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل اور علماء اہل سنت کے عندیہ کے اظہار اور بین الاقوامی طاقتوں پر دباؤ بنانے کے لئے آپ نے عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۲/جولائی ۱۹۹۵ء میں مرکزی دارالافتاء سوداگران میں قائدین ملت، علماء، مشائخ اور ائمہ مساجد کا اجلاس بلایا، جس میں ملک و بیرون ملک میں امت مسلمہ کے مختلف پیچیدہ مسائل پر بحث ومباحثہ کے بعد قرارداد پاس کی گئی۔ ان قراردادوں میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی مخالفت، تنظیم ائمہ مساجد کے ذریعہ اوقاف پر غاصبانہ قبضہ، علوم دینی اور دنیاوی کی طرف مسلمانوں کی خصوصی توجہ مرکوز کرنے، آپسی انتشار و اختلاف کو میدان جنگ وجدال کے بجائے اپنے قائدین کی بارگاہ میں طلبی، چیچینیا اور فلسطینی مسلمانوں کی حمایت، ٹاڈا کے تحت گرفتار مسلمانوں کی آزادی وغیرہ وغیرہ امور پر حکومت ہند سے مطالبات کئے گئے۔

اس مشترکہ اخباری اعلانیہ پر حضرت کے علاوہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا عبدالمصطفیٰ ردولوی، الحاج مولانا محمد سعید نوری، مولانا ریاض حیدر حنفی، مولانا انوار

احمد قادری، مولانا آرزو اشرفی، علامہ سید محمد حسینی اشرفی، مولانا محمد حسین ابو الحقانی، مفتی محمد مطیع الرحمن مضطر رضوی، مولانا بشیر القادری وغیرہ کے دستخط ہیں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری

چند بہی خواہان مسلک اہل سنت و جماعت نے عرس رضوی میں عورتوں کی آمد پر حضرت کی توجہ مبذول کرائی، حضرت نے فوراً ۲۶ رجولائی ۱۹۹۵ء کو ایک اپنی طرف سے مضمون شائع کرایا کہ مزارات پر عورتیں نہ آئیں، اور یہی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ مولانا نے تمام مریدین و متوسلین کے لئے ہدایت نامہ جاری کیا کہ ''اپنے ساتھ خواتین کو مزار شریف پر نہ لائیں''۔

تحفظ مسلم پرسنل لا کی تحریک

حضور تاج الشریعہ امت مسلمہ کی رہنمائی اور قیادت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب شاہ بانو کے مسئلہ کو لے کر پورے ملک میں مسلم پرسنل لا پر حملے کئے جا رہے تھے، سپریم کورٹ نے شریعت اسلامیہ کے منشا و مبدا کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا تھا، سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف علمائے اہل سنت نے چیلنج کیا اور پورے ملک میں احتجاجی مظاہرہ اور اجلاس کے ذریعہ اپنے جذبات و احساسات کو حکومت ہند تک پہنچایا۔ عوامی سطح پر دباؤ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حکومت ہند کو مجبوراً پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر سپریم کورٹ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینا پڑا۔[۳۶]

حکومتی عہدہ سے استغناء

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ ایل۔ سی نامزد کیا تھا۔ ان کی مقررہ میعاد ختم ہو جانے کے بعد حضرت کے لئے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع کر دیا۔ ۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی (گورنر اتر پردیش) آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ ایل۔ سی نامزد کرنے کی حکومت اتر پردیش کی منشا ظاہر کی مگر

حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع کر دیا۔ اتر پردیش کے گورنر عثمان عارف نقشبندی نے آپ سے بہت منت وسماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔ اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا۔ حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب واحترام کرتے تھے۔ مگر قربان جائیے حضرت تاج الشریعہ پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔ کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟

بابری مسجد کا قضیہ

چار سو سالہ تاریخی بابری مسجد (اجودھیا، ضلع فیض آباد) کا مسئلہ اسلامیان ہند کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ فرقہ پرستوں نے بزور طاقت ٦ ردسمبر ١٩٩٢ء کو شہید کر دیا۔ بابری مسجد کی شہادت سے قبل اور بعد میں بازیابی کی تحریک میں حضرت تاج الشریعہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ حکومت ہند سے کانفرنسوں اور میمورنڈم کے ذریعہ مطالبات کی تحریک کو باآواز بلند پیش کرتے رہے۔ حضرت نے حافظ لئیق احمد خاں جمالی سجادہ نشین آستانہ جمالیہ رامپور اور مفتی سید شاہد علی رضوی کی قیادت میں چل رہی ''جیل بھرو تحریک'' کی مارچ ١٩٨٢ء میں حمایت کا اعلان فرمایا، حضرت کے اعلان کے بعد تحریک میں جان آئی۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے سیاسی صلاح کار مسٹر ایم۔ ایل۔ بھوتے دار نے ١٧ رنومبر ١٩٨٩ء میں بابری مسجد کے قضیہ پر آپ سے مفاہمت کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ دریں اثنا دوسرے قائدین نے اپنے کو مسلم کا رہنما پیش کر کے کچھ مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جس پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے رہنماؤں کے بائیکاٹ کی عوام سے اپیل کی۔[٣٧]

مولانا محمد شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''جنوری ١٩٩٥ء دوپہر دو بجے کی بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری جانشین مفتی اعظم (حضرت تاج الشریعہ) کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے وہ راقم السطور سے واقفیت رکھتے تھے، میں نے ان کی حضرت سے ملاقات کرائی، انہوں نے وزیر اعظم کا تحریر

کردہ خط زبانی طور پر بتایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہیں اور ملاقات کر کے دعائیں لینا چاہتے ہیں۔ آپ دولت کدے پر آنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں مذہبی آدمی ہوں، مجھے میرے بزرگوں نے جن امور کی ذمہ داری دی ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہوں، میں سیاسی نہیں ہوں، اور اس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں۔ پوری امت مسلمہ ناراض ہے۔ کسی بھی صورت میں ان سے ملاقات کرنا پسند نہیں ہے۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ شریف آنا چاہتے ہیں تو آئیں اور حاضری دے کر چلے جائیں۔ میں عینی شاہد ہوں کہ باوجود ہزار کوشش کے حضرت نے ملاقات نہیں فرمائی جبکہ وزیر اعظم ہند ے رگھنٹہ بریلی کے سرکٹ ہاؤس میں آپ کا انتظار کرتے رہے“۔[۳۸]

حالات حاضرہ کے شرعی تقاضے

ایک مفتی کے لئے ضروری ہے کہ زمانہ کے حالات اور کوائف پر نظر رکھتے ہوئے شرعی اور عائلی قانونی رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔ ۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ ”الیکشن کمیشن“ نے تمام باشندگان ملک کے لئے ”شناختی کارڈ“ کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دے دیا تھا۔ اس ”شناختی کارڈ“ میں نام ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔ فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی دارالافتا میں ”شناختی کارڈ“ بنوانے یا نہ بنوانے کے لئے سوالات کا انبار لگ گیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کردی کہ ہر کام میں مثلاً بینک اکاؤنٹ، خرید و فروخت، ملازمت، تعلیم و تدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسی دوران الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور میں ”مجلس شرعی“ کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔ حضرت تاج الشریعہ نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے ”شناختی کارڈ“ بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ ”اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی۔ لہٰذا خاص شناختی کارڈ کے لئے تصویر کھنچوانے کی اجازت ہوگی“۔[۳۹]

عوام کی شدید ترین ضرورت کے تحت حضرت نے مشروط اجازت عطا فرمائی، تو ایک طبقہ میں

نکتہ چینی شروع ہوئی، جب اس کی خبر مولانا کو ہوئی تو آپ نے ایک وضاحتی بیان جاری فرما کر بحث کو بند کر دیا۔ لکھتے ہیں:

''ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں، اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم کی طرف نہیں بلکہ ماہر تجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے۔ اصول شرع سے ہٹ کر فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہئے۔ کسی حرام شئ کے مباح ہونے کا فتویٰ اس وقت دیا جائے گا جب کہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے۔ ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے''۔ [۴۰]

حضور تاج الشریعہ بحیثیت بانی

حضرت نے مندرجہ ذیل ادارے قائم کئے ہیں:

(۱) مرکزی دارالافتا۔

(۲) مرکزی دارالقضا۔

(۳) شرعی کونسل آف انڈیا۔

(۴) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا۔

(۵) ازہری مہمان خانہ۔

(۶) ازہری گیسٹ ہاؤس۔

مذکورہ بالا ادارے بحسن وخوبی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، دارالافتا سے فتاویٰ کافی تعداد میں صادر کئے جاتے ہیں اہل سنت وجماعت میں اس دارالافتا کی بڑی اہمیت ہے، کہنہ مشق مفتی، ماہر جزئیات، استاذ الفقہا مفتی قاضی محمد عبدالرحیم ۱۹۸۳ء سے تاحیات یہیں رہے ان کے فتاویٰ کا اہم ذخیرہ یہیں موجود ہے۔ مرکزی دارالقضا میں رویت ہلال، مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔ شرعی کونسل آف انڈیا کے تحت

۲۱/جدید عنوانات پر سمینار ہو چکے ہیں، جامعۃ الرضا میں ۵۵/اسٹاف و ملازمین کا عملہ کام کر رہا ہے، تقریباً تقریباً ایک ہزار سے زائد طلبہ فی الحال زیر تعلیم ہیں، حفظ وقراءت، درس نظامی، تخصص فی الفقہ کے طلبہ ہر سال فارغ ہوتے ہیں، دینیات وعصریات پر مشتمل نصاب تعلیم ہے، دینی و دنیاوی دونوں شعور حاصل کرتے ہیں۔ زائرین کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس وجہ سے حضرت نے ان کے لئے قیام کا انتظام فرمایا، حضرت تاج الشریعہ نے پورا کاشانۂ اعلیٰ حضرت جو غیروں کے پاس چلا گیا تھا حاصل کر کے اس پر جدید تعمیر کروائی، مستقبل قریب میں ''حامدی مسجد'' دعوت نظارہ دے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مندرجہ ذیل تنظیموں کی بذات خود سرپرستی کرتے ہیں:

(۱) آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی، بریلی۔

(۲) آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما۔

(۳) امام احمد رضا ٹرسٹ۔

اس کے علاوہ ہند و بیرون ہند کی مختلف تنظیموں، تحریکوں، اداروں، مکتبوں اور فلاحی و ملی سوسائٹیوں اور ٹرسٹوں کی سرپرستی کرتے ہیں اور آپ کے اشارے پر چلتے ہیں، نیز سالانہ مجلّے، ششماہی میگزین، سہ ماہی اور ماہنامے، ویکلی اور روزنامہ اخبارات وغیرہ بھی آپ کی سرپرستی میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کی ایک طویل فہرست ہے، بطور نمونہ چند کے نام ذکر کئے جاتے ہیں:

اختر رضا لائبریری صدر بازار چھاؤنی، لاہور، (پاکستان)

مرکزی دارالافتاڈین ہاگ، ہالینڈ

رضا اکیڈمی ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک ممبئی

جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ، ہالینڈ

الانصار ٹرسٹ ملکی پور بنارس

الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور

الجامعۃ النور یہعینی قیصر گنج، ضلع بہرائچ

الجامعۃ الرضویہ وماہنامہ نور مصطفی، مغل پورہ پٹنہ، بہار

مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ برہان پور، ایم۔ پی

مدرسہ اہل سنت گلشن رضا بکارو اسٹیل دھنباد، جھارکھنڈ

مدرسہ غوثیہ جشن رضا پیٹلاد، گجرات

دار العلوم قریشیہ رضویہ گوہاٹی، آسام

مدرسہ رضاء العلوم گھوگھاری محلہ، بمبئی

مدرسہ تنظیم المسلمین بائسی، پورنیہ، بہار

مدرسہ فیض رضا کولمبو، سری لنکا

سنی رضوی جامع مسجد نیو جرسی، امریکہ

النور سوسائٹی ومسجد ہوسٹن، امریکہ	اسلامک ریسرچ سینٹر کسگران، بریلی شریف
جامعہ امجدیہ ناگپور	دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ
فیض العلوم جمشید پور، جھارکھنڈ	مدرسہ گلشن حسین جواہر نگر، جمشید پور، جھارکھنڈ
جامعہ شہید شیخ بھکاری کھدیا، رانچی، جھارکھنڈ	جامعہ رضویہ گریڈیہہ، جھارکھنڈ
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج، بریلی	الرضا دار الاشاعت بریلی
المجمع الرضوی بریلی	مکتبہ سنی دنیا بریلی
اختر رضا بکڈپو خواجہ قطب، بریلی	ادارۂ تصنیفات رضا بریلی
سالنامہ الرضا بریلی	سالنامہ تجلیات رضا بریلی
ماہنامہ سنی دنیا بریلی	ویکلی مسلم ٹائمز ممبئی
ویکلی ایوان رضا ممبئی	نیا دور کشمیر
ویکلی بہار سنت مالیگاؤں، مہاراشٹرا	ویکلی گلستان رضا کلکتہ

بیرون ممالک کے تبلیغی دورے

حضرت کے دینی ومذہبی، مشربی وملی خدمات کے لئے دفتر درکار ہیں ایسے ہی مولانا کے تبلیغی دورے کو شمار کرنا اور اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا طوالت کا کام ہے۔ حضرت کے بابت ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں ہے:

"ہند وبیرون ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مُریدین ومتوسلین، سیکڑوں کی تعداد میں خلفا ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ ہیں جو برّ اعظموں کے مختلف ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ آپ برّ اعظم، ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، وغیرہا کے متعدد ممالک میں تبلیغی دورے فرماتے ہیں"۔ [۴۱]

پاکستان کراچی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متحدہ عرب امارات کے علاوہ متعدد ممالک کے علما آئے تھے اسی میں حضرت مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے اور کانفرنس کو عربی میں خطاب کیا۔

لندن میں حجاز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ کی صدارت تھی۔ اس کانفرنس کے تعلق سے مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں:

''عالم اسلام کے بنیادی اور عالمی مسائل کی پیچیدگیوں کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام ہونے والی حجاز کانفرنس میں جانشین مفتی اعظم اور علامہ ارشد القادری شرکت کے لئے ۲۱/اپریل ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ کو بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے گئے۔ ۵/مئی کو کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس میں جانشین مفتی اعظم نے خطاب فرمایا۔ تقریر بی بی سی لندن سے نشر ہوئی۔ حجاز کانفرنس میں شرکت کے بعد عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور واپسی یکم جون ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ کو بریلی شریف ہوئی۔ یاد رہے کہ حجاز کانفرنس کی صدارت آپ ہی نے فرمائی تھی، اس کانفرنس کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ بین الاقوامی کانفرنس تھی جس میں پوری دنیا کے قائدین نے شرکت کی اور درپیش مسائل پر کھل کر بحث ہوئی اور حل کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا''۔[۴۲]

اسی طرح حضرت نے کئی ممالک کی کانفرنسوں میں بحیثیت صدر، سرپرست، مہمان خصوصی شرکت کی۔ میں یہاں حضرت کے ۲۰۰۹ء کا دورۂ شام ومصر حاضر خدمت کرتا ہوں جسے سہ ماہی سفینۂ بخشش، کراچی، شمارہ ربیع الثانی تا جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ اور ماہنامہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۹ء نے شائع کیا ہے۔ اسی سے متحدہ عرب میں حضرت تاج الشریعہ کی مقبولیت اور ان کے تبلیغی دورے کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے۔

حضرت کا دورۂ مصر وشام 2009ء

عمرے اور زیارت مدینہ کے بعد حضور تاج الشریعہ مصر اور شام کے علمی، تبلیغی وروحانی دورے کے لئے پہلے شام تشریف لے گئے۔ بدھ ۲۹/اپریل ۲۰۰۹ء حضور تاج الشریعہ دن 10:45 بجے دمشق ایئرپورٹ، شام پہنچے۔ شیخ عمر عراقی (سابق مدرس جامعۃ الرضا، بریلی شریف) مولانا عامر اخلاق صدیقی، سید عامر علی شاہ، اجلال طیب اختر القادری آپ کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ بعد نماز عصر شام میں زیر تعلیم ہند وپاک کے طلبہ حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے حاضر

ہوئے اور نماز مغرب تک حضور سے مستفیض ہوتے رہے۔ بعد ازاں طلبہ نے آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی پھر دست بوسی ودعاؤں کی درخواست کے ساتھ رخصت ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ کو اعلم علمائے شام الشیخ عبد الرزاق حلبی (آپ کی عمر تقریبا 100 سال ہے اور آپ شام میں ثانی امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں) نے عشائیہ پر مدعو کیا۔ حضور تاج الشریعہ کو لینے کے لئے مفتی دمشق الشیخ عبد الفتاح البزم (آپ ۲۰۰۸ء میں عرس رضوی کے موقع پر حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر بریلی شریف تشریف لائے تھے۔) کے صاحبزادے الشیخ وائل البزم تشریف لائے تھے اس موقع پر شیخ عبد الرزاق حلبی، شیخ عبد الفتاح البزم ودیگر نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ مفتی دمشق نے حضور تاج الشریعہ کا تعارف کرایا۔ بقول مفتی دمشق شیخ عبد الفتاح البزم جب حضور تاج الشریعہ اور الشیخ عبد الرزاق حلبی معانقہ فرمارہے تھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ 2 روحیں مل رہی ہوں اور مدتوں کی شناسائی ہو حالانکہ دونوں بزرگوں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ رات گئے تک یہ علمی محفل جاری رہی۔

جمعرات ۳۰/اپریل حضور تاج الشریعہ دن کے تقریبا ۱۱ بجے شام کے شہر حمص کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں حضرت سب سے پہلے قاضی القضاۃ حمص الشیخ سعید الکحیل کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال فرمایا اور معانقہ ودست بوسی فرمائی۔ دوران ملاقات حضور تاج الشریعہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''الامن والعلیٰ لناعیتی المصطفیٰ بدافع البلاء'' اور ''قوارع القھار فی رد المجسمۃ الفجار'' (جن کی تعریب وتحقیق وتعلیق حضور تاج الشریعہ نے فرمائی ہے)، اپنی کتب سد المشارع، الصحابۃ نجوم الاھتداء اور عربی قصائد کا مجموعہ شیخ سعید کو پیش کیا۔ جواب میں شیخ سعید نے حضور تاج الشریعہ سے دعاؤں کی درخواست کی اور اپنی کچھ کتب پیش کیں۔ حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید الکحیل کو اجازت حدیث عطا فرمائی اور بریلی شریف آنے کی دعوت بھی دی۔

بعد ازاں حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید کے ہمراہ عظیم الشان جامع مسجد حمص جامع سیدنا خالد بن ولید میں حضرت خالد بن ولید کے مزار شریف پر حاضری دی۔ (شیخ سعید اس مسجد کے خطیب وامام ہیں) یہاں حضور تاج الشریعہ نے نماز ظہر کی امامت فرمائی اس موقع پر جم غفیر نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات ودست بوسی کا شرف

حاصل کیا۔

بعدہٗ حضور تاج الشریعہ حمص کے مشہور قبرستان ''مقبرۃ القدیف'' تشریف لے گئے۔ اس قبرستان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں تقریباً 800 رصحابۂ کرام مدفون ہیں۔ حدیث مبارکہ میں اس قبرستان کی فضیلت میں آیا ہے کہ یہاں مدفون 70 ر ہزار خوش نصیب بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ (او کما قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہاں سے حضور تاج الشریعہ واپس دمشق روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب رہائش گاہ پر ملاقات کے لئے آنے والوں کو حضرت نے زیارت و دست بوسی کا شرف بخشا۔ بعد نماز عشا آپ ''جامعۃ التوبہ'' دمشق کی دعوت پر وہاں منعقدہ ''مجلس الوفا'' میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ (یہ مجلس جامعۃ التوبہ میں ہر اسلامی مہینے کی پہلی جمعرات کو منعقد ہوتی ہے) مسجد جامعۃ التوبہ کے امام وخطیب شیخ ہشام برہانی (آپ حضور تاج الشریعہ کے جامعہ ازہر کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی بھی ہیں) نے حضور تاج الشریعہ کا پرتپاک استقبال کیا اور آپ کو منبر شریف پر جگہ پیش کی۔ شیخ ہشام برہانی کے جامعہ سے فارغ ہونے والے قرأۃ حفص اور سبعہ عشرہ کے طلبہ کو حضور تاج الشریعہ نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا نیز محفل کے اختتام پر دعا بھی فرمائی۔ اس موقع پر بے شمار افراد نے آپ سے ملاقات اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

جمعہ ۱ر مئی ۲۰۰۹ء دن میں حضور تاج الشریعہ زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے دمشق میں ''باب الصغیر'' کے قبرستان تشریف لے گئے جہاں کئی صحابۂ کرام اور اہل بیت خصوصاً حضرت بلال حبشی، ام المومنین سیدہ حفصہ، ام المومنین سیدہ ام سلمہ اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کے مزارات ہیں۔ اس کے بعد آپ ''جامع اموی'' تشریف لے گئے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں حضرت یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا مزار شریف واقع ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے ۲ر رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور مزار شریف پر حاضری دی۔ یہاں سے آپ شیخ محی الدین ابن عربی کے مزار شریف واقع ''قاسیون'' کے لئے روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب حضرت کی جانب سے علمائے شام کے لئے دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ محفل کا آغاز تلاوتِ کلام پاک ونعت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ محفل میں علمائے شام کی بڑی تعداد تشریف فرما تھی چند اکابر علما کے نام

درج ذیل ہیں:

(۱) الشیخ عبد الهادی الخرسه (۲) الشیخ عبد الفتاح البزم

(۳) الشیخ عبد الجلیل العطا (۴) الشیخ نضال آلی دلشی

(۵) الشیخ عبد القادر طاهر (۶) الشیخ عبد التواب الروظان

(۷) الشیخ علاء الدین حائک (۸) الشیخ محمد خیر طرشان

(۹) الشیخ اسماعیل زیبی (۱۰) دکتور عبد الرزاق ایمن شوا

محفل میں الشیخ علاء الدین حائک اور الشیخ محمد خیر طرشان (یہ حضرات حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر ۲۰۰۹ء میں عرس رضوی کے موقع پر بریلی شریف تشریف لائے تھے) نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار تعارف پیش کیا اور ہندوستان میں حضرت کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔

محفل مبارکہ میں حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے الشیخ فاتح الکتانی بھی تشریف لائے۔ (فاتح الکتانی سید ہیں آپ کی عمر سو سال کے قریب ہے) حضور تاج الشریعہ نے شیخ الکتانی کے متعلق فرمایا، مجھے چاہئے تھا کہ میں ان کی زیارت کے لئے جاتا۔

محفل میں مفتی دمشق شیخ عبد الفتاح البزم، شیخ اسماعیل زیبی اور شیخ نضال آلی دلشی نے بھی خطاب فرمایا۔ مفتی دمشق نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آپ (حضور تاج الشریعہ) کے آنے سے ہمارا شام روشن و منور ہوگیا۔ نیز انہوں نے بریلی میں اپنی حاضری کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے آپ سے محبت کرنے والوں کو دیکھا تو مجھے صحابہ کی محبت کی یاد تازہ ہوگئی کیونکہ ایمان یہ کہتا ہے کہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اسی طرح قدر کرنی چاہئے۔ محفل کا اختتام حضور تاج الشریعہ کے عربی سلام اور آپ کی دعا پر ہوا اور آپ کی کتب علما کو پیش کی گئیں۔ ہفتہ ۲ رمئی ۲۰۰۹ء دن کے تقریباً ۱۱ ربجے ''دیر الزور'' (عراقی سرحد کے قریب واقع شام کا شہر) سے علما کا وفد ملاقات کے لئے تشریف لایا۔ بعدہٗ دمشق کے ''معہد الدولی لتعلیم اللغة العربیه والشریعة'' کے مدیر تشریف لائے۔ دورانِ ملاقات مختلف علمی موضوعات زیر بحث آئے۔

شام 04:30 بجے صاحبزادہ مفتی دمشق شیخ وائل البزم حضور تاج الشریعہ کو الشیخ رمضان سعید بوطی

(آپ شام کے علمی حلقوں میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں) سے ملاقات کے لئے لے جانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ یہاں بھی علمی گفتگو رہی اور شیخ رمضان سعید بوطی نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات پر اظہار مسرت فرمایا۔ اس موقع پر دونوں بزرگوں کے درمیان کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔ رہائش گاہ واپسی پر حضرت نے منتظر طلبہ وطالبات سے علیحدہ علیحدہ ملاقات فرمائی۔ خواہش مند مقامی اور بیرونی طلبہ کو شرف بیعت سے نوازا، طلبہ نے نماز عشا حضرت کی امامت میں ادا کی۔

بعد نماز عشا شیخ علاء الدین حائک حضور تاج الشریعہ کو رات کے کھانے کے لئے اپنے گھر لے گئے۔ اس موقع پر مفتی دمشق بھی موجود تھے۔ یہیں سے حضور تاج الشریعہ الشیخ ابوالہدیٰ الیعقوبی سے ملنے ان کے گھر پہنچے (آپ شام کے جید عالم دین ہیں۔ اجازت حدیث کے لیے محفل منعقد کرتے ہیں۔ صحاح ستہ کی اجازت بالسماع عنایت کرتے ہیں)۔ علمی گفتگو اور کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔ آپ نے ایک طغرہ جس پر عربی قصیدہ نقش تھا حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا۔ روانگی کے وقت الشیخ ابو الہدیٰ الیعقوبی نے اپنے اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی، حضرت نے ان کو دعاؤں سے نوازا اور پانی دم کر کے عنایت فرمایا۔

اتوار ۳/مئی ۲۰۰۹ء تقریباً دن ۱۲/ بجے الشیخ ابوالخیر الشنار تشریف لائے۔ حضور تاج الشریعہ کی کتب پر اپنی علمی رائے پیش کی اور اپنی کتب بھی حضرت کی بارگاہ میں پیش کیں۔ بعدہٗ طلبہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں آٹوگراف اور نصائح سے نوازا۔ ہند و پاک کے طلبہ نے بیعت، تجدید بیعت یا طالب ہونے کا شرف حاصل کیا۔

تقریباً ۳/ بجے حضور تاج الشریعہ مصر کے لئے روانہ ہو گئے آج حضور تاج الشریعہ تقریباً 43/سال بعد مصر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے جامعہ ازہر مصر سے 1966ء میں سند فراغت حاصل کی تھی۔

پیر 4/مئی 2009ء یوں تو جامعہ ازہر کے لاتعداد فرزند ایسے ہیں جن پر افراد اور خاندانوں، علاقوں اور خطوں ہی کو نہیں خود جامعہ ازہر بلکہ تمام عالم اسلام کو ناز ہے لیکن آج جس شخصیت نے جامعہ میں ورود فرمایا، اہل جامعہ ہی نہیں جامعہ کے در و دیوار بھی ان کے منتظر تھے، ایک بہارِ جانفزا جامعہ کی فضاؤں میں اتر آئی تھی۔ ۱۱ تا ۱۲/ بجے حضور تاج الشریعہ کی ملاقات مصر کے امام اکبر، شیخ الازہر علامہ سید محمد

طنطاوی سے ہوئی۔ مختلف موضوعات پر دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ شیخ الازہر نے ۲؍مسائل جن میں پہلے آپ کا موقف حضور تاج الشریعہ سے مختلف تھا اس ملاقات میں حضور کے موقف کی تائید فرمائی۔

1......حدیث مبارکہ ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' کو شیخ الازہر موضوع خیال فرماتے تھے لیکن اب آپ فرماتے ہیں ''یہ حدیث تلقی بالقبول سے مقبول ہوگئی ہے اور موضوع نہیں ہے''۔

2......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ''تارح'' تھا۔ ''آزر'' جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، جو مشرک تھا۔ یہ مسئلہ بھی حضرت شیخ الازہر نے قبول فرمایا۔

ان دونوں موضوعات پر حضور تاج الشریعہ کی تصانیف موجود ہیں جو مصر اور بیروت سے شائع ہو چکی ہیں۔ حضرت شیخ الازہر آپ کے علمی مقام اور ورع وتقویٰ سے بے حد متأثر نظر آئے۔ شیخ الازہر نے علمائے ہند اور علمائے مصر کے درمیان روابط پر زور دیا اور خود ہندوستان تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ نیز جامعہ ازہر اور حضور تاج الشریعہ کے ادارے جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے درمیان ہر قسم کے علمی تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنی اور سیدی اعلیٰ حضرت کی کتب بھی شیخ الازہر کو پیش کیں۔

شام 4؍بجے جامعہ ازہر مصر کے مرکز صالح عبداللہ کامل میں حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں طٰہٰ ابوکریشہ (نائب رئیس جامعہ ازہر)، الشیخ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، دکتور فتحی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمود حبیب کے علاوہ جامعہ ازہر، جامعہ عین الشمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ کے اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلبہ نے شرکت کی۔ علامہ جلال رضا الازہری نے نظامت کے فرائض سرانجام دیے۔ کانفرنس سے پروفیسر عبدالقادر نضار، علامہ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش وغیرہم نے خطاب فرمایا۔ خصوصی خطاب حضور تاج الشریعہ نے فرمایا۔ 35؍منٹ دورانیہ کے اس بیان میں حضور تاج الشریعہ نے

فصاحت و بلاغت اور علم وفن کے وہ جوہر دکھائے کہ حاضرین عش عش کرا ٹھے۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور آخر میں علامہ گل محمد الازہری نے کلمات تشکر ادا کئے۔اس موقع پر حاضرین کے لئے پرتکلف طعام کا اہتمام بھی تھا۔کانفرنس کے بعد علمائے کرام اور طلبہ سے حضور تاج الشریعہ نے ملاقات فرمائی۔ یہ کانفرنس اس اعتبار سے منفرد تھی کہ برّصغیر کے کسی عالم دین کے اعزاز میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔

منگل ۵ رمئی ۲۰۰۹ء، ار بجے دوپہر حضور تاج الشریعہ کی خصوصی ملاقات جامعہ ازہر کے صدر الشیخ احمد طیب اور مشہور عرب قلم کار الشیخ عبداللہ کامل سے ادارۃ الجامعہ میں ہوئی۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ملاقات میں علمی موضوعات زیر بحث آئے۔یہاں بھی علمائے مصرو ہند کے درمیان مضبوط روابط پر زور دیا گیا۔الشیخ احمد طیب نے اس بات پر بھی اظہارِ مسرت فرمایا کہ جامع ازہر میں حضور تاج الشریعہ کے مریدین، معتقدین وتلامذہ تقریباً 90 کے قریب ہیں آخر میں شیخ احمد طیب نے حضور تاج الشریعہ کی علمی اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا خصوصی ایوارڈ ''الذراع الفخری'' (Pride of perfomance) دیا۔ یہ ایوارڈ کبار علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔

بعد نماز عصر حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ پر درسِ حدیث کا اہتمام تھا۔عراق، لیبیا، سوڈان، الجزائر، یمن، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ کے طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی حضور تاج الشریعہ نے تقریباً 1 رگھنٹہ مسلم شریف کا درس ارشاد فرمایا۔

رات میں حضور تاج الشریعہ دکتور محمد خالد ثابت (آپ کا قاہرہ میں بہت بڑا مکتبہ ہے) کے یہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ یہاں کثیر علمائے کرام خصوصاً شیخ یسری رشدی (مدرس بخاری شریف، جامعہ ازہر) اور شیخ احمد شحاتہ بھی موجود تھے۔ محفل میں حضور تاج الشریعہ نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا۔آخر میں شیخ یسری نے کئی سوالات کیے جن کے حضور نے مدلل ومبرہن جوابات عربی میں عنایت فرمائے۔حضور تاج الشریعہ کے علمی مقام اور تقوے سے متاثر ہو کر شیخ یسری اور دیگر علما نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔اس موقع پر حضور تاج الشریعہ نے علما کو اجازت حدیث اور اجازت سلاسل بھی عطا فرمائیں۔

بدھ ٦ رمئی ۲۰۰۹ء حضور تاج الشریعہ نے قاہرہ میں مزارات اولیائے کرام کی زیارت فرمائی۔ مسجد

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ نے نماز ظہر اور مسجد سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نماز عصر کی امامت فرمائی۔ بعض دیگر جید علما نے بھی بذریعے فون اجازات حاصل کیں۔

6رمئی کو ہی حضور تاج الشریعہ مصر سے واپس بریلی شریف تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ! حضور کا یہ دورہ علمائے عرب اور علمائے ہندوستان کے درمیان مضبوط علمی، تحقیقی، تعلیمی اور روحانی تعلقات کے لیے سنگِ میل ثابت ہوگا۔[۴۳]

عرب کے دانشور علما سے حضرت تاج الشریعہ کے بڑے مضبوط رابطے ہیں، مندرجہ ذیل علما حضرت تاج الشریعہ سے ملاقات کرنے کے لئے بریلی آچکے ہیں جن کے تأثرات جامعۃ الرضا کے معائنہ رجسٹر میں درج ہیں:

(۱) حضرت علامہ سید علوی مالکی محدث مکۃ المکرمہ۔ (۲) حضرت علامہ شیخ عمر بن سلیم، خطیب وامام، امام اعظم مسجد، محلہ اعظمیہ، بغداد۔ (۳) حضرت علامہ شیخ جمیل فلسطینی، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ۔ (۴) حضرت علامہ عبد الجلیل العطا، محدث دمشق، دمشق۔ (۵) حضرت علامہ شیخ طٰہٰ حبیشی، استاذ قسم الفلسفہ والعقیدہ جامع ازہر مصر۔ (۶) حضرت علامہ مفتی عبد الفتاح البزم، مفتی اعظم دمشق۔ (۷) حضرت علامہ سید محمد فاضل جیلانی، مرکز الجیلانی للبحوث العلمیہ، استنبول، ترکی۔ (۸) حضرت علامہ سید ہاشم محمد علی حسین مہدی، مکۃ المکرمہ۔ (۹) حضرت علامہ شیخ محمد خیر طرشان، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۰) حضرت علامہ علاء الدین الحائک، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۱) حضرت علامہ شیخ وائل البزم، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۲) حضرت علامہ شیخ جمال فاروق الدقاق، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع ازہر، مصر۔ (۱۳) حضرت علامہ شیخ اسامہ سید محمود الازہری، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع ازہر مصر۔[۴۴]

تاج الشریعہ اور ایوارڈ

آپ کی خدمات دینی وملی اظہر من الشمس ہے۔ جب آپ جامع ازہر میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث میں ایک نمبر پر آئے تو وہاں کرنل جمال عبد الناصر نے ایوارڈ دیا۔

۲۰۰۹ء میں جب آپ نے مصر کا دورہ فرمایا تو جامع ازہر تشریف لے گئے، وہاں آپ کے اعزاز میں جلسہ منعقد ہوا، شیخ الجامعہ علامہ محمد طنطاوی، جامع ازہر قاہرہ ان کے علاوہ جامعہ کے دیگر عہدیداران کی موجودگی میں جامع ازہر کی طرف سے ''الذراع الفخری'' نامی ایوارڈ دیا گیا۔

اس کے علاوہ متعدد جلسوں، پروگراموں میں ہند و بیرون ہند سے لوگوں نے ایوارڈ پیش کئے، چاندی، روپے وغیرہا سے تولنے کی بات بھی متعلقین و متوسلین نے کی، مگر حضرت تاج الشریعہ نے اس سے منع کر دیا۔

اس کے علاوہ پوری دنیا کے معززین کا امریکہ کی جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے اسلامک کرسچین انڈر اسٹینگ سینٹر نے شمار کیا تو اس میں ۵۰۰ بااثر شخصیات کو شامل کیا اس میں حضرت تاج الشریعہ کو آٹھائیسویں نمبر پر رکھا۔[۴۵]

حضور تاج الشریعہ اور ماہنامہ سنی دنیا

حضرت شاندار ادیب ہیں۔ اردو ادب کے فروغ کے لئے انہوں نے ایک ماہانہ میگزین کا اجرا کیا جس کا نام ''ماہنامہ سنی دنیا'' ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۸۳ء سے مسلسل نکل رہا ہے۔ حضرت اس کے خود ناشر اور ایڈیٹر تھے۔ تبلیغی دورے اور دیگر مصروفیات کی وجہ سےحضرت تاج الشریعہ نے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو اس کا مدیر مقرر کر دیا۔ یہ مذہبی ادب کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور جدید ادب کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اسلامیات، شخصیات، فقہیات، وفیات، حالات حاضرہ پر مضامین، حمد، نعت و مناقب تفسیر و احادیث، پیش قدمیاں اور اہم خبریں، سیاسیات، اخلاقیات پر مشتمل مضامین اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ اس میں خود لکھتے ہیں۔ ان کے فتاویٰ پابندی سے شائع ہوتے ہیں، گاہے بگاہے اہم مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا نعتیہ کلام بھی پابندی سے شامل اشاعت ہوتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ اور شاعری

حضرت کو شعر و شاعری سے پوری ذہنی مناسبت ہے وہ ایک فطری شاعر ہیں۔ اردو، عربی اور فارسی

میں یکساں مہارت کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔آپ کا عربی کلام سن کر اہل عرب انگشت بدنداں رہ گئے ہیں۔حضرت کی حیات کے مطالعہ سے اجاگر ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پائے جاتے ہیں جو ایک کامیاب نعت گو کے لئے ضروری ہے۔دینی ودنیاوی علوم میں گہرائی، فقہی بصیرت، عالمانہ تبحر، فکری وذہنی صلاحیت، سبھی کچھ ان کے دامن میں موجود ہے ان کی نعتیہ شاعری، دلکشی ورعنائی سے لبریز اور دل ودماغ کو معطر کرنے والی ہے یعنی عشق ووارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں خلوص کی خوشبو، عقیدت کی روشنی، ایمان کی لذت وحلاوت اور بیان کی نفاست و پاکیزگی ہے۔ہم یہاں حضرت کی شاعری کا مختصر طور پر فنی جائزہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔دیوان میں ذکر کردہ اشعار میں سے چند صنعتیں ملاحظہ کیجیے۔

صنعت استعارہ

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔[۴۶]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

اختؔر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

شہنشاہ کونین/ شاہ لولاک سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

جان جاں/ جان جہاں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جاں تو ئی جاناں قرار جاں تو ئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

جان جاں/ جان مسیحا سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں
شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگ ریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال
مسیحائے زماں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صنعت تشبیہ

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صفت میں شریک قرار دینا۔[۴۷]
حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

روئے انور کے سامنے سورج   جیسے اِک شمع صبح گاہی ہے

اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرۂ انور کے سامنے ”شمع صبح گاہی“ سے تشبیہ دی ہے۔

صنعت مبالغہ

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ یعنی سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کا اب کوئی مرتبہ باقی ہو یعنی حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔[۴۸]
حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کا

قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند سا بستر مدینہ آنے والا ہے

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دیدہ ہائے فلک

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر واختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبرائیاں

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

صنعت تضاد

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق اور مطابقت بھی کہا جاتا ہے۔[۴۸]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

زمینv/s آسمان - ثریاv/s ثرا (متضاد الفاظ)

میری مشکل کو یوں آساں مِرے مشکل کشا کر دیں
ہر اِک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں

مشکلv/s آساں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رُخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

شبv/s دن - تاریکv/s روشن

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یوں ہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

ہنساتے ہیںv/s رُلاتے ہیں

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

پیچھے پیچھے V/S آگے آگے

یہ خاک کوچہ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جان کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

فلک V/S خاک

صنعت تجنیس کامل

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں۔ یعنی وہ دو الفاظ تلفظ میں یکساں ہو لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔[۵۰]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

صنعت تجنیس ناقص

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں۔[۵۱]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو۔اس کو تناسب،توفیق،ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہیں۔[۵۲]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رُخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

(سر+سجدہ+ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

(رند+ساقی+میخانہ+میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں جھلک رہی ہے

(ساقی+جام+دور+ساغر+شراب+چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں

(بادہ کشو+ساغر+شراب+جھومنا (آپس میں مناسبت ہے))

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نمایاں تم ہی تو ہو

(شجر+نخل+ثمر+(آپس میں مناسبت ہے))

صنعت ترصیع

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں۔[۵۳]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

صنعت مقابلہ

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے اضداد ہوں۔[۵۴]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل و نہار مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل و شام میں موافقت۔شام کے مقابلے میں سحر اور لیل کے مقابلے میں نہار۔

صنعت تنسیق الصفات

کسی کا تذکرہ بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔[۵۵]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

وہ تبسم، وہی ترنم، وہی نزاکت، وہی لطافت
وہیں ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

تاج وقار خاکیاں، نازش عرش وعرشیاں
فخر زمین و آسماں، فخر زماں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تم ہی تو ہو، جان جناں تم ہی تو ہو

صنعت مقلوب مستوی

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے، تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلاً دید۔[۵٦]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

صنعت مسمط

وہ نظم جس کے ہر شعر مطلع کے علاوہ تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں۔ اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔[۵۷]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کر دیں

صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے

روح رواں زندگی، تاب وتوان زندگی
امن وامان زندگی، شاہ شہاتم ہی تو ہو

صنعت اشتقاق

اشتقاق ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا یعنی شاعر کا اپنے شعر میں ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنیٰ کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے۔

گنہگارو! نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہیں

شفاعت اور شفیع کا ماخذ ایک ہی ہے۔

تصانیف وتراجم

حضرت اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود قلم سے اٹوٹ رشتہ بنائے ہوئے ہیں۔ آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے ذیل میں ہم ان کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں اس کے بعد جائزہ پیش کریں گے۔

شمار	اسمائے کتب	زبان	تفصیل
۱	شرح حدیث نیت	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۲	ہجرت رسول	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۳	آثار قیامت	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۴	سنو چپ رہو	اردو	ادارہ معارف رضا، پاکستان/ برکاتی پبلشرز، کراچی
۵	ٹائی کا مسئلہ	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۶	تین طلاقوں کا شرعی حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۷	تصویروں کا حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۸	دفاع کنز الایمان-۲ جز	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۹	الحق المبین	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۰	ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۱	القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۲	حضرت ابراہیم کے والد تارح یا آزر، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۳	کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۴	جشن عید میلاد النبی، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۱۵	متعدد فقہی مقالات	اردو	مطبوعہ/غیر مطبوعہ
۱۶	سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی	اردو	مطبوعہ ماہنامہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی

۱۷	المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ	اردو	مطبوعہ/غیر مطبوعہ
۱۸	شرح بخاری شریف	اردو	آڈیو-مرتب کیا جارہاہے
۱۹	تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت	اردو	اس پر کام جاری ہے
۲۰	نوح حامیم کیلر کے سوالات کے جوابات (کفر، ایمان، تکفیر)	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۲۱	الحق المبین	عربی	مطبوعہ المجمع الرضوی
۲۲	الصحابة نجوم الاهتداء	عربی	مطبوعہ دار المقطم، مصر
۲۳	شرح حديث الاخلاص	عربی	المجمع الرضوی
۲۴	سد المشارع علیٰ من يقول ان الدين يستغنى عن الشارع	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۵	تحقيق ان ابا ابراهيم تارح لا آزر	عربی	مطبوعہ دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۶	نبذة حياة الامام احمد رضا	عربی	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۷	مرأة النجديه بجواب البريلويه (حقيقة البريلوية)	عربی۔	دار المقطم، قاہرہ، مصر
۲۸	حاشية الازہری علیٰ صحيح البخاری	عربی	مطبوعہ مجلس برکات، مبارکپور
۲۹	حاشية المعتقد والمستند	اردو	مطبوعہ، المجمع الرضوی، بریلی
۳۰	سفینۂ بخشش (دیوان)	عربی اردو	مطبوعہ، متعدد بار، المجمع الرضوی، بریلی
۳۱	انوار المنان فی توحید القرآن	اردو	المجمع الرضوی
۳۲	المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد (ترجمہ)	اردو	المجمع الرضوی، بریلی
۳۳	الزلال الانقیٰ مع بحر سبقة الاتقی (ترجمہ)	اردو	ادارہ سنی دنیا، بریلی

۳۴	اھلاک الوھابین علی توھین القبور المسلمین (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۵	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (تعریب)	عربی	شائع از سعودی، مطبع کا نام نہیں ہے
۳۶	الھاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب)	عربی	دار السنابل، دمشق
۳۷	برکات الامداد لاھل الاستمداد (تعریب)	عربی	جمیعۃ رضا المصطفیٰ، کراچی
۳۸	عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۹	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۴۰	قوارع القھار فی رد المجسمۃ الفجار (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۱	سبحان السبوح (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۲	القمع المبین لامال المکذبین	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۳	النھی الاکید (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۴	حاجز البحرین (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۵	فقہ شھنشاہ وأن القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۴۶	ملفوظات تاج الشریعہ	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۴۷	تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم	اردو	مطبوعہ اختر بک ڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۴۸	ترجمہ قصیدتان رائعتان	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی

۴۹	Few English Fatawa	انگلش	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، بریلی
۵۰	ازہر الفتاویٰ	انگلش	مطبوعہ حبیبی دار الافتاء ڈربن، ساؤتھ افریقہ
۵۱	ٹائی کا مسئلہ	انگلش	ادارہ سنی دنیا
۵۲	A Just Answer to the blased author	انگلش	مطبوعہ، از: ساؤتھ افریقہ (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۳	فضیلت نسب (ترجمہ اراءۃ الادب لفاضل النسب)	اردو	مکتبہ سنی دنیا، بریلی
۵۴	ایک غلط فہمی کا ازالہ	اردو	برکات رضا، پوربندر، گجرات
۵۵	حاشیہ انوار المنان	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۵۶	الفردہ فی شرح قصیدۃ البردہ	عربی	ناشر مولانا عسجد رضا (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۷	رویت ہلال	اردو	مطبوعہ
۵۸	چلتی ٹرین پر نماز کا حکم	اردو	مطبوعہ
۵۹	افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم	اردو	مطبوعہ
۶۰	تعریب فتاویٰ رضویہ ج ۱	اردو	تعریب کا سلسلہ جاری ہے
۶۱	منحۃ الباری شرح صحیح البخاری	اردو	جاری ہے

نوٹ: مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ بشکل آڈیو، قصیدۂ بردہ کی عربی شرح، بخاری شریف کا اردو میں درس انٹرنیٹ پر ہر اتوار کو بعد نماز عشا آن لائن، عربی سوال کا عربی، میں انگلش سوال کا انگلش میں، اردو سوال کا اردو میں جواب، انٹرنیٹ پر موجود ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم عقیدت مندوں میں سے کسی کو توفیق بخشے اور اسے تحریر کا جامہ پہنا کر منظر عام پر لے آئے۔

جن کتابوں کا آپ نے ترجمہ فرمایا ہے خواہ عربی میں ہوں یا اردو میں ان پر آپ کا حاشیہ بھی ہے، میں نے صرف المعتقد مع المستند المعتمد اور انوار المنان کے حاشیے کا تصانیف میں تذکرہ کیا ہے، ان حواشی کو بھی آپ کی تصانیف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ دوران مطالعہ مرکزی دار الافتا میں، میں نے دیکھا

کہ وہ کتابیں جو حضرت کے زیر مطالعہ رہی ہیں ان میں سے بعض کتابوں پر آپ کی تعلیقات وحواشی ہیں، انہیں میں نے تحریرات تاج الشریعہ میں شمار نہیں کیا ہے۔

آپ نے جو خطوط لکھے ہیں بعض کی کاپیاں دارالافتا میں تھیں انہیں میں نے پڑھا ہے، وہ زبردست علمی کاوشیں ہیں، اگر حضرت کے خطوط مل جائیں اور انہیں یکجا کر دیا جائے تو وہ بھی مستقل ایک کتاب کی حیثیت رکھیں گے۔

آپ نے علمائے اہل سنت کی کتابوں پر جو تقریظیں تحریر کی ہیں وہ کثیر تعداد میں ہیں انہیں بھی یکجا کیا جائے تو اردو نثر میں اضافہ ہوگا۔ مدارس، مساجد، مکاتب، تنظیم، تحریک جن کا تعلق اہل سنت سے ہے، ان کے معائنے یا سرپرستی قبول کرنے کی تحریریں، یا تعاون کے سلسلے میں حضرت کی بابرکت تحریریں بھی اس قدر ہیں کہ انہیں یکجا کیا جائے تو نثریات اردو میں شاہکار ثابت ہوں گی۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود فقہ وافتاء بیعت وارشاد اور تالیف وتصنیف کا کام مسلسل انجام دے رہے ہیں۔ غرض یہ ایک ذات ہے جو مجموعہ برکات ہے اور مستقل ایک انجمن ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مدظلہ العالی کے فیضان کو جاری رکھے اور ان کے علم وعمل سے ہمیں مستفیض و مستنیر فرمائے اور انہیں عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ وازکی التسلیم۔

حوالہ جات

[۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۱۴۔

[۲] حضور تاج الشریعہ کا پاسپورٹ اور راقم کے استفسار پر خاندانی بزرگ مولانا تحسین رضا اور مولانا حبیب رضا خاں صاحب نے بیان فرمائی۔

[۳] الصحابه نجوم الاهتداء ص ۱۵ دار المقطم ۵۰ شارع شیخ ریحان عابدین القاهره جمهوریه مصر العربیة ۱۴۳۰/ ۲۰۰۹ء) حقیقة البریلویه ص ۹/ دار المقطم ۵۰ شارع شیخ ریحان عابدین القاهره جمهوریه مصر العربیة ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء۔

[۴] حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۰۳، مولانا ظفر الدین بہاری، مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر، گجرات۔/ حیات مفتی اعظم، ص ۲۲، مرزا عبد الوحید بیگ، ادارہ تحقیقات مفتی اعظم، بریلی۔

[۵] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مرتبہ حافظ شمس الحق و مولانا ارشاد عالم نعمانی مجلس فکر رضا، لدھیانہ، پنجاب۔

[۶] حیات تاج الشریعہ، ص ۱۰، مولانا شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۸ء۔

[۷] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مطبع سابق۔

[۸] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مطبع سابق۔

[۹] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ ستمبر ۱۹۶۵ء۔

[۱۰] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ، ص ۳۰۔

[۱۱] حیات تاج الشریعہ، ص ۲۴، مطبع سابق۔

[۱۲] حیات تاج الشریعہ، ص ۱۴-۱۵، مطبع سابق۔

[۱۳] سفینہ بخشش، ص ۶۹، مولانا اختر رضا، طباعت کیل کو، ممبئی، سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔

[۱۴] سفینہ بخشش، ص ۶۸، مولانا اختر رضا، طباعت کیل کو، ممبئی، سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔

[۱۵] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۱۶۔

[۱۶] حیات تاج الشریعہ ص ۱۷-۱۸، مولانا شہاب الدین، مطبع سابق۔

[۱۷] حیات تاج الشریعہ ص ۱۹/ رضا اکیڈمی ممبئی۔

[۱۸] ماہنامہ استقامت کانپور،ص ۱۵۱ شمارہ رجب ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

[۱۹] تقریظ بر ترجمہ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد ص ۴۲، مرتبہ محمد یونس رضا، ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی، اشاعت دوم ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء۔

[۲۰] تقریر امام احمد رضا کانفرنس بریلی ۲۴ رصفر المظفر ۱۴۲۵ھ۔

[۲۱] حیات تاج الشریعہ،ص ۶۷، مطبع سابق۔

[۲۲] حیات تاج الشریعہ ص ۶۸۔۶۹ مطبع سابق۔

[۲۳] تجلیات تاج الشریعہ ص ۹۹ مرتبہ ماہنامہ شاہد قادری ،رضا اکیڈمی ڈونٹاٹ اسٹریٹ کھڑک ممبئی سن اشاعت ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء

[۲۴] ماہنامہ استقامت کانپور ص ۱۵۱ شمارہ رجب ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

[۲۵] حیات تاج الشریعہ،ص ۳۲، مولانا شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی ۲۰۰۸ء۔

[۲۶] ماہنامہ نوری کرن، بریلی،ص ۴۰، فروری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ۔

[۲۷] حیات تاج الشریعہ،ص ۳۳-۳۴، مولانا شہاب الدین، مطبع سابق۔

[۲۸] سیرت تاج الشریعہ،ص ۱۳، مولانا شہاب الدین، بزم فیض رضا گلبہار، کراچی، پاکستان۔

[۲۹] حیات تاج الشریعہ،ص ۲، مطبع سابق۔

[۳۰] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، دسمبر ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۲ھ۔

[۳۱] تجلیات تاج الشریعہ،ص ۶۱۹-۶۲۱، مولانا محمد شاہد القادری، رضا اکیڈمی، ممبئی/ حیات تاج الشریعہ ص ۵۴-۶۵، مولانا محمد شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی

[۳۲] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء/ روزنامہ جنگ لندن ۳ رمارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ۔

[۳۳] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء/ روزنامہ جنگ لندن ۳ رمارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ۔

[۳۴] حیات تاج الشریعہ،ص ۱۳، مطبع سابق۔

[۳۵] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء،ص ۱۷۔

[۳۶] تحفظ مسلم پرسنل لا،ص ۱۹، مولانا یٰسین اختر مصباحی، مطبوعہ دار القلم، دہلی۔

[۳۷] روز نامہ امر اجالا، آگرہ، ۱۰ر نومبر ۱۹۸۹ء۔

[۳۸] حیات تاج الشریعہ، ص ۲۷، مطبع سابق۔

[۳۹] سمینار منعقدہ فروری ۱۹۹۵ء مجلس شرعی مبارکپور، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ۔

[۴۰] قلمی فتویٰ (رجسٹر مرکزی دار الافتاء)۔

[۴۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۲۲۔

[۴۲] حیات تاج الشریعہ، ص ۴۸، مطبع سابق۔

[۴۳] ماہنامہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۹ء، ص ۴۹-۵۲۔

[۴۴] ویز یٹر بک جامعۃ الرضا ص ۲۰ تا ۳۰، جامعۃ الرضا بریلی (قلمی)۔

[۴۵] روز نامہ انقلاب، جلد نمبر ۴۷، شمارہ ۳۴۱، مجریہ ۱۸ محرم، ۱۴۳۳ھ/ ۱۴ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ، ص ۱۔

[۴۶] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۰۹۰، حکیم عبد الغنی نجمی رامپوری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی، ۲۰۰۶ء

[۴۷] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۹۶۷ مطبع سابق۔

[۴۸] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۴۴۴ مطبع سابق۔

[۴۹] بحر الفصاحت ج ۲، ص ۱۳۵۵، مطبع سابق۔

[۵۰] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۰۱ مطبع سابق۔

[۵۱] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۱۲ مطبع سابق۔

[۵۲] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۳۶۹ مطبع سابق۔

[۵۳] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۸۴ مطبع سابق۔

[۵۴] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۳۵۵ مطبع سابق۔

[۵۵] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۳۱۴ مطبع سابق۔

[۵۶] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۴۶ مطبع سابق۔

[۵۷] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۷۲ مطبع سابق۔

علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث

از: جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام صاحب دیناجپوری
مفتی ومدرس جامعہ شکوریہ بلہور کانپور

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلّی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امام العلماء والمتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے مبارک ہاتھ میں دارالافتاء کا ذمہ دار قلم پہونچ چکا تو وہ قلم مسرت وشادمانی سے مچل رہا ہوگا کہ اب دنیا میں میری ذمہ داری کا چرچا ہی نہیں بلکہ میرے کارنامے علمی محافل کی رونق بنیں گے دن سے ہفتے ہفتوں سے ماہ اور مہینوں سے سال بنتے جائیں گے صدیوں تک اس ذمہ دار ہاتھوں میں رہنے کا شرف مجھے ملتا جائے گا میری لکیروں کی پیمائش رصدگاہوں میں ہوگی ان کی معنوی گہرائیوں کی تحقیق ریسرچ سینٹروں میں ہوگی عرشی مفاہیم کی کمانیں چاند سورج تک ہی نہیں دائرۃ البروج کو بھی اپنے احاطے میں لے لیں گی۔ عام وخاص میں میرے عشق کا چرچا ہوگا۔ عرب وعجم میں میرا سکہ رائج ہوگا۔ میری نوک سے نکلنے والا ایک ایک لفظ کہیں پھول برسائے گا تو کہیں بجلیاں گرائے گا۔ کوئی مجھے سینے سے لگائے گا تو کوئی میرے نام سے دہشت زدہ رہے گا۔ مجھے خریدنے کے لئے دولت آئے گی خرید نہ سکے گی۔ روساء کی طرف سے دباؤ آئے گا جھکا نہ سکے گا۔ حلیہ بدل بدل کر اعداء دین آئیں گے دھوکہ نہ دے سکیں گے۔ ایسے وقتوں میں میرا اعلان ہوگا:

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

الحمدللہ قلم کی یہ تمنائیں ہوتی رہیں۔ حضور امام العلماء کے بعد دار الافتاء کا یہ ذمہ دار قلم سرکار رئیس الاتقیاء حضرت مفتی محمد نقی علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے دست پاک میں آیا تو اس میں اور نکھار آتا گیا کہ ایسے ہاتھوں میں یہ آچکا ہے جس کی حق گوئی وبیباکی کا زمانہ قائل ہے

دار الافتاء کی ذمہ داری اس عظیم فقیہ نے سنبھال لی ہے جس کے بارے میں مجدد اعظم نے اس وقت فرمایا جب آپ نے رسالہ مبارکہ "اقامة القيامة على طاعن القيام لنبئ تهامة" تحریر فرمایا

یہ مجمل تحقیق استحباب قیام پر صرف ایک دلیل کی اس کے سوا دلائل متکاثرہ حجج باہرہ و براہین قاہرہ قرآن وحدیث واصول قواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل وتوضیح اور شبہات مانعی کی تذلیل و تفضیح پر طرز بدیع ونہج نہیج حضرت حجة الاسلام بقية السلف تاج العلماء راس الکملاء وسیدی و مولائی خدمت والد ماجد حضرت مولانا محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ "اذاقة الاثام لمانعى عمل المولد والقيام" میں بما لامزید علیہ بیان فرمائی۔ (فتاوائے رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۷ مطبع رضا اکیڈمی بمبئی)

حضور رئیس الاتقیاء کے بارے میں علماء واقف ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں یہ قلم کس شان سے جھوم رہا ہوگا کہ اس یکتائے زمانہ ہستی کے ہاتھوں میں آیا جسے دنیوی دولت کی تمنا ہے نہ شہرت کی فکر نہ کسی کے طعن و تشنیع کی پرواہ اور نہ مدح سرائی کی طمع علم میں دور دور تک زمانہ میں جس کا کوئی ثانی نظر نہیں آ رہا ہے ایک بے مثال فقیہ نے جس کے بارے میں فرمایا

آہ۔ آہ۔ آہ! ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروع وعقائد وفقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاشاللہ نہ اس لئے کہ وہ میرے والد ووالی ولی نعمت تھے بلکہ اس لئے کہ الحق والحق اقول، الصدق واللہ یحب الصدق میں اس طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب وعجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔ اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے۔ مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر ودقیق ومعضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں۔ خادم ــــــ کو مراجعت کتب واستخراج جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے ظاہرا حکم یوں ہونا چاہئے،، جو وہ فرماتے وہی نکلتا۔ یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کردیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد

فرمایا تھا۔ عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں۔ عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ
ادنیٰ خوشہ چیں وزلہ ربا، جو مکہ معظمہ میں اس بار حاضر ہوا۔ وہاں کے اعلم العلماء و افقہ الفقہاء سے
۶۔۶ گھنٹے مذاکرۂ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے،
اپنے زمانے کے عہد افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس ہیچ
میرز پر پیش فرمانا شروع کئے۔ جس مسئلہ وحکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثار بشاشت ان
کے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع
دلیل سے پہلے آثار حزن نمایاں ہوئے اور خیال فرمالیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی
طبیب حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔ (فتاوائے رضویہ ۱۲ صفحہ ۱۳۱)

ایسے طبیب حاذق کے دست شفاء میں یہ خوش بخت قلم اب جمیع امراض روحانی کے نسخہ ہائے کیمیا بنا رہا ہے۔ مریض صرف بریلی کے نہیں تھے متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تھے جبکہ دار الشفاء بریلی سے اپنا فیض لٹا رہا تھا۔ اسی کے ساتھ ہی متصل وہ وقت بھی آیا جس میں اب قلم کو ہی نہیں بلکہ دار الافتاء کے پورے قلمدان کو وجد آ رہا تھا کہ اب مجھے اس پاکیزہ ہستی کے دست تحقیق کو بوسہ دینے کا شرف ملنے والا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک نشانی کہا جائے گا۔ امام الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا جائے گا۔ امام الاولیاء حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت کہا جائے گا۔ علوم وفنون میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عکس جمیل کہا جائے گا حضور امام العلماء والمتکلمین کی دعاء سحر گاہی کا ثمرۂ اجابت کہا جائے گا۔ حضور امام المحققین کے شفا خانہ کا نسخۂ نایاب کہا جائے گا۔

یہ زمانہ کچھ ایسا تھا کہ دین میں فتنہ انگیزی کا ایک تسلسل تھا اسلام کے خلاف انگریز کا فتنہ ہی کوئی کم نہیں تھا اہل ہنود بھی ہمارے دشمن تھے۔ مسلم نما دہریہ کچھ لیڈروں کی وجہ سے فتنۂ اکبری کی نشاۃ ثانیہ ہو رہی تھی وہ مدارس جہاں سے دنیا کو علم کی روشنی ملی فقہ وحدیث کی چند کتابوں میں سمٹ گئے تھے۔ علم دین کا مستقبل ایک ایسا خواب محسوس ہو رہا تھا جس کی تعبیر اچھی نہیں کہی جا سکتی تھی۔ اسمعیل دہلوی کی شکل میں فتنۂ وہابیت ہندوستان میں داخل ہو چکا تھا۔ قاسم نانوتوی نے خاتمیت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ

والسلام کا ایک ایسا معنی لوگوں کو دیا تھا جو صراحتاً ایمان کے خلاف تھا۔اشرفعلی تھانوی و خلیل احمد ابیٹھوی کی ان گستاخیوں سے کون واقف نہیں جو شان رسالت میں ان کی المناک شرارتیں تھیں۔قادیان کا فتنہ بھی سر اٹھانے والا تھا۔ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے خلاف عالمی فتنوں کی سرکوبی کے لئے دار الافتاء کے اس عظیم قلمدان کو امام احمد رضا کے ہاتھ میں عطا کر دیا۔

الحمدللہ اب سطح زمیں کی وسعت امام احمد رضا کے علم وحکمت کے مقابلہ میں تنگ نظر آ رہی ہے۔
ایک براعظم کو چھوڑ کر باقی دنیا میں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہات شخصیت پر تحقیقات ہورہی ہیں درجنوں اہل علم وقلم نے اس مبارک موضوع پر تحقیقی مقالے پیش کر کے جامعات ویونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ثم الحمدللہ احمد رضا نے ہی ہمیں وہ علمی خزانہ عطا کیا ہے جس کی وجہ سے باطل فرقہ کی تردید میں ہمیں اور دلائل کی مزید حاجت نہیں ہے۔اعلیٰ حضرت کے مجددانہ لاجواب کارناموں کی ایک ہلکی جھلک یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی کے رد میں سرکار اعلیٰ حضرت نے دس کتابیں تحریر فرمائیں:

(۱) حل خطاء الخط

(۲) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

(۳) الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطۃ

(۴) سبحان القدوس عن تقدیس نجس منکوس

(۵) الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

(۶) الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ

(۷) سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ

(۸) دامان باغ سبحان السبوح

(۹) مبین الھدیٰ فی نفی امکان مثل المصطفیٰ

(۱۰) چابک لیث براہل حدیث

اسی اسمٰعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابیت کی بنیاد رکھی تھی۔عقیدہ دیوبندیت کا جداعلیٰ بھی

یہی تھا۔ تقویۃ الایمان کے نام سے جب اس کی ایک گمراہ کن کتاب منظر عام پر آئی مسلمان بے چین ہو اٹھے۔ چاروں طرف سے لوگ لعنت وملامت کرنے لگے۔ ایک اضطرابی کیفیت سے برصغیر کی فضا مکدر ہونے لگی۔ علماء دہلی کی دعوت پر مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی بھی ان حضرات میں شریک رہے بلکہ ان کی قیادت میں علماء دہلی نے انتیس ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ بروز سہ شنبہ جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے۔ اسمٰعیل دہلوی کے سامنے اس کے باطل عقائد رکھے گئے جن کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ میدان مناظرہ سے فرار کی لعنت کو اپنے سر لیا۔ دہلی کا یہ مناظرہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کی اس دنیا میں تشریف آوری سے بائیس سال پہلے منعقد ہوا تھا۔ اسی مناظرہ کے بعد علامہ فضل حق خیرآبادی نے وہ کتاب مستطاب تالیف فرمائی تھی جسے دنیا آج "تحقیق القتوی فی ابطال الطغویٰ" کے نام سے جانتی ہے۔ امام المحققین حضور علامہ نقی علی خاں صاحب والد ماجد مجدد اعظم نے بھی اس کے رد میں ایک کتاب بنام "تصحیح الایمان" تحریر فرمائی پھر بریلی کا رضوی قلمدان جب فاضل بریلوی کے پاس آیا تو آپ نے "تلک عشرۃ کاملۃ" کو امت مسلمہ کے حوالہ کیا جن کے اسماء مبارکہ آپ کی نظروں سے گزرے۔

نانوتوی کا رد

اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ فضل الرحمن ۔ ذوالفقار علی ۔ اور حاجی محمد عابد ان تینوں نے ملکر دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ مولوی قاسم نانوتوی کو ایک مدرس کی حیثیت سے رکھا۔ پندرہ روپے ماہانہ اس کی تنخواہ تھی۔ کچھ ہی دنوں میں اس کمیٹی کے دیگر افراد سے اس نے ساز باز کر کے اس پر قبضہ جمالیا۔ اصل بانی کا نام مدرسہ کے رجسٹر غائب ہوگیا اور خود بانیٔ مدرسہ بن بیٹھا۔ یہیں اس نے وہ گندی کتاب لکھی جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے آخری نبی کے انکار کا معنی مترشح ہے۔

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے بارہ برجوں سے اس پر بجلیوں کی بوچھار کر دی ہے اور اس کے رد میں بارہ کتابیں تحریر فرما کر قوم پر احسان کیا ہے:

(۱) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

(۲) فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

(۳) ترجمۃ الفتویٰ وجہ ھدم البلوٰی

(۴) خلص فوائد فتویٰ

(۵) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

(۶) خلاصہ فوائد فتاویٰ

(۷) مبین احکام وتصدیقات اعلام

(۸) تمہید الایمان بایات قران

(۹) المبین ختم النبیین

(۱۰) تنبیہ الجھال بالھام الباسط المتعال

(۱۱) جوابہائے ترکی تبرکی

(۱۲) چابک لیث براھل حدیث

گنگوہی کا رد

قصبہ گنگوہ کے محلہ سرائے میں ۶/ذیقعدہ ۱۲۲۴ھ کو دوشنبہ چاشت کے وقت مولوی ہدایت احمد کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا رشید احمد اس کا نام رکھا گیا یہی مولوی بنا اور اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رسالت میں شدید گستاخیاں کیں۔

امام اہلسنت نے اس کے رد میں پچیس کتابیں تالیف فرمائیں:

(۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین

(۲) ازکی الاھلال ما احدث الناس فی امر الھلال

(۳) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

(۴) الصافیۃ الموجبہ لحکم جلود الاضحیۃ

(۵) سبحان القدوس عن تقدیس نجس منکوس

(۶) المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر

(۷) وصاف الرجیح فی بسلمته التراویح

(۸) القطوف الدانیة لمن احسن الجماعته الثانیه

(۹) الرد الاشد البھی فی ھجر الجماعته علی الکنکھی

(۱۰) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی

(۱۱) الجزء المھیا لغلمۃ کنھیا

(۱۲) رامی زاغیان معروف بہ دفع زیغ زاغ

(۱۳) اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح

(۱۴) اھلاک الوھابیین علی توھین قبور المسلمین

(۱۵) حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین

(۱۶) خلاصہ فوائد فتاوای

(۱۷) مبین احکام وتصدیقات اعلام

(۱۸) الفیوض الملکیة لمحب الدولته المکیة

(۱۹) تمہید الایمان بایات قران

(۲۰) فتویٰ کرامات غوثیہ

(۲۱) رشافته الکلام فی حواشی اذاقته الاثام

(۲۲) اخبار یہ فی خبر گیری

(۲۳) سر الاوقات

(۲۴) ظفر الدین الجید

(۲۵) چابک لیث بر اہل حدیث

اسی طرح اشرف علی تھانوی کے رد میں امام اہلسنت نے نو کتابیں تحریر فرمائیں شیعوں کے رد میں آٹھ کتابیں ہیں۔ خاص ندوہ کے رد میں سترہ کتابیں ہیں۔ چھ کتابیں غلام احمد قادیانی کے رد میں

ہیں۔غیر مقلدین کے رد میں آپ نے چھبیس کتابیں تحریر فرمائیں۔مذکورہ کچھ کتابوں کی تکرار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کے خلاف قول ایک سے زائد کا ہے اور کہاں تک شمار کیا جائے جہاں بھی ضرورت محسوس کی آپ نے پوری کتاب قوم کو پیش کردی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم عطا فرمایا تھا جو ہر زاویۂ نگاہ سے کمال اور تمام نظر آتا ہے۔حضور اعلیٰ حضرت کے زمانے میں یا اس سے پیشتر کافی دور دور تک کوئی آپ کے پائے کا نظر نہیں آتا ہے۔جس موضوع پر بھی آپ نے قلم اٹھایا ہے اس کی ایسی انیق ونفیس تحقیق لوگوں کو مل جاتی ہے جس میں کہیں بھی کوئی نقطہ رکھنے کی اور گنجائش نہیں رہتی ہے عام مسلمان بھی بخوبی اس کا صحیح نتیجہ نکال لیتے ہیں جبکہ موافق علماء اور دانشور کے لئے اس موضوع میں دلائل و براہین کا بحر ذخار موجود رہتا ہے۔ساتھ ہی معاندین وحاسدین کی زبانوں پر بھی تالے پڑ جاتے ہیں اس لئے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ہی ایسے ایسے شبہات کو بیان کرکے ان کے جوابات عطا فرمادیئے ہیں جن کا عشر عشیر بھی ان کے ذہن وفکر میں نہیں تھا لیکن بڑے ہی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار بھی کرنا پڑ رہا ہے کہ آج حاسدین کے منفی رویے سے اعداء دین کے مشاہدے میں وہ صحرائی سراب ہے جس سے وقتی طور پر جاں بلب ریگستانی مسافروں کو تسلی کا احساس ہوتا ہے۔

ایسا بھی نہیں کہ حاسدین اسی زمانے کی پیداوار ہیں بلکہ فاضل بریلوی کو بھی ان کا سامنا تھا اور آپ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درعدالت میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اک طرف اعداء دین ایک طرف حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

آج حال یہ ہے کہ فتاوائے رضویہ سے چند مسائل نقل کرنے کی صلاحیت ہوگئی تو احمد رضا کو چیلنج کرنے لگ گئے۔قدوری باب الجنائز تک پڑھا دیا تو احمد رضا کے علم کی پیمائش کرنے لگ گئے۔کاش یہ حضرات فتاوائے رضویہ سے نقل کرتے وقت اس کی عبارات کے معنوی عرش تک ذہنی پرواز کی کوشش کرتے تو ان کی حیثیت اور دوبالا ہو جاتی لیکن کیا کریں۔چند سانسوں میں پھول جاتے ہیں۔کل سے لیکر آج تک کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ناقابل انکار اس حقیقت کا مشاہدہ ہوگا کہ رضا کا مبارک قلم اعداء دین اور

حاسدین کے سامنے کل بھی چیلنج بنا ہوا تھا اور آج بھی چیلنج بنا ہوا ہے۔ نہ ان لوگوں کے پاس کل اس کا کوئی جواب تھا اور نہ آج کوئی جواب ہے اور مستقبل میں بھی نا کامی ان کا مقدر ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آؤ! اس عظیم ہستی کی زبانی سنیں جس نے فتاوائے رضویہ بالاستعاب تحقیقی نظر سے پڑھا ہو جس نے علامہ احمد حسن کانپوری سے معقولات کی تکمیل کی تھی۔ محدث سورتی سے علم حدیث پڑھا تھا اخاذ طبیعت جس کی فطرت تھی تدقیق مسائل جس کا دستور تھا یعنی ملک العلماء علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمۃ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری غفرلہ عرض کرتا ہے کہ فقیر کے پیش نظر فتاوائے متقدمین ومتاخرین سب ہیں۔ متقدمین میں فتاوائے ہندیہ بیشک اس مقدار میں ہے، جسے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کچھ نسبت دی جاسکتی ہے ورنہ اس وقت کے علماء میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے فتاویٰ کو اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کوئی بھی نسبت ہو۔ یہ تو باعتبار کمیت ہے کہ اوروں کے فتاویٰ چھوٹے چھوٹے اوراق پر ڈیڑھ سو، دوسو، تین سو صفحات، زیادہ سے زیادہ پانچ سو صفحات تک ہوں گے اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ تقطیع کلاں، ہدایہ سائز پر بارہ جلدوں میں، ہر جلد پچاس ساٹھ نہیں آٹھ سو یا نو سو صفحات کے درمیان ہے اور باعتبار کیفیت ونفاست مضامین تو اور معاصروں کے فتاویٰ کا کوئی جوڑ نہیں۔

فتاویٰ جلد اول چھپے ہوئے عرصہ گزرا۔ یہ جلد آٹھ سو اسی صفحات پر ختم ہے۔ اس جلد میں صرف باب التیمم تک کے مسائل ہیں۔ اس میں بظاہر ایک سو چودہ فتویٰ اور حقیقۃً ہزارہا مسائل ہیں۔ اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق وتنقیح کے ساتھ کہ آج تک کسی کتاب میں نہ ملے۔ الحمد للہ کتنے معرکۃ الآرا مسائل کہ بوجہ کثرت اختلافات واضطربات آج تک نا منقح الجھے ہوئے تھے۔ بفضلہٖ عزوجل ایسے صاف ومنقح ہوئے جس کی قدر اہل ایمان وانصاف ہی جائیں گے۔ (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶-۳۲۵)

فتاویٰ کی کتابوں میں ممتاز ترین کتاب فتاوائے رضویہ کے بارے میں حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضور ملک العلماء کے یہ الفاظ مبارکہ تھے آج کچھ لوگ اس کی مقبولیت سے خوف زدہ ہیں گرچہ دارالافتاء کی کتابوں میں اسی کو افضلیت حاصل ہے۔ دل سے حضور ملک العلماء کے فرمودات کے قائل

ہیں لیکن زبانیں حب ریاست و دولت سے مقفل ہیں حقیقت سے صرف نظر کرتے ہوئے بے جا شبہات وناز یبا ارادات دراصل نفسانی خواہشات کی تکمیل اوران کی قلبی نجاست کی پیداوار ہیں۔ ممکن ہے کہ اس میں ان کی کوئی مجبوری رہی ہو۔ حضور ملک العلماء نے فرمایا کہ اس کی قدر اہل ایمان وانصاف ہی جانیں گے۔

اگر کوئی اس کی ناقدری کرے تو وہ ان دونوں میں سے ایک نہیں ہوگا یا پھر دونوں نہیں ہوگا ناقدری کرنے والا یا تو اہل ایمان نہیں یعنی اعداء دین ہیں یا پھر اہل انصاف نہیں جیسا کہ حاسدین ہیں۔

فتاوائے رضویہ کی طرف ترچھی نگاہ ڈالنا کچھ ناعاقبت اندیشوں نے اپنا محبوب مشغلہ بنالیا ہے۔ جبکہ وہ حضرات جنہوں نے اس کا گہرا مطالعہ کیا تھا بار بار دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔ رضوی دلائل کی باریکیوں پر ان کی عمیق نگاہیں تھیں آپ فرماتے ہیں:

امام احمد رضا بلاشبہ اپنے دور میں پوری دنیا کے لئے مرجع فتاویٰ تھے۔ آپ کے دارالافتاء میں براعظم ایشیاء، افریقہ، یورپ اور امریکہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہوجاتے تھے اور سب کے جواب اسی شرح اور بسط کے ساتھ مجتہدانہ شان سے دیئے جاتے تھے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید سے سرموانحراف نہیں ہوتا بلکہ اپنے مسلک حنفی پر شدت سے کاربند رہتے۔ آپ کے فتاویٰ سے عوام وخواص، علماء وصلحاء اور مفتیان دین متین وقاضیان عدالت سبھی مستفید ہوتے تھے اور آج بھی ہورہے ہیں۔ آپ کی اس شان فقاہت اور تبحر علمی سے متاثر ہوکر ہی علماء عرب وعجم نے بالاتفاق چودہویں صدی کا مجدد تسلیم کیا اور علماء حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا و تعظیما تو کثیر تعداد میں آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ آپ سے سندیں حاصل کیں اور اپنی فقہی تحقیقات وتنقیحات کو دیکھ کر ہی علامہ حافظ الحدیث مفتیٔ حرم شیخ سید اسمٰعیل ابن خلیل پکار اٹھے:

"لو رأه ابو حنيفة النعمان لجعله من حملة اصحابه"

(مقدمہ فتاوائے رضویہ جلد پانچ)

حضور بحر العلوم کے علمی جاہ وجلال سے کون عالم ناواقف ہوگا۔ فتاوائے رضویہ کی تبییض

وطباعت میں آپ کی عرق ریزی امت مسلمہ پر آپ کا عظیم احسان ہے۔ فتاوائے رضویہ جلد پنجم کی طباعت کے وقت آپ نے جو مشاہدہ فرمایا آپ کے ہی الفاظ میں سماعت کریں۔ فرماتے ہیں:

کتاب اور اس کے مضامین کے بارے میں کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے کیسا استحضار اور علم میں کس درجہ گہرائی تھی نمونتہً ہم یہاں صرف دو مسئلے ذکر کرتے ہیں۔ صفحہ ۶۶۲ پر ایک سوال ہے (عدو صفحات میں کاتب سے غلطی ہوئی کہ یہ مسئلہ مذکورہ صفحہ میں نہیں بلکہ صفحہ ۶۶۱ میں ہے ناچیز راقم الحروف)

زید کی زوجہ چھمی اور بشیرن ہیں اس نے دو بار یا تین بار کہا میری عورت پر طلاق اور کسی عورت کا نام نہیں لیا ان میں سے کس پر تین طلاقیں پڑیں گی۔

آپ نے حاشیہ اور متن ملا کر دو صفحوں میں جواب لکھا پھر بھی دریا کو کوزے میں بند کیا۔ فرماتے ہیں:

اس مسئلہ کی اٹھاون شکلیں ہیں اور سب کا حکم اصل کلی سے نکلتا ہے۔ الخ۔ آگے پورے جواب میں ان سب شکلوں کی وضاحت چاروں اصلوں کا بیان پھر ہر شکل کے حکم تخریج آپ کتاب میں پڑھئے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں خدا کی قدرت کاملہ کا نظارہ کیجئے اتنے مختصر سے سوال میں اتنا بڑا سمندر پنہاں ہے۔ سائل بھی سن کر حیران رہ گیا ہوگا مگر ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔ درمختار میں اصافت طلاق کے لئے عورت کی طرف لفظ میں اضافت ضروری ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ عورت جارہی ہے یہ کہہ رہا ہے کہ گئی تو طلاق پڑ جائے گی تو اس عورت کے علاوہ کس کو پڑنا چاہئے مگر صاحب درمختار فرمارہے ہیں یہ قرینہ ہوتے ہوئے بھی چونکہ اضافت (یعنی لفظی) نہیں اس لئے طلاق نہیں۔

علامہ شامی نے حاشیہ تحریر فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اضافت لفظی ضروری نہیں۔ اضافت معنوی ہو تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور سند میں آپ نے صاحب بحر کا قول نقل کیا۔

"لو قال طالق فقیل من عنیت قال امرأتی طلقت امرأته"

کہ کسی نے طلاق کہا گو لفظ میں عورت کی طرف اضافت اور نسبت نہیں لیکن اپنی عورت کی نیت کر لے تو صرف طالق کہنے سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایک اور جزئیہ نقل کر کے انہوں نے یہ بات اور آگے

بڑھائی الحرام یلزمنی فیقع للعرف بلانیۃ اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر باہر گئی تو حرام مجھے لازم ہے تو چاہے اپنی عورت کی نیت نہ کرے طلاق واقع ہو جائے گی کہ عرف یہی ہے کہ آدمی ایسی بات اپنی عورت کو ہی کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام بحثوں سے مسئلہ کچھ سلجھا نہیں اور الجھ ہی گیا۔ صاحب در کچھ کہہ رہے ہیں صاحب بحر کا اور کہنا ہے اور یہ جزئیہ سب پر پانی پھیر رہا ہے۔

اس مسئلہ پر ہمارے مصنف امام ہمام مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا قلم حقیقت رقم حرکت میں آیا۔ سبحان اللہ کیا داد تحقیق دی ہے۔ دل کی کلی شگفتہ ہو گئی۔ علم کی روح جھوم اٹھی۔ آپ صفحہ ۴۰۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابھی اتنے ہی سے الجھ گئے۔ ائمہ کی تصریحات پڑھو کوئی کہتا ہے اس وقت تک طلاق نہیں پڑے گی جب تک کہ ''اردتھا'' میں نے عورت کی نیت کی تھی نہ کہے۔ کوئی صاحب کہتے ہیں اس وقت اس کی عورت پر طلاق پڑے گی جب تک یہ نہ کہے اردت غیرھا میں دوسری عورت کی نیت کی تھی اور کبھی یہ لوگ کہتے ہوئے ملیں گے نیت کرے نہ کرے طلاق تو اس کی عورت پر ہی پڑے گی۔ اس طرح کے مختلف ومتضاد جزئیات ہیں فھذا الاختلاف یتحیر بھا من لم ینزل کل فرع علی ماینبغی تو جو صاحب بصیرت نہ ہو وہ عالم حیرت میں پکار اٹھے گا۔

بات ایک اور سیکڑوں اس کے جواب
ہم سے کچھ غیروں سے کچھ درباں سے کچھ

پھر آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اضافت کی ضرورت اس کے اقسام اور اس کے احکام اور ہر فرع کی اصل کے ساتھ تطبیق دے کر سارے عقدے حل کر دیئے اور ہر جزئی کو اصل تک پہونچا دیا اور اس کے بعد فرمایا۔

هذا كله مما فاض على قلب العبد الذليل من بحار فيوض الرب الجليل فقدتمت الفروع جميعا وارتفع الاضطراب ''مقالہ'' عرض حال

ان عظیم فقہاء کے مابین کس قدر شدید اضطراب تھا اور وہ بھی طلاق کے مسئلہ میں جسے دور حاضر کے کچھ فقہاء نے فقہ کا آسان ترین باب قرار دیا ہے۔ ان فقہاء کے درمیان فاضل بریلوی نے اتحاد کی صورت نکال کر علماء کرام کے اضطراب کو دور کر دیا تھا لیکن آج اختلاف کی تلاش میں کیسی توانائیاں صرف

ہو رہی ہیں۔ دانشورانِ قوم وملت اس سے غافل نہیں ہیں۔

فتاوائے رضویہ کو عطائے نبوی کہو یا غوث اعظم کی کرامت کہو یا پھر امام اہل سنت کا علمی شاہکار کہو۔ فتاویٰ کی کتابوں میں بے مثال ہے۔ حضور ملک العلماء نے ہماری کتنی عظیم رہنمائی فرمائی کہ آپ فرماتے ہیں

فقیر کے پیش نظر فتاوائے متقدمین ومتاخرین سب ہیں۔ متقدمین میں فتاوائے ہندیہ بیشک اس مقدار میں ہے جسے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کچھ نسبت دی جاسکتی ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲۶)

یہ نسبت بھی مقدار میں دی جاسکتی ہے نہ کہ کیفیت میں جبکہ ہندیہ کی تالیف میں پانچ سو علماء کرام نے شب وروز محنت کی تھی اور عطائے نبویہ کے نام سے غوث اعظم کی اس عظیم کرامت کا صدور صرف احمد رضا سے ہے۔ اس کے باوجود یہ تو آپ نے کمیت میں تناسب بتایا لیکن

اندازہ تو کریں جب ہم فتاوائے رضویہ کی کیفیت پر نظر ڈالتے ہیں اور ایمان کے ساتھ اگر انصاف کا میزان بھی ہمارے ساتھ ہے تو ہم اس تصدیق سے گریز نہیں کر سکتے ہیں کہ فتاوائے رضویہ = عطائے نبویہ ہے اور کرامت غوثیہ ہے۔

فتاویٰ کی کتابوں کے خوبصورت ہالہ کے درمیان ''فتاوائے رضویہ'' چمکتے ہوئے چاند کی طرح ہے۔ مثلاً عظیم گیارہ کتب فقہ کے درمیان فتاوائے رضویہ کو دیکھیں اور غوث اعظم کی کرامت کا مشاہدہ کریں۔

(۱) عالمگیری (۲) محیط (۳) فتاوائے کبریٰ (۴) طحطاوی (۵) بحر الرائق (۶) جامع الرموز (۷) ظہیریہ (۸) ملتقط (۹) مراقی الفلاح (۱۰) ردالمحتار (۱۱) درر کے روح پرور گلدستہ میں فتاوائے رضویہ کے نام سے گل خوش نما کی شگفتگی ایک مسئلہ کے آئینہ میں ملاحظہ کریں:

مسئلہ کنویں کا

فقہ کی کتابوں میں جہاں طہارت کا بیان آتا ہے اس میں ایک اہم باب کنویں کا ہوتا ہے۔ اس

کے جزئیات اس قدر منتشر ہیں جنہیں احاطہ ضبط میں لانا بہت ہی مشکل ہے، وہی اس پر کامیابی کا دعویٰ کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہو کہ مقامات کی تبدیلی سے کہیں کنوؤں کی بناوٹ میں تغیر آتا ہے تو کہیں پانی کے نکالنے کے طریقوں سے اختلاف بر پا رہتا ہے کہیں سیکڑوں بالٹیاں کھینچنے کے باوجود ایک انچ بھی پانی نیچے نہیں اترتا ہے، تو کہیں جدید پانی کے لئے پورے دن کا انتظار رہتا ہے۔ پھر اس پانی میں گرنے والوں کی کوئی ایک نوعیت نہیں ہوتی ہے۔

نجاست گری، درندہ گرا، چرندا گرا، پرندہ گرا، یا انسان گرا سبھوں کی حیثیت بھی ایک نہیں ہے۔ پھر گرنے کے بعد مر گیا یا زندہ نکل آیا، زندہ نکلا تو منہ ڈالا یا نہیں، مرنے کی صورت میں پھول گیا یا پھٹ گیا، یا نہیں۔ الغرض صورتیں بدلتی جائیں گی، حکم بدلتا جائے گا۔ عام طور پر کنویں کی بناوٹ گول ہوتی ہے جبکہ باب الحیاض میں حوض کبیر دہ دردہ کو قرار دیا گیا ہے۔ اور دہ دردہ کا حساب وہاں تو کر سکتے ہیں جو خطوط اربعہ کے احاطے میں ہو اور چاروں خطوط مساوی ہوں۔

یہ صورت صرف حوض مربع میں پائی جائے گی لیکن حوض اگر مستطیل ہے تو دہ دردہ کی اس میں کوئی گنجائش ہی نہیں کہ عرض دس ذراع سے کم ہوگا اور طول اس سے زائد تو پھر لفظ ''دہ دردہ'' کا استعمال غیر مناسب ہی نہیں بلکہ غلط ہوگا، مربع کی صورت میں چونکہ طول وعرض دونوں برابر ہیں اس لئے خط طول اور خط عرض سے اسکی پیمائش ہو جاتی ہے۔ اور اسی سے فقہائے کرام کو مستطیل کا قاعدہ ہاتھ آیا کہ دہ دردہ کا میزان چونکہ سو کا رقبہ ہوا۔ لہٰذا اس کے طول وعرض کا حاصل ضرب اگر سو آئے تو یہ بھی حوض کبیر ہوگا کہ مستطیل میں جس طرح طول کے دونوں خط برابر ہیں اسی طرح عرض کے بھی دونوں خط مساوی ہوں گے۔ بہر حال مربع میں بھی خطوط اربعہ کا وجود ہے اور مستطیل میں بھی۔ لیکن کنویں کی صورت یہ نہیں بلکہ یہ تو دائرہ کی شکل میں ہے اور دائرہ کا خط محیط ایک ہوتا ہے، دوسرے خط کا اس میں وجود ہی نہیں تو پھر ایک کو دوسرے میں ضرب دینے کا کیا معنیٰ؟ اور محیط خطوط کی پیمائش بھی ایک نہیں کہ مختلف اشکال کے خطوط اربعہ کا مجموعہ مختلف نظر آتا ہے۔ جبکہ رقبہ ایک ہی ہے جیسا کہ سو ہاتھ رقبہ کی شکل مربع متساوی الاضلاع کے چاروں خطوط کا مجموعہ چالیس ہوگا لیکن شکل مستطیل کا طول اگر بیس ہاتھ ہے اور عرض پانچ ہاتھ تو اس کے خطوط اربعہ کا مجموعہ پچاس ہوگا۔ حالانکہ یہ رقبہ وہی، سو ہاتھ ہے۔ لہٰذا خطوط اربعہ پر بھی کنویں کا قیاس صحیح

نہ ہوگا۔

اب مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ کنواں دہ در دہ کب ہوگا؟ کہ وہ حوض کبیر کے حکم میں آجائے اور نجاست گرنے کے باوجود پانی پاک رہے اسی الجھن سے متاثر ایک طالب حق نے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت سے استفتاء کیا۔ سوال بہت ہی مختصر ہے۔۔۔

سوال:۔ کنویں کا دور کئی ہاتھ ہونا چاہئے کہ دہ در دہ ہو جائے؟

اس سوال کا یہ جواب کافی تھا کہ اڑتالیس ہاتھ اس پر بطور دلیل فتاوائے عالمگیری کا حوالہ کافی تھا۔ دارالافتاء کی ذمہ داری بھی پوری ہو جاتی، اور مستفتی بھی مطمئن ہو جاتا کہ اس کو حوالہ مل چکا ہے۔ لیکن تحقیق کا حق اس سے ادا نہ ہوتا اور نہ بریلی کے دارالافتاء کی ذمہ داری اس سے پوری ہوتی۔ بلکہ اس جواب کو تقلید محض کہا جاتا۔ اس مختصر سوال پر اعلیٰ حضرت کا مجددانہ جواب ہدایہ سائز کے نو صفحات پر مشتمل ہے۔ اور وہ بھی ایسا کہ کوزے میں سمندر ہے۔ جواب کو پڑھتے جایئے اور احمد رضا کی شکل میں قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرتے جایئے۔ ایک ایک جملہ میں آقائے دو جہاں روحی فداہ ﷺ کے محیر العقول ایک معجزہ احمد رضا کے مجددانہ ومحققانہ جلووں سے خانۂ دل کو دلکش بناتے جایئے۔ اور ساتھ ہی العطایا النبویہ کے نام سے دولت بے بہا کا ایمان افروز منظر دیکھتے جایئے۔ گرچہ اسکے معنوی عرش تک میری فہم وفراست کی پرواز مشکل ہی نہیں قریب قریب محال ہے کہ اس پر میری علمی بے مائیگی کا دبیز پردہ پڑا ہے۔ اس کے باوجود اس کی جو نورانی کرنیں پردے کو روند کر باہر آرہی ہیں انھیں میں اپنے احباب کی نذر کرنے میں فخر محسوس کر رہا ہوں۔ فاضل بریلوی کا جواب ہے۔۔۔

جواب:۔ اس میں چار قول ہیں۔ ہر ایک بجائے خود وجہ رکھتا ہے اور تحقیق جدا ہے۔

(فتاوائے رضویہ ج ر 1 ص ر 321)

قول اول: اڑتالیس ہاتھ خلاصہ وعالمگیریہ میں اسی پر جزم فرمایا اور محیط امام شمس الائمہ سرخسی وفتاوائے کبریٰ میں اسی کو احوط بتایا۔ سید طحطاوی نے اس کا اتباع کیا۔

قول دوم: چھیالیس ہاتھ۔ بعض کتابوں میں اسی کو مفتیٰ بہ بتایا، بحر الرائق میں یہی منقول ہے۔

قول سوم: چوالیس ہاتھ۔ جامع الرموز میں یہ منقول ہے۔

قول چہارم: چھتیس ہاتھ۔ ملتقط میں اس کی تصحیح کی۔ امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا یہی صحیح ہے اور فن حساب میں مبرہن ہے۔ (فتاوائے رضویہ ج/ 1 ص/ 322)

یہاں ہر ایک قول پر حوالجات موجود ہیں لیکن میں نے نقل نہیں کیا کہ طوالت کا خطرہ ہے۔ درجن بھر حوالوں کی یہاں ضرورت نہیں تھی ایک نقل کر کے اس کا حوالہ دے دیا جاتا ایک مفتی کی ذمہ داری ختم ہو جاتی لیکن قربان جائے رضوی تحقیقات پر کہ یہاں تقلید محض کا نام دارالافتاء کی ذمہ داری نہیں بلکہ تحقیق میں رکھ کر اس کے ہر ایک زاویہ پر نظر ہوتی ہے۔

میزان بغور معائنہ کے بعد ہی تائیدی کلاہ افتخار سے سرفراز کیا جاتا ہے اس میں چار قول موجود ہیں بظاہر ہر ایک دوسرے کے خلاف ہے لیکن فاضل بریلوی کا جواب چاروں سے مختلف ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اقول: تحقیق یہ ہے کہ اس کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہیئے۔ (فتاوائے رضویہ ص/ 310)

چند سطر پہلے امام اہلسنت کے حوالہ سے یہ عبارت گزری کہ اس میں چار قول ہیں۔ ہر ایک بجائے خود وجہ رکھتا ہے اور تحقیق جدا ہے۔ یہ جدا تحقیق کون سی ہے؟

☆ "اقول" سے اسی کی ابتداء ہے۔ پہلے اپنا موقف ظاہر فرماتے ہیں کہ اس کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہیے۔ جبکہ امام ظہیر الدین مرغینانی نے چھتیس ہاتھ کے قول کو فن حساب سے مبرہن قرار دیا اور اسی کو حصر کے ساتھ صحیح قرار دیا۔

☆ مذکورہ چاروں اقوال میں یہ قول بریلوی تحقیق سے قریب تر ہے۔ پھر اس کے بعد چوالیس ہاتھ پھر چھیالیس ہاتھ اور عالمگیری میں تو اڑتالیس ہاتھ پر جزم کیا گیا ہے۔ لیکن سید الانبیاء کا ایک ایمان افروز معجزہ دیکھئے۔ اپنے احمد رضا سے کیسی تحقیق کرا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہئے۔ یعنی 35.449 تو قطر تقریباً پانچ گز ساڑھے دس گرہ ہوگا بلکہ دس گرہ ایک انگلی یعنی 11.204 ہاتھ بیان اس کا یہ ہے کہ اصول ہندسہ مقالہ چہارم شکل بارہ میں ثابت ہے کہ محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے ساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے۔ یا قطر دائرہ کو ربع محیط یا نصف قطر کو نصف محیط میں ضرب دیجئے۔ یا قطر

محیط کو ضرب دیکر چار پر تقسیم کیجئے کہ حاصل سب کا واحد ہے۔ (فتاوائے رضویہ ج/1 ص/322)

سوال تھا کنویں کا دور کئی ہاتھ ہونا چاہیے؟ یہ سائل کی دانش مندی ہے وہ جانتا ہے کہ حوض کبیر میں مساحت کا اعتبار ہے، نہ کہ محیط کا۔ جسم چاہے ایک خط کے احاطہ میں ہو یا متعدد خطوط کے۔ اور سائل کو یہ بھی معلوم ہے کہ قطر و محیط میں ایک خاص تعلق ہے۔ اسی پر مساحت کی پیمائش کا دارومدار ہے۔ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے اسی لئے اپنے بیان میں کچھ ایسی وسعت دی ہے جس کے سامنے علم ریاضی کے قواعد وضوابط بھی دست بستہ خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہے۔

ایک جسم میں طول، عرض، عمق تینوں موجود ہیں۔ کسی بھی جسم کی پیمائش کے لئے ان تینوں کی پیائش لازم ہے۔ مساحت کے لئے خط یا نقطہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ نقطہ میں یہ تینوں مفقود ہے کہ وہ طول، عرض، عمق میں سے کسی میں انقسام کو قبول نہیں کرتا ہے تو پھر اس کی پیمائش کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ رہا خط کا تذکرہ تو اس کی پیمائش تو ہوسکتی ہے۔ لیکن صرف طول میں عرض اور عمق یہاں بھی نہیں۔ تو اس کی طوالت چاہے مشرق سے مغرب تک ہو پھر بھی اس سے مساحت کا صدور غیر ممکن ہے کہ طول اور صفر کا حاصل ضرب بھی صفر ہے۔ لہٰذا حوض سے اسے بھی کوئی تعلق نہ رہا جبکہ حوض میں سطح آب کا اعتبار ہے اور اس میں طول کے ساتھ عرض بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس کی پیمائش ہوسکتی ہے لیکن اس میں دقتیں یہ ہیں کہ مسئلہ کنویں کا ہے اور وہ بھی مدور بجائے اس کے اگر یہ مسئلہ مربع یا مستطیل ہوتا تو استخراج مساحت سہل تھا کہ اس میں خطوط اربع کے کسی بھی خط سے خارج ہو کر مرکز جسم سے گزرتے ہوئے خط مقابل کے کسی جزو سے متصل ہونے والا خط مستقیم اس کے متوازی و متحاذی خطوط کا مساوی ہوگا۔ لہٰذا طول اور عرض کا حاصل ضرب مساحت سطح قرار پائے گا۔ جبکہ سطح مدور کی شکل ان دونوں سے مختلف ہوتی ہے کہ جسم مدور کے مرکز سے گزرنے والا خط مستقیم جو ایک جانب سے خارج اور جانب مخالف تک واصل ہوان سارے خطوط مستقیمہ متحاذیہ سے بڑا ہوگا جو جسم مدور میں متصور ہیں۔ مرکز سے مار خط مستقیم سے بعد کے ساتھ دوسرے خط میں تناقص ہوگا۔ لہٰذا طول اور عرض کا قاعدہ یہاں ٹوٹ گیا کہ خط متقاطع بھی یہاں وہی اس کے برابر ہوگا جس کا مرور مرکز سے ہو۔ جب اس دائرہ پر توجہ مرکوز کریں تو یہ بھی تین جگہ نظر آرہا ہے۔ پہلا دائرہ مدور ستون میں نظر آرہا ہے۔ دوسرا دائرہ گیند میں ایسا نظر آیا جس نے اس کو دو برابر

حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور تیسرا دائرہ سطح آب میں نظر آیا۔ دائرہ چاہے ستونی ہو یا کروی ہو یا پھر سطحی ہو ان تینوں میں مساحتیں مختلف ہیں۔ ایک ہی دائرہ اگر سطح میں ہے تو اس کی مساحت کم ہوگی۔ اس کے مقابلہ میں گیند کی مساحت فزوں ہے جبکہ ستونی دائرہ میں اس سے بھی فزوں تر ہے۔

فاضل بریلوی کی عبارت سے اگرچہ یہی ظاہر ہے کہ آپ نے سطحی دائرہ کو بیان فرمایا ہے کہ مسئلہ کا تعلق سطح آب سے ہے لیکن یہی بنیادی دائرہ ہے کہ اس کا دو چند مساحت کروی دائرہ میں ہے جبکہ یہ اور طول ستون کا حاصل ضرب ستونی دائرہ کی مساحت ہے اس پیمائش میں تین بنیادی چیزیں ہیں۔ محیط ،قطر، مساحت۔ سطحی دائرہ کی مساحت کے بارے میں دور حاضر میں ایک ہی طریقہ اسکول اور کالجوں میں رائج ہے اور وہ یہ ہے کہ نصف قطر کے مربع کو 22 پر ضرب دے کر حاصل ضرب کو سات پر تقسیم سے مساحت دائرہ حاصل ہوگی۔ یہ بھی اس صورت میں جب نصف قطر کا علم ہو اور مساحت مطلوب ہو جبکہ یہاں معاملہ برعکس ہے۔ مساحت معلوم ہے۔ سو ہاتھ جبکہ دائرہ مطلوب ہے اور سوال میں نصف قطر تو نسیاً منسیا ہے لیکن عمل تعکیس کے ذریعہ ہر ایک اس قاعدہ سے مدد لے سکتا ہے کہ معلوم مساحت سو ہاتھ کو سات سے ضرب دیکر بائیس پر تقسیم سے حاصل تقسیم کا جذر نصف قطر ہوگا۔ پھر اس مقدار کو چوالیس سے ضرب دیکر سات پر تقسیم سے دائرہ کا حصول ہوگا۔

بہرحال اس کے بارے میں ماڈرن علوم وفنون کی دانش گاہوں پر اسی قاعدہ کی حکمرانی ہے لیکن وہاں کے دانشوروں کے ذہن وفکر سے مغربیت کا خمار جب دور ہوتا ہے تو سر ضیاء الدین جیسے ریاضی داں بھی بارگاہ احمد رضا میں اپنی جبین نیاز کو جھکانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اس دائرہ کو ناپنے کے لئے ان ریاضی دانوں کے پاس تو ایک ہی قاعدہ تھا لیکن فاضل بریلوی نے اس کی طرف التفات کئے بغیر اور مزید چار قاعدے بیان فرمادیئے ہیں۔ یہ تحقیق رضا کی ایک کرن ہے۔

پہلا قاعدہ: محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے۔

دوسرا قاعدہ: قطر دائرہ کو ربع محیط میں ۔۔۔

تیسرا قاعدہ: نصف قطر کو نصف محیط میں ۔۔۔

چوتھا قاعدہ: قطر محیط کے حاصل ضرب کو چار پر تقسیم سے۔۔۔

جیسا کہ انگریزی قاعدہ کی روح رواں ''22/7'' ہے۔ اسی طرح فاضل بریلوی نے بھی اپنے چاروں قاعدوں کو ''3.14357265'' کی قیمتی دھاگے میں پرو دیا ہے۔ جیسا کہ ''22/7'' کے بغیر انگریزی قاعدہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا ہے اسی طرح ''3.14159265'' کے بغیر بریلوی قاعدوں سے کوئی بھی استفادہ نہیں کرسکتا ہے۔ یہاں پر بریلوی قاعدے تابناک ان ہیروں کی طرح ہیں جو کسی کے تاج سر کو رشک قمر بنارہے ہیں۔ کوئی اگر انھیں اپنی کلاہ افتخار کی زینت بنانا چاہے تو فاضل بریلوی کی بتائی ہوئی اس مقدار کا لحاظ ضروری ہے۔

عمل قاعدہ اول

☆ سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے۔
اور ضرب میں چونکہ یہ تینوں مادے لازم ہیں۔ (۱) ضارب (۲) مضروب (۳) حاصل ضرب

☆ ان تینوں میں سے دو یہاں مجہول ہیں جبکہ ایک معلوم ہے۔ یعنی ضارب اور مضروب مجہول ہیں جبکہ حاصل ضرب یعنی مساحت سو ہاتھ معلوم ہے۔ اس عدد معلوم سے ہی مجہولات کا علم ہوسکتا ہے۔ اس کی تحصیل میں مشہور قاعدہ اس نسبت پر موقوف ہے جو ضارب اور مضروب کے مابین مجہول ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے فرمایا ''قطر اگر ایک ہے تو محیط ''653.141592'' ہے۔

اس سے ضارب اور مضروب کے درمیان کا تناسب معلوم ہوگیا۔ چونکہ دونوں عدد مجہول کا حاصل ضرب سو ہے۔ اگر ان دونوں عدد میں سے کسی کا بھی علم ہوتا تو نتیجہ کو اس عدد معلوم پر تقسیم سے مجہول کا علم ہوجاتا، لیکن یہاں تو اس کی بھی گنجائش نہیں کہ دونوں مجہول ہیں یہ تو اسی طرح ہوگیا کہ حاصل ضرب 150 ہے تو ضارب اور مضروب کیا ہیں؟ اس کے لئے درجنوں دو عدد مل سکتے ہیں جن کا حاصل ضرب 150 ہے۔ مثلاً:

(2x75=150) (3x50 =150) , (5x30=150) (6x25=150)، وغیرہ۔

لہٰذا 150 حاصل ضرب کے وہ دونوں عدد متعین تاریکی کے بھنور میں چلے گئے اسی وجہ سے

ان مطلوب عددوں کو حاصل کرنے کے لئے فاضل بریلوی نے ایک روشنی عطا کی اور وہ دونوں عدد کا تناسب ہے۔ مثلاً وہ دونوں عدد اگر ایسے ہیں کہ بڑا عدد چھوٹے عدد کا ڈیڑھ مثل ہے۔ یعنی دونوں مجہول عدد میں تناسب ایک اور 1.5 ہے۔ تو ان کی تحصیل آسان ہے کہ اب قاعدہ ہاتھ آیا۔ ایک سو پچاس کو اس تناسب پر تقسیم کیا جائے پھر نتیجہ کا جذر لیا جائے وہ بعینہ یہاں چھوٹا عدد ہوگا۔ پھر عدد معلوم کو اس پر تقسیم سے دوسرا عدد بھی برآمد ہو جائیگا۔ لہٰذا وہ دونوں عدد جو آپس میں 1 اور 1.5 ہیں اور ان کا حاصل ضرب 150 ہے۔ ان دونوں کے استخراج میں ایک سو پچاس کو ہم درمیانی تناسب 1.5 پر تقسیم کرینگے۔ اب نتیجہ سو آیا یعنی (150/1.5=100) پھر سو کا جذر دس ہے۔

لہٰذا یہی چھوٹا عدد ہے ایک سو پچاس تو پہلے معلوم تھا دس کا علم اب ہو گیا تیسرا عدد باقی ہے اس کی تحصیل میں دو قاعدے ہیں 150 کو اس دس پر تقسیم کیا جائے یا اس دس کو تناسب سے ضرب دیا جائے۔ دونوں کا حاصل ایک ہے (150-:-10=15) یا پھر (10x1.5=15) تیسرا عدد بھی آ گیا اور وہ 15 ہے۔ لہٰذا ایک سو پچاس جن دو عددوں کا حاصل ضرب ہے اور ان دونوں میں ایک اور ڈیڑھ کا تناسب ہے ان میں سے ایک عدد دس اور دوسرا پندرہ ہے اس تناسب کے دوسرے ایسے دو عدد محال ہیں جن کا حاصل ضرب ایک سو پچاس ہو۔

امام اہلسنت نے فرمایا کہ قطر اگر ایک ہے تو محیط 3.14159265 ہے جبکہ پہلے قاعدہ میں قطر نہیں بلکہ ربع قطر کا تذکرہ ہے جس مقدار سے ایک میں تناقص ہوگا اسی مقدار سے تناسب میں تزاید ہوگا۔ لہٰذا ربع قطر پر اس تناسب کی تقسیم سے موجودہ تناسب کا حصول ہوگا۔ یعنی ربع قطر سے یہ تناسب ایک اور 12.56637060 ہے جبکہ سائل کو سو ہاتھ مساحت معلوم ہے لیکن ربع قطر اور دائرہ کی مقدار مجہول ہے جو مطلوب ہے رضا کے اسی قاعدہ سے ہر ایک استفادہ کر سکتا ہے اور اسی طرح ان دونوں مجہول کو حاصل کر سکتا ہے اس کا پہلا مرحلہ تناسب مذکورہ پر سو ہاتھ مساحت کی تقسیم ہے یعنی:

7.95774716=(100/12.56637060)

یہ حاصل تقسیم ہوا۔ اور اس کا جذر 2.82094491 آیا جو ربع قطر کی وہ مجہول مقدار ہے جس سے دائرہ کو ضرب دیا گیا تھا۔

رضوی قاعدہ کی اعانت سے اب یہ مجہول مقدار تاریکی کے پردے سے افق ذہن پر ابھر آیا۔

اب دوسرا مجہول عدد حاصل کرنا دشوار نہیں رہا کہ مساحت معلوم کو اس ربع قطر پر تقسیم کیا جائے یا پھر دونوں مجہول عدد کے مابین کی نسبت سے اسی ربع قطر کو ضرب دیا جائے دونوں کا نتیجہ ایک ہوگا اور وہی دوسرا عدد مجہول ہوگا یعنی مساحت 100 ہاتھ ÷ ربع قطر = 35.4492.82094491 سبحان اللہ تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ کا حصول ہوا جو امام اہلسنت نے فرمایا تھا۔

یا پھر ربع قطر 2.82094491 کو تناسب 12.56637060 سے ضرب دیا جائے۔

یعنی 12.56637060x2.82094491= وہی 35.449 تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ آیا حاصل ضرب عین حاصل تقسیم ہوا۔ فاضل بریلوی نے جن چار قاعدوں کو بیان فرمایا تھا ان میں سے پہلا قاعدہ یہی تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''محیط دائرہ کو ربع قطر میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے'' ثابت ہوا کہ سو ہاتھ رقبہ کا دائرہ 35 ہاتھ اور ایک ہاتھ کے ایک ہزار حصوں میں سے 449 حصے ساڑھے پینتیس ہاتھ سے اکیاون ایک ہزاروان حصے کم ہے۔

عمل قاعدہ دوم

اس کنواں کے محیط دائرہ کے بارے میں مرکزی تحقیق کی تائید جن چار قاعدوں سے ہوئی تھی ان میں دوسرا قاعدہ ہے ''قطر دائرہ کو ربع محیط میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے''

اس قاعدہ میں بھی قطر اور دائرہ کے مابین کا تناسب کلیدی کردار کا حامل ہے اور مرکز دائرۃ العلوم کے مطابق وہ تناسب 3.14159265 ہے بعینہ اس تناسب سے قاعدہ دوم کی عقدہ کشائی دشوار ترین مرحلہ ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت نے قطر اور دائرہ کے درمیان یہ تناسب بتایا تھا نہ کہ قطر اور ربع دائرہ کے درمیان جبکہ قاعدہ دوم میں ربع دائرہ کا تذکرہ ہے نہ کہ کامل دائرہ کا۔ لیکن قاعدہ اول میں جس طرح ایک یعنی قطر دائرہ کے تناقص سے تناسب میں تزاید ہوتا رہا اس کے برخلاف قاعدہ دوم میں دائرہ کے تناقص سے تناسب میں بھی تناقص ہوگا یعنی جس طرح اس میں ربع دائرہ کا تذکرہ ہے اسی طرح یہاں ربع تناسب کا ہی اعتبار ہوگا لہٰذا اولین ذمہ داری ربع تناسب کے تعین کی ہے۔ لہٰذا قطر اور دائرہ کے مابین کا تناسب 3.14159265 ÷ 3 باقی مقدار کے مخرج جزو ربع سے اربعۃ کا تناسب دائرہ 4 = 0.785398 موجودہ نسبت حاصل ہوئی اور مساحت چونکہ معلوم ہے سو ہاتھ۔ لہٰذا 100 ÷ نسبت موجودہ

0.785398= قطر کا مربع 127.32398 آیا اور اس کا جذر 11.283793 ہاتھ قطر دائرہ کی مقدار بنا مساحت کا علم تو سائل کو بھی حاصل تھا۔

فاضل بریلوی کی رہنمائی میں قطر دائرہ کا بھی اب علم ہو گیا لیکن ربع دائرہ کی مقدار اب بھی بھول ہے اس کی تحصیل میں دو قاعدوں کا بیان ہوا تھا کہ ایک کو موجودہ نسبت سے ضرب دیا جائے۔ یا پھر مساحت کو اس ایک پر تقسیم کیا جائے کہ دونوں کا ماحصل ایک ہی ہوگا اور وہی ربع دائرہ کی مقدار ہوگا۔ اور یہاں چونکہ ایک برابر 11.283793 ہے۔ لہٰذا ایک یعنی (11.283793x موجودہ نسبت 0.785398= 8.862268) یعنی ربع دائرہ کی پیمائش 8.862268 ہاتھ کی ہوئی۔ طریقہ ثانیہ کے مطابق مساحت (100 ہاتھ + تقسیم قطر دائرہ 11.283793) = ربع دائرہ وہی 8.862268 ہاتھ کا آیا۔

سبحان اللہ !---------تینوں چیزیں یہاں معلوم ہو گئیں۔ مساحت تو پہلے معلوم تھی 100 ہاتھ قطر دائرہ اور ربع دائرہ کا حصول اب ہو گیا اس کے باوجود ابھی تک سوال کا جواب نہ آیا کہ سوال نہ قطر دائرہ کے لئے ہے اور نہ ربع دائرہ کے لئے ہے۔ بلکہ یہ تو دائرہ کے لئے ہے

مجدد اعظم کا جواب تشنہ طلب نہیں ہے کہ ربع دائرہ کا چار مثل کامل دائرہ ہوگا یا پھر قطر دائرہ اور تناسب کا حاصل ضرب دائرہ ہوگا۔ یعنی ربع دائرہ 4x8.862268 مثل =35.449 ہاتھ کا دائرہ ہوا اور طریقہ ثانیہ کے مطابق قطر دائرہ 11.283793x تناسب 3.14159265 وہی 35.449 ہاتھ کا نتیجہ آیا جو فاضل بریلوی نے فرمایا کہ کنویں کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہے۔ قاعدہ دوم کا ماحصل قاعدہ اول کا عین نتیجہ ہے۔

عمل قاعدہ سوم

سو ہاتھ مساحت کنویں کا دور تقریباً 35.5 ہاتھ تحقیق اعلیٰ کے اس جزئیہ کی تائید میں امام اہلسنت نے جو تیسرا قاعدہ نقل فرمایا ہے۔ فتاوائے رضویہ میں وہ یہ ہے---------"نصف قطر کو نصف محیط میں ضرب دینے سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے"

اس قاعدہ میں متناسبین میں سے ہر ایک کی تنصیف ہے۔ اگر دونوں کے اجزاء تحلیلیہ تعداد میں

ایک دوسرے کے مساوی ہوں تو ایک کے ہر ایک جزء کو دوسرے کے ہر ایک جزء سے وہی نسبت ہوگی جو پہلے کل کو دوسرے کل کے ساتھ تھی۔ قطر کی تنصیف سے تناسب میں جو تزاید تھا دائرہ کی تنصیف سے وہ پھر اپنی جگہ لوٹنے پر مجبور ہوا۔

لہٰذا نصفین کے درمیان وہی تناسب برقرار رہا جو قطر اور دائرہ میں امام اہلسنت نے بتایا تھا، یعنی ایک اور 3.14159265/ اس آلۂ پیمائش کے ذریعہ معلوم مساحت سو ہاتھ سے مجہول ضارب اور مضروب کا استخراج کر سکتے ہیں۔

(مساحت 100 ہاتھ ÷ نسبت 3.14159265)=31.830989 حاصل تقسیم ہے اور اس کا جذر 5.64189 آیا جو نصف قطر کی مقدار بنا۔ اس کا ضعف وہی 11.283793 ہاتھ مقدار قطر ہوا۔ پھر اس قطر کو تناسب دائرہ سے ضرب دیا جائے یا نصف قطر کو اس سے ضرب دیکر دو مثل لیا جائے نتیجہ وہی 35.449 آئیگا جو دونوں ماسبق نتیجوں کا عین مطابق ہے۔

عمل قاعدہ چہارم

دور کنواں کے بارے میں بریلی کی تحقیق کے مؤید کے طور پر فاضل بریلوی نے جن چار قاعدوں کو نقل فرمایا ہے ان میں چوتھا قاعدہ یہ ہے۔۔۔۔۔ ’’قطر ومحیط کے حاصل ضرب کو چار پر تقسیم سے مساحت دائرہ حاصل ہوتی ہے‘‘

اس عبارت سے واضح ہے کہ قطر ومحیط کا حاصل ضرب مساحت پر تین مثل اور زائد ہے کہ ایک چوتھائی اس کا رقبہ ہے اور عمل تعکیس میں چونکہ الحاق کی جگہ اسقاط اور تقسیم کی جگہ ضرب سے کام لیا جاتا ہے۔

لہٰذا یہاں معلوم مساحت 100 کو 4 سے ضرب دیا جائے گا، حاصل ضرب 400 کو تناسب مطلوبین پر تقسیم کیا جائے۔ یعنی 100 اور 4 کا حاصل ضرب 400 ÷ تناسب مطلوبین 3.1415926 5 = 127.323955 اور اس کا جذر وہی 11.283792 آیا۔ قطر دائرہ ہوا پہلے تینوں قاعدوں میں بھی قطر یہی بتایا گیا تھا۔ اعشاریہ کے بعد پانچ عدد تک ایک ہی رہا جبکہ چھٹے عدد میں معمولی فرق آیا جو ’’نا‘‘ کے برابر ہے کہ یہ اختلاف ایک ہاتھ کے دس لاکھویں حصہ میں ہے اور وہ بھی بعد پوائنٹ کے رفع واسقاط میں نہ کہ حقیقت میں پھر یہ اور تناسب کا

حاصل ضرب وہی 35.449 ہوگا۔ یہاں بھی مطلوبین کا حصول ہوگیا۔

چاروں قاعدے پورے ہوئے سب کا نتیجہ ایک ہی آیا'' کنویں کا دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ'' یہاں فاضل بریلوی کی عبارت میں تقریباً کا لفظ عادۃً مستعمل نہیں بلکہ ضرورۃً ہے کہ یہ دور ساڑھے پینتیس ہاتھ سے کچھ کم ہے یعنی ایک ہاتھ کے ایک ہزار حصے کئے جائیں تو ان میں سے چارسو انچاس حصے کنویں کے دور میں داخل ہیں جبکہ پانچ سو اکیاون حصے خارج ہیں۔لہٰذا کنویں کا دور پینتیس ہاتھ اور ایک ہاتھ کے چارسوانچاس ایک ہزارویں حصے ہے۔ان چاروں قاعدوں میں روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ کلیدی کردار کا حامل اس مسئلہ میں قطر و محیط کے مابین کا تناسب ہے جس کا لحاظ چاروں قاعدوں میں رکھا گیا ہے۔

امام اہلسنت نے چار قاعدوں کو بیان فرمایا ریاضی دانوں پر مخفی نہیں کہ فاضل بریلوی نے انداز بیان سے اہل ذوق کی ایسی رہنمائی فرمائی ہے جس سے وہ چار ہی نہیں بلکہ درجنوں قاعدے خود بنا سکتے ہیں۔

اس دائرہ کی پیمائش میں ماڈرن دانشوروں نے بھی عرق ریزی کی ہے جن کے نقوش اسکول وکالجوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔انھوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس مساحت کی پیمائش دائرہ اور قطر کے تناسب پر موقوف ہے لیکن اس کے تعین میں ان کا فاضل بریلوی سے معمولی اختلاف ہے کہ ان کا آلۂ پیمائش (22/7) ہے یعنی قطر اگر ایک ہو تو دائرہ 3.142857 ہوگا یعنی ہاتھ کے ایک ہزارویں حصہ میں اختلاف ہے۔کالجوں کے مطابق قطر اگر ایک ہے تو دائرہ تین ہاتھ اور ایک ہاتھ کے ایک سو بیالیس ایک ہزارویں حصے جبکہ فاضل بریلوی نے ایک سو اکتالیس حصے لئے ہیں کہ ایک کا اختلاف بعد اعشاریہ تیسرے عدد میں ہے۔علماء اہلسنت کا امام اہلسنت کی تقدیر تناسب پر اتفاق ہے یہ ریاضی میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

کنویں کا دور فقہ کی کتابوں میں مختلف فیہ پایا گیا چھیالیس ہاتھ، چوالیس ہاتھ، بیالیس ہاتھ، چھتیس ہاتھ ہر ایک پر حوالجات بھی موجود ہیں، اس کے باوجود رضوی تحقیق جدا آئی۔قریب ایک صدی تک مفتیان شرع نے اسی پر فتاوے دیئے۔اور انشاء اللہ تا قیامت حکم یہی رہے گا کہ مرکز کی تحقیق یہی ہے

جو دائرۃ الفقہ پر منور گیارہ سیاروں کے درمیان مرکز دائرہ میں بے حجاب بدر منیر کی طرح ضوفگن ہے۔

اس کے علاوہ یہاں کی تحقیقی کرنوں سے دنیائے سائنس بھی حیرت زدہ ہے۔ فلسفیوں کی تردید میں آپ کی تحریریں اس کی تائید میں موجود ہیں۔ نیوٹن کے علم کشش کے خلاف ''فوز مبین'' اس کے سر پر سوار ہے۔

دنیا کے خاتمے پر البرٹ کے لغویات کی تردید اسی قلم کی ایک لکیر ہے، پچپن علوم وفنون میں اعلیٰ حضرت کی تحریریں بریلی کی شان امتیازی ہیں اسے عقائد کے ساتھ خاص کرنا اہل علم کو زیب نہیں دیتا ہے۔

آج ہمارے اولیاء کرام کے بارے میں مخالفین کا عناد کسی سے مخفی نہیں ہے۔ کبھی ولایت کا انکار کیا جا رہا ہے کبھی تقویٰ پر انگشت نمائی کی جا رہی ہے۔ کبھی کرامتوں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے ایسے وقتوں میں دیگر خانقاہوں کے محافظ کی حیثیت سے ہمارے پاس ''فتاوائے رضویہ'' آج ایک عظیم کرامت ہے۔ اب اعداء دین کو ہم صرف دلائل سے ہی کرامت کے قائل نہیں بنائیں گے بلکہ ''فتاوائے رضویہ'' کی شکل میں اولیاء اللہ کی کرامات دکھائیں گے بھی کہ وہ اسے پوری زندگی پڑھیں بالآخر یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ میں نے زندگی گزار دی اس میں سے فلاں فلاں مسئلہ نہ سمجھ سکا۔ علوم وفنون کا یہ ذخیرہ تو اس اعلیٰ شان کا ہے کہ اسے دیکھنے والے یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اس کا صدور یقیناً مافوق الطبع سے ہے اور یہی تو کرامت ہے۔

بریلی شریف کا یہ رضا دارالافتاء ہمہ گیر تھا جس کی تحقیقات میں پچپن سے زائد علوم وفنون کو کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔ مروج اسلامی علوم کے علاوہ جدید علوم میں بھی تحقیقات کا دریا نظر آتا ہے۔ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، میتھس، جیومٹری، لوگارتھم، ٹوپولوجی، سائکولوجی، پیراسائکولوجی، فونیٹکس، فونالوجی، اسٹرالوجی، اسٹرانومی کے ماہرین بھی آج رضوی کتب سے استفادہ کرتے نظر آرہے ہیں۔ ایٹمی ذرات کا پتہ پہلی بار ''الوہان'' کو 1938 میں حاصل ہوا اور اس نے دنیا کو بتایا۔ جبکہ سرکار اعلیٰ حضرت نے صرف پتہ ہی نہیں بلکہ اس سے انیس سال پہلے 1919 میں اس پر بحث کی ہے جو رسالہ مبارکہ =الکلمة الملهمة فى الحكمة المحكمة = میں موجود ہے۔ ان علوم کو دیکھ کر ایک منصف فکر ومحتاط ذہن اور سچا

انسان بھی کتنا نظر آئے گا۔

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

حضور حجۃ الاسلام و حضور مفتی اعظم

مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی طرح مستقبل کو دیکھ رہے تھے کہ یہ بریلی دار الافتاء جو اب عالم اسلام کا مرکزی دار الافتاء کی ذمہ داری نبھا رہا ہے اعداء دین چہرہ بدل بدل کر سامنا کر رہے ہیں۔ انداز عداوت میں بھی انہوں نے کافی مہارت حاصل کر لی ہے۔ لوگوں کو خوبصورت باغ کا دیدار بھی کراتے ہیں جس کی اصلیت دجال کی جنت سے کسی طرح کم نہیں ہوتی ہے۔ زہریلی و زہر ہلاہل کی تشخیص کے لئے میرے بعد بھی طبیب حاذق کی ضرورت رہے گی جیسے حاسدین کی بھی کوئی کمی نہیں ہے جو ہر محاذ میں ہمارے لئے دشواریاں پیدا کرتے رہتے ہیں لہٰذا اسی احساس ذمہ داری میں مجدد اعظم نے خاص اپنی نگرانی میں حضور حجۃ الاسلام کو مستقبل کے لئے خوب تیار فرمایا۔ سچ کرنے والے نے کیا دیا اور حضور حجۃ الاسلام نے کس قدر ان علمی فکری معنویات سے اپنے دامن کو بھرنے والا جانے اور لینے والا جانے لیکن ہم جب امام احمد رضا کی مبارک زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو مجدد اعظم کے اہم معرکوں میں آپ دست راست کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ دوسری بار جب حضور اعلیٰ حضرت نے زیارت بارگاہ سرکار ابد قرار کا قصد فرمایا اور وہاں تشریف لے گئے تو ایک عظیم تاریخ آپ نے اپنے اس شہزادے کو بھی ساتھ رکھا جسے آپ نے اپنے ہاتھوں سے سنوارا تھا مجدد اعظم کے وہ معرکۃ الآراء شاہکار جنہوں نے دنیائے اسلام کو بریلی کی طرف متوجہ ہونے پر کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے یعنی الدولۃ المکیۃ فی المادۃ الغیبیۃ اور کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم کی تصنیف میں آپ کس قدر دخیل و شریک کار رہے ارباب علم سے مخفی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی علمی محافل میں بھی سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت آپ کو اپنا وکیل بنا کر بھیجتے تھے جو آپ کے عظیم امام اہلسنت کے کامل اعتماد کا مبین ثبوت ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عالم اسلام کے اس مرکزی دار الافتاء کی مسند تک آتے

والے وقتوں میں سنبھالنے کے لئے اپنے خلف اصغر کو یہ کہتے ہوئے آپ کے حوالہ کیا
''میری مصروفیات سے تم باخبر ہو تم اپنے بھائی کو پڑھایا کرو''
''تعارف مصنف'' فتاوائے رضویہ جلد ۵ صفحہ ۱۵

اس میں آپ نے پوری ذمہ داری نبھائی اور اپنے ایک ایسے بھائی کو خوش اسلوبی سے پڑھانے کا سنہرا کام انجام دیا جو پیدائشی ولی تھا جیسا کہ آپ کی پہلی رویت پر حضور نوری میاں علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا تھا جب ان کی عمر شریف چھ مہینے کی تھی روحانی مربی نے دیکھتے ہی پیشانی چومی اور مستقبل کے مظہر اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ''یہ مادرزاد ولی ہے۔ برکتوں کے اعتبار سے ابوالبرکات اور فنائیت میں محی الدین جیلانی ہے۔''

ایسی عظیم ہستی کی مزید تعلیم و تربیت کے لئے مجددانہ نظروں نے حضور حجۃ الاسلام کا انتخاب فرمایا اور آپ نے کس طرح تربیت کی اور کس طرح رضوی سلطنت کے سلطان کو سنوارا۔ دنیا اس کے مشاہدہ کے بعد محو حیرت ہے۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا زمانہ بھی ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بڑا کربناک تھا فرنجی چلے گئے تھے ہندوستان بٹ چکا تھا مسلمانوں میں افراتفری کا ماحول تھا۔ ان میں اکثریت پاکستان کا رخ کررہی تھی کچھ تو پہونچے لیکن زیادہ تر یا تو راستے کی نذر ہو گئے یا پھر یہاں سیاسی نشیب وفراز کے مشاہد بنے رہے۔ رضوی قلمدان آپ کے سپرد تھا۔ یورپ۔ افریقہ وایشیا کے آئے ہوئے سوالات کے جوابات اسی طرز پر دیئے جاتے تھے جیسا کہ اس دارالافتاء سے لوگوں کو امیدیں وابستہ تھیں۔ مزید نیا فتنہ اور یہ سامنے آیا آگرہ کے قرب وجوار میں شدھی کا طوفان زوروں پر تھا یہاں کے مسلمانوں میں دینی تعلیم کی کمی تھی جس سے مشرکوں کو حوصلہ ملا اور وہ انہیں اپنے باطل مذہب کی ترغیب دیتے رہے۔ ان میں کچھ تو لالچ اور کچھ خوف سے ہندوؤں کے ساتھ ہورہے تھے۔ اس ماحول میں فتویٰ کا کوئی خاص اثر نہیں رہ جاتا ہے لہذا آپ نے عملی اعتبار سے آگرہ کے محاذ کو سنبھالا اور لاکھوں مسلمانوں کو ہندو ہونے سے بچایا۔ ہندوستان میں ایمرجنسی کے وقت آپ کے ایک فتویٰ سے پورا ملک دہل گیا تھا۔ بالآخر حکومت گھٹنوں

ر یل آ گئی تھی۔ پچاس سے زائد آپ کی تصنیفات آپ کی قاہر علمی ریاست کی شہادت دے رہی ہیں۔ "فتاوائے مصطفویہ" و "فتاوائے مفتی اعظم" سے اہل علم مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپ کے علمی کارہائے نمایاں کو دیکھ کر ہر ایک منصف ذہن والا یہ کہتا ہوا نظر آئے گا کہ "بلاشبہ آپ مفتی اعظم تھے۔"

جانشین مفتیٔ اعظم

وہی ذمہ دار قلم وہی رضوی دارالافتاء اب کس مبارک ہاتھ میں دیا جائے جو پوری طرح اس کی ذمہ داری کا احساس کرے۔ رنگ و روپ بدل بدل کر آنے والے لٹیروں سے جو "العطایا النبویۃ" جیسی انمول دولت کی حفاظت میں ہر وقت مستعد مسلح نظر آئے حضور تاجدار اہلسنت کی چشم ولایت نے اس عظیم ذمہ دار کا انتخاب فرمالیا تھا۔ حضور کے خاص فیض تربیت میں روز بروز اس میں نکھار آتا جارہا تھا کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی نگاہیں اس خوبرو وحسین چہرے پر ہی نہیں بلکہ اس منور جبین سعادت کی ان مخفی نقوش کو بھی ملاحظہ فرمارہی تھیں جن کا مفہوم ہم یوں بھی ادا کر سکتے ہیں:

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

نگاہ مفتی اعظم کا انتخاب کردہ یہ درخشندہ ستارہ عروج کے بروج کو طے کرتا رہا اور اس کی روشنی بھی ہر گھڑی ترقی پذیر رہی۔ مدارس اسلامیہ میں مروجہ علوم کے علاوہ متعدد غیر مروجہ علوم کی تحصیل نے اسے اور صرف جاذب نظر ہی نہیں بلکہ اہل سنن کی تسکین قلب وجگر بھی بنا دیا تھا۔ اسی ذات ستودہ صفات کو آج اہل وفا و اہل انصاف کبھی یکتائے زمانہ، کبھی مظہر اعلیٰ حضرت، کبھی جانشین مفتی اعظم، کبھی افقہ الفقہاء، کبھی اعلم العلماء، کبھی مرجع الفتاویٰ، کبھی فخر ازہر، کبھی تاج الشریعہ، کبھی قاضی القضاۃ فی الہند اور کبھی مقتداء اہلسنت کہتے ہیں۔ یہ منور ستارہ اس قدر تابناک کیوں نہو۔ دنیائے سنیت کی قیادت بھی تو آپ سے متعلق ہے یعنی الحضرۃ العلامہ ومولانا والمفتی والمولوی والحافظ والقاری والحاج محمد اختر رضا خاں صاحب الازہری والقادری والرضوی (دامت برکاتہم القدسیہ)

دنیائے اسلام کی قابل فخر یونیورسٹی جامعہ ازہر سے کون ناواقف ہوگا۔ براعظم ایشیا کے مسلم طلبہ جہاں اپنے کامیاب مستقبل کا سنہرا خواب دیکھتے ہیں اور یہ کوئی بے جا تصور بھی نہیں کہ روئے زمین پر رائج علوم وفنون کے ہر ایک شعبۂ تعلیم میں ماہر اساتذہ کی نگرانی یہاں حاصل ہے۔

حضور تاج الشریعہ منظر اسلام سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ نے فارغین میں امتیازی حیثیت سے فراغت حاصل کی تھی۔ آپ کی بابرکت ذات صرف مدرسہ میں ممتاز نہیں تھی بلکہ سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی نظر ولایت میں بھی ممتاز تھی اور مجدد اعظم کی پر فیض بارگاہ میں بھی اس دور کے طلبہ میں آپ کو امتیازی شرف حاصل تھا۔

مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے 1963 کو جامعہ ازہر مصر کے شعبۂ ''کلیۃ اصول الدین'' میں داخلہ لیا۔ تین سال تک محنت شاقہ سے تحقیقات میں مشغول رہے۔ بریلی شریف کی یہ امتیازی حیثیت یہاں بھی برقرار رہی۔ 1966 کے فارغین ازہر میں ممتاز ترین فارغین میں آپ کا انتخاب ہوا جس کا اقرار صرف یہاں کے اساتذہ کو ہی نہیں بلکہ اس عظیم کامیابی پر اس دور کے صدر مملکت (مصر) کرنل ناصر نے آپ کو ''جامعہ ازہر ایوارڈ'' کے ساتھ سند امتیاز بھی پیش کی تھی۔

دنیائے اسلام کے دینی طلبہ کی تمنا ہوتی ہے کاش اس عظیم ادارہ میں داخلہ کا شرف مل جائے وہاں کے اساتذہ سے استفاضہ واستفادہ کا موقع ہاتھ آئے۔ جامعہ کی صبح وشام میں میری زندگی کے کچھ لمحات بھی گزر جائیں وہاں کی تعلیمی سند میرے پر امید مستقبل کی ضمانت بن جائے اور لفظ ''ازہری'' میرے نام سے ایسا ملحق ہو جائے کہ لوگوں کو جزء علم کا احساس کرادے لیکن وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام کے نور نظر جانشین مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ کے بارے میں عالم اسلام کے مفتخر ''جامعہ ازہر'' کا نقطۂ فکر کافی حیران کن نظر آرہا ہے۔ ہر ایک کو ''جامعہ ازہر'' پر ناز ہے اور اس جامعہ کو رضا کے مظہر پر فخر ہے۔ بالاختصار ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

2009 میں حضور تاج الشریعہ نے مصر کا تاریخی دورہ فرمایا۔ 3 مئی سے 6 تک مصر میں آپ کا قیام رہا۔ اس موقع پر اللہ نے آپ کو جو عزت وشان وشوکت عطا فرمائی وہ شاید اب تک کسی ہندوستانی عالم کے حصہ میں نہ آئی ہوگی۔ مصر کے بڑے بڑے علما ومشائخ جن میں شیخ الازہر علامہ سید طنطاوی،

رئیس الجامعہ علامہ احمد طیب، پروفیسر طٰہٰ ابوبکر، دکتور صالح عبداللہ کامل، دکتور فقی حجازی، دکتور احمد رفیع یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، جمال فاروق دقاق، علامہ محبوب حبیب، علامہ جلال رضا ازہری، پروفیسر عبدالقادر انصار، علامہ حیثی الدسوقی، علامہ سعد جاویش شامل ہیں۔ ان حضرات نے مختلف مسائل اور موضوعات پر حضور تاج الشریعہ سے تبادلۂ خیالات کیا۔ آپ کے علمی و تحقیقی جوابات سے بے حد مسرور و متاثر ہوئے۔ ان کے علاوہ جامعہ ازہر، جامعہ عین شمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیۃ کے تقریباً 45 بڑے بڑے اساتذہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور حدیث کی اجازتیں لیں۔

اسی سفر میں ''جامعہ ازہر'' کے ارباب حل وعقد نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں آپ کی لیاقت وصلاحیت اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا سب سے بڑا ایوارڈ ''فخر ازہر ایوارڈ'' پیش کر کے اپنے جامعہ کا سر اونچا کیا (از تقدیم چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم) بریلی شریف سے امتیازی شان کے ساتھ فراغت حاصل کرنے والے فاضل بریلوی کے اس شہزادہ نے جامعہ ازہر شریف میں بھی اپنے امتیازی پرچم کو لہرادیا اور یہاں کے دانشوروں نے فخر ازہر کا ایوارڈ دے کر اہل علم کے سامنے برملا اس کا اعتراف بھی کرلیا کہ حضور تاج الشریعہ کا اس جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا ان کے لئے باعث شرف ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تو ہم نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہمیں یہ اعتراف کرنے میں کوئی تردد نہیں ہے کہ آپ کا یہاں بغرض تحقیق برائے اصول دین تشریف لانا اس جامعہ کے لئے باعث فخر ہے کہ دنیائے اسلام آج جس عالم بے بدل سے اکتساب فیض کررہی ہے اس کی پر فیض آراستگی میں ہمارے جامعہ کی خدمات بھی دخیل ہیں۔ آپ کے ذمہ دار قلم کے شاہکار علوم وفنون کے اس ذخیرہ (فتاوائے تاج الشریعہ) میں پانچ ہزار سے زائد فتاویٰ موجود ہیں ان میں سے ہر ایک فتویٰ نے قوم کی کس قدر عظیم رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے ارباب علم باخبر ہیں۔

بریلی شریف سے مصر تک حضور تاج الشریعہ کے بارے میں انصاف پسند افکار واذہان کے یہ ترانے صرف فضاء بسیط کو ہی سحر انگیز نہیں بناتے ہیں بلکہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں قبولیت کا شرف عطا کردیا ہوگا جس پر دلالت کیلئے 10 جون 2013 مطابق یکم شعبان 1434 ہجری کے اس روح پرور واقعہ کو ہم پیش کر سکتے ہیں جس کی عطر پاشی سے وسعت زمیں معطر ہوگئی تھی۔ دوشنبہ کا مبارک دن تھا

چھ بج کر پانچ منٹ کا وقت مسعود تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے لئے اپنے مقدس گھر کے دروازہ کو کھلوادیا تھا اور آپ اپنے شہزادہ حضور عسجد میاں مدظلہ العالی کو بھی اپنے ساتھ لے کر خانۂ کعبہ میں داخل ہو چکے تھے۔ آنکھیں اشکبار تھیں، جبین سعادت اس مقدس فرش پر سجدہ ریز تھی جس کی نفاست کو رفعت عرش بھی سلام پیش کرتی ہے۔ نماز کی صورت میں حضور تاج الشریعہ اللہ کے گھر میں اس کی عبادت سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ نماز میں رخ صرف کعبہ کی طرف نہیں بلکہ نماز ہی اس کعبہ کے اندر ہورہی تھی جہاں نقطۂ سمت الراس میں عرش سے نقطۂ سمت القدم میں عرش تک قبلہ ہی قبلہ ہے۔

یہ ایمان افروز منظر اس لئے اور اہمیت کا حامل ہے کہ جس زمانہ میں حضور تاج الشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا اس وقت یہ مقدس گھر نجدیوں کے قبضہ میں ہونے کے باوجود آپ کا اس میں داخل ہو کر نماز ادا کرنے کی یہ عظیم سعادت حاصل کرنا کوئی خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ بلاتردد ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس رب قہار نے مغرور ابرہہ کے لشکر کو وہاں تک پہنچنے سے روکا تھا اور اس کے غرور کو خاک میں ملادیا تھا اسی رب کریم نے اپنے اس گھر کو نجدی دشمن کے قبضہ میں ہونے کے باوجود حضور تاج الشریعہ کے لئے کھلوادیا تھا:

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رویت ہلال سے متعلق ایک فتویٰ کو دیکھ کر حضور تاج الشریعہ کے بارے میں جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ رضوی کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں:

آج بعض تجدد پسند حضرات فقہائے کرام کے متعین کردہ استفاضہ کے معنی ومفہوم میں تبدیلی اور بے جا تاویل کے درپے ہیں جو ہرگز قابل التفات نہیں۔ ایسے حالات میں حقیقت حال اجاگر کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لئے جانشین علوم امام احمد رضا، تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے فقہی وعلمی جواہر پارے بکھیرے اور نصوص فقہاء سے مزین مقالہ سپرد قلم فرمایا کہ ہر انصاف پسند بلاچون وچرا تسلیم کرتا نظر آئے۔

(شرعی حیثیت صفحہ 28)

حضور تاج الشریعہ کی یہی ادائے حق گوئی و بیبا کی تجدد پسند حضرات کی نظر میں خار ہے کہ آپ نے کبھی بھی ان کی تجدد پسندی کو قابل التفات نہ سمجھا اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کو ہی اپنا فریضہ شمار کیا۔

ممتاز الفقہاء، سلطان الاساتذہ، محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری جانشین حضور صدر الشریعہ ایک فتویٰ کو دیکھ کر فرماتے ہیں:

استفاضۂ شرعیہ سے متعلق وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند کا ایک رسالہ ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت'' اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ رسالہ کا پورا مضمون تحقیق انیق سے لبریز ہے، مجھے اس پر کچھ پیش لفظ لکھنے کی جرأت نہیں لیکن چونکہ آپ کے علمی طرز بیان اور فقہی اصطلاحات کی وجہ سے سطحی ادراک رکھنے والوں کیلئے مضمون کی گہرائی تک پہونچنے میں زحمتیں ہیں اس لئے کچھ توضیحی کلمات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

پھر فقہی اصطلاحات کی باریکیوں پر حضور محدث کبیر کا پورا مقالہ ہے۔ جس کے آئینے میں حضور تاج الشریعہ کی منور تصویر سے آپ کی بے مثال شخصیت کا احساس کوئی بھی کر سکتا ہے۔ آخر میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے رسالہ ۔۔۔ سے متعلق تمام علمائے اہل سنت و مفکرین اور عامۂ اہلسنت سے میری گزارش ہے کہ بغور بار بار پڑھیں اور اپنے روزوں وعیدوں کو فساد و ابطال سے بچانے کے لئے رسالہ کے مشمولات واحکام پر پابندی سے عمل کریں اور کرائیں۔ حضور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لئے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے ان کی صحت ولمبی عمر کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔

یہ الفاظ تھے حضور محدث کبیر کے اسلامی علمبرداروں سے زمانۂ ماضی میں جس طرح اعداء دین کے علاوہ حاسدین کا بھی سابقہ رہا اسی طرح حضور تاج الشریعہ کا مبارک وجود بھی رشک گلستاں پھول ہونے کے باوجود کچھ نگاہوں میں کانٹے کی طرح چبھتا رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان نگاہوں کو بصارت قبول عطا فرمائے اور حضور کا سایۂ کرم دراز سے دراز تر فرمائے اور آپ کی قابل فخر قیادت سے اہل سنت

مستفیض ہوتے رہیں کہ آپ کے روح پرور وجود سے مسلک اعلیٰ حضرت کو ایسا موثر فائدہ مل رہا ہے جس پر اہل سنن کو بھرپور اعتماد ہے جہاں آپ کی اداؤں میں حضور مفتی اعظم کا جلوہ نظر آتا ہے وہیں آپ کے مبارک الفاظ سے حضور حجۃ الاسلام کا تدبر ہویدا ہے اور آپ کی نورانی تحریروں میں امام احمد رضا کے فیضان کا مشاہدہ ہر ایک ذی شعور بخوبی کرسکتا ہے۔

علامہ محمد خالد مکی فرماتے ہیں:

ان دار الافتاء بمدینۃ بریلی والذی یدیرہ الشیخ بنفسہ لایعتبر دار افتاء لمنطقۃ الجغرافیۃ فقط وانماساھم فی تقدیم الفتویٰ الی سائر العالم علی طریقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وقدبلغ عدد فتاویٰ الدار مایزید علی خمسۃ الاف فتویٰ

ان الشیخ العلامۃ ادام اللہ برکاتہ لیس بارعا فی اللغتین العربیۃ والاردویۃ فحسب بل ان لہ ملکۃ عظیمۃ فی اللغۃ الانجلیزیۃ وقدساھم سماحتہ بالافتاء بالانجلیزیۃ وصدرلہ کتاب فیھا۔۔۔۔۔۔۔۔یعنی

بے شک شہر بریلی کا دارالافتاء جسے شیخ (حضور تاج الشریعہ) چلا رہے ہیں یہ دارالافتاء صرف اس علاقہ میں ہی معتبر نہیں یہ اہل سنت وجماعت کے طریقہ پر فتویٰ دے کر باقی عالم کو بھی اپنا فیض پہونچا رہا ہے اس دارالافتاء سے آپ کے فتاوے پانچ ہزار سے زائد ہیں یقینا شیخ (حضور تاج الشریعہ) علامہ پر اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کو ہمیشہ برقرار رکھے۔ صرف دو زبان عربی واردو میں ہی ممتاز نہیں بلکہ انگلش زبان میں بھی آپ کو عظیم ملکہ حاصل ہے۔ ان کا فیض سخاوت ان فتووں کے ذریعہ بھی ہے جو انگلش املاء کے ساتھ ہیں اس زبان میں آپ کی ایک کتاب بھی ہے۔

یہ اعلان حق مکۃ المکرمہ سے اس عالم دین کا ہے جو کسی مشربیت سے مغلوب نہیں بلکہ آپ کی تحریروں سے استفادہ کے بعد انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا لیکن کیا کریں:

قدتنکر العین ضوء الشمس من رمد
وینکر الفم طعم الماء من سقم

تاج الشریعہ کے قلم میں تجلیات مجدد اعظم

بریلی شریف کا یہ ذمہ دار دارالافتا اکناف عالم کو نبوی عطایا کے دلکش اجالے سے رشک ماہ و نجوم بنا رہا تھا۔ سیدنا سرکار مفتی اعظم کے بعد اس کی پوری ذمہ داری حضور تاج الشریعہ نے سنبھال لی تھی عقائد اہل سنت اور فقہ حنفیت کے مطابق یہاں کی خدمات دنیائے اسلام میں ستاروں کی طرح ضوفگن تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب حل وعقد اسے ''مرکزی دارالافتاء'' کے نام سے جانتے اور اس کے فتاویٰ کو بلاتکلف تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں کہ سیدنا امام احمد رضا کے قلم کی ان خوبیوں سے ہر ایک عالم دین واقف تھا جنہوں نے میدان تحقیق کے ہر ایک گوشہ میں اسلامی پرچم کو لہرا دیا تھا چاہے مقابل ''نیوٹن'' کی صورت میں ہو یا ''البرٹ'' کی صورت میں۔ جدید دور کے جغرافیہ داں ہوں یا علم مثلث میں ''پیتھاگورس''، جنوبی ایشیا کے نجومی ہوں یا یوروپ کے بحری ماہرین۔ قادیان کا دجال ہو یا گنگوہ کا گستاخ، نانوتہ کا سرغنہ ہو یا پھر اس کی ذریات ان سبھوں کی کج روی کو ان کے سامنے کچھ اس انداز سے آپ نے پیش فرمایا کہ نہ انہیں اپنے موقف میں قرار نصیب ہوا اور نہ ہی راہ فرار نظر آئی۔

حضور تاج الشریعہ کی نورانی تحریریں آج ہمیں تاجدار اہلسنت وجۃ الاسلام اور مجدد اعظم کی یاد دلا رہی ہیں۔ ''فتاوائے تاج الشریعہ'' کے ایک ایک فتویٰ کو عمیق نظروں سے دیکھنے والوں کو یقینا اس کا مشاہدہ ہوگا۔ قواعد کلیہ کا آپ کو کس قدر لحاظ تھا۔ ان سے جدید جزئیات کے استنباط کا کیسا ایمان افروز ملکہ تھا اور جزئیات شرعیہ پر کیسا گراں قدر عبور حاصل تھا۔ آپ کے فتاوے، کتب رسائل سے استفادہ کرنے والے اُن سے آشنا ہیں۔

فتاویٰ کے علاوہ اس عظیم قلم کے اور بھی مقدس کارنامے ایسے ہیں جو یقینا آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں مثلاً قصیدہ بردہ شریف پر آپ کا حاشیہ بنام ''الفردہ'' جو عربی زبان میں ہے۔ اسے دیکھ کر علماء عرب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک نظر آرہی ہے اور ہر ایک انصاف پسند اسے تسلیم کرتا ہے کہ آپ یقینا ''فخر ازہر'' ہی نہیں بلکہ فخر اہلسنت بھی ہیں۔ یہ حاشیہ ایک انمول علمی خزانہ بھی ہے اس میں نحو، صرف، فصاحت، بلاغت، سجع، استعارہ، بدیع ودیگر اصناف سخن کے علاوہ تفسیر، تخریج احادیث، تاریخ، اسلوب

ادب کے ہیرے جواہرات دیدہ ور کو اپنا گرویدہ تو بنا ہی لیتے ہیں اس کے علاوہ ایک سچے عاشق صادق کو بارگاہ رسالت کے مقبول اس قصیدہ کے معنوی عرش تک پرواز کی طاقت بھی عطا کرتے ہیں۔آپ نے مختلف زاویئے سے اس کی ایسی حاشیہ آرائی اور زرنگاری فرمائی ہے۔جس میں ادب،تصوف،عقائد، مسائل،سلوک،معرفت،عشق اور محبت کے جلوے اہل نظر کو صاف دکھائی دیتے ہیں۔مزید نصوص قرآن وحدیث کے علاوہ اقوال اسلاف کی تائید نے ہر ایک شعر کے مفہوم کو روشن سے روشن تر کر دیا ہے۔

ہر ایک شعر کی وضاحت سے قبل آپ نے درود وسلام کا التزام رکھا جو بارگاہ عرش نشان میں حضور تاج الشریعہ کی طرف سے ہدیہ نذر ہے۔بعدہٗ مخفی خزانہ سے نقاب کشائی یوں نظر آ رہی ہے کہ اولا ان الفاظ پر توجہ دی گئی ہے۔موجود شعر میں جو مستعمل ہیں وہ الفاظ مبارکہ متحد المعانی ہیں یا متعدد المعانی ان کے لغوی معانی کی تحقیق اور ان کا استعمال معنی حقیقی میں ہے یا پھر مستعمل فیہا معانی کچھ اور ہیں۔معنی لغوی و معنی مستعمل فیہ میں کیا نسبت ہے۔

جب اس مبارک حاشیہ پر غور کرتے ہیں تو بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے ناظرین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یقینا رضا کی تجلیات کا عکس آپ کی ذات ستودہ صفات سے نمایاں ہے اور ایسی تحقیق انیق کی امید اس گھر سے ہی کی جا سکتی ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کے ایک سو اٹھاون اشعار کے بدر منیر کی آراستگی میں آپ کی تحقیقات وتشریحات کا تابناک و ایمان افروز ہالہ تین سو سے زائد صفحات تک جلوہ بار ہے اور وہ بھی ایسا کہ پیالۂ خواجہ میں انا ساگر کا منظر پیش کر رہا ہے۔

ایک شعر اور اس کی شرح بطور نمونہ احباب کی نذر ہے:

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع
کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

حضور تاج الشریعہ نے درود وسلام بارگاہ عرش مقام میں پیش کرنے کے بعد یہ شعر نقل فرمایا پھر سب سے پہلے نحوی ترکیب کو بیان فرمایا۔آپ کے الفاظ مبارکہ ہیں:

قولہ "وبات" معطوف علیٰ تفرس والعائد محذوف ای "بات" فیہ

اس شعر کی ابتداء واو عاطفہ سے ہے جو معطوف علیہ کا متقاضی ہے اور "بات" فعل ماضی ہے جو اسی طرح "فعل" معطوف علیہ کو چاہتا ہے جبکہ اس سے پہلے شعر میں دو فعل "تفرس اور اندروا" کا ذکر ہے مصرع قریب میں فعل "اندروا" ہے قرب کو وجہ ترجیح قرار دیا جائے تو پھر صیغہ میں مطابقت نہیں تو ضرور ناظم فاہم نے ایسے صیغہ کا استعمال کیوں فرمایا؟ کہ یہ دونوں فعل ایسے ہیں ضمیر جن کا فاعل ہے پھر صیغہ میں اختلاف کیوں؟ ایسے وہم کو دور کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا "و بات معطوف علی تفرس" یعنی "بات" کا عطف "اندروا" پر نہیں بلکہ "تفرس" پر ہے اور "تفرس" صیغہ واحد ہے۔ لہٰذا کوئی ایراد اس عبارت پر نہیں ہے۔

اس میں پھر ایک دوسرے وہم نے اپنا چہرہ دکھایا کہ "بات" فعل ناقص ہے اس کی خبر موجود نہیں۔ "وھو منصدع" تو ایوان کسریٰ سے حال ہے اور صفت کا بھی اس میں احتمال ہے لہٰذا حال بذوالحال یا موصوف با صفت اسم "بات" ہے اور مصرع ثانی کا تعلق لفظ "منصدع" سے ہے لہٰذا نحوی ترکیب کے لحاظ سے اس شعر میں فعل ناقص "بات" کی خبر موجود نہیں۔ پھر مصرع اول میں ایک اور ضمیر کی بھی ضرورت ہے جو ماقبل شعر متصل سے اس شعر کا ربط بتائے۔ ان سارے اوہام کو رد کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ "والعائد محذوف ای بات فیہ" کہ اس میں ضمیر بھی موجود اور خبر "بات" بھی اس ضمیر مجرور کا مرجع وہی "یوم" ہے جو ماقبل شعر کے مصرع اول کی ابتداء میں ہے۔

نحوی ترکیب کو زینت بخشنے کے بعد صرفی تحقیق میں فیضان کرم کے گہر پارے بھی ملاحظہ ہوں۔

فرماتے ہیں "ایوان بالکسر اسم معرب لمسقف لایکون بحانبه المقدم جدار وهمزة اصلية" "بات" کے معنی لغوی میں چونکہ کوئی خفاء ہی نہیں اس لئے لفظ "ایوان" سے آپ نے صرفی تحقیق شروع فرمائی کہ لفظ "ایوان" بالکسر ہے عوام میں بعض کی زبان پر غلطاً "اَیوان" بھی مستعمل ہے۔ آپ نے ان کی اصلاح فرمائی کہ یہاں "اَیوان" نہیں بلکہ "اِیوان" ہے۔ یہ اسم معرب ہے۔ "ایوان" اس چھت دار گھر کو کہتے ہیں جس میں سامنے کی دیوار نہ ہو۔

(ہندوستانی زبان میں جسے ایوان بالا کے ساتھ مخصوص قرار دیا جاتا ہے) اس میں ہمزہ مکسورہ اصلی ہے وصلی نہیں کہ وصلی زائد ہے اور اگر یہ ہمزہ زائدہ ہوتا تو پھر "یاء" کے بعد واو کو "یاء" سے بدل

دیا جاتا۔ اس قاعدہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے بطور تمثیل آپ نے ''کماتقلبت فی ایام'' فرمایا کہ یوم کی جمع ''ایام'' ہے ایوام نہیں اس لئے کہ یہ ہمزہ زائد ہے اس میں تعلیل جاری ہوئی ''ایوان'' میں ہمزہ زائد ہونے کی صورت میں ''ایان'' ہونا چاہئے نہ کہ ''ایوان''

حضور تاج الشریعہ نے ''وھمزته اصلیة'' فرما کر ایسے صرفی اشتباہ کے دروازہ کو ہی مقفل کر دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ ''ایوان'' افعال کے وزن پر نہیں ممکن تھا کہ ہمزۂ اصلیہ کی صورت میں کوئی اس کو ''باب افعال'' میں نہ لے جائے کہ یہاں بھی ہمزۂ اصلیہ ہے اس صورت میں مادۂ اصلیہ ''یون'' قرار پائے گا اس کی تردید میں آپ فرماتے ہیں

فعلم بهذاان ایوان مثل دیوان ووزنهافیعال والاصل فیهما اووان ودووان فقلبت الواوالاولی "یاء" لانکسار ماقبلها

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اِیوان دیوان کی طرح ہے دونوں کا وزن فیعال ہے لیکن یہ ''یاء'' واو کے بدلے میں ہے اس کا اصلی لفظ اووان یادووان تھا دونوں واو بعد کسرہ ہیں اب ان دونوں میں پہلا ساکن لہٰذا اواولیٰ کو ''یاء'' سے بدلنے کی وجہ یہی ہے کہ وہ بعد کسرہ ہے۔

اس کے بعد لفظ ''کسریٰ'' کی تحقیق میں حضور تاج الشریعہ نے ''شیخ زادہ'' کے حوالہ سے فرمایا ''وکسری اسم جنس لمن یملک الفرس'' فارس پر جس کی حکومت ہو اس کے لئے ''کسریٰ'' اسم جنس ہے۔ کسریٰ کے تعارف میں اس قدر وضاحت کافی تھی لیکن اس سے صرف معنی کا بیان ہوتا اور بریلی کی تحقیق کا حق ادا نہ ہوتا، جس کا لحاظ کرتے ہوئے آپ نے مزید ارشاد فرمایا ''ویجمع علی اکاسرة علی خلاف القیاس'' کسریٰ ایک ایسا لفظ ہے جس کی جمع اکاسرہ ہے اور چونکہ کوئی بھی قاعدہ کسریٰ کی جمع اکاسرہ ہونے پر مؤید نہیں اس لئے آپ نے اس کو خلاف قیاس قرار دیا۔

حکمراں بادشاہ کو ایک جدا نام دینے پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہئے یا پھر کوئی اس کو ایک خاص حکمراں کا علم قرار نہ دے اس لئے اس کے اسم جنس ہونے پر مزید مثالوں سے اسے تقویت پہونچا رہے ہیں۔

کماان قیصر اسم لمن یملک الروم والنجاشی لمن یملک الحبشة وخاقان لمن یملک الترک وفرعون لملک مصر وتبع لمن یملک الیمن۔

یہاں آپ نے اس طرح کے اسم جنس کی پانچ مثالیں پیش فرمائیں (جو ہم جیسے نااہل کے لئے حضور کا فیضان کرم ہے) یعنی جیسا کہ روم پر حکومت کرنے والے کو قیصر کہا جاتا ہے حبشہ کے حکمراں کو نجاشی کہا جاتا ہے، ترک کے بادشاہ کو خاقان کہا جاتا ہے، مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے ہیں اور یمن کے حکمراں کو تبع کہا جاتا ہے۔

اسی طرح ایران پر حکومت کرنے والے کو کسریٰ کہا گیا ہے لہٰذا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اب آپ کی توجہ دوسرے "مصرع" پر ہے۔

فرماتے ہیں:

"وقوله کشمل اصحاب کسریٰ" یہ مصرع ثانی کا جزء اول ہے عام طور پر لفظ "شمل" کو شمول کے معنی میں یعنی مل جانے کے معنی میں لیا جاتا ہے لیکن حضور تاج الشریعہ کی تحقیق ہے "فھو من الاضداد معنی" "شمل" متضاد معنی کا حامل لفظ ہے۔ کبھی اس کا معنی جمع ہونا اور کبھی منتشر ہونا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہے۔

اپنی اس تحقیق پر آپ نے عربی محاورے کو پیش فرمایا کہ "یقال فرق اللہ شملھم ای ماجتمع من امرھم ویقال جمع اللہ شملھم ای ماتفرق من امرھم"

یہاں دو جملے ہیں ان میں سے پہلے جملہ میں "شمل" کا معنی ماجتمع من امرھم بتایا گیا جبکہ دوسرے جملہ میں ماتفرق من امرھم سے اسی کی تعبیر کی گئی ہے اور یہ دونوں معنی آپس میں متضاد ہیں ان دونوں مختلف معنی پر دال دراصل وہ دونوں "فعل" ہیں جن کا فاعل یہاں اسم جلالت ہے حالانکہ یہ دونوں فعل بھی متضاد ہیں کہ پہلا فعل "فرق" اور دوسرا "جمع" ہے "شمل" بمعنی "تفرق" بھی آتا ہے اور "کشمل اصحاب کسریٰ" میں "شمل" تفرق کے معنی میں ہی ہے پھر ان دونوں معنی پر استدلال کرتے ہوئے آپ نے تاریخ کا ایک صفحہ پیش فرمایا ملاحظہ کریں جو "شیخ زادہ" سے منقول ہے

روی ان کسریٰ وھویزدجرد بن شھریار ھوآخرالاکاسرۃ وقد ملک الفرس واستقام له الامر وجعل رستم ابن فرخ زاد صاحب الجیش وقال ھذہ الخزائن بین یدیک فاحمل منھا من السلاح والذھب والفضة ماشئت واکفنی امرالعرب الذین

دخلوا فی بلادنافذهب رستم من خراسان فی مأتی الف رجل الی وادی العراق ونقضت الدهاقنة اهل الذمة عهودهم وو ثبواعلی المسلمین من کل جانب فوجه عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه العساکر المنصورة وجعل سعدبن ابی وقاص صاحب الجیش وامر جریربن عبداللہ والمثنیٰ بن حارثة بمتابعة سعد والانقیاد وهماکانا فی العراق مع الجیش الکثیر فلما لحق بهما سعدواقبلواعلی رستم للمحاربة کان رستم کاهنا منجماو کان یکره الخروج الی قتال العرب ورای فی المنام کان ملکا یجمع صلاح اهل فارس ویعطیها النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ویعطیهاالنبی عمر فازدارغمه وجبن الاانه ماوجدیدامن طواعیة یزدجرد و کان فی عسکر رستم خمسته الاف شریف مطوع شاکی السلاح یدورعلیهم رحی الحرب وبعث یزدجرد معه عشرین الفاومائة الف وقیل مأتی الف فلما اصطف الفریقان رأی هلال بن علقمة الهیتمی رستمافتوجه الیه فرماه رستم بنشابه فسک بهارکا به وحمل علیه هلال فضربه فقتله فاعطاه سعد سلبه فبلغ سلیه سبعین الفاسوی قلنسوته فانها بلغت مائته الف وانهرم الفرس وسار سعدبن ابی وقاص خلفهم

یہاں تک تاریخی روشنی عطا کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے جو عبارت پیش فرمائی اس سے لفظ ''شمل'' کے اسی معنی کی تائید ہورہی ہے۔ جو آپ کی تحقیق ہے کہ ''وھو من الاضداد'' بعد کی عبارت یوں ہے:

وسار سعدبن ابی وقاص خلفهم یفرق حزبهم ولمارجعت الفرس منهزمة الی یزدجرد واتاه خبررستم ومقتله حمل من الخزائن ماامکنه یرید نهاوند وارض الجبال ولم یجمع بعدذالک شمله وشمل اصحابه

جب حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ہزیمت خوردہ رستم کی فوج کا تعاقب فرمایا ان کی جمعیت کو منتشر کرتے رہے اور انہیں قتل کرتے رہے ایران کی شکست خوردہ فوج کی ٹکریاں جب یزدگرد کے پاس پہونچیں اور اسے رستم کے قتل کی خبر ملی (جس کی طاقت وسپاہ گیری پر اسے غرور تھا) تو یہ جہاں تک

ممکن ہوسکا خزانوں کی دولت نکال لی اور نہاوند پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔ اس کے اور اس کی فوج کے بکھراؤ میں پھر یکجائی کی صورت نہیں آئی۔ یہاں بھی لفظ ''شمل'' کا استعمال جمع وتفریق دونوں معنی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں معانی متضادہ میں سے ہیں جبکہ لفظ ''شمل'' دونوں مقام پر مفعول بہ ہے شیخ زادہ کی اس عبارت سے بھی آپ کے بتائے ہوئے معنی (وھو من الاضداد) کی تائید ہورہی ہے۔

غور فرمائیں یہ صرف تاریخ ہی نہیں۔ آپ اگر چاہتے تو اس لفظ کے اسی معنی میں استعمال ہونے کے بارے میں متعدد دیگر حوالے بھی پیش کرسکتے تھے جو آپ کے بتائے ہوئے معنی کی تائید میں ہوتے لیکن آپ کی یہ عظیم فراست ہے کہ صرف تائید وتاریخ بتانا ہی مقصد نہیں بلکہ قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی وضاحت اصل مقصد ہے جس میں ''کسریٰ'' کا لفظ دوبار مستعمل ہے۔ شعر یہ ہے:

وبات ایوان کسریٰ وھومنصدع

کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

لہٰذا حوالہ میں اگر وہی تاریخ موید ہو جو وہاں کی جہاں بانی دنیوی تزک واحتشام دولت وثروت غرور وتکبر شان وشوکت حملہ وشطوت عہد شکنی وہزیمت کے ساتھ اسلامی لشکروں کی سرفروشی وشجاعت کو بھی بیان کردے تو اپنے موقف کی تائید بھی ہوگی اور اس کی چاشنی کی لطافت بھی دوبالا ہوجائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے بتائے ہوئے معنی پر استدلال کے لئے تاریخ کے اس صفحہ کو قبول فرمایا جس میں یہ ساری باتیں ملحوظ ہیں۔ اس شعر میں مغلق الفاظ کی صرفی۔ لغوی اور فنی تشریحات کے لعل وگہر کا یہ انمول خزانہ کتاب مستطاب ''الفردہ'' کے بحر ذخار کی ایک لہر سے ہویدا ہے اس پر آپ نے اور جو گہر افشانی فرمائی ہیں ان کی ذخیرہ اندوزی میں میرا دامن ہی تنگ نظر آتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے جن ایک سو اٹھاون خزانوں سے آج کے مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے جو ''الفردہ'' کے نام سے علمی محافل کی زینت ہیں ان میں سے ایک یہی خزانہ لے لیں اور اس کی مالیت کا اندازہ لگائیں تو ایوان کسریٰ کے سارے خزانوں پر بھاری نظر آتا ہے جبکہ اس کے جتنے حجابات کو آپ نے اٹھایا ہے ان میں سے دو خانوں کی کچھ کرنوں سے ہی ابھی تک اس حقیر راقم حروف نے احباب اہلسنت کو روشناس کرانے کی سعادت حاصل کی ہے اور معنوی عرش کا رشک نجوم خانۂ خزانہ تو ابھی باقی ہے۔

آیئے اس خزانہ کے معنوی خانہ کی بھی زیارت کریں۔

شعر کے پہلے مصرع میں ایوان کالفظ ہے دورحاضر میں ارباب اقتدار کے دواہم شعبہ کے لئے یہ لفظ مستعمل ہے جس کوایوان زیریں وایوان بالا کہا جاتا ہے۔حکومت کے اہم فیصلے یہیں لئے جاتے ہیں ولادت مقدسہ کے زمانہ مبارکہ میں روئے زمین کی تین حکومتیں خودمختار مانی جاتی تھیں باقی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنی اپنی سہولت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی کی بھی حلیف بن جاتی تھیں۔ان تینوں میں طاقتورترین بنی ساسان کی حکومت تھی۔دوسرے اور تیسرے نمبر میں بالترتیب قیصرونجاشی کانام آتا ہے۔

بنی ساسان کی حکمرانی فارس میں رہی۔یہیں کے اقتدار اعلیٰ کی باگ ڈور تھامنے والے کوکسریٰ کہا جاتا تھا۔زعماء وعمائدین سلطنت کے مابین مشاورت اور مملکت کے خاص مہمانوں کے استقبال کے لئے بنی ساسان نے نوے سال کی محنت سے ایک پرشکوہ عمارت بنائی تھی لیکن اس میں ایک گھر کی طرح کمرے نہیں تھے بلکہ یہ ایک ہال نما تھا اس میں دنیا کے مختلف جگہ سے لائے گئے بڑے بڑے اور قیمتی پتھریوں لگائے گئے تھے کہ انہیں کاٹنے کی بھی ضرورت پیش نہ آئے۔جدید پیمائش میں اس کا طول 365 میٹراورعرض 285 میٹرتھا جیسا کہ تاریخ ساسان سے ظاہر ہے اس پورے ہال پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔زمرد، موتی اور بیش قیمت جواہرات سے اس کی نقاشی کی گئی تھی۔یہ ایک مضبوط ترین بناء تھا ایران میں اسی کوایوان کہا جاتا تھا۔یہ قیمتی معلومات ان تجلیات کی ایک کرن ہیں۔حضورتاج الشریعہ کی اس عبارت سے جن کی برسات ہورہی ہے۔آپ فرماتے ہیں

روی ان بنی ساسان بنی ذالک الایوان فی تسعین سنة و طلاه بماء الذهب ونقشه بالزبرجد واللؤلؤ وبکل جوهرعظیم القیمة ۔مزید آگے فرماتے ہیں ، **اضطرب وانشق ایوان کسریٰ أنوشیروان وکان بناه محکما مبنیا بالحجاره الکبار والجص بحیث لاتعمل فیه الفئوس** ،

روایت کی گئی کہ بنی ساسان نے اس ایوان کونوے سال میں بنایا تھا۔اس پرسونے کا پانی چڑھایا، زمرد، موتی اور ہرقسم کے قیمتی جواہرات سے اس کی نقاشی کی گئی۔

یہ تعمیر بہت ہی مضبوط تھی۔بڑے بڑے پتھراور جص سے اسے جوڑا گیا تھا اس طرح کہ پتھروں

کو توڑا بھی نہیں جاتا تھا۔ اس زمانے میں اس کا رعب دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ نوشیرواں کے زمانہ میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ بیس سال تک یہ اس کے استعمال میں رہا۔ احکامات سلطنت یہیں سے جاری ہوتے رہے۔ کسی کو جرأت نہیں تھی کہ یہاں کے احکامات کی خلاف ورزی کرسکے لیکن ایک دن رونما ہونے والے ایک محیر العقول واقعہ نے ایران کے ارباب اقتدار کو سکتہ میں ڈال دیا تھا۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ نوشیرواں اور اس کے وزراء جسے خواب میں بھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے لیکن آج بیداری میں اس کے مشاہدہ کرنے پر مجبور تھے۔

اسے حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان فرمایا

فلما کانت لیلة ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اهتز وانصدع ذالک فسقط اربع عشرة شرفة من شرفاته

جب نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ والی مبارک رات آئی ہے۔ اس ایوان پر لرزہ طاری ہوگیا تھا۔ دنیا کی مضبوط ترین اس عمارت نے لرزتے ہوئے اپنی شان وشوکت کو اس والیٔ ہستی کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا جو آج حضرت آمنہ کے گھر نزول فرمانے والی ہے۔ خوف سے دہلنے والی یہ فولادی عمارت اپنا وجود بھی سنبھال نہ سکی۔ اس میں شگاف آگیا اور چودہ ایسے پتھر ٹوٹ کر زمین میں گر پڑے جن کی وجہ سے یہ عالی شان عمارت کھنڈر نما نظر آنے لگی۔

حضور تاج الشریعہ کے مبارک کلمات سے اسی مفہوم کی رہنمائی ہو رہی ہے کہ اسی کو ناظم فاہم علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر کے پہلے مصرع میں بیان فرماتے ہوئے جانِ شان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش نشاں میں عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے اور فرمایا ہے:

وبات ایوان کسریٰ وهو منصدع

اس مصرع کی تفہیم میں جب آپ نے ایران کے اس عبرت آموز زلزلہ کا تذکرہ فرمایا جس نے بنی ساسان کے غرور کو خاک میں ملا دیا تھا تو پھر ہم جیسے نااہل کے لئے دریائے فیض کو مزید اور جاری کرتے ہوئے رہنمائی فرمائی کہ یہ زلزلہ صرف ایوان کسریٰ پر ہی برپا نہیں تھا بلکہ ایک اور دوسرا مقام بھی اسی طرح لرز رہا تھا۔ ایوان کسریٰ میں تو تکبر کی نحوست طاری تھی لیکن یہ دوسری جگہ ایسی پاکیزہ ہے جس کی

عظمتوں کا پرچم عرش تک لہرا رہا ہے۔
اس مقدس جگہ کے رکھوالوں نے اس کی پاکیزگی کا احساس تک نہیں کیا اور بت پرستی سے اس کی عظمتوں کو چھیڑنے کی ناپاک حرکت کی گرچہ قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر میں اس کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی بھی لفظ نہیں ہے پھر بھی چونکہ ولادت مبارکہ کی اس نورانی شب کا تذکرہ آیا ہے جس کی نورانیت پر دن کے نصف النہار کی رونقیں بھی قربان ہیں اور اس میں صرف ایوانِ کسریٰ میں ہی زلزلہ نہیں آیا تھا ہماری رہنمائی کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں

و لیلة ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تزلزلت الکعبة ولم تسکن ثلاثة ایام ولیالیهن وکان ذالک اول علامة رأت قریش من مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

جس مبارک شب میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری ہوئی ہے کعبہ بیت اللہ بھی ہل رہا تھا۔ تین دن تین رات تک یہ زلزلہ جاری رہا۔ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے قریش نے یہ پہلی علامت دیکھی۔ افادۂ حضور تاج الشریعہ سے ہمیں دو مقامات پر زلزلہ آنے کا علم ہوا۔ ان میں سے ایک نے ایوانِ کسریٰ کو اپنا مغرور وجود کھودینے پر مجبور کر دیا تھا ۔وقت انصداع ایوان نے اپنی ہولناک آواز سے ایران والوں کو متنبہ بھی کر دیا تھا کہ تمہارے دور کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ افادۂ عالیہ میں موجود ''وسمع لشقه صوت هائل'' سے اسی کی رہنمائی ہو رہی ہے۔ یہی زلزلہ بظاہر کعبہ میں بھی نظر آرہا تھا یہاں کے حالات کچھ مختلف تھے۔ ایوانِ کسریٰ میں پتھر گر پڑے تھے اور اس میں شگاف آچکا تھا لیکن خانۂ کعبہ میں ایک اینٹ بھی نہیں گری اور نہ اس میں کہیں درار آئی۔ ہاں یہاں بھی منہ کے بل گرے ہوئے پتھر کے بت تھے جسے حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان فرمایا

وذکران نفرامن قریش منهم ورقة بن نوفل ،وزید ابن عمرو ابن نفیل وعبداللہ ابن حجش کانویجتمعون الی صنم فدخلوعلیه لیلة ولادته رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فرأوه منکسا علی وجهه فانکر واذالک فاخذوه فردوه الی

حالہ فانقلب انقلاباعنیقا فردوہ فانقلب کذالک الثالثہ فقالو !ان ھذا لامرحدث ثم انشد بعضھم ابیاتا یخاطب بھاالصنم ویتعجب من امرہ و یسألہ فیھا عن سبب تنکسہ فسمع ھاتفامن جوف الصنم لصوت جھیر ای مرتفع یقول

تردی لمولود اضاء ت بنورہ

جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

یعنی اس مولود مبارک کی وجہ سے یہ منہ کے بل گرے ہیں جس کے نور سے زمین کے سارے گوشے مشرق سے مغرب تک روشنی میں نہار ہے ہیں۔زبان حال سے بت کہہ رہے تھے اپنے انجام کے خوف سے ہم پر لرزہ طاری ہے۔جس کا سامنا صرف ہمیں نہیں بلکہ تمہیں بھی ہے" وقودھاالناس والحجارۃ" کا پیغام آنے والا ہے۔اسی کی ایسی دہشت طاری ہے کہ کھڑا رہنے کی طاقت بھی ہم میں نہیں ہے۔

لیکن کعبہ کھڑا ہے۔حرکت تو اس میں بھی تھی مگر چٹکنے کی علامت بھی اس میں کہیں نظر نہیں آرہی ہے۔

اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ دونوں کی حرکت میں کافی معنوی فرق تھا۔ایک خوف سے دہل رہا تھا دوسرا مسرت سے جھوم رہا تھا۔ایک مستقبل کے حالات سے سر چھپانے میں تھرا رہا تھا تو دوسرا رحمت وانوار کے استقبال کے لئے خوشی میں اچھل رہا تھا۔ایک پر ظلم کے خاتمے کی دہشت تھی تو دوسرا انصاف وعدالت کے آنے پر مسرور تھا۔دونوں کی ان حالتوں سے متاثر ہوکر کسی نے کہا ہے

بت شکن آیا، یہ کہہ کر سر کے بل بت گر پڑے

جھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلوٰۃ والسلام

اسی شعر پر افادۂ حضور تاج الشریعہ کے تاریخی مناظر کا ایک جلوہ

اس شعر کے پہلے مصرع میں ایوان کسریٰ کا تذکرہ آیا۔میلاد مبارک کی شب جان لیلۃ القدر میں جس پر لرزہ طاری ہوگیا تھا اور اس میں شگاف آگیا تھا اس کے چودہ پتھر ٹوٹ کے گر پڑے تھے لیکن بعد میں کچھ دیواریں کھڑی رہیں۔خلفاء عباسیہ کے عظیم الشان خلیفہ ہارون رشید کو خبر ملی کہ وہ ایوان آج بھی اپنی حالت سے اپنے بانی کی شان وشوکت کو بیان کررہا ہے اس سلسلے میں سیرت حلبیہ کے حوالہ سے

آپ فرماتے ہیں
ذکر ان الرشد امر وزیرہ یحییٰ ابن خالد البرمکی بھدم ایوان کسریٰ لانہ بلغہ ان نحتہ مالا عظیما
_________ فقال لہ یحی لاتھدم بناء دل علی فخامۃ شأن بانیہ قال بلیٰ ثم امر بنقضہ فقدر لہ نفقتہ علی ھدمہ فاستکثرھا الرشید فقال لہ یحییٰ۔لیس یحس بک عن تعجز عن ھدم شئی بناہ غیرک فمضی لماعزم علیہ و حاول ھدمہ و عجز عنہ

سیرت حلبیہ کی اس تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ ہارون رشید نے اسے منہدم کرنے کا ارادہ بنایا تھا اگرچہ اس کے انہدام میں کثیر سرمایہ کا بوجھ تھا پھر بھی اس نے اس پر عمل شروع کردیا لیکن ان اخراجات کے نتیجہ میں کوئی خاص مفاد نہ ہونے کی وجہ سے یا پھر اخراجات کی وجہ سے باز آئے۔حضور تاج الشریعہ کی نظر میں تاریخ کی اور کتابیں بھی موجود تھیں جن میں اس فعل کی نسبت ہارون رشید کی طرف نہیں بلکہ اس کے دادا منصور بانیٔ بغداد کی طرف ہے۔لہٰذا تاریخ کے ان دونوں صفحات میں بھی اختلاف رونما ہوا۔

گرچہ اس اختلاف سے شعر کے مفہوم میں کوئی نقص یا ضعف کا احتمال نہیں ہے پھر بھی آپ کی شان افادہ کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ اس اختلاف کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے جس سے لوگوں میں اختلاف نظر آئے۔لہٰذا آپ نے سیرت حلبیہ و باجوری کے حوالہ سے ارشاد فرمایا

ولا مانع من تکر طلب نقضہ من المنصور و من ولدولدہ الرشید

اسی طرح منصور نے بھی اپنے وزیر خالد ابن برمک سے مشورہ کیا تھا لیکن اس سے باز رہے۔اس پر عمل نہیں کیا اور اس کے وزیر کے بیٹے یحییٰ سے اس کے پوتے ہارون رشید نے مشورہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ دونوں کا یہ ارادہ تھا یہ تکرار ہے نہ کہ اختلاف لہٰذا دونوں میں سے کسی بھی تاریخی ورق پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

یہاں ایک ایسی حدیث کا بھی آپ نے اضافہ فرمایا جو عوام میں رائج تھی کہ ولادت مبارکہ کے ایمان افروز زمانہ میں روئے زمین پر طاقتور ترین حکمراں چونکہ نوشیرواں تھا اور اس نام کے ساتھ

لوگوں میں عادل کالفظ بھی مستعمل ہوتا ہے بعض علماء نے بھی اس کا استعمال کیا ہے کچھ نے تو اس پر حدیث بھی پیش کرنے کی جسارت کی ہے حالانکہ نزول قرآن کریم کے زمانہ تک یہ زندہ بھی نہیں تھا جبکہ عدالت ایک شرعی اصطلاح ہے نوشیرواں ایک آتش پرست تھا عدالت اس سے کیوں کر متصور ہو سکتی ہے عادل کہنے والے ''ولدت فی زمن الملک العادل'' کو بطور حدیث دلیل بناتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ افادۂ عالیہ میں اس اہم فتنہ کا سدباب بھی نظر آرہا ہے۔

فرماتے ہیں، **لا اصل له کما قال البخاری**

ماسبق سے ظاہر ہوا کہ کعبہ کے بت اور کسریٰ کا ایوان عبرتناک زلزلہ کی زد میں گرفتار تھے۔ ایران میں بنی ساسان کے غرور پر لرزہ طاری تھا تو مکہ میں قریش کی جہالت سرنگوں تھی اور جھومتا ہوا کعبہ اپنی شادمانی سے بتا رہا تھا کہ عنقریب میرے قلب وجگر پر وہ مقدس قدم آنے والے ہیں عرش کی رفعتیں جن کی پاکیزگی پر قربان ہیں۔ **جاء الحق وزهق الباطل** کی صداؤں کے ساتھ میرا وجود بتوں سے پاک ہونے والا ہے۔

ان عبرتناک حالات واقعیہ کے باوجود قریش و بنی ساسان کے لئے باعث مسرت یہ ہے کہ قریش میں جب جہالتوں کو روند کر اسلامی کرنوں نے انگڑائیاں لیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ''**الائمة من قریش**'' کی سند پاک سے خاک کے ذروں کو ہمدوش آسمان بنادیا۔

اسی طرح کی جلوہ آرائی کچھ ایران کے بارے میں بھی نظر آرہی ہے۔

اس سے پہلے شعر کی تشریحی تجلیات میں تین حدیثوں کی ضیاباریوں کے ساتھ ہی حضور تاج الشریعہ کی ان احادیث کے بارے میں ایک عظیم رہنمائی ملاحظہ کریں

قدوردفی مدح اهل فارس حدیث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حیث قال ان الله اختارمن بین خلقه من العرب قریشاومن العجم فارسا۔وفی حدیث آخر ابعد الناس عن الاسلام الروم ولو کان الاسلام معلقابالثریاینا وله رجال من فارس

عامہ معمورہ دو حصوں میں منقسم نظر آیا۔ایک عرب اور دوسرا عجم عرب کے قبائل میں اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ

ترین قبیلہ قریش کا اعلان ہوا جبکہ عجم میں تاج افتخار اہل فارس کو ملا مزید ان کے لئے مژدۂ جانفزا یہ سامنے آیا کہ اسلام اگر اوج ثریا سے معلق ہوا تو بھی فارس کے لوگ وہاں سے ڈھونڈ لائیں گے۔ یقیناً ان کے لئے یہ فرمان عالیشان تاج افتخار ہے۔ یہ اہل فارس آخر کون ہیں؟ بنی ساسان میں سے تو نہیں ہیں؟

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں،، وظہر مصداق ھذا فی سیدنا ابی حنیفة النعمان ابن الثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کا مصداق حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فلنرجع الی مانحن فیہ الأن)

قصیدہ مبارکہ کا شعر

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع

کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

حضور ناظم فاہم کے بارے میں کچھ اذہان کو اشتباہ ہوسکتا تھا کہ مصرع ثانی میں آپ نے بلاوجہ لفظ کسریٰ کی تکرار کی جبکہ یہ مصرع اول میں بھی جس کا تذکرہ موجود ہے لہٰذا یہاں اضمار کی جگہ اظہار ہے جو بلاوجہ مناسب نہیں۔اسی اشتباہ کو دور کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا ''لیس من باب الاظھار فی موضع الاضمار فان الاول نوشیروان ابن قباذ العادل'' یہ عبارت حضور نے حضرت ملا علی قاری کی کتاب ''زبدة'' سے نقل فرمائی کہ یہاں دونوں مصرعوں میں لفظ کسریٰ دو مختلف معنی میں مستعمل ہے پہلے مصرع میں موجود کسریٰ سے مراد ''نوشیرواں ابن قباذ ہے'' اسی کو عادل کہا جاتا تھا ولادت شریفہ کے زمانہ میں یہی ایران کا حکمراں تھا اسی زمانہ میں ایوان کسریٰ پر لرزہ طاری ہوا تھا جبکہ اصحاب کسریٰ کا بکھرنا اس کی چھ دہائی کے بعد زمانۂ فاروقی میں پایا گیا تھا۔اس وقت کا کسریٰ نوشیرواں نہیں تھا بلکہ پرویز ابن حرمز تھا جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ثابت کا چچا تھا لہٰذا لفظ ''کسریٰ'' کی تکرار بے معنی نہیں بلکہ معنی خیز ہے۔اس مفہوم کی طرف ہماری ہدایت کیلئے حضور کے الفاظ کریمہ ہیں

''اماالثانی فھو برویز ابن ھرمز ابن یزدجرد ابن نوشیرواں '' یعنی یہ کسریٰ ماقبل کسریٰ کا پرپوتا تھا۔فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص کی قیادت

کی فوج سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تھا۔ اس کی فوج کی قیادت رستم کے ہاتھ میں تھی جو اس
شکست کے بعد مسلمان ہوا تھا۔ حضرت بلال ابن عقبہ نے انھیں مار دیا تھا۔

اس کو بیان کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عجم میں اہل فارس کو چنا اور حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن شخصیات اسلام کو حاصل کرنے والوں کے بارے میں اہل فارس کی نشان دہی
فرمائی اس کا مصداق حضرت تاج الشریعہ نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب پاک کو بتایا کہ یہ ثابت
ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عجم میں اہل فارس کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کہہ
کر ارشاد

حضرت تاج الشریعہ فرماتے ہیں ان ھذا الثانی عم والد الامام الاعظم ابی حنیفۃ بن
ثابت بن طاؤس بن ھرمز وتلمیذہ الامام محمد یصل الیہ فی طاؤس وھو محمد بن
حسن بن عبداللہ بن طاؤس یعنی یہ دوسرا کسریٰ (جس کا تذکرہ حدیث ثانی میں ہے) حضرت امام
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا چچا تھا ہرمز کا بیٹا تھا اس کا نام یزدجرد تھا۔ حضرت امام محمد
بھی حضرت امام اعظم کے نسب میں مل جاتے ہیں اور "ہرمز" میں امام اعظم سے امام محمد
یزدجرد میں مل جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمارے امام مذہب اور محرر مذہب حقیقی معنوں میں
ایوان کسریٰ کے وارث تھے۔

حضرت تاج الشریعہ نے "القرہ" کے نام سے قوم کا جن ایک سعادت مندی کا تذکرہ فرمایا
جان مرنے کی بھی ایک کا حامل ہونے کے قریب تا آنکہ جو بڑی عظیم سے لگی جس کی حس
تب ان کے بعد ظاہر ہے جو فیضان کرم ہوا اس میں سے ایک یہ ہے کہ نسب عالم شرف
امام محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وبات ایوان کسریٰ وھو منصدع

کشمل اصحاب کسریٰ غیر ملتئم

اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ (میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات ایوان کسریٰ نے ایسی
حالت کہ وہ ایسا پھٹ گیا جو کبھی بھی مل نہ سکا جیسا کہ (حضرت اقدس کے منتشر ساتھی) یہ جڑ کے ساتھ

کا بچھڑنا کہ عظیم ترین حکومت کا ہی خاتمہ ہو گیا۔ یہاں قلب مشابہت نہیں کہ انصداع کا وجود گرچہ مقدور ہے لیکن ''اہل اصحاب'' زیادہ معنی خیز ہے کہ وہاں ایوان ٹوٹا تھا یہاں انسان ٹوٹے ہیں لہذا یہاں مقدور کی تشبیہ موخر سے نہیں بلکہ ادنیٰ کی تشبیہ اعلیٰ سے ہے۔ ''الفردہ'' میں اس ایک شعر کی وضاحت میں نو گہر پارے ہیں ان میں سے چند یہ فوائد ہیں جو اصل وضاحت کے عشر عشیر بھی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے فیوض و برکات سے ہمیں اور مالا مال کرے۔

افقہ الفقہاء

حضور تاج الشریعہ کے بارے میں شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

حضور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لئے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ ان کی صحت و لمبی عمر کے لئے دعا بھی کرتے رہیں

اس پر عرض ہے کہ دور حاضر میں امام اہلسنت کی جلوہ آرائی کا نمونہ ہمیں آپ کے وجود مسعود میں صاف نظر آ رہا ہے۔ احکام شرعیہ بتانے میں اپنی مدح سرائی سننے کا حرص ہے اور نہ ہی بدمذہبوں وحاسدوں کی طرف سے طعن وتشنیع کا خوف بلکہ مرکزی دار الافتاء سے وہی فیض آج بھی ہمیں مل رہا ہے جس کی امید ہمیں اس سے وابستہ تھی۔ اس کی قیمت پر اس عظیم قلم نے نہ کل سودہ کیا تھا اور نہ آج۔ مذہبی لباس میں آنے والے احکام وعقائد کے رہزنوں کو کل بھی یہاں سے مایوس لوٹنا پڑا تھا اور آج بھی وہی مایوسی ان کا مقدر ہے۔ آپ کی بابرکت ذات کے ''جلوہ گاہ رضا'' ہونے پر آپ کی فقہی ژرف نگاہی شاہد عدل ہے۔

مثال کے طور پر ''چلتی ٹرین میں نماز'' کے مسئلہ پر ہی غور فرمانے پر ہر ایک باایمان باانصاف ذہن وفکر مچل کے کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ''تاج الشریعہ'' ''افقہ الفقہاء'' ''جلوہ گاہ رضا'' کہلانے کا مستحق یہی تو ہے۔ فقہاء زمانہ بخوبی واقف ہیں کہ نماز فرض۔ واجب۔ سنت فجر۔ نذر کی نمازوں کی صحت کے لئے اتحاد مکان اور استقرار علی الارض بالکلیہ شرط ہے یعنی بلاعذر اس پر عمل نہیں ہوا تو فساد نماز کا حکم

دیا جائے گا۔اس شرط پر فقہائے متقدمین کا اجماع ہے۔ان میں سے اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی شرط پر عمل نہ ہو سکے تو فقہاء کرام نے اس کی صورت یہ بیان فرمائی کہ مانع عمل من جھتہ اللہ ہے یا من جھتہ العباد۔ صورت اولیٰ میں اعادۂ نماز کی ضرورت نہیں۔صورت ثانیہ میں اعادہ واجب ہے۔ان اصول وضوابط پر سارے فقہاء کا اتفاق ہے۔

پھر سواریوں میں ٹرین کا اضافہ ہوا۔اب چلتی ٹرین میں پڑھی گئی نمازوں کی صحت وعدم صحت کا مسئلہ علماء کے سامنے آیا۔دیوبندیوں نے ٹرین کے چلنے کو من جھتہ اللہ کے درجہ میں رکھا اور صحت نماز کا حکم دیدیا۔مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے ٹرین کو لب دریا سے دور کشتی پر قیاس کیا اور حکم وہی نافذ کیا جو علماء دیو بند کا تھا جبکہ متفقہ اصول کی بنیاد پر یہ حکم باطل تھا۔

1339 ہجری میں اسی مسئلہ پر امام اہلسنت سے بھی استفتاء ہوا تو سرکار اعلیٰ حضرت نے متفقہ اصول وضوابط کے مطابق حکم نافذ فرمایا کہ

"نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے"

اس پر علماء اہلسنت کا اتفاق رہا کہ ٹرین کا چلنا من جانب اللہ نہیں بلکہ من جانب العباد ہے ٹرین کو ڈرائیور چلاتا ہے وہ چاند کی طرح خود نہیں چلتی ہے کہ یہاں من جھتہ اللہ کا اطلاق ہو سکے۔

تین سال پہلے اہلسنت کے اس اجماعی مسئلہ کو نزاعی صورت دینے میں کون سے اسباب وعلل کارفرما ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔

اس اختلاف نے اپنی وہ منحوس صورت بھی دکھلائی جس نے نجانے کتنے اللہ کے نیک بندوں کو خون کے آنسو رونے پر مجبور کر دیا تھا اور ساتھ ہی اس کی وجہ سے اہلسنت کی قلمی توانائی آپس میں الجھ کے رہ گئی تھی۔ایسے ہوشربا حالت میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی بابرکت ذات کی طرف دنیائے سنیت بڑی حسرتوں سے دیکھ رہی تھی اور آپ نے اپنی دیگر اصلاحی، تبلیغی مصروفیات کے باوجود اہل سنت کو مایوس نہیں کیا اس سلگتے ہوئے مسئلہ پر اطمینان بخش ایسا جواب عطا فرمایا جس میں رضوی جلوہ صاف نظر آتا تھا۔

حضور نے اپنے اس مبارک رسالہ میں قوم کو جو علمی جواہرات عطا فرمائے ہیں ان میں سے کچھ

کرنوں کو ملاحظہ کریں۔

مجوزین کے انداز استدلال پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔عدم جواز کی عبارت سے ان کی جواز کے استنباط کی تصویر دیکھیں یقیناان کی شان فقاہت پر ناظرین کو افسوس ہوگا۔اعلیٰ حضرت کی عبارت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''اس عبارت سے واضح ہے کہ اول کے لئے روکنے اور دوم کے لئے نہ روکنے کے سبب منع من جہتہ العباد ہونے کا حکم ہے۔اس کا مفہوم یہ ہوا کہ''اگر دونوں کے لئے روکی جائے تو سرے سے منع ہی نہیں اور اگر دونوں کے لئے نہ روکی جائے تو منع من جہتہ العباد نہیں۔

(ماہنامہ اشرفیہ جولائی 2013)

چلتی ٹرین کے مجوزین کی پہلی دلیل ہے۔اس طریقۂ استدلال پر ''وارث علوم رضا'' کی مضبوط گرفت ملاحظہ ہو۔آپ فرماتے ہیں مفہوم موافق چھوڑ کر مفہوم مخالف کے پیچھے دوڑنا کسی کے نزدیک صحیح نہیں۔اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئے نہیں روکتے تھے۔اور یہی صورت حال آج بھی ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے۔قانون اسی اختیار سے بنے ہیں۔نماز کے لئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایا ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے۔منع من جہتہ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہتہ العبد نہ رہے۔کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہتہ العبد ہو تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا۔

(چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم صفحہ 9-8)

پہلے آپ نے مجوزین کو مسئلہ استنباط کرنے کی تعلیم عطا فرمائی کہ مفہوم مخالف کا ورد ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مقام اور محل کا لحاظ بھی ضروری ہے۔کیا منطوق کے خلاف مفہوم کے اعتبار کو کسی بھی فقیہ نے جائز کہا ہے؟اگر ہاں تو حوالہ پیش کرو اور نہیں (جو برحق ہے) تو پھر مفہوم مخالف کے پیچھے دور نہ لگاؤ۔کیا انگریز کے جانے کے بعد مفہوم موافق کی صورتیں معدوم ہوگئیں؟

آپ فرماتے ہیں:

اس عبارت کا مفہوم موافق یہ ہے کہ ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضہ کے لئے نہیں روکتے تھے اور یہی صورت حال آج بھی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے مبارک الفاظ سادے ہیں لیکن ایک ایک لفظ کس قدر قیمتی ہے۔ اہل علم واقف ہیں یعنی انگریزوں کے معمولی کام کے لئے روکنا بندہ کے اختیار پر دال ہے۔ پھر نماز کے لئے نہ روکنا اس کے اختیار سے باہر کیوں کر متصور ہوسکتا ہے۔ انگریز کے ذکر سے امام اہلسنت نے اس دور کے مجوزین کو سمجھایا تھا کہ دیکھو انگریز کے کھانے کے لئے ٹرین روک لی۔ بحکم قدرت پر اس کا چلنا رکنا موقوف نہیں ہے بلکہ اختیار بندہ کا بھی اس میں دخل ہے۔ وہی بات تو آج بھی ہے۔ اسے منع عام اور منع خاص سے کیا تعلق؟ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ وہ عام کے مانع یا خاص کے مانع من اللہ ہے یا من عبداللہ پھر اگر مجوزین حضرات مانع عام کو مانع من جہتہ اللہ ماننے پر مصر ہوں تو اس پر حضور تاج الشریعہ کا فرمان ہے۔

اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہتہ العبد نہ رہے؟ کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہتہ العبد ہو۔ تو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا

یہ اس قدر آہنی گرفت ہے جس سے آزادی کی صرف ایک ہی صورت نظر آرہی ہے کہ اس عام اور خاص کی تقسیم سے مجوزین باز آئیں اور اعلان کریں کہ وہی حق ہے حضور تاج الشریعہ نے جس کی تعلیم فرمائی ہے۔ جبکہ ان حضرات نے جسے عام کہا وہ خود اپنا عموم بتانے میں بے بس نظر آتا ہے کہ اسٹیشن میں گاڑی کو روکنا سارے لوگوں کے لئے ہوتا تو یہ اذن عام ہوتا جبکہ ایسا نہیں بلکہ اسٹیشن کے حاضرین کیلئے ہے یہ ایک تخصیص ہے۔ پھر سارے حاضرین کے لئے بھی نہیں عملاً اس سے خارج ہیں۔ یہ دوسری تخصیص ہوئی۔ سب غیر عاملین کے لئے بھی نہیں بلکہ جو سفر کے ارادہ سے آئے ہیں یہ تیسری تخصیص ہے۔ سب مسافر کے لئے نہیں بلکہ جو اس روٹ کے مسافر ہیں انہیں کے لئے ہے یہ چوتھی تخصیص ہے۔ اس روٹ کے بھی سب مراد نہیں بلکہ جو اس ٹرین سے سفر کے مجاز ہیں یہ پانچویں تخصیص ہوئی۔ یہی صورتیں اترنے والوں کی بھی ہوسکتی ہیں۔

بالفرض اسی طرح منع خاص میں ہی اگر عدم جواز کا حکم ہو تو صرف زید کے لئے ممانعت ہو تب ہی

عدم جواز کا حکم ہونا چاہئے جو کسی بھی ٹرین میں رائج نہیں ہے اور اگر اس کو عموم کی طرف ترقی دلائیں تو ہر ایک جانتا ہے کہ کسی مخصوص قصبہ کے لئے یہ حکم ہے نہ شہر کے لئے نہ صوبہ والوں کے لئے کہ ان لوگوں کے لئے ٹرین نہیں روکی جائے گی؟ یہی تو دور انگریز میں بھی تھا اور اگر فاعل خاص نہیں بلکہ فعل خاص مراد ہو تو یہ آج بھی موجود ہے اترنا فعل خاص ہے ٹرین میں سوار ہونا فعل خاص ہے ایک فعل خاص اترنے کے لئے روکنا اور دوسرے فعل خاص نماز کے لئے نہ روکنا کس بات پر دال ہے؟ کیا یہ اختیار عبد نہیں؟

یہی تو رہنمائی فرمائی حضور تاج الشریعہ نے کہ خاص اور عام سے اس مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے دیکھو یہ مانع عبد سے ہے یا نہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

یہی صورت حال آج بھی ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے۔ قانون اسی اختیار سے بنے ہیں نماز کے لئے ٹرین کا نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے۔

لہٰذا مانع عام یا مانع خاص اگر من جہت العبد ہے تو عذر مکتسب سے کیوں کر فرار ممکن؟ جبکہ اتحاد مکان واستقرار علی الارض کے شرط صحت ہونے پر اجماع مسلمین ہے جو ٹرین کے چلنے کی صورت میں مفقود ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی یہ درافشانیاں مجوزین کی پہلی دلیل پر ہے اسی کی یہ چھ سطریں ہیں جنہیں میں نے نقل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جبکہ یہ مبارک رسالہ اس ایک مسئلہ میں چالیس صفحات کو محیط ہے جو دلائل و براہین کا ایک ایسا حسین گلدستہ ہے جس پر بہار گلشن نچھاور ہے تو پھر فتاوائے تاج الشریعہ کا عالم کیا ہوگا؟ جو ضخیم دس جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں پانچ ہزار سے زائد فتاوے موجود ہیں۔

ان کی زیارت سے ایک عالم دین حیرت واستعجاب میں غرق ہو جاتا ہے کہ وارث علوم رضا کے اسفار کا تبلیغ دین کے مشن پر ایک تسلسل ہے اس کے باوجود ملت اسلامیہ پر یہ عظیم احسان۔ پھر ان فتاویٰ میں مندرجہ حوالجات، بیان نکات، فقہی تحقیقات، علمی تدقیقات، تاریخی تعلیمات اور مہارت لسانیات سے قارئین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ کبھی ان کی نظریں سامنے کی عبارتوں پر ہوتی ہیں تو کبھی قارئین حضور تاج الشریعہ کے تصور میں کھو جاتے ہیں پھر اپنے سے سوال کرتے ہیں کہ تبلیغی دوروں کے اس

دوام میں حضور کو اتنی مہلت کب ملی؟ جس میں آپ نے دلائل و براہین سے بھرپور اتنے فتاوے لکھے پھر ان میں علوم و فنون کے ایسے دریا بہیں جن کی وسعتیں ہماری پرواز تخیل سے بہت آگے تک ہیں۔ عالم اسلام جن سے سیراب ہوتا نظر آئے۔ اس پر اپنے ہی دل کے نہاں خانوں سے ہر ایک سائل کو جواب [...] کیوں نہیں؟

تاج الشریعہ کا وجود یہی تو ہے۔ افقہ الفقہاء یہی تو ہے۔ جلوہ گار رضا یہی تو ہے اور اس دست راست میں تو دیکھو کلک رضا کی تصویر یہی تو ہے۔

فکر و فن کی بلندی سے نور و نکہت کی بارش کرنے والے آپ کے ان کواکب و نجوم کی ضیا پاشیوں سے دنیائے سنیت تو محظوظ ہو ہی رہی تھی لیکن اسے قریب سے دیکھنے کی خواہش ارباب علم کو بے چین کر رہی تھی۔ رہبر ملت، شیخ طریقت، شہزادۂ حضور تاج شریعت، حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے بڑی شدت سے اس کا احساس کیا اور آپ کے ایما پر طباعت کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ہر ایک کو علم ہے کہ بحری معدنیات کو جمع کرنے کے مقابلہ میں آسمان کے ستاروں کی نظم دشوار ترین ہے اس محنت شاقہ کے تصور سے ہی شیر دل کے ارادوں میں بھی زلزلہ برپا ہو جاتا تھا لیکن ''کارے نیست کہ آساں نہ شود'' جب قلب صمیم کا عزم محکم ہوا تو آیت کریمہ ''واذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ'' نے دستگیری فرمائی۔

جامعۃ الرضا کے فقہاء کرام نے دشوار گزار اس چیلنج کو قبول کیا۔

اہل قلم بخوبی واقف ہیں کہ یہ مرحلہ کس قدر اعصاب شکن ہے۔ اس سنگلاخ وادی کو عبور کرنے والوں کے لئے قدم قدم پر رکاوٹوں کے صبر آزما مرحلوں کا سامنا ہوتا رہتا ہے۔ پھر جب معاملات دارالافتاء سے متعلق ہوں تو یہ دشواریاں اور بڑھ جاتی ہیں کہ اصل فتوی تو مستفتی کے پاس چلا گیا ہے۔ سامنے صرف اس کی نقل ہے اور اس مرکزی دارالافتاء کا ناقل بھی کوئی ایک نہیں۔ نقل میں فروگذاشت کا احتمال ہی نہیں بلکہ اس کا مشاہدہ ہے۔ اکثر حوالہ جات میں عبارتیں موجود ہوتی ہیں لیکن سب میں صفحہ نمبر درج نہیں ہوتا ہے پھر ان عبارتوں میں اگر کہیں کوئی لفظ ناقل کی طرف سے عدم توجہی کا شکار ہو تو پھر ان عبارتوں کی تخریج موئے شیر لانے والوں سے کہیں زیادہ جواں مردوں کا کام ہے۔ ان ساری

رکاوٹوں کے باوجود ان حضرات کا ذرر منشورہ کی اس تنظیم کاری کے لئے اپنے کو تیار کر لینا جہاں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انہیں اپنے علم وفن پر پورا اعتماد ہے وہیں یہ اس بات پر بھی دال ہے کہ ان کا یہ کام اتباع نفس کی وجہ سے نہیں بلکہ للّٰہیت پر مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ضرور ان کی مدد فرمائی۔

اہم ترین مشکلات میں شیخ الجامعہ مرجع الفتاویٰ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا تعاون ان فقہاء کے لئے کلیدی اہمیت کا حامل رہا۔ اس سلسلے میں شہزادۂ صدرالشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد بہاء المصطفیٰ صاحب کی ہدایات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد یونس صاحب واسطی نے بھی گرانقدر رہنمائی فرمائی۔

نوجوان فقہاء کی اس حوصلہ مند و پرجوش جماعت کی قیادت کے ساتھ حوصلہ شکن ان مراحل پر کامیابی سے ارادوں کو آگے بڑھانے پھر تبویب و ترتیب و تحقیق کی ذمہ داری مفکر ملت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمان صاحب نظامی سیتامڑھی نے سنبھال لی تھی اور تخریج و تصحیح میں حضرت علامہ مفتی محمد شاعر رضا صاحب دارجلنگوی وحضرت علامہ مفتی محمد عبدالباقی صاحب کشن گنجوی وحضرت علامہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رضوی بنارسی وحضرت علامہ مفتی محمد فیصل رضا صاحب فرخ آبادی وحضرت علامہ مفتی بلال انور صاحب پلاموی کا خاص کر نمایاں کردار رہا۔ یہ حضرات تخریج و تصحیح عبارات میں اس قدر منہمک رہے کہ رات اور دن کی انہیں کوئی پرواہ نہیں رہی۔ جس کے نتیجہ میں آج ہم فتاوائے تاج الشریعہ کی زیارت سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

جزئیات حنفیہ کے اس بحر بیکراں ''فتاوائے تاج الشریعہ'' سے استفادہ کرنے والے حضرات اس کا عمیق مطالعہ کرتے جائیں اور اپنی آنکھوں سے حضور غوث اعظم کی کرامتوں کا مشاہدہ کریں۔ اس قلم میں ''کلک رضا'' کے جاہ وجلال کا جلوہ دیکھیں۔ حضور مفتی اعظم کی پرنور تربیت کا ثمرہ دیکھیں۔ عداوت کے طوفان میں بھی جس کا پیغام حق جاری رہا۔ حسد کی آندھیوں میں بھی جہاں سے ہدایت کی روشنی ملتی رہی۔ ضمیر کی آواز پر آؤ! ہم سب مل کر اس کے لئے پھر عہد کریں، اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر کریں۔ حضور تاج الشریعہ کی مبارک شکل میں جو آج ہمارے درمیان موجود ہے۔ اس یکتائے زمانہ رہبر کی رہنمائی میں اپنی عبادات کو ہم فساد سے بچائیں اور حضور کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگردم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

ہیں اس ''جام عرفان'' پر بڑا افسوس ہے جو رندوں کے شعور کو چھین لے۔ میکش کسی شہزادہ کو ولی عہدی کے تخت سے کھینچ کر فٹ پاتھ پر ڈال دے اور حالت نشہ میں وہ اسی فٹ پاتھ کو تخت شاہی تصور کرتے ہوئے سلطان وقت پر بھی اپنا حکم نافذ کرنے کا اپنے کو اہل سمجھنے کی غلطی کرے۔ شمع اپنا لہو جلا کر جنہیں روشنی عطا کرے تو کیا وہی پتنگوں کی صورت میں اپنے پروں سے اسے بجھانے کی کوشش کرے؟ بجھانہ سکیں گے پر جل جائیں گے۔ صورتیں بگڑ جائیں گی۔ وہ نیچے کہیں تڑپتے نظر آئیں گے۔

وہ سالار قافلہ بھی کس قدر مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔ منزل کی مسافت میں منصوب سنگ میل سے جو انحراف کرے خطرہ ہے کہ پورا قافلہ درندوں یا رہزنوں کا شکار نہ ہو جائے؟ سورج کی کرنوں سے چمکنے والا چاند بھی کس قدر عبرتناک ہے۔ جب وہ سورج کو آنکھیں دکھانے کی جرأت کرتا ہے تو پھر محاق میں پہونچ کر دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

فضائے بسیط میں صدائے بازگشت ہے:

کج کلاہانِ دہر! دیکھو اِدھر
جلوہ گاہِ رضا یہی تو ہے

محمد رفیق الاسلام نوری منظری دیناجپوری

خادم افتاء۔ جامعہ شکوریہ بلہور کانپور (یوپی)

۱۳ / ربیع النور ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۵ / دسمبر ۲۰۱۵ء

تقدیم

از: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی قاضی محمد شہید عالم صاحب قبلہ
استاذ و مفتی جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تاج الشریعہ، بدر الطریقہ عالم نبیل فاضل جلیل، فقیہ اسلام مرجع انام مظہر السلف حجۃ الخلف فخر ازہر قاضی القضاۃ فی الھند حضرت العلام شیخ المشائخ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی ازہری مدظلہ العالی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔

علم و فضل، زہد و ورع اور رشد و ہدایت میں آپ اپنے جد امجد مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے حقیقی وارث اور تاجدار اہل سنت شیخ طریقت وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سچے جانشین ہیں آپکی ذات میں اپنے اسلاف کرام کی جھلک صاف نمایاں ہے۔

عالم اسلام کی جم غفیر آپ کے علم وفن اور رشد و ہدایت سے مستفیض اور کثیر اہل علم آپ کے ضیاء علم و فن سے مستنیر ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی ولادت باسعادت ۲۴ ؍ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ ؍ نومبر ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ محلہ سوداگران رضا نگر بریلی شریف میں ہوئی تاج الشریعہ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

ناظرہ قرآن کریم اپنی والدۂ ماجدہ سے گھر ہی میں پڑھا اردو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا خان علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ پھر والد ماجد نے منظر اسلام میں داخل کردیا جہاں آپ نے عربی وفارسی کی ابتدائی درجات سے درجہ فضیلت تک تمام متداول فنون کی تعلیم حاصل کیں۔ منظر اسلام سے فراغت کے بعد جامعۃ الازہر مصر میں ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیا وہاں آپ نے تفسیر وحدیث اور اصول حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں سند سے نوازے گئے۔

تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جامعۃ الازہر سے فراغت کے بعد ۱۹۶۷ء میں منظر اسلام کی مسند تدریس کو زینت بخشی۔ اور ساتھ ہی فتاوی نویسی کا باقاعدہ آغاز فرمایا اور اپنے آباؤ اجداد کی پیروی میں افتاء کی عظیم ذمہ داری بحسن وخوبی سنبھال لی۔ اور وہ سلسلہ ابتک جاری ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو بیعت وارادت کا شرف تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند سے حاصل ہے ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء میں جب کہ آپ کی عمر شریف ۲۰ سال کی تھی ایک محفل میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو حضور سید العلماء مارہروی اور حضور برہان ملت جبلپوری قدس سرہما سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے پہلی بار ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کی اور دوسری بار ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء اور تیسری بار ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء اور چوتھی بار ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں حج وزیارت کے شرف سے مشرف ہوئے۔

تاج الشریعہ بیعت وارشاد کے بارگران اور کثیر تبلیغی اسفار کے باوجود فتاوی تحریر فرما کرامت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرماتے رہے اور حوادث زمانہ کے بطن سے پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کو فقہ واصول کے مطابق حل کرنے میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ افتا کے تعلق سے امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

الافتاء: لیس حکایۃ قول افتاء بہ فانا نحکی اقوالا خارجۃ عن المذھب ولا یتوھم احدانا نفتی بھا انما الافتاء ان تعتمدعلی شئی وتبین لسائلک ان ھذا حکم الشرع فی ما سألت وھذا لا یحل لاحدمن دون ان یعرفہ عن دلیل شرعی والا کان جزافا وافتراء علی الشرع ودخولا تحت قولہ عز وجل ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون وقولہ تعالیٰ: قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔ (فتاوی رضویہ ج ۱، کتاب الطھارۃ رباب المیاہ، ص ۳۸۲ رضا اکیڈمی ممبئی)

(ترجمہ) محض کسی قول کو بیان کر دینا اس کا فتوی دینا نہیں اسلئے کہ ہم بہت سے ایسے اقوال بیان

کرتے ہیں جو مذہب (مفتی بہ) سے خارج ہوتے ہیں اور کوئی بھی یہ وہم نہیں کرتا ہے کہ ہم ان اقوال کا فتوی دے رہے ہیں بلکہ فتوی دینا یہ ہیکہ کسی چیز پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے سائل کے لئے یہ بیان کیا جائے کہ تم نے کسی واقعہ سے متعلق جو سوال پیش کیا ہے اس بارے میں حکم شرع یہ ہے۔

اس معنی کر فتوی دینا کسی کے لئے اس وقت تک حلال و روا نہیں جب تک کہ دلیل شرعی سے اس کی کامل معرفت نہ ہو ورنہ جزاف اور شریعت پر افترا اور اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اقوال و آیات کی وعیدوں کے تحت داخل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اجازت دیدی یا تم اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے اس فرمان کے مطابق ایک جلیل القدر فقیہ اور مفتی کے لئے مندرجہ ذیل خوبیاں ہونا ضروری ہیں۔

۱۔ اصول فقہ و اصول افتاء پیش نظر ہو۔

۲۔ فقہ کے متون و شروح اور فتاوی کے جزئیات پر استحضار ہو۔

۳۔ احوال زمانہ سے کامل آگاہی ہو۔

۴۔ فتوی تحریر کرنے میں سوال کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو اور جواب سب کو محیط۔

۵۔ بعض مسائل میں حکم شرع کا اظہار دوسرے علوم وفنون کے اصول و قواعد پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان علوم وفنون کے اصول و قواعد پر گہری نظر ہو۔

۶۔ جزئیات فقہ سے استناد کرے۔

مندرجہ بالا صفات کی روشنی میں جب ہم تاج الشریعہ کے فتاوی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ آپ کے فتاوی ان تمام صفات اور خوبیوں کے جامع ہیں۔

حضرت کے زیادہ تر فتاوی فقہ و کلام کی امہات کتب کے حوالجات سے مملوء ہیں حضرت کے فتاوی کا مجموعہ فقہ حنفی کی مستند و معتمد کتب فتاوی میں ایک گران قدر اضافہ ہوگا اور انشاء اللہ العزیز حضرت کے ان بیش قیمت فتاوی سے عوام و خواص اپنے اپنے ظرف کے مطابق مستفیض و مستنیر ہوں گے۔ جی میں آتا تھا کہ حضرت کے کچھ فتاوی بطور نمونہ پیش کروں لیکن پھر دل میں آیا کہ حضرت کے فتاوی کا مجموعہ ہی آپ کی

نگاہوں کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ ہم پر اور تمام اہل سنت پر تادیر قائم رکھے اور ان کی تحقیقات وتدقیقات سے مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

قاضی شہید عالم رضوی
خلیفہ حضور تاج الشریعہ
جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

□□□

العقائد (الاول)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔(۱)

کتاب العقائد

(۱) آل عمران: ۱۰۲/ کنزالایمان

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا
اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو۔(۱)

[متعلقہ]

ذات وصفات باری تعالیٰ

(۱) الاعراف:۱۸۰/ کنزالایمان

متعلقہ ذات وصفات باری تعالیٰ

مسئلہ-۱

اللہ تعالیٰ بیوی بچے سے منزہ ہے، روح کی اضافت اللہ کی طرف برائے تعظیم ہے

بخدمت حضرت مولینا مفتی اختر رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز السلام علیکم

بعد آداب کے عرض خدمت کرتا ہوں آج کل ریڈیو سے عیسائی لوگ اپنا تبلیغی مشن چلا رہے ہیں اس سلسلہ میں ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے ہم نے کہا یہ غلط ہے اور کفر ہے ایسا بولنا، اس بات کو سنکر ہمارے نام سے ایک خط جبل پور لکھا جسکا پادری نے ہم کو یہ جواب دیا برائے مہربانی مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ کا طالب

المستفتی: شیخ سراج الدین صدیقی قادری

الجواب:

اللہ تبارک وتعالیٰ بیٹے اور بیویوں سے منزہ ہے وہ خود فرماتا ہے:

اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کے لیے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی بیوی نہیں

اور فرماتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۔ (۲)

اے محبوب! تم فرمادو کہ اللہ ایک ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ کوئی اس کا ہمتا ہے۔

---

(۱) سورۃ الانعام: ۱۰۱

(۲) سورۃ الاخلاص

نیز فرماتا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا(۱)۔ یعنی یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصرانیوں نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ بات اپنے منھ سے کہتے ہیں اور کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ماننے والوں کے لیے تکذیب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا(۲)۔ یعنی بڑی بات ہے جو ان کے منھ سے نکلتی ہے اس کا علم نہ انہیں ہے نہ ان کے باپ داداؤں کو، محض جھوٹ بولتے ہیں۔

الغرض قرآن پاک جگہ جگہ نفیٔ ولد فرماتا ہے تو قرآن عظیم پر اس عیسائی کا یہ تہمت لگانا کہ قرآن نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا فرمایا ہے بہتان ہے اسی طرح انجیل وہ جو اللہ نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری اس میں ہرگز اس عقیدے کا پتہ نہیں اس میں وہی ہے جو قرآن عظیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمایا۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيّاً ٥ وَجَعَلَنِي مُبَارَكاً أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيّاً ٥ (۳) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن کے عالم میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب انجیل دی اور نبی بنایا اور برکت والا کیا میں جہاں رہوں اور نماز وزکوۃ کا مجھے حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

عیسائی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم کے برخلاف انہیں خدا کا بیٹا اور خدا کہتے ہیں،

---

(۱) سورۃ التوبۃ: ۳۰

(۲) سورۃ الکہف: ۵

(۳) سورۃ المریم: ۳۰، ۳۱

بقول ان کے خدا ہو گیا اور جسے ان کے بقول سولی دی گئی اس جگہ عیسائی کا روح اللہ سے استدلال کرنا اور قرآن کا نام لینا محض فریب ہے، قرآن صاف صاف نفیٔ ولد فرما رہا ہے اور اسے کفر فرما رہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا بندہ فرما رہا ہے تو قرآن کی رو سے انہیں خدا کا بیٹا کہنا کفر ہے اور خدا کی الوہیت کے منافی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت کے مخالف ہے کہ جو عبد (بندہ) ہو گا وہ بیٹا نہیں ہو سکتا اور بیٹا باپ کا عبد (بندہ) نہیں ہو سکتا بلکہ عیسائی پر خود اس کے منھ کفر عائد ہوتا ہے کہ جب وہ بیوی ماننا کفر بتا رہا ہے اور وہ بیٹے کا سبب ہے تو بیٹا مان کر بیوی ماننا ضرور ہے اور عیسائی حضرت مریم کو خدا کی بیوی نہیں مانتے (بیوی ماننا کفر ہے جو خود اسے تسلیم ہے) اس لیے قرآن نے فرمایا کہ اس کا بیٹا نہیں وہ بیوی سے منزہ ہے۔

رہا ''رُوحُ اللہ'' قرآن کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمانا تو اس سے ہرگز یہ عقیدہ باطلہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہاں روح کی اضافت اللہ کی طرف تعظیم کے لیے ہے جیسے ''نَاقَةُ اللہ'' میں اور ''بَیْتُ اللہ'' میں۔(۱)

اور عیسائی نے جو یہ کہا کہ وہ روح اللہ سے پیدا ہوئے تو اسے لازم ہے کہ وہ تمام انبیاء تمام انسانوں بلکہ تمام جانوروں کو خدا کی اولاد کہیں کہ ہر جاندار میں اللہ کی پیدا کی ہوئی روح ہے بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے زیادہ تعجب خیز نہیں کہ وہ بے ماں باپ کے پیدا ہوئے تو ان کی فاسد بنیاد پر حضرت آدم بھی خدا کے بیٹے ہوئے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ تعالیٰ ان کے اور بدمذہب کے فریب سے پناہ دے ان کی کتابیں ایسی ہی سفاہتوں اور ضلالتوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا مطالعہ جائز نہیں کہ تباہی ایمان وعقیدہ کا غالب گمان ہے اور مسلمان کو اللہ ورسول کا فرمان بس ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲ تا ۴:

اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے منزہ ہے، ''ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ'' کی تشریح!

محترم مفتی صاحب قبلہ، بریلی شریف! سلام مسنون

عرض اینکہ ذیل میں چند سوالات درج ہیں امید کہ جواب باصواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں گے۔

(۱) زید کعبہ کو مقبرۂ آدم تصور کرتا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔

(الف) سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ہجرت قرب کعبہ یہ کہتے ہوئے رخصت ہو رہے ہیں کہ اے کعبہ تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس عبارت کو حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں یوں لکھا ہے۔

ترے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے ☆ تری پاکیزگی کو مادری کہنے نہیں دیتے
خدائی عارضی ہے پھر بھی دل کو بیقراری ہے ☆ کہ تو اور تیری خدمت مجھ کو دنیا بھر سے پیاری ہے

(ب) امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائق بخشش حصہ اول میں یوں تحریر کیا ہے:

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا ☆ میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

اس شعر میں پیارے کا لفظ الفاظ رحمانی کے پردے میں حفیظ جالندھری صاحب کی تحریر کو تقویت دے رہی ہے۔

(ج) اعلیٰ حضرت ہی دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن ☆ یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

جب دلہن روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو دلہن بھی روضہ ہی ہے۔

(د) نثر میں احکام شریعت حصہ اول میں اعلیٰ حضرت یوں تحریر فرماتے ہیں

حطیم مبارک روضۂ اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام ہے پھر کچھ آگے چل کر دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں اور غور کرو تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے جن کی حکومت عظمت اولیاء سے خالی ہے اس حقیقت سے نابلد ہیں۔

(۵) اعلیٰ حضرت نے حطیم مبارک کو روضۂ اسماعیل بتلایا لیکن احادیث کریمہ میں یہ بات تفصیل سے ذکر ہے کہ حطیم مبارک بھی کعبہ معظّمہ ہی ہے اور غور کرو تو پوشش کعبہ معظّمہ میں ایک بڑی حکمت یہی ہے۔ روضۂ آدم علیہ السلام کی جانب واضح اشارہ ہے۔

(۱) اب وضاحت طلب امر یہ ہے کہ زید کے مندرجہ بالا دلائل کہاں تک درست ہیں۔ اور حفیظ جالندھری نے جو لفظ فرزند لکھا ہے یہ کس کتاب سے اخذ کیا گیا ہے اور امام اہل سنت نے جو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے کے لفظ سے خطاب کیا ہے یہ کس کتاب سے ماخوذ ہے۔

(۲) ساتھ ہی ساتھ حضور والا سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ذرا اس معمے کو بھی از روئے شرع تحریری نوبت بہم پہنچائیں کہ خدا لا مکاں ہے کا کیا مطلب ہے۔ اور کعبہ خدا کا گھر ہے کیا مطلب اور ان اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہ کی تشریح بھی فرمادیں تو عین نوازش ہوگی۔

(۳) زید ابو طالب کو مومن مانتا ہے تو کیا ان کے ایمان کے بارے میں کوئی ثبوت ہے۔ براہ کرم اثبات و نفی دونوں میں ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد عثمان غنی قادری، اچک پھول پوسٹ بڑسری جاگیر ضلع بلیا، یوپی

الجواب:

(۱) یہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اختراعی بات نہیں بلکہ جملہ محدثین کرام کا اجماعی قول ہے پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے روضۂ اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا اطلاق حطیم شریف پر نہیں کیا ہے بلکہ علمائے کرام سے یہ نقل فرمایا ہے کہ حطیم کے قریب اور ایک قول پر حجر اسود اور زمزم کے بیچ میں، مرقد اسماعیل علیہ السلام اور ستر انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں تو یہ اعلیٰ حضرت پر افترا ہوا کہ انہوں نے حطیم کو روضۂ اسماعیل فرمایا ہے اعلیٰ حضرت نے احکام شریعت خواہ فتاویٰ رضویہ میں ایسا نہ لکھا۔ اور حطیم، کعبہ ہی کا ایک حصہ ہے اور اس میں مرقد اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام بھی ہے اور ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے نہ اس میں مرقد اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام ہونے سے کعبہ کا انکار لازم آتا ہے۔

اور پوشش کعبہ سے استدلال زید کی اختراعی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اشعار مذکورہ سے بھی اس کا مدعیٰ حاصل نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم

اور فرزند سے مکہ معظمہ کے باشندے مراد ہیں جنہیں فرزند مکہ سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے منزہ ہے وہ کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ مکان وزمان سے پہلے بھی تھا اور زمان ومکان کی فنا کے بعد بھی رہے گا۔ قال تعالیٰ:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (۱)

عام کتب عقائد میں ہے:

''لا یجری علیہ زمان ولا یحویہ مکان'' (۲)

تو خدا کا گھر اس معنی پر نہیں کہ خدا معاذ اللہ اس گھر میں رہتا ہے بلکہ تعظیم کے لئے خدا کا گھر کہتے ہیں اور ایسی نظیر ہمارے محاورہ میں بھی ہے۔ اکثر بولتے ہیں یہ میرا گھر ہے اگرچہ آدمی وہاں پر نہیں رہتا بلکہ مثلاً کرایہ دار وہاں رہتا ہے تو اس مثال میں اضافت اختصاص وملک کے لئے ہے اس طرح خدا کا گھر میں اضافت تعظیم کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور حدیث ''ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علیٰ صورتہ'' (۳) میں صورت خدا مراد نہیں ہے کہ وہ صورت سے پاک ہے بلکہ ضمیر آدم کی طرف راجع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ان کی خاص صورت پر پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب کا ایمان لانا ثابت نہیں بلکہ قوم کی طعنہ زنی کے خوف سے اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنے کے باوجود کفر پر قائم رہنا ثابت ہے چنانچہ ان اشعار سے جو خود ابوطالب کے ہیں ظاہر ہے۔

ولقد علمت بان دین محمد - من خیر ادیان البریۃ دینا

---

(۱) سورۃ الرحمن: ۲۶، ۲۷

(۲) نظم الدرر فی تناسب الأیات والسور سورۃ النساء مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۳) مشکوۃ المصابیح، ص ۳۰۶، باب ما یضمن من الجنایات، فصل اول، مجلس برکات مبارکپور/ ''خلق اللہ ادم علیٰ صورتہ'' بخاری، ج ۲، ص ۹۱۹، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام، مجلس برکات/ فیض القدیر، ج ۳، ص ۵۹۳، مسلم ج ۲، ص ۳۲۷، مجلس برکات

لولا الملامۃ او حذار مسبۃ - لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

یعنی میں نے بے شک جانا کہ محمد کا دین سب دینوں سے بہتر ہے۔ اگر ملامت یا قوم کی گالی کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے بخوشی قبول کر لیتا۔(۱)

زید سے ثبوت مانگنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
یکم رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۵

ایک شعر کی تشریح، خلافت، نیابت عن الغیر کا نام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

خدا فرماتا ہے قرآں کے اندر
مِرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
خدا فرماتا ہے قرآں کے اندر
مِرے مختار ہیں پیر و پیمبر

اگر یہ غلط ہیں تو اسکا پڑھنا اوران پر داد دینا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: فخر الدین احمد ناگپوری جامعہ اشرفیہ مبارک پور

الجواب:

پہلا شعر قرآن کریم پر افترا اور انبیاء واولیاء کی اہانت پر مشتمل ہے۔ قرآن نے مطلق بلا تخصیص انبیاء واولیاء فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ(۲)۔ اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو۔

---

(۱) تفسیر الخازن ج ۱، سورۂ بقرہ، ص ۲۶ مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۲) سورۃ المحمد: ۳۸

اس میں کسی قسم کی تخصیص نہ فرمائی۔ تو انبیاء واولیاء کی تخصیص از خود کرنا قرآن پر افتراء ہے جس سے مقصود اہانت انبیاء اولیاء ہے۔ اور اس اہانت آمیز جملہ کی نسبت قرآن کریم کی طرف نقص دینی ہے۔ قرآن کریم نے عام لوگوں کے لئے تو وہ فرمایا جو گذرا اور انبیا کے لئے یوں فرماتا ہے:

- إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ (۱)
  میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں
- إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً۔ (۲)
  اور میں تجھے (ابراہیم علیہ السلام کو) امام بناتا ہوں۔
- أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا۔ (۳)
  ہم نے ان میں سے کچھ کو امام بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے ہیں
- أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ (۴)
  لوگوں کو خدا نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غنی کر دیا
- سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ۔ (۵)
  اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور اولیاء کے لئے فرمایا:

- جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ۔ (۶)
  ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ کیا

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۳۰
(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۲۴
(۳) سورۃ السجدۃ: ۲۴
(۴) سورۃ التوبۃ: ۷۴
(۵) سورۃ التوبۃ: ۵۹
(۶) سورۃ الیونس: ۱۴

اور خلافت، نیابت عن الغیر کا نام ہے اور نیابت عن الغیر کبھی مستخلف کی موت کے سبب اور کبھی مستخلف کی جانب سے تکریم خلیفہ کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اسی وجہ آخر الذکر پر خلافت سے نوازا ہے کما فی المفردات للامام الراغب الاصفہانی یہاں سے ظاہر کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو مختار و ماذون فی التصرف فرمایا ہے۔ اور ان کے ماسواء کو انکا محتاج فرمایا ہے۔ تو دوسرا شعر صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط، والسلام

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

۲۹/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۶ تا ۹

اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے منزہ جاننا ضروریات دین سے ہے، جو حضور علیہ السلام کو مر کر مٹی میں ملنے والا بتائے اس کا کیا حکم ہے؟ بدعقیدگی کو فروغ دینے والے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) خدائے تعالیٰ وہ گندے وگھنونے فعل ہم بستری جو بندے کرتے ہیں کیا کرسکتا ہے؟ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کون؟

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو مر کر مٹی میں ملنے والا بتائے وہ کون سا فرقہ ہے کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان رہیگا؟

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنا علم دیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب ہو۔ اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ کیسا ہے؟ اور جو چوپائے سے مشابہت دے وہ کون سا فرقہ ہے؟ کیا وہ مسلمان رہے گا؟

(۴) جو بدعقیدگی کو فروغ دے اور پرچار کرے کیا وہ مسلمان ہے؟

المستفتی: فقیر محمد غلام رسول

کیئر آف نازیان ہاؤس، موضع بھارت کرام پوسٹ ڈھبوئی ضلع باندہ، گجرات

الجواب:

(۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے وجوباً ازلاً وابداً منزہ ہے، اسے ہر عیب سے منزہ جاننا ضروریات دین سے ہے۔ جو اللہ رب العزت کو کسی عیب سے موصوف جانے منکر تنزیہ وتقدس باری ہوکر کھلا کافر وبے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ وہابیہ کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کا قول بدتر از بول ہے جو اس کا معتقد ومصحح ہو وہ بلاشبہ کافر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ انبیائے کرام کے علوم ومعارف عطا فرمائے اور آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت تک جو کچھ ہوا جو ہو رہا ہے جو ہوگا سب آپ پر منکشف فرمادیا اور اس سے زیادہ وہ عطا کیا جو کسی نبی کسی فرشتہ کو نہ ملا۔

قال اللہ تعالیٰ:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے

وقال عزوجل:

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ (۲)

یعنی ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر شے کا روشن بیان

اور فرماتا ہے، رب تعالیٰ:

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى۔ (۳)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔

اور فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

---

(۱) سورۃ النساء: ۱۱۳

(۲) سورۃ النحل: ۸۹

(۳) سورۃ النجم: ۱۰

''علمت علوم الاولین والاخرین''

مجھے اولین وآخرین کے علوم دئے گئے۔

یہ عقیدۂ اہل سنت ہے اور جو مطلقاً علم غیب کی نفی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یا کسی نبی علیہ السلام سے کرے وہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اہانت ونفی علم غیب میں صریح ہے تو اس قول کے کفر ہونے میں کیا شبہ ہے اور چوپایوں سے علم نبی کو تشبیہ دینا بے شک کفر اور قائل اور اس کے ہم نوا اور اسے مسلمان جاننے والے سب کافر و مرتد بے دین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بدعقیدگی جو حد کفر کو پہنچی ہو اس کا مبلغ کافر ہے مسلمان نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۰ تا ۱۱

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے مگر میاں بیوی کی صحبت سے غافل ہے، کفر ہے۔ ہندوؤں کے یہاں جاکر ''رام لچھمن'' کی کہانی سننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید ایک محلہ کا چودھری ہے اور محلہ کے ہر مقدمہ کا فیصلہ انھیں سے کیا جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر چیز کا علم ہے مگر ایک چیز سے غافل ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کس چیز سے خداوند قدوس غافل ہے؟ تو زید نے جواباً کہا کہ میاں بیوی کی صحبت سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے بزرگان دین نے جو کام کر دکھائے ہیں ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں پوچھنے پر جواب دیا کہ مثلاً غوث پاک نے مردے کو زندہ کیا ہے مگر ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں۔

لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ کلمات کفریہ ہیں یا نہیں؟ اور قائل پر کیا حکم ہے؟

(۲) جو شخص مشرکین کے یہاں جاکر رام لچھمن کی کہانی اور ان کے واقعات کو سنتا رہے اور نماز کی پابندی نہ کرے اور کہنے پر ناراضگی کا اظہار کرے اس شخص پر حکم شرع کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالواحد اشرفی

الجواب:

(۱) اس شخص کی دونوں باتیں کفری ہیں اور اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت اہانت و تنقیص پر مشتمل ہیں اس پر فرض ہے کہ توبہ وتجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے کہ مجبور ہو کر توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہنود کے پرکھوں کی کہانی اور واقعات سننا حرام بدکام بدانجام ہے اس کے مرتکب پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے۔ ہدیۃ المہتدین چلپی میں ہے:

''موافقة الكفار في اقوالهم وافعالهم وايامهم الخاصة كفر ''(۱)

اور اگر ان واقعات کو سننا تحسین کے ساتھ ہے تو یہ دوسری وجہ اس کے کفر کی ہے جو اشد واشنع ہے۔ ہندیہ میں ہے:

''وبتحسين امر الكفار اتفاقا-الخ ''(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۲

ایک شعر کی وضاحت

کیا حکم شرع ہے مندرجہ ذیل شعر کے بارے میں بیان فرمائیے۔

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر   اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

اگر یہ شعر خلاف شرع ہے تو پڑھنے اور سننے والوں کا کیا حکم ہے؟

سائل: کبیر احمد، ساکن موضع جوکھن پور ڈاکخانہ رچھا روڈ ضلع بریلی شریف

الجواب:

اس شعر کا ظاہر حلول واتحاد وعینیت خالق ومخلوق ہے اور یہ بلا شبہ کفر ہے جس نے بھی ظاہری معنی

---

(۱) هدية المهتدين چلپی مع اثبات النبوة

(۲) فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر باب موجبات الکفر انواع، ج ۲، ص ۲۸۷، دار الفکر، بیروت

اعتقاد کئے شعر پڑھنے والا یا سننے والا وہ بے شک کافر ہے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والوں پر تجدید نکاح بھی ضرور اور اگر اس معنی کا اعتقاد نہ کیا تو تکفیر نہیں البتہ عوام کے سامنے ایسے اشعار پڑھنا سخت حرام ہے کہ بدخواہی عوام ہے اور یہ شعر ایک تاویل صحیح رکھتا ہے اور قائل اس کا ایک مرد حق آگاہ ہے جس سے غلبہ وشوق واستغراق میں یہ شعر نکلا ہے لہٰذا اس کی تکفیر کی طرف راہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ- ۱۳ تا ۱۴

قربان، فدا، نچھاور، عاشق معشوق، حاضر وناظر، لاابالی وغیرہا کا اطلاق جناب باری تعالیٰ میں حرام حرام اشد حرام ہے، عاشق الرحمٰن اور معشوق اللہ، عاشق الٰہی نام رکھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) خداوند قدوس کی شان میں یہ الفاظ بولے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو بولنے والے پر اور سننے والے پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

”قربان، فدا، نچھاور، عاشق، معشوق، حاضر ناظر، لاابالی، صاحب، میاں، لفظ شکایت، اور ہوس تھی دید کی، معراج کا بہانہ تھا، اور یہ شوق ہے، اے خدا میں بھی اور میرے ماں باپ بھی تیری لونڈی اور غلام ہیں۔“

از روئے شرع صحیح جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) عاشق الرحمٰن اور معشوق اللہ، عاشق الٰہی نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں نیز وجہ ناجائز وحرام بھی بتائیں، عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد انور علی رضوی
محلہ ذخیرہ بریلی شریف یوپی

الجواب:

(۱) معاذ اللہ رب العٰلمین جلت عظمتہ وعزت عزتہ کی شان رفیع میں قربان فدا نچھاور اور جن الفاظ

سے متبادر وعرف جاری ہیں بلکہ محض دلالت لفظ سے محبوب پر مرمٹ جانے ،فنا ہو جانے کا اطلاق ہو جناب باری تعالیٰ میں حرام حرام اشد حرام بلکہ اپنے ان معانی ظاہرہ متبادرہ کی بنا پر کفر میں صریح اور اگر معاذ اللہ سامعین نے یہی معنی مراد لیا جو اس سے متبادر ہیں تو کفر متعین اور قائل وسامع دونوں پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح بیوی والوں پر بہر کیف لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اصول الدین عند الامام ابی حنیفہ میں ہے:

"من وصف الله تعالیٰ بمعنیٰ من معانی البشر فقد کفر-اھ" (۱)

اور عاشق ومعشوق میں حرج نہیں جبکہ وہ معنی مراد نہ لیں جو جانب بشر میں مراد ہوتے ہیں اور حاضر ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے ناجائز ہے جبکہ حضور سے حضور مکانی اور نظر سے آنکھ سے دیکھنا مراد نہ لیں ورنہ یہ بھی کفر ہے اور بعض فقہائے کرام نے اسی لئے اس کو کفر بتایا، اگرچہ مختار یہی ہے کہ کفر نہیں حضور بمعنی علم اور نظر بمعنی مطلق رویت شائع ہے۔

درمختار میں ہے:

"یا حاضر ویا ناظر لیس یکفر" (۲)

ردالمحتار میں ہے: "فان الحضور بمعنی العلم شائع (مایکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم) (المجادلة) والنظر بمعنی الرؤیة (الم یعلم بان الله یریٰ) (العلق) فالمعنی یا عالم من یری۔ بزازیة" (۳)

لاابالی کا اطلاق سوء ادب وکفر ہے اور صاحب کا اطلاق نہ چاہئے یونہی میاں کا اطلاق بھی منع ہے اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا حرام ہے اور ہوس وبہانہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے کفر ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لونڈی وغلام کہنے میں حرج نہیں جبکہ بمعنی مملوک

(۱) اصول الدین عند الامام ابی حنیفة الباب الاول المبحث الثالث موقفه من الفرق الکلامیة ص ۳۰۳ مطبع دار الصمیعی للنشر والتوزیع مکة المکرمة السعودیة

(۲) الدر المختار، ج ۶، ص ۴۰۸، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) ردالمحتار، ج ۶، ص ۴۰۸، باب المرتد، مطلب فی معنی درویش درویشان، دار الکتب العلمیة، بیروت

کہے اور بندہ اور کنیز کہنا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۱۵

جملہ وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

تبلیغی جماعت نکلی ہے اور صرف نماز کی تبلیغ کرتے ہیں اور لوگوں کو بلا کر نماز پڑھاتے ہیں اور کلمہ کی دعوت دیتے ہیں اور مسلمانوں کو بارے دیگر نیا کلمہ پڑھاتے ہیں اور آدمی کا نام کاپی میں لکھ کر اسے امیر جماعت بنا دیتے ہیں اور جوان طبقہ کے لوگ مسجد میں رہتے ہیں وہ مسجدوں کو ایسا بنا لیتے ہیں جیسا کہ اپنا گھر، اور اس میں خوب کھاتے پکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ جھگڑا فساد نہیں کرتے جیسا دیکھتے ہیں ویسا کرتے ہیں ایسے افعال ان لوگوں کا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالحفیظ نوری

پوسٹ لکھی پور وایہ رام گنج دیناج پور

الجواب:

تبلیغی جماعت دیو بندیوں کا بہروپ ہے ان کے عقائد وہی ہیں جو دیو بندیوں کے ہیں اور دیو بندی اور جملہ وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ دیکھو رسالہ (رسالہ یکروزی، اسمٰعیل دہلوی)(۱) اور یہ کہ ”امکان کذب کا مسئلہ آج کسی نے نیا نہیں نکالا“ دیکھو (براہین قاطعہ، رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی)(۲)

(۱) رسالہ یکروزی مترجم ص ۱۴۵، رسالہ یکروزی فارسی ص ۱۸، ۱۷، فاروقی کتب خانہ ملتان (ماخوذ از فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۵، ص ۱۸۲، ۱۸۱ مطبع برکات رضا پور بندر گجرات)

(۲) براہین قاطعہ علی ظلام انوار الساطعہ ص ۱۰، مطبع کتب خانہ امدادیہ دیو بند

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے سے ہوتی آئی ہے کہ خدا کا کذب ممکن مانتے ہیں اور یہ سراسر بہتان ہے جس کے بطلان پر ہر دور کے علماء کی عبارات وتصریحات شاہد عدل ہیں۔ اور انہی دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ:

- ''ایسا علم، جیسا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ تو ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے، حضور کی کیا تخصیص؟ (دیکھو حفظ الایمان، اشرفعلی تھانوی)(۱)
- اور انھیں کا عقیدہ ہے کہ ''شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے''۔ (دیکھو براہین قاطعہ)(۲)
- اور حضور کے آخر الزماں ہونے کی بات نہیں مانتے اور عوام کا خیال بتاتے ہیں۔(۳)
- اور حضور کے زمانہ میں یا بعد زمانہ نبوی کسی نبی جدید کے مبعوث ہونے سے خاتمیت محمدی میں ان کے نزدیک خلل نہیں آئے گا۔ (دیکھو تحذیر الناس، قاسم نانوتوی)(۴)

اور یہ کفریہ عقائد ہیں جن کی بنا پر علمائے حرمین شریفین ومصر وہند نے ایسا کافر فرمایا کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ (دیکھو حسام الحرمین)(۵)

اور یہی فتویٰ جماہیر علمائے ہند کا ہے۔ (دیکھو الصوارم الہندیہ) اور ان کا بہانہ کہ ہم کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ہیں، نرا فریب ہے اور اس میں ان کے کافر و بے دین اپنے منہ آپ لامذہب ہونے پر کافی شہادت ہے کہ لامذہب وہی ہے جس کا کسی مذہب سے تعلق نہ ہو تو اب ان سے کہنا چاہئے تھا کہ بے ایمانو! پھر کیسے کلمہ پڑھواتے ہو اور کس نماز کی تبلیغ کرتے پھرتے ہو، دور ہو! تمہیں ان باتوں سے کیا کام اور مذہب کی باتوں کو علی الاطلاق بلا تفریق حق وباطل جھگڑا اور فساد بتانا کفر ہے۔ غرض اپنی دیوبندیت پر بے چاروں نے پردہ ڈالا تو لامذہب اور بدمذہب کی پناہ لی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

(۱) حفظ الایمان ص ۱۵، مطبع دار الکتاب دیوبند

(۲) براہین قاطعہ ۱۲۲ مطبع کتب خانہ امدادیہ دیوبند

(۳) تحذیر الناس ص ۴ مطبع فیصل دیوبند

(۴) تحذیر الناس ص ۴۰، مطبع فیصل دیوبند

(۵) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مترجم، ص ۹۰، مطبع رضا اکیڈمی ممبئی (اشاعت ۱۴۳۵ھ)

العلی العظیم۔

مگر اسے کیا کہیئے کہ اس جماعت کا بانی الیاس صاف واشگاف کہہ گیا کہ حضرت مولانا اشرفعلی تھا نوی نے بڑا کام کیا میرا جی چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور تبلیغ میری۔ (دیکھو ملفوظات الیاس) اور دینی دعوت، ابوالحسن علی ندوی میں ہے کہ الیاس نے اپنے ایک خاص آدمی سے کہا کہ میرا مدعا کوئی نہیں سمجھتا لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے واللہ یہ تحریک صلوٰۃ نہیں بلکہ ایک نئ قوم پیدا کرنی ہے۔ اور یہ بھی ان کا بہروپ ہے کہ جہاں جیسا دیکھتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے ہر لمحہ احتراز لازم ہے اور انھیں اپنی مساجد سے باز رکھنا ضروری۔ درمختار میں ہے: ”ویمنع منه كل موذ-الخ“ ملخصا(۱)

تفصیل کے لئے ”تبلیغی جماعت“، علامہ ارشد القادری دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۱۶ تا ۲۲

اللہ تعالی کلیات وجزئیات کا عالم ہے، زکوۃ وغیرہ فروض اسلامیہ کا منکر کافر ہے، انبیائے کرام کی تعداد، بنی نضیر بفتح النون یہودی قبیلہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے: ”اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو پوچھا اور ملائکہ سے مشورہ لیا“۔ رب کے لئے ”پوچھنا اور مشورہ لینا“ کہنا کیسا ہے؟

(۲) ”جو مسلمان جان بوجھ کر ایک وقت کی نماز چھوڑ دے وہ مطلق کافر ہے“ اور حدیث بیان کی:

”من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر“

عرض یہ ہے کہ یہ حدیث شریف کی قسموں میں سے کون حدیث ہے اور اس کا حکم عام ہے یا اور کوئی شکل ہے؟ رقم فرمائیں اور یہ مسئلہ بیان کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے جبکہ زید نے مطلق کافر

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ج۲، ۳۶-۴۳۵، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا، دار الکتب العلمیة، بیروت

ہو جانے کا حکم دے دیا۔

(۳) زید نے کہا کہ مسلمانوں صرف تم پر نماز فرض ہے۔روزہ، حج، زکوٰۃ کچھ فرض نہیں ہے صرف نماز پڑھو، کیا زید کا کہنا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو ایسے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۴) {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ} زید نے ترجمہ کیا کہ: ''اے ایمان والو نماز کی کوشش کرو''۔ کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟

(۵) زید نے کہا کہ: دنیا میں صرف ۱۸/ ہزار انبیاء تشریف لائے ہیں بس! کیا صحیح ہے؟ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۶) زید نے بیان کیا کہ بنی نضیر ایک ملک کا نام ہے جبکہ کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک قبیلے کا نام تھا جو یہود سے تعلق رکھتا تھا زید نے ضد کی کہ نہیں، ایک ملک ہے۔ نضیر کا نون بالضم پڑھا جائے یا بالفتح؟

(۷) زید نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام بنی نضیر ملک نہیں گئے تو وہاں کے لوگ اسی ہزار کی تعداد میں تھے سب مسلمان ہو گئے اور پھر پلٹ کر اسی واقعہ میں بیان کیا ۲۲/ ہزار مسلمان ہوئے بعد اختتام تقریر جب سوال کیا گیا تو زید نے اِدھر اُدھر کی باتیں بتائیں، کسی مسئلے پر صحیح گفتگو نہ کی بلکہ اپنی ضد کی۔ عرض یہ ہے جو شخص ایسی بے بنیاد باتیں و مسئلے بیان کرے ایسے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ ایسا کہنا اور کہنے والا شرعاً کیسا ہے؟ از راہ کرم جلد جواب کی زحمت فرمائیں

المستفتی: رضا حکیم انور علوی
کھر کا معصوم پور پوسٹ سوالہ نگر ضلع

الجواب:

(۱) اللہ تعالیٰ کلیات و جزئیات کا عالم ہے اور علم اس کا سب کو محیط، غیر متناہی بالفعل ہے، بلکہ اس کے لئے ہر ہر ذرہ میں معلومات غیر متناہیہ بالفعل غیر متناہیہ ہیں، اسے نہ پوچھنے کی حاجت، نہ معاذ اللہ ملائکہ سے مشورہ کی ضرورت ہے، نوع بشر کی فضیلت ملائکہ پر جتانے کے لئے ان پر اپنا ارادہ ظاہر فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ حدیث مشہور ہے اور ہمارے علمائے احناف کے نزدیک یہ زجر و توبیخ پر محمول ہے یعنی ڈرانے

کے لئے ایسا فرمایا یا استحقار یا استخفاف و جحود پر محمول ہے یعنی جو ہلکا مان کر یا منکر ہو کر کہے ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے، قائل نے اگر زجر کے طور پر ایسا کہا تو اسپر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زکوٰۃ وغیرہ فروض اسلامیہ کا منکر کافر ہے۔ زید پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ ترجمہ صحیح نہیں، ترجمہ یہ ہے: "مدد چاہو صبر اور نماز سے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایک روایت میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار اور دوسری میں دو لاکھ چوبیس ہزار وارد ہیں اور صحیح یہ ہے کہ جتنے انبیاے کرام کا تفصیلاً قرآن میں ذکر ہے، ان میں سے ہر ایک پر تفصیلاً ایمان لازم اور باقی پر مجملا بلا تعیین عدد ایمان رکھیں زید نے غلط کہا، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) بنی نضیر یہودی قبیلہ تھا، ملک کا نام نہیں، نون پر فتحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زید نے جو بیان کیا میری نظر سے نہ گزرا اور اسکا بیان مضطرب ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بے علم کے وعظ کہتا ہے اور ایسے کو وعظ کہنا حرام اور اسکی امامت مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۳

"خدا بہت سی جگہوں میں حاضر وناظر نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں" کہنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک مولوی صاحب نے دوران تقریر یوں کہہ دیا کہ خدا بہت سی جگہوں میں حاضر وناظر نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں اس معاملہ کولیکر لوگ آپس میں الجھ پڑے اور مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور کئی جگہوں سے لوگوں نے فتویٰ منگوالیا مولوی صاحب کو مرتد مشرک قرار دیا اور نکاح دوبارہ کرنے کا حکم صادر کر دیا بہر کیف آپ صحیح مسئلہ سے کتابوں کا حوالہ دیکر جلد اس سوال کا جواب دیں خدا کس کس مقام پر حاضر وناظر نہیں ہے یہاں معاملہ کولیکر زبردست ہنگامہ

ہو گیا ہے جواب بہت جلد دیکر لوگوں کی پریشانی دور کریں۔ فقط والسلام علیکم

المستفتی: مولوی عبدالقدوس، مدرسہ مصباح العلوم جلالپور

درگاہ مقام Kaila Jalal Pur پوسٹ سلیم پورڈ مریہ وایہ مہوا ضلع ویشالی بہار

الجواب:

حاضر وناظر ہونا جسم وخاصۂ جسم ہے اور اللہ تعالیٰ خواص جسم سے منزہ ہے اسی معنی کے اعتبار سے وہ کہیں کسی مکان میں حاضر نہیں ہے اور نہ جس معنی میں ناظر صفت بشر ہے، اس معنی میں ناظر ہے، اسی لئے علمائے کرام نے اللہ تعالیٰ پر حاضر وناظر کے اطلاق سے منع فرمایا اور حاضر وناظر کا خدا پر اطلاق سے ممانعت کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسماء الٰہی توقیفیہ ہیں۔ یعنی اپنی رائے سے خدا کا نام رکھنا جائز نہیں۔

قال تعالیٰ:

وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيٓ أَسْمَآئِهِ-الآية۔ (۱)

بلکہ کتاب وسنت واجماع سے جو اسماء الٰہیہ ثابت ہیں انھیں پر اختصار واجب ہے۔ واعظ مذکور نے صاف صاف خدا پر حاضر وناظر کا اطلاق کیا جو ناجائز ہے اور بعض جگہ حاضر وناظر مان کر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف کا مرتکب ہوا یہ خود بہت سخت ہے پھر یوں بہ طور تقابل کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت سی جگہوں میں حاضر وناظر نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، یہ صریح تنقیص کا کلمہ ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶ رشعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

صح الجواب: بیشک اللہ تعالیٰ ہر شی کو محیط، ہر شی پر شہید، ہر شی کو جاننے والا، ہر شخص کو دیکھنے اور سننے والا، ہر شی پر قدیر ہے۔ لیکن زمان ومکان وجہت سے قطعا وجوبا ویقینا پاک ومنزہ ہے بدیہیات ایمانیہ وضروریات دینیہ میں سے ہے کہ زمان ومکان وجہت کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ بغیر کسی زمان ومکان وجہت کے ہمیشہ سے موجود تھا تو اب وقت، سمت اور جگہ پیدا

---

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۸۰

فرمانے کے بعد بھی وہ جگہ اور وقت وسمت سے اسی طرح پاک ومنزہ ہی ہے۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ، فلو قال: (از خدا ہیچ مکان خالی نیست) یکفر'' (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ اور مکان ثابت کرنے سے کافر ہوجائے گا تو اگر کوئی کہے کہ خدا سے کوئی مکان خالی نہیں، خدا ہر مکان میں، ہر جگہ موجود ہے یعنی باعتبار ذات، تو کافر ہوجائے گا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر اس کے حقیقی معنی مراد لیکر کہنا جائز نہیں ہے کہ حاضر کے معنی حقیقی اپنے گھر میں قیام رکھنے والا، شہر میں آنے والا اور ناظر کے حقیقی معنی گھورنے والا۔اور ہر مسلمان پر روشن ہے کہ یہ معانی اللہ تعالیٰ کے لئے عیب ہیں، نقص ہیں، قطعاً محال بالذات ہیں۔لہٰذا ان معنی کے اعتبار سے حاضر وناظر رب تبارک وتعالیٰ کے لئے بولنا غلط وباطل اور سخت ہولناک بدکام کفرانجام ہے۔ہاں! اگر حاضر کے معنی جاننے والا اور ناظر کے معنی دیکھنے والا مراد لے کر کہے تو کافر نہ ہوگا۔درمختار میں ہے:

''ویا حاضر ویا ناظر لیس یکفر'' (۲)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو ''اے حاضر اے ناظر'' کہے تو صحیح یہی ہے کہ کافر نہ ہوگا تو جب ''اے حاضر اے ناظر'' کہنے کا حکم یہ ہے تو ہر جگہ یا بعض جگہ سے مقید کر کے کہنے میں ضرور کلام کا فساد ہے اور اللہ تعالیٰ کے باب میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

۳۱/ ۷/ ۱۹۷۹ء

مسئلہ۔ ۲۴ تا ۲۶

کلمۂ ملعونہ ''اگر محمد نہ ہوتے تو اللہ نہ ہوتا'' صریح کفر ہے، اللہ تعالیٰ غلطی اور بھول سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کنکریاں پھینک مارا کہنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ھذا کے بارے میں کہ:

---

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۷۰، باب مطلب فی موجبات الکفر مطبع دار الفکر للطباعۃ والنشر بیروت

(۲) الدر المختار، ج ۲، ص ۴۰۸، باب المرتد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۱) ایک قصبہ کے اندر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں علاوہ علمائے کرام کے مفتی ثناء اللہ صاحب بنارسی ومفتی انیس عالم سیوانی اور مدرسہ عزیزیہ اشرفیہ مہاراج گنج کے مولوی عبدالعزیز صاحب جلسہ میں تشریف فرماتھے تو دوران تقریر میں مہاراج گنج کے مولوی عبدالعزیز صاحب نے اس گستاخانہ جملے کو استعمال کیا (کہ محمد نہ ہوتے تو اللہ نہ ہوتا) اور جب اللہ کو گدگدی محسوس ہوئی تو محمد کو پیدا کیا جب یہ ناروا الفاظ مولوی موصوف نے استعمال کیا تو مفتیان کرام جو وہاں موجود تھے انھوں نے مولوی موصوف کی تقریر کو بند کرا کر از سرنو توبہ واستغفار کرا کر کلمہ پڑھایا لیکن جب مولوی موصوف مہاراج گنج آئے تو لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا تو انھوں نے انکار کر دیا کہ میں نے ایسے الفاظ پر توبہ نہیں کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ لیکن مفتیان کرام سے جب اس بات کی چھان بین کی گئی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ واقعہ صحیح ہے لیکن مولوی موصوف توبہ اور کلمہ کو ماننے پر تیار نہیں ہیں اس پر شرعا کیا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ بینوا توجروا

(۲) ہمارے قصبہ مہاراج گنج کی شاہی مسجد میں ربیع الثانی کا سالانہ جلسہ ہوا کرتا ہے اس مسجد میں مولوی عبدالعزیز صاحب کی تقریر ہو رہی تھی تو مولوی موصوف نے دوران تقریر میں یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نرغے میں پڑ گئے تھے۔ اور کافروں نے گھیر لیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کنکریاں پھینک کر مارا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا کہ منگاؤ فتویٰ کتنا منگاؤ گے میں پھر خدا کا ہاتھ ثابت کرتا ہوں حکم سے مطلع کیا جائے۔

(۳) مہاراج گنج ہی کے قریب متصل ایک گاؤں ہے وہاں بھی دوران تقریر میں مولوی عبدالعزیز صاحب نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: {فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ٥}

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا بلکہ ''اذکر کم فاذکرونی'' کہنا چاہئے تھا سوغلطی کیا۔ ان سب باتوں کو لے کر مسلمانان مہاراج گنج میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ دو پارٹی ہوگئی ہے یہ مولوی موصوف عالم ہونے کا بھی دعوی کرتے ہیں حالانکہ عالم کی سند نہیں ہے، صرف مولوی تک ہیں اور عالم کا دعوی کر کے لوگوں میں فتنہ، فساد پیدا کرتے ہیں لہٰذا ان تینوں مسئلوں میں مفتیان کرام کا شرعا کیا حکم ہے بینوا توجروا

کیا ان کی بیوی ان کی زوجیت میں رہ سکتی ہے بلا نکاح ؟، ایسے مولوی کو میلاد جلسہ وغیرہ میں

دعوت دی جا سکتی ہے کہ نہیں؟، ایسے مولوی صاحب سے اسلامی تعلقات قائم کیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟
برائے کرم کتب معتبرہ سے حوالہ دیتے ہوئے جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔فقط
المستفتی: عبدالصمد خان متولی نئی مسجد مہاراج گنج سیوان

الجواب:

(۱) مولوی مذکور نے اگر فی الواقع وہ کلمۂ ملعونہ کہا جو سوال میں مذکور ہوا کہ ''اگر محمد نہ ہوتے تو اللہ نہ ہوتا'' تو اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اگر بیوی رکھتا ہے لازم ہے۔اس کے اس مقال کا صریح مفاد یہ ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ حادث ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے حدوث کا سبب ہیں اور یہ صریح کفر، آیات واحادیث واجماع امت کا انکار ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥ (۱)

وہی اول ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہیں وہی آخر ہے کہ سب کے فنا کے بعد وہی دائم وباقی وہی اپنے آثار قدرت سے ظاہر وہی اپنی کنہ ذات کے اعتبار سے مخلوق کی نظروں سے باطن اور وہی ہر شئی کا جاننے والا ہے۔حدیث میں ہے:

''کان اللہ ولم یکن معہ شئ غیرہ'' (۲)

اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اس کے علاوہ

یونہی اس کا دوسرا کلمہ ملعونہ کہ ''جب اللہ تعالیٰ کو-الخ'' بیہودہ ہذیان وکفر صریح ہے، بدیہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفات حوادث وتغیرات سے پاک ہیں اور گدگدی اور احساس میں تغیرات حادثہ ہیں جنکی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کفر وسوء ادب ہے وہی تغیرات حوادث اور حوادث کو پیدا فرمانے والا ہے بغیر اس کے کہ اس پر تغیر طاری ہو۔

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی نے کفریات میں شمار فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی

---

(۱) سورۂ حدید:۳

(۲) كنز العمال كتاب العظمة من قسم الاقوال ج ١٠، ص ١٦٧، حديث نمبر ٢٩٨٣٦، مطبع دار الكتب العلمية بيروت

صفت مانے جو اجماعا اس سے منفی ہے یا ایسی صفت کی نفی کرے جو اس کے لئے ثابت ہے۔

او نفی ماھو ثابت للہ تعالی بالاجماع المعلوم من الدین بالضرورۃ کانکار اصل نحو علمہ او قدرتہ او عونہ یعلم الجزئی او اثبات ماھو منفی عنہ کذالک کاللون کذافی الزواجر، ملتقطا۔(۱)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی نے احیاء علوم الدین میں فرمایا:

''ومثال الخطأ فیہ: ھذا البیت بعینہ لو سمعہ فی نفسہ وھو مخاطب بہ ربہ عزوجل، فیضیف التلون الی اللہ تعالی، فیکفر''۔(۲)

اسی میں ہے:''بل ینبغی ان یعلم انہ سبحنہ وتعالی یلون ولا یتلون، ویغیر ولا یتغیر، بخلاف عبادہ، -الخ''(۳)۔واللہ تعالی اعلم

(۲) قرآن عظیم اور حدیث میں ید (ہاتھ) کی اللہ تعالی کی طرف اضافت کی گئی ہے اور یہ متشابہات میں سے ہے یعنی جس کی قطعی مراد اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔اور محکم وہ ہے جو ارشاد ہوا:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔(۴)

کہ اللہ کے مثل کوئی شئ نہیں

اور متشابہات میں مذہب سلف یہ کہ اس کے ظاہر سے اللہ کو منزہ جانتے ہیں اور جو اس کی مراد ہے اللہ کی طرف اس کا علم مفوض کرتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مذہب خلف یہ ہے کہ وہ تاویل صحیح شرعی کو

---

(۱) الزواجر عن اقتراف الکبائر، باب الکبیرۃ الاولیٰ الشرک الاکبر للعلامۃ شہاب الدین

(۲) احیاء علوم الدین، ج۴، ص۴۷۸، کتاب السماع والوجد، الباب الثانی فی أثار السماع وأدابہ المقام الاول فی الفھم، مطبع دار المنھاج للنشر والتوزیع المملکۃ العربیۃ السعودیۃ جدۃ

(۳) احیاء علوم الدین، ج۴، ص۴۷۸، کتاب السماع والوجد، الباب الثانی فی أثار السماع وأدابہ المقام الاول فی الفھم، مطبع دار المنھاج للنشر والتوزیع المملکۃ العربیۃ السعودیۃ جدۃ

(۴) سورۃ الشوریٰ: ۱۱

جائز رکھتے ہیں بنابریں مفسرین کرام نے ید سے قدرت کو مراد لیا اور فقہ اکبر میں یداللہ کے لئے بین معنی ہے کہ اللہ کی صفت ہے نہ کہ حقیقت میں ہمارے ہاتھ جیسا ہاتھ مانا بالجملہ مسئلہ ایسا نہیں کہ عوام میں بیان کیا جائے حدیث میں ہے: ''أمرنا أن نكلم الناس على قدر عقولهم''(۱)

لوگوں سے ان کی سمجھ کے لائق بات کرو۔ امام مذکور پر اللہ کے لئے مطلقا ہاتھ ثابت کرنے کی وجہ سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(۳) معاذ اللہ العظیم۔ اللہ تعالی غلطی اور بھول سے پاک ہے،

قال تعالی: لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ۝ (۲)

اس پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح بشرطیکہ بیوی رکھتا ہو لازم ہے۔ واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

۲۸/ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
محمد نصیر الدین، خطیب جامع مسجد جھریا

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
احتشام الدین زیدی سہسرام

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
مشتاق احمد نظامی مہتمم دار العلوم غریب نواز الہ آباد

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ واللہ تعالی اعلم
ریاض احمد سیوانی غفرلہ دار الافتا منظر اسلام بریلی شریف

مسئلہ-۲۷ تا ۳۳

دربارۂ وحدۃ الوجود ایک تحقیق!

بخدمت اقدس حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری مدظلہ العالی ہدیہ سلام مسنون

مضمون۔ ''مولانا عبد الرحمان لکھنوی اور تصوف'' قدرے تبدیلی کے ساتھ پاکستان بھیجا تھا جو

(۱) کنز العمال، ج۱۰، ص۱۰۵، حدیث نمبر ۲۹۲۶۸، کتاب العلم باب اداب العالم والمتعلم مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) سورۂ طٰہٰ: ۵۲

ماہنامہ ضیاء حرم لاہور بابت ماہ اگست ۱۹۷۹ء میں بنام'' حضرت علامہ عبد الرحمان لکھنوی'' چھپا تھا ضیاء حرم کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے حضرت رسالہ پر نظر ڈالیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ یہ اہلسنت کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ میرا یہ تطفل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ التصوف شرک لانہ صیانۃ القلب عن رؤیۃ الغیر ولا غیر۔

خواجہ ابو بکر شبلی

۲۔ لاتری لغیر دمک وجو دامع نو دم الحدو دو حفظ الاوامر والنواھی۔

سیدنا غوث الثقلین

۳۔ نفی وجود نزد ما اقرب طرق است۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی

۴۔ بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کسے - صد ولعلست دہے دامن از انیست کسے
کسے کہ عاشق ومعشوق خویشتن ہمہ اوست - حیف خلوت وساقی انجمن ہمہ اوست
مگو کہ کثرت اشیاء نقیض وحدت است - تو در حقیقت اشیاء نظر فگن ہمہ اوست

حضرت خواجہ اجمیری

۵۔ سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینھا۔

حضرت ابن عربی

حق تعالیٰ کثرت کی جہت سے خلق ہے اور وحدت کی جہت سے حق ہے اور ان سب کا عین ایک ہی ہے۔ ابن عربی۔ اللہ تعالیٰ سمع، بصر، ہاتھ پیر کا عین ہے اور جمیع حوامی کا عین ہے۔

۶۔ در انجمن فرق ونہاں خانہ بجمع - باللہ ہمہ اوست۔ باللہ ہمہ اوست۔

جامی

اس قسم کے لاکھوں اقوال توحید حقیقی پر ملتے ہیں ایک منطقی نے بھی اس حقیقت کو سمجھا ہے اور صوفیہ وجودیہ کے مسلک کو مجموعی طور پر اس طرح لکھا ہے: **اذ ذاته لیست مغائرة للممکنات بالذات بل بالاعتبار۔**

(ملا حسن) شبلی نعمانی جو پیری مریدی نہیں کرتا تھا لکھتا ہے کہ عالم قدیم ہے لیکن وہ ذات باری ۔۷
سے علیحدہ نہیں بلکہ ذات باری ہی کے مظاہر کا نام عالم ہے حضرات صوفیہ ہی کا مذہب ہے اوراس پر کوئی اعتراض نہ آتا کیونکہ تمام مشکلات کی بنیاد اس پر ہے کہ عالم اوراس کا خالق دوجداگانہ چیزیں ہیں اورایک دوسرے کی علت ومعلول ہیں غرض فلسفی کی رو سے توصوفیاے کرام کے مذہب کے بغیر چارہ نہیں البتہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شریعت اور نصوص قرآنی اس کے خلاف ہیں لیکن یہ شبہ بھی صحیح نہیں قرآن مجید میں بکثرت اس قسم کی آیتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ظاہر وباطن اول وآخر جوکچھ ہے خدا ہی ہے۔

۱۰۰۰ھ سن ایک ہزار ہجری تک جمیع سلاسل کے اولیاے کرام وحدۃ الوجود پر متفق ہیں البتہ الف ثانی میں اس کی تاویل کی گئی جوزہر کی طرح ہم میں سرایت کرگئی ہے جولوگ بیعت وارادت اور اولیاء سے دوستی کے دعووں سے بیگانہ ہیں وہ حق میں وحدت الوجود کو ثابت کررہے ہیں مگر عاشقان اولیاے کرام ان کے مسلک خدارسی کوالحادزندقہ سے تعبیر کرتے ہیں اعلیٰ حضرت کونوع بنوع مضامین کا مرقع بتانا چاہیے نہ کہ عقیدت مندوں کی حوصلہ شکنی کرکے بزدلی کے اسباب پیدا کرنا یہ مقام افسوس نہیں کہ خالص علمی تاریخی اوراسی مضمون کوویک پاکستان کو چھاپ دیں کہیں مرکز اہل سنت کی فضا اس کے لئے تنگ ہوجائے اس سلسلے میں بہت سی باتیں ہیں جوعرض کی جاسکتی ہیں لیکن تنگیٔ وقت مانع ہے عرض گزار ہوں کہ اس مسلک توحید پر تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ ہم عقیدت مندوں کوصبح قیامت میسر آئے ورنہ یہ عجیب وغریب بات ہوگی کہ اولیاے کرام کی ولایت کا تو اعتراف کریں لیکن زینہ ولایت پر بم باری کریں اگر توحید حقیقی یا وحدت الوجود زندقہ ہے تو اس کے قائلین ولی کیسے ہوگئے اوراگر اس کے قائلین ولی ہوگئے تو وحدۃ الوجود زندقہ کیسے ہوگا ممکن ہے کہ میری باتوں میں کوئی گرانی محسوس ہو مگر حقائق بیانی کو میں کیا کروں ان باتوں کو بس یہ خیال فرمائیں کہ ایک طالب علم چند سوالات لیکر حاضر ہوا ہے۔
آخر میں یہ عرض کردوں

کوغیر وکجا غیر وکونقش غیر، واللہ سواللہ حافی الوجود

اخبار الاخیار شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی۔فقط

المستفتی: طالب عنایت صفی احمد قادری

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما سیدنا المصطفی و الہ نجوم الاھتداء و صحبہ مصابیح الدجی و علماء امتہ سرج الآخرۃ و الدنیا

(۱) عقیدۂ جماہیر اہل سنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ واحد ہے نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے فعال ہے نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے، حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت وعلم وغیرہا تمام صفات کمال سے ازلا وابدا موصوف اور تمام شیون شین عیب سے اولا وآخرا بری، ذات پاک اس کی نہ ضد وشبہ ومثل وکیف وشکل وجسم وجہت ومکان وامروزمان سے منزہ جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا، اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست۔ {كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ-الآية}(۱)

وجود واحد، موجود واحد باقی سب اعتبارات ہیں، ذرات اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود و کائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے اور اس نسبت و پرتو سے قطع نظر، نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت اوج وحدت سے حضیض اثنینیت میں اتر آئے "ھو ولا موجود الا ھو" آیۂ کریمہ "سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ"۔

جس طرح شرک فی الالوہیۃ کو رد کرتی ہے یونہی اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے۔ ملخصاً(۲)

(۲) ان کلمات طیبات میں چند جواہر زواہر وحدۃ الوجود کے بھی آگئے جو خلاصۂ تحقیق وعطر دقیق ہیں حضرات صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے کلمات کو جو سمجھنے کا اہل نہیں اسے اسی قدر پر قناعت لازم اور تفصیل کی ہوس حرام بدکام ضلالت انجام ہے اسی لئے علمائے کرام نے کتب صوفیہ کا مطالعہ حرام بتایا بلکہ خود صوفیہ کرام نے ممانعت فرمائی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی "رعایۃ الانصاف والاعتدال"

---

(۱) سورۃ القصص:-۸۸

(۲) فتاوی رضویہ مترجم ج ۲۹، ص ۳۴۴، ۳۴۳، مطبع برکات رضا پور بندر گجرات

میں فرماتے ہیں:

''ومختار شیخ جلال الدین سیوطی کہ از علماء متاخرین حدیث است درشان شیخ آنست کہ اعتقاد ولایتہ وتحریم النظر فی کتبہ''(۱)

اسی میں ہے:''وتحریم النظر در کتب ایشاں خود مذہب ایشاں است می گوید ونحن قوم یحرم النظر فی کتبنا الا لمن الخ''(۲)۔

یہی شیخ محقق اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ میں فرماتے ہیں:

''فائدہ دیگر است متعلق بمطالعہ کتب ایں قوم وتحاشی از توسعہ نظر در مصنفات ایشاں بے تمیز وتفصیل واللہ یقول الحق ویھدی السبیل''(۳)

اسی میں ہے:

''شیخ ذکرہ اللہ بالخیر درباب فصوص وفتوحات وامثال آں می فرمود کہ از واضحات آں محظوظ باید شدو در مبہمات وموہمات آنہا خوض نکردو می فرمودند دریں جاز ہرہا است شکراندود کردہ'' الخ(۴)۔

اسی میں سیدی احمد ابن زروق سے ناقل:

''حذر الناصحون من تلبیس ابلیس ابن الجوزی و فتوحات الحاتمی بل کل کتبہ او جلها و کابن سبعین و ابن الفارض و من یحذو حذوهم و من مواضع من الاحیاء للغزالی جلها فی المهلکات منه و النفخ و التسویة له و المظنون من غیر اهله و معراج السالکین له

---

(۱) رعاية الانصاف والاعتدال فى اعتقاد الصوفية من ارباب الحال برهامش اخبار الاخيار: از شيخ عبدالحق محدث دهلوى ص ٨٦، مطبع مجتبائى دهلى

(۲) رعاية الانصاف والاعتدال فى اعتقاد الصوفية من ارباب الحال برهامش اخبار الاخيار: از شيخ عبدالحق محدث دهلوى ص ٨٦، مطبع مجتبائى دهلى

(۳) اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبار الاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوى، ص ٢٢، ٢١، مطبع مجتبائى دهلى

(۴) اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبار الاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوى ص ٢٢، مطبع مجتبائى دهلى

والمعقد و مواضع من قوۃ القلوب لابی طالب المکی و کتاب السهروردی ونحوهم فلزم الحذر من موارد الغلط لاتجنب الجملة ومعادات العلم ولايتم ذلک الابثلاث قريحة صادقة وفطرة سليمة واخذهابان وجهه وتسليم ماعداه والاهلک الناظر فيه باعتراض على اهله واخذالشئ على غير وجهه فافهم" (۱)

(۳) یہی گروہ صوفیہ اپنی کتابوں کے مطالعہ کے لئے اہلیت سے پہلے شرط کرتا ہے کہ آدمی کا عقیدہ مذہب اہلسنت پر مستحکم ہو یوں کہ اصلا کسی عقیدہ اہلسنت میں تردد نہو ورنہ ان کی کتابوں کا مطالعہ سخت آفت ایمان ہے۔

اسی اصول الطریقہ میں سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ سے ہے:

"می فرمودند اول باید کہ عقد قلب بمذہب اہلسنت وجماعت محکم شدہ باشد وتردد وتذبذب درآنجا نماندہ بعد ازاں اگر از کتب قوم محظوظ شوند ومستفید گردند بسلامت اقرب است والا آنکہ ہنوز اعتقاد شریعت درست ناکردہ وعقد اسلام محکم ناشدہ ہم از اول در مبہمات وموہمات ومشکلات ایں قوم خوض کنند محل آفت است" (۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس ارشادِ ہدایت بنیاد کا صریح مفاد یہی ہے یہ مذہب اہلسنت ہی مدار کار واصل ارشاد ہے اور اسے چھوڑ کر صوفیہ کے ان کلمات کی طرف جدول نظر جو بظاہر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف ہوں دین ضلال اصل وفساد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ارشاد مذکور کو حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ سے خوب ترشح کہ ارباب احوال کا جو قول ظاہر شرع کے خلاف ہو اگرچہ اس میں توقف وتسلیم مراد قائل وعدم انکار کا حکم ہے مگر اس کا ظاہر کہ خلاف شرع ہے لائق اتباع نہیں تصریح لیجئے۔

---

(۱) اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبار الاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۲۲، مطبع مجتبائی دهلی

(۲) اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبار الاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۲۳، مطبع مجتبائی دهلی

حضرت شیخ ممدوح محقق دہلوی قدس سرہ القوی اسی رسالہ رعایۃ الانصاف میں فرماتے ہیں:

''از واضح واضحات واجلی بدیہیات ست کہ طریق قویم ومنہج مستقیم اعتقادا وعملا طریقا سلف صالح است کہ موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ است وہرچہ نہ موافق کتاب وسنت باشد باطل واز حلیہ قبول عاطل است واز بعضے مشائخ از ارباب احوال نیز ہرکہ بجہت طفح وسکر وغلبہ حال نہ بریں منوال مقال آوردہ محل اقتداء ومستحق اتباع نیست فالحق احق ان یتبع وماذا بعد الحق الا الضلال -اھ''(۱)

اسی میں قواعد الطریقہ سیدی احمد زروق سے ہے:

''مبنی العلم علی البحث والتحقیق ومبنی الحال علی التسلیم والتصدیق فاذاتکلم العارف من حیث العلم نظر فی قولہ باصلہ من الکتاب والسنۃ وآثار السلف لان العلم معتبر باصلہ واذاتکلم من حیث الحال سلم لہ ذوقہ اذلا یوصلہ الیہ الا بمثلہ فھو معتبر بوجدانہ فی العلم بہ مستند لامانۃ صاحبہ ثم لایقتدی بہ لعدم عموم حکمہ الا فی حق مثلہ -اھ''(۲)

نیز اسی میں انھیں ممدوح مذکور سے وہ منقول جو مذکورہ بالا سے سخت تر ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''یعتبر الفرع باصلہ وقاعدتہ فان وافق قبل والا رد علی مدعیہ ان تأھل واوّل علیہ ان قبل او اسلم لہ ان جلت مرتبۃ علما ودیانۃ ثم ھو غیر قادح فی الاصل لان فساد الفاسد الیہ یعود ولا یقدح فی صلاح الصالح شیئا فغلاۃ المتصوفۃ کاھل الاھواء من الاصولیین وکالمطعون علیھم من المتفقھین یرد قولھم ویجتنب فعلھم ولایترک المذھب الحق الثابت بنسبتھم لہ وظھورھم فیہ''-اھ(۳)

---

(۱) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیۃمن ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار:از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۸۳،مطبع مجتبائی دھلی

(۲) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیۃمن ارباب الحال، برھامش اخبار الاخیار:از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۸۵،مطبع مجتبائی دھلی

(۳) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیۃمن ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار:از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص ۸۵،مطبع مجتبائی دھلی

(۵) وحدۃ الوجود میں جو سخن مجمل سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے نقل ہوئے وہی قول فیصل ہے اور تفصیل اس کی سخت مبہم وموہوم ومشکل ہے یہی وجہ ہے، کہ صوفیہ خود اسے ہر کس وناکس سے بیان نہیں کرتے اور اس کی اشاعت سے منع فرماتے ہیں اور عوام تو عوام علمائے ظاہر بلکہ ان صوفیہ کو بھی جنہوں نے راہ سلوک ہنوز طے نہ کی ہو اس کے فہم کا اہل نہیں سمجھتے۔ چنانچہ حاجی صوفی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ در ینجا نہ تصدیق قلبی وتیقن کف لسان واجب ست، چرا کہ اسلام شرعی تعلق باخدا و باخلق میدارد واسلام حقیقی محض تعلق بخدا دارد وآنجا تصدیق باقرار ضرور است اینجا فقط تصدیق باید۔ سوائے آں در استفسار این مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق۔ فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ از اصطلاح عرفا عاری اند، قوت درک آن نمی دارد، چہ علماء بلکہ صوفیائے کہ ہنوز سلوک خود تمام نہ کردہ باشند واز مقام نفس گزشتہ بمرتبہ قلب نارسیدہ ازیں مسئلہ ضرری یابند۔ از مکر نفس وتزلزل ولغزش پا در چاہ اباحت وقعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا افتادہ اند کما شھدنا ھم نعوذ باللہ من ذالک جناب ہم نیکومی دانند ایں مسئلہ خاصیت عجیب می دارد۔ بعض راہادی وبعض رامضل'' (۱)

(۶) عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کہ مہمات ومشکلات میں اسی غلو اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق ومخلوق کو الحاد وزندقہ بتارہے ہیں۔ یہی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''بداں کہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد غیریت الجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق است ازین عقیدہ کہ در عابد ومعبود وساجد ومسجود ہیچ گونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع است'' (۲)

بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عینیت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی اور اس کا مرجع ومآل وہی وحدۃ موجود مطلق ووحدۃ وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات و

(۱) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۱۹، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

(۲) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۲، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

ظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغییر وزوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم وباقی حدوث وفنا سے منزہ تغیر وتبدل سے معرا، لہذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد وزندقہ ہے۔ اسی رسالہ وحدۃ الوجود میں ہے:

''در عبد ورب عینیت وغیریت ہر دو ثابت ومتحقق است آن بوجہے واین بوجہے اگر چہ در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال می نماید''۔(۱)

اسی میں ہے کہ

''کسانیکہ بمجرد خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود وزندقہ افتادہ انداز نادانستن مسئلہ عینیت وغیریت بودہ ست''۔اھ(۲)

"الروض المجود" مصنفہ علامہ فضل حق خیر آبادی میں ہے:

''فاحكام التعينات بماهي تعينات لاتسرى الى الحقيقة المطلقة بما هي هي ولا احكامها بما هي هي تسرى الى التعينات ولا حكم تعين يسرى الى تعين اخر فلا يجوز ان يسند الى الحقيقة الحقة المطلقة ما يستند الى التعينات من الامكا ن والبطلان والمذلة والهوان والخسار والافتقار والخساسة والنجاسة والجوهرية والعرضية والكسافة و الجسمية واللذة والالم والحدوث والعدم والجزئية والتاليف والعبودية والتكليف والتقوى والثواب والطغوى والعقاب الى غير ذالك لان تلك الحقيقة الحقة واجبة فلا تبطل۔ وهكذا كما لا يجوز ان يسند الى التعين بما هو تعين ما يستند الى الحقيقة المطلقة بما هي هي من الاطلاق والوجوب والقدم والكمال والجمال والعزة والجلال والقهر والسلطان الى غير ذالك۔ وكما لا يصح ان يسند الى تعين ما يستند الى تعين آخر ولكل من مراتب الاطلاق والتعين اسم يخص بها واحكام مرتبة عليها وآثار مستندة اليها۔ واطلاق اسم مرتبة الاطلاق على مرتبة من مراتب التعين واطلاق اسم مرتبة من مراتب التعين على

(۱) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم،اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

(۲) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم،اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

مرتبۃ الاطلاق او مرتبۃ اخری من مراتب التعین زندقۃ و الحاد" ملتقطا بالجملۃ۔ (۱)

وجود واحد مطلق ہے اور عالم میں جو کچھ ہے وہ اسی کے تعینات واعتبارات ومظاہر ہیں اور وہ تمام اپنے ثبوت وبقا میں اسی موجود مطلق کے محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ ان اللہ غنی عن العالمین وحدۃ الوجود حق وصرف ہے اور مرتبہ وجود میں فرق اور امتیاز ایمان ہے اور خلط مراتب زندقہ وکفر ومبین خسران ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فتاوی عزیزی میں فرماتے ہیں:

"وجود واحد در مراتب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر ظاہر ست لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد فرق در احکام مظاہر ضرور است مومن را حکم بنجات است وکافر را حکم بقتل داسر وعلی ھذا القیاس در جمیع صفات متضادۃ چنانچہ گفتہ اند۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نہ کنی زندیقے

وہر کہ فرق در احکام نہ کند ومحض وحدۃ وجود را ملاحظہ نماید خلاف شرع است والحاد وزندقہ است" ملخصاً (۲)

لہٰذا حضرات صوفیہ سے جو کچھ موہم عینیت منقول ہو وہ اولاً عدم ثبوت پر اور ثانیاً بعد ثبوت غلبۂ حال وسکر پر محمول اور اس میں تاویل ضرور اور وہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ ماسبق سے ظاہر اور سب کے لئے یہی ایک جواب بس کہ ان کا کلام عینیت حقیقیہ میں نہیں بلکہ عینیت ان کی ایک اصطلاح ہے جو اتحاد اور عینیت حقیقیہ ہے بے علاقہ ہے خصوصاً ابن عربی کی عبارت منقولہ کے لئے واللہ تعالی ھو الھادی وھو تعالے اعلم

اور شبلی کا عالم کو قدیم بتانا فلاسفہ کی قدیم گمراہی ہے اور باقی جملہ بھی اس کا فی الجملۃ مخدوش ہے ابن عربی خود کہتے ہیں:

العبد عبد وان ترقی والمولی مولی وان تنزل (۳)

---

(۱) الروض المجود الفصل الاول ص ۱۸۔۱۹، مطبع مفید الاسلام حیدرآباد دکن

(۲) فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۵۱۔۵۰، مکتوبات در باب توحید وجودی وشہودی مطبع مجتبائی دہلی

(۳) المواھب اللدنیۃ علی الشمائل المحمدیۃ ص ۷، مطبع دار البصائر القاھرۃ

اور ملا حسن کی عبارت سے بھی عینیت مبہمہ وجود ثابت نہیں ہوتی تو اس سے استناد کیسا اور آخر میں انھوں نے فرمایا وھٰذا الطور دور از طور العقل اسے یاد کر کے خود پہ اور دوسروں پر رحم کیجئے اور اس مسئلہ کی اشاعت سے باز آیئے۔

(۷) مسئلہ وحدۃ الوجود جس طرح کہ کتب صوفیہ میں مرقوم ہے چودہ سو سال پرانا نہیں بلکہ صوفیہ کے طبقۂ سلف کے بعد پانچ سو سال گذرنے پر ظاہر ہوا۔

اسی فتاویٰ عزیزی میں ہے:

"ولیکن بعد از مرور طبقۂ سلف از صوفیہ وگزشتن پان صد سال از ہجرت نبویہ این حضرات دو فرقہ شدند جمع کثیر اشارات را بر حقیقت حمل نمودند وقائل شدند بانکہ وجود واحد"۔ الخ(۱)

ما مر من قبل یہی وجہ ہے کہ آیات واحادیث میں اس کی تصریح نہیں جیسا کہ اشارات را بر حقیقت حمل نمودند ہے عیاں اور اسی وجہ سے اصطلاحات صوفیہ پر شاہ صاحب ممدوح نے بدعت کا حکم لگایا۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

"لفظ وجود مطلق در عرف صوفیہ اہلسنت مثل قیصری وفرغانی ومولانا جامی بسیار روار داست ودر شرع وارد نہ شدہ پس اطلاق این الفاظ بہر چند بدعت است او بدعت سیئہ نخواہد بود" (۲)

اور اگر بالفرض یہ مسئلہ وحدۃ الوجود قدیم ہوتو ضرور تھا کہ تمام انبیاء اس کی تبلیغ فرماتے کہ توحید ورد شرک سب کا منصب ہے حالانکہ ایسا واقع نہ ہوا۔

"الروض المجود" میں فرمایا:

"لما کانت الانبیاء علیھم السلام مبعوثین لتبلیغ الاحکام الی کافۃ الانام و کانت ھذہ العقیدۃ اجل من ان تنالہ عامۃ الافھام کانت دعوتھم الیھا توریطا لھم فی الضلالۃ

---

(۱) فتاویٰ عزیزی ج۱، ص۵۱۔۵۰، مکتوبات در باب توحید وجودی وشہودی مطبع مجتبائی دہلی

(۲) شاہ صاحب کا قول

وتبعيدا اياهم عن الهدى والدلالة فلو دعت الانبياء اليها فات فائدة الرسالة" -الخ-(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ
۷ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

لقد اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی
دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

مسئلہ- ۳۴ تا ۳۹

خدا، اللہ دونوں علم ذات باری تعالی ہیں، قرآن کا اطلاق کلام نفسی ولفظی دونوں پر ہوتا ہے، کلام نفسی ولفظی کی وضاحت۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے افضل ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ''خدا'' اللہ کا ترجمہ نہیں اعلیٰ حضرت نے اللہ کا ترجمہ خدا کیوں لکھا مثلاً:

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ. اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا۔ [البقرة:۲۷]

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ-الآية. بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گئے۔ [البقرة:۲۸]

حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً. اب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔ [البقرة:۵۵]

كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ. کھاؤ اور پیو خدا کا دیا۔ [البقرة:۶۰]

وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ. اور خدا کے غضب میں لوٹے۔ [البقرة:۶۱]

(۱) الروض المجود الفصل الثانی ص ۳۳۔۳۲، مطبع مفید الاسلام حیدر آباد دکن

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ. خدا تمہیں حکم دیتا ہے۔[البقرۃ:٦٧]

أَعُوذُ بِاللّٰهِ. خدا کی پناہ۔[البقرۃ:٦٧]

هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ. یہ خدا کے پاس سے ہے۔[البقرۃ:٧٩]

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. ادھر وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔[البقرۃ:١١٥]

(۲) قرآن معنیٰ الفاظ کا نام ہے اور لفظ حروف کا محتاج تو بعض حروف کو منزل من اللہ فرماتے اور قدیم جانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ عز وجل کا کلام نفسی، صوت سے پاک ہے جس کو الفاظ کے لباس میں بندوں پر ظاہر فرمایا گیا تو قرآن کریم معنیٰ مفہوم کا نام ہوا اس کی حقیقت بتائیں اور اصلاح فرمائیں۔

(۳) حروف حادث ہیں یا قدیم۔ جو قدیم ہونگے تو واجب ہونگے۔

(۴) جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آواز کہے اس کا کیا حکم ہے اللہ عز وجل کا کلام نفسی، صوت سے پاک اور وہ صوت کا قائل ہے اس قائل کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۵) بعض لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے افضل بتاتے اور استدلال یہ فرماتے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے وہ آیات قرآنی مکی کہلائیں جب مدینہ طیبہ میں تھے تو آیات قرآنی مدنی کہلائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں واجب وقدیم اور کلام اللہ کی صفت ہے اور ممکن وحادث اور عبداللہ۔

آپ سے التماس ہیکہ مکمل تشریح کے ساتھ وضاحت فرمائیں صاف اور خوشخط لکھوا دیں تاکہ عامۂ اہل سنت بہرہ مند ہوسکیں نیز عربی فارسی وغیرہ عبارت کا ترجمہ بھی۔

(٦) زید کو کسی نے مسجد کے لئے چندہ کی رقم دی زید جمع کرانے والا تھا کہ اس کی جیب سے وہ رقم گر گئی تو زید کے لئے کیا حکم ہے وہ گم شدہ رقم اپنے پاس سے ادا کرے گا؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالوہاب صاحب

مولا جوک لاڑکا زسندھ پاکستان

الجواب:

(۱) خدا اور اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے علم ذات ہیں جن کا اطلاق غیر باری تعالیٰ پر جائز نہیں، غیاث اللغات میں ہے:

''اللہ در لغت بمعنیٰ معبود برحق ودر اصطلاح علم للذات الواجب الوجود المستجمع بجميع الصفات ''(۱)۔ اللہ لغت میں معبود برحق کے معنیٰ میں ہے اور اصطلاح میں ذات واجب الوجود جامع جملہ صفات کا علم ہے۔

کفایہ میں ہے:

''اذ لا يطلق علىٰ غيره لا حقيقةً ولا مجازاً ''(۲)

اسم جلالت کا اطلاق اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا نہ حقیقۃ نہ مجازاً۔

نیز غیاث اللغات میں ہے:

''چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نہ کنند''(۳)

جب لفظ خدا مضاف نہیں ہوتا تو اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں کرتے اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ''من خدایم'' کہنا کفر ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''ولو قال من خدايم علىٰ وجه المزاح يعني خود آيم فقد كفر كذا في التتار خانيه''(۴)

اگر دل لگی کے طور پر فارسی میں کہے ''من خدایم'' تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالیٰ کے لئے خاص ہے جس طرح لفظ اللہ عربیت میں علم ذات اقدس ہے۔ اسی لئے لفظ اللہ و خدا دونوں کا استعمال فارسی و اردو میں ایک

---

(۱) غیاث اللغات برحاشیہ منتخب اللغات و چراغ ہدایت، فصل الف مقصورہ مع لام، ص ۴۸، مطبع رزاقی پریس کانپور

(۲) شرح فتح القدير مع الكفاية ج ۱، ص ۳، كتاب الصلوة باب الامامة مطبع دار الكتب العلمية بيروت

(۳) غیاث اللغات برحاشیہ منتخب اللغات و چراغ ہدایت، فصل خاے معجمہ مع دال مہملہ، ص ۱۸۵، مطبع رزاقی پریس کانپور

(۴) فتاوىٰ هنديه، ج ۲، ص ۲۷۴، كتاب السير باب احكام المرتدين مطبع دار الفكر بيروت

دوسرے کی جگہ پر شائع وذائع ہے چنانچہ خدا بولتے ہیں اور اللہ مراد لیتے ہیں اور اللہ بولتے ہیں اور خدا جانتے مانتے سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے رسول اللہ کا ترجمہ رسول خدا بجا کیا ہے تو لامحالہ لفظ خدا اسم جلالت (اللہ) کے مرادف ہوا اسی لئے علمائے اعلام نے بلانکیر لفظ خدا کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز فرمایا اور اسے ذات اللہ کا علم مانا۔

شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی میں ہے:

"قالوا اهل كل لغةٍ يسمونه باسمٍ مختص بلغتهم كقولهم خداى و تنكرى وشاع ذلک و ذاع من غير نكيرٍ كان اجماعاً قلنا كفى بالاجماع دليلاً على الاذن الشرعى وهذا مايقال انه لا خلاف فيما يرد فى الاسماء الواردة فى الشرع "(۱)

ہر زبان والے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں جو ان کی لغت میں ہے ان کے لئے مخصوص ہے جیسے عجمیوں کا قول خدا اور تنکری اور یہ بلانکیر شائع وذائع ہے تو اجماع اذن شرعی پر دلیل کافی ہے اور یہ وہی بات ہے جو کہی جاتی ہیکہ علماء کا ان اسمائے واردہ کے مرادف ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور جب لفظ خدا اسم جلالت کا مرادف ہے اور بالاتفاق ذات باری تعالیٰ کا علم ذات ہے تو اللہ کا ترجمہ خدا کرنا صحیح ودرست ہے اور اعتراض ساقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو اصوات معروفہ وحروف معہودہ سے منزہ ہے اس لئے کہ وہ اس کی صفت ذات ہے اور اس کی ہر صفت قدیم ہے اور اصوات معروفہ وحروف معلومہ حادث اور وہ قیام حوادث سے منزہ ہے۔

علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب المعتقد المنتقد میں ہے:

"ومنه انه متكلم بكلام قديم لامتناع قيام الحوادث بذاته سبحنه قائم بذاته ليس بحرف ولا صوت لانه صفة له وهو متعال عنه الخ"(۲)

---

(۱) شرح المقاصد للتفتازانی باب بسم اللہ الرحمن الرحیم، الفصل السابع فی اسماء اللہ تعالیٰ، المبحث الثانی، ج ۳، ص ۲۵۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) المعتقد المنتقد، باب الالٰہیات، ص ۳۴، ۳۳، المجمع الاسلامی، مبارکپور

ازاں جملہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کلام قدیم کا متکلم ہے اس لئے کہ اس کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے وہ کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور حرف اور آواز نہیں اس لئے کہ وہ اس کی صفت ہے اور وہ حرف وآواز سے منزہ ہے۔

اسی معنی کر قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی صفت قائمہ بذاتہ تعالیٰ کا نام ہوا جسے کلام نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ نظم و معنیٰ کا مجموعہ ہے۔ المعتقد میں ہے:

”و ھذا الکلام القدیم القائم بذاتہ یقال لہ الکلام النفسی ولا یوصف بانہ عربی او عبری انما العبری و العربی ھو اللفظ الدال علیہ“ (۱)

اور یہ کلام قدیم جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہیں اور وہ نہ تو عربی سے موصوف ہے نہ عبرانی سے، عبرانی اور عربی تو لفظ ہے جو کلام نفسی پر دلالت کرے۔

اور چونکہ احکام شرعیہ کی دلیل لفظ ہے اسی لئے ائمہ اصول فقہ نے قرآن کی تعریف یوں کی کہ وہ مصاحف میں مکتوب ہے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اور انھوں نے قرآن کریم کو نظم و معنیٰ دونوں کا نام قرار دیا یعنی نظم کو اس حیثیت سے کہ معنی پر دال ہے قرآن کہا ہے۔ المعتقد میں ہے:

”ولما کان دلیل الاحکام الشرعیۃ ھو اللفظ عرف ائمۃ الاصول بالمکتوب فی المصاحف المنقول بالتواتر و جعلوہ اسماً للنظم و المعنی جمیعاً أی النظم من حیث دلالتہ علی المعنی“ (۲)

یہاں سے ظاہر کہ قرآن کریم کا اطلاق کلام نفسی وکلام لفظی دونوں پر ہوتا ہے اور یہ کہ کلام نفسی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جو حروف و اصوات معروفہ سے پاک ہے اور کلام لفظی کہ حروف واصوات سے عبارت ہے حادث ہے اور یہی کلام لفظی منزل من اللہ ہے اور حروف و اصوات معروفہ ضرور حادث ہیں جس کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف بدعت ہے اور اس کا قائل بدعتی، گمراہ ہے۔ ہاں جو ایسے حروف واصوات کا قول کرے جو اصوات وحروف حادثہ معروفہ کے مشابہ نہیں نہ اعراض غیر قارہ ہیں اور نہ مترتبۃ

(۱) المعتقد المنتقد، باب الالھیات، ص ۳۴، المجمع الاسلامی، مبار کپور

(۲) المعتقد المنتقد، باب الالھیات، ص ۳۷، المجمع الاسلامی، مبار کپور

الاجزاء ہیں اور انھیں قدیم بتائے تو اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں۔ المعتقد میں ہے:

''مبتدعة الحنابلة قالوا كلامه تعالى حروف واصوات تقوم بذاته تعالى وهو قديم الخ''(۱)

یعنی حنابلہ کے مبتدعین نے کہا کہ اللہ تعالی کا کلام حروف واصوات ہیں جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں حالانکہ وہ قدیم ہے۔

اس کے تحت اعلی حضرت عظیم البرکت قدس سرہ نے المستند المعتمد میں فرمایا:

''اقول: اى اصوات وحروف كالمعهود المعروف وبطلان هذا غنى عن البيان كماقال و هذا قول باطل بالضروة ا هـ. اما القائل منهم بقدم حروف واصوات لاتشابه الحروف المحدثة اوالاصوات الحادثة وليست من الاعراض السيالة الغير القارةفى الوجودو لا مترتبة الاجزاء فلا دليل قطعيا من الشرع على بطلانه بل يشير اليه بعض كلام علمائنا۔ وعليك بالمواقف والملل وماسمينامن قبل-اهـ''(۲)

یعنی میں کہتا ہوں (کہ علامہ فضل رسول قدس سرہ کی مراد) اصوات وحروف مثل حروف واصوات معروفہ ہیں اور اس دعوی کا بطلان محتاج بیان نہیں چنانچہ انھوں نے کہا کہ یہ قول بداہۃ باطل ہے۔ رہا وہ جو ان حروف واصوات کے قدیم ہونے کا قائل ہو جو حروف واصوات حادثہ کے مشابہ نہ ہوں اور نہ ان اعراض سے ہوں جو ذی قرار نہیں اور نہ ان کے اجزاء مرتب ہوں تو اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں بلکہ ہمارے علماء کا بعض کلام اس کی طرف مشیر ہے۔ اور تم پر مواقف وملل اور جن کتابوں کا ہم نے پہلے نام لیا مطالعہ ضروری ہے۔

پھر کلام نفسی وکلام لفظی کی طرف تقسیم متاخرین کا مذہب ہے جسے انھوں نے رد معتزلہ اور کم فہموں کی تفہیم کے لئے اختیار فرمایا جس طرح متشابہات کی تاویل اختیار کی۔ اور اصل مذہب جس پر ائمہ سلف ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالی کا کلام ہے جو واحد ہے اس میں تعدد نہیں نہ خدا سے جدا ہوا نہ کبھی جدا ہو اور نہ کسی دل نہ زبان نہ کسی ورق اور کان میں حلول کئے ہوئے ہے۔ کہ وہ قدیم ہے اور ہم اور ہمارا حفظ

(۱) المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص ۳۷، المجمع الاسلامی، مبار کپور

(۲) المستند المعتمد مع المعتقد المنتقد، باب الالٰهيات، ص ۳۷، المجمع الاسلامی، مبار کپور

اور تلاوت اور ہاتھ اور کتابت اور کان اور سماعت حادث ہیں اور قرآن قدیم قائم بذات باری تعالیٰ ہمارے دلوں پر مفہوم کی صورت میں اور زبانوں پر منطوق کی صورت میں اور ہمارے مصحف میں مکتوب کی شکل میں اور ہمارے کانوں میں مسموع کے رنگ میں تجلی فرما رہا ہے تو وہی مفہوم ومنطوق ومنقوش ومسموع ہے نہ کہ کوئی شئی دیگر جو اس پر دال ہو اور یہ بغیر اس کے کہ اللہ سے جدا ہو یا حوادث سے متصل ہو یا کسی شئی میں حلول کرے۔

بالجملہ درحقیقت قرآن وہی کلام الٰہی ہے جو واحد ہے جس کی تجلیاں مختلف ہیں اور تجلی کا تعدد اس شئی متجلی کے تعدد کا مقتضی نہیں۔

دمبدم گر لباس گشت بدل ☆ شخص صاحب لباس را چہ خلل

هذا خلاصة ما افاده المجدد الاعظم سيدى احمد رضا جدى فى المستند المعتمد(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳، ۴) ان دونوں سوالوں کا جواب نمبر ۲ سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) مطلقاً افضل بتانا غلط وباطل اور بہت سخت ہے کہ اس سے کلام الٰہی بمعنی صفت الہیہ قدیمہ قائمہ بالذات پر تفضیل لازم آتی ہے جو کفر ہے ہاں مصحف (کہ قرطاس ومداد سے عبارت ہے) پر تفضیل بیشک ثابت ہیکہ وہ حادث ومخلوق ہے اور مخلوق سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جد الممتار حاشیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں:

"قوله: والاحوط الوقف۔ "اقول لا حاجة الى الوقف والمسئلة واضحة الحكم عندى بتوفيق الله تعالى۔ فان القرآن ان اريد به المصحف اعنى القرطاس والمداد فلا شك انه حادث وكل حادث مخلوق وكل مخلوق فالنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم افضل منه۔ وان اريد به كلام الله تعالى الذى هو صفته فلا شك ان صفاته تعالى افضل من جميع المخلوقات وكيف يساوى غيره ما ليس بغيره تعالى ذكره وبه يكون التوفيق بين القولين اه"(۲)

---

(۱) المستند المعتمد مع المعتقد المنتقد ص ۳۶، ۳۵، مطبع المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڑھ

(۲) جد الممتار علی رد المحتار علی الدر المختار کتاب الطہارۃ ابحاث الغسل ج ۱، ص ۳۹۴، مطبع دار الفقیہ للنشر والتوزیع ابوظہبی

یعنی اس مسئلہ میں توقف کی حاجت نہیں اور مسئلہ کا حکم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک واضح ہے۔ اسلئے کہ قرآن سے اگر مصحف یعنی قرطاس و مداد مراد ہوں تو یہ یقینا حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔

اور اگر کلام اللہ مراد ہوں جو صفت الٰہی ہے تو بیشک خدا کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور غیر اللہ اس کے مساوی کیسے ہوگا جو غیر اللہ نہیں تعالیٰ ذکرہ اور اس توجیہ سے دونوں قول میں تطبیق ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) لازم نہیں کہ زید امین ہے اور امین پر تاوان نہیں جبکہ اس نے حفظ امانت میں کوتاہی نہ کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

۷ ر شوال المکرم ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مرکزی دار الافتاء، ۸۲ ر سوداگران بریلی

مسئلہ۔ ۴۰ تا ۴۳

قدیم ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور روح مخلوق الٰہی ہے!

مخدومی حضرت مفتی اعظم ہند برائے اہل سنت و جماعت بریلی شریف!

السلام علیکم

عرض ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟

مستند کتب کے حوالے سے تحریر فرمائیں!

(۱) ہمارے یہاں دو شخصوں میں ایک مسئلہ زیر بحث ہے لیکن دونوں ہی علم تام نہیں رکھتے محض حافظ ہیں یا کچھ اردو کتاب دیکھ لی ہیں مسئلہ یہ ہے کہ روح کو ایک صاحب قدیم اور اللہ کا راز مانتے ہیں اور یہ

کہتے ہیں کہ روح غیر مخلوق ہے جبکہ دوسرے صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ آریوں سے مشابہ ہے اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ روح مخلوق ہے اور غیر قدیم ہے چونکہ غیر مخلوق ماننے سے شرک لازم آتا ہے ان میں کون حق پر ہے ذرا تفصیل سے مکمل مختصر تحریر فرمائیں۔

(۲) ایک حافظ صاحب یہ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تیجہ شریف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تھا کیا یہ صحیح ہے اگر صحیح نہیں تو غلط بات حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کا کیا گناہ ہے۔

(۳) مزارات اولیاء پر مستورات کے جانے کی اجازت شریعت میں ہے یا نہیں؟

(۴) مدرسہ کی عمارت سے مسجد کو نفع پہونچایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کرایہ پر دینا چاہئے یا نہیں؟ امید جلد جواب سے نوازینگے کرم ہوگا۔فقط

المستفتی: غلام کبریا آزاد چشتی قادری، قصبہ چھپرہ ضلع علی گڑھ

الجواب:

(۱) بیشک روح مخلوق الٰہی ہے اور ہر مخلوق حادث ہے اور کوئی حادث قدیم نہیں اور قدیم ہونا خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے سوا کسی شئی کو قدیم مانے وہ مشرک ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ روح غیر مخلوق وقدیم ہے، محض بے دلیل بات کہتا ہے اور اس کا یہ جملہ کفریہ ہے جس سے اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) میری نظر سے نہ گزرا اس امر کا ثبوت انھیں سے طلب کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) فی زماننا اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مدرسہ سے مسجد کو نفع پہنچانا جائز نہیں اور اسے کرایہ پر اٹھانا بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶/ جمادی الاخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۴۴تا۴۹

لوگوں کو "اللہ ھومیاں" کہنا کہلوانا کیسا ہے؟

قبلہ وکعبہ جناب از ہری صاحب دام لطفکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف بعد دست بوسی کے عرض خدمت یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ہم آپ کے ممنون ومشکور ہونگے۔

(۱) پیلی بھیت کے ''اللہ ھومیاں'' کون تھے اوران کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا کیا فتوی ہے؟

(۲) لوگوں کا ''اللہ ھومیاں'' کہنا کیسا ہے؟

(۳) اپنے کو ''اللہ ھومیاں'' کہلوانا کیسا ہے؟

(۴) کیا حضرت سیدنا شاہ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلۂ مداریہ سوخت ہو گیا ہے اگر ہاں تو کس طرح؟

(۵) کیا مداریہ سلسلہ کے سوخت ہونے پر یقین رکھنا ایمانیات وبنیادی عقائد میں شامل ہے؟

(۶) کسی سلسلہ کے سوخت ہونے کا اسلام میں کیا مقام ہے؟

المستفتی:ازمحمد عرفان القادری مصطفوی، طلاق محل کانپور متعلم ایم اے

الجواب:

(۱) پیلی بھیت کے قدیری سلسلہ کے ایک پیر کو ان کے مرید ''اللہ ھومیاں'' کہتے ہیں ان کے حالات مجھے معلوم نہیں اور کسی کو اللہ میاں کہنا حرام ہے کہ اللہ شرعا وعرفا خدائے پاک کے لئے خاص ہے کہ اللہ، اللہ تعالی کا علم ذات ہے اور وہ بھی ایسا جس میں اشتراک لفظی کا کہیں پتہ نہیں، معنی کہ معبود برحق ہے وہ تو ہے ہی، لاشریک لہ بھی ہے بلکہ قرآن خود ناطق کہ اللہ صرف اللہ معبود برحق کا نام ہے اور اس کا ہم نام بے نشان ہے قال تعالی:

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ٥(۱)

(۱) سورۃ مریم:۶۵

اور جب اس لفظ کا خاص بہ ذات باری ہونا نص صریح قرآن سے ثابت ہے، اس کے سوا کسی کے لئے یہ لفظ مستعمل نہ ہونا اس نص قرآنی سے ظاہر و بین تو اس لفظ کا ذات خدا کے لئے مخصوص ہونا ضروریات دین میں ایسا امر جلی ہوا جو عالم تو عالم کسی جاہل سے جاہل پر بھی مخفی نہیں بلکہ مسلمانوں پر کچھ موقوف نہیں ہر کافر بے دین بھی خوب سمجھتا ہے کہ یہ اسم جلیل الشان خاص اللہ تعالی کا ہے کسی بندہ پر نہیں بولا جاتا اور جب ضروریات دین کی تصدیق ایمان اور کسی ضروری دینی کا انکار کفر بلکہ اس سے جہل بھی منافی ایمان کہ ایمان کا مدار علم پر ہے اسی لئے ہمارے علمائے اعلام فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں۔ تتمۃ الاشباہ میں ہے:

”اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم“(۱)

تو کسی بندہ کو اللہ میاں کہنا اس خصوصیت کے انکار یا اس سے جہل کا پہلو رکھتا ہے اور یہ دونوں امر منافی ایمان۔ لاجرم فقہائے کرام نے غیر خدا کو رحمان کہنے والے کو کافر کہا کہ رحمان خاص خدا کا نام ہے شرح فقہ اکبر میں ہے:

”من قال لمخلوق یاقدوس او القیوم او الرحمن او قال اسما من اسماء الخالق کفر“(۲)

کشاف للزمخشری میں ہے:

”واما قول بنی حنیفۃ فی مسیلمۃ: رحمان الیمامۃ، و قول شاعرھم فیہ و انت غیث الوری لازلت رحمانا، فباب من تعنتھم فی کفرھم“(۳)

حاشیہ سید شریف میں اس کی تائید و توجیہ یوں فرمائی:

”حیث بالغوا فیہ حتی خرجوا عن طریقۃ اللغۃ ایضا“(۴)

---

(۱) الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفۃ مع الحموی، ج ۲، ص ۹۱، کتاب السیر باب الردۃ مطبع زکریا بکڈپو سہارنپور

(۲) شرح فقہ اکبر، ص ۲۱۶، باب فصل فی الکفر صریحا و کنایۃ مطبع دار الایمان سہارنپور

(۳) الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، سورۃ فاتحۃ الکتاب، ج ۱، ص ۷، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۴) حاشیہ سید شریف

ردالمحتار میں ہے:

''الرحمن لفظ عربی۔ وذهب الاعلم الی انه علم كالجلالة لاختصاصه به تعالی وعدم اطلاقه علی غیره تعالی معرفا ومنكرا واما قوله فی مسیلمة۔ وانت غیث الوری لا زلت رحمانا، فمن تعنته وغلوه فی الكفر واختاره فی المغنی ''ملخصا(۱)

پھر جب بندہ کو رحمن کہنا بوجہ خصوصیت بہ ذات خدا کفر ٹھہرا تو اللہ کہنا بدرجہ اولی کفر ہوگا کہ اللہ علم ذات اللہ ہے اور اس کی خصوصیت اظہر واشہر ہے اسی لئے اسی شرح فقہ اکبر میں فرمایا:

''ثم قال لو احد من الجبابرة یا اله اویا الٰهی کفر، اقول وانما قید بکونه من الجبابرة لانه یکفر مع انه من ارباب الاکراه فغیره بالاولیٰ''(۲)

بلکہ اس قول کے کفری ہونے کی ایک وجہ اور ظاہر تر یہ ہے کہ کسی انسان کو اللہ کہنا اس کے لئے ادعاء الوہیت کی صورت ظاہرہ واضحہ رکھنا ہے اور یہ وہ بات ہے جس کے کفر ہونے پر خود قرآن حاکم وناطق ہے قال تعالیٰ:

وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ -الآیة(۳)

اوران میں جو کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دینگے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔(۴)

الغرض لفظ اللہ خاصۂ ذات الٰہیہ اور اس کا اطلاق غیر الہ پر حرام بلکہ کفر اور قائل پر توبہ لازم اور احتیاطا تجدید ایمان بھی ضرور اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ناگزیر اور یہ حکم اس کا ہے جو براہ نادانی کسی کو اللہ کہہ دے۔ درمختار میں ہے:

''اذا كان فی المسئلة وجوه توجب الكفر و واحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما

(۱) ردالمحتار، مقدمه ج ۱، ص ۷۷، ۷۶، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) منح الروض الازهر شرح الفقه الاکبر، ص ۳۱۶، ۳۱۵، فصل فی الکفر صریحا و کنایة، مطبع دار الایمان سهارنپور

(۳) سورة الانبیاء: ۲۹

(۴) کنزالایمان

یمنعہ ثم لو نیتہ ذلک فمسلم و الا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ ''(۱)

اسی میں ہے:

''مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل و النکاح و اولادہ اولاد زنا، و ما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار و التوبۃ و تجدید النکاح''(۲)

اب چند عبارات کتب مفیدہ، خصوص لفظ الہ مزید ذکر کریں۔ کفایہ میں ہے:

''لان اللہ اسم للموجود الحی الجامع لصفات الالوہیۃ فیکون ذکرہ ذکر صفات کلہا معنی و لانہ اخص الاسماء للموجود اذ لا یطلق علی غیرہ لا حقیقۃ و لا مجازا''(۳)

کشاف للزمخشری میں ہے:

''و اما اللہ بحذف الھمزۃ فمختص بالمعبود بالحق لم یطلق علی غیرہ''(۴)

حاشیہ میر سید شریف میں ہے:

''فاما اللہ فلم یستعمل الا فی المعبود بحق''(۵)

مرقاۃ علامہ امام علی قاری میں ہے:

''لم یسم بہ احد من الخلق بخلاف سائر الاسماء''(۶)

بیضاوی میں ہے:

''و اللہ اصلہ الہ، فحذفت الھمزۃ و عوض عنہا الالف و اللام و لذالک قیل یا اللہ بالقطع الا انہ مختص بالمعبود بالحق و الا لہ فی الاصل یقع علیٰ کل معبود ثم غلب علی

---

(۱) الدر المختار، ج ۶، ص ۳۶۸، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) الدر المختار، ج ۶، ص ۳۹۱، ۳۹۰، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۳) شرح فتح القدیر مع الکفایۃ ج ۱، ص ۳، مطبع احیاء التراث العربی

(۴) الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، سورۃ فاتحۃ الکتاب، ج ۱، ص ۶، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۵) حاشیہ میر سید شریف سورۂ فاتحہ ج ۱

(۶) مرقاۃ شرح مشکاۃ، ج ۱، ص ۴۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

المعبود بحق "(۱)

یہی فتوی ہے سیدی سرکار مفتی اعظم ہند کا۔ واللہ تعالی اعلم

(۲، ۳) کا جواب، جواب نمبر ا/ سے ظاہر۔ واللہ تعالی اعلم

(۴، ۵) سیدی بدیع الدین مدار قدس سرہ نے خود اپنا سلسلہ درہم برہم و منقطع فرمایا ہے اس کی تفصیل حکایت سبع سنابل میں موجود ہے مگر یہ امر ضروریات دین سے نہیں لہٰذا اس کے سبب مداریہ سے الجھنا چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم

(۶) سلسلہ کا اتصال صحت بیعت کے لئے شرط ہے، انقطاع سلسلہ سے بیعت نادرست ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
الفقیر مصطفی رضا خاں قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالی اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی
دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف،
۱۸/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
تحسین رضا غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالی اعلم
سید اعجاز علی عارف رضوی
مدرس دار العلوم منظر اسلام

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
محمد صالح القادری المدرس لمدرسۃ منظر اسلام بریلی

صح الجواب۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب
الفقیر تقدس علی الرضوی بریلوی

(۱) تفسیر البیضاوی، سورۃ الفاتحہ، ج ۱، ص ۳۱، دار الفکر بیروت

مسئلہ-۵۰

’’میں خدا اور سول کو نہیں جانتا‘‘ کہنا کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک لڑکی موضع بلیا کی رہنے والی ہے اور بلیا ہی میں بیاہی ہے کچھ دنوں کے بعد وہ ایک انگریز کے ساتھ فرار ہوگئی چھ ماہ کے بعد اس کے عزیز اس کو پکڑ کر لے آئے پھر ایک سال کے بعد ایک برادر کے ساتھ فرار ہوگئی۔ لڑکے کے وارث تلاش کرنے کے لئے نکلے نیپال کے علاقے میں لڑکا لڑکی کو پکڑ کر لے آئے۔ گھر آنے پر شریعت کے خوف سے اس لڑکی کو شوہر کے حوالے کرنے گئے اور یہ کہا یا تو استعفیٰ دے دو یا اس لڑکی کو لے لو اس کا شوہر فوراً پولیس کو لے آیا اور ہمراہ پولیس کچھ سکھ واسطے خرید نے لڑکی کو آئے پولیس نے لڑکے کے باپ کو گرفتار کیا اور سکھ بواسطے خرید نے لڑکی کے ٹھہرے رہے چند معزز شخص وہاں موجود تھے۔ یہ بات ان مسلمانوں کو بڑی ناگوار ہوئی کہ ان مسلمانوں نے تھانے دار کو کچھ روپیہ دے کر بھگا دیا اور وہ دیوث یہ کہتا ہے کہ میں اس عورت کو نہیں رکھوں گا اور استعفیٰ نہیں دوں گا۔ پنجابی کے ہاتھ بیچوں گا۔

پھر چھ ماہ بعد اپنی عزت کی خاطر اور خدا کے عذاب سے بچنے کی خاطر تمام برادروں کو جمع کر کے بلیا پہنچ کر خورد وکلاں کے سامنے یہ کہا یا تو اس کو لے لو یا استعفیٰ دے دو خدا اور رسول کے واسطے تو اس شخص نے برملا کہا کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا میں اسے نہیں رکھوں گا پنجابی کے ہاتھ فروخت کروں گا پنچ صاحبان اٹھ کر چلے گئے وہ لڑکی بھاگنے والے کے ساتھ ہے۔ لڑکے کے وارث شریعت کے پابند ہیں تمام ورثا لڑکی کو بہت زیادہ تنگ و پریشان کرتے ہیں کہ تو ہمارے یہاں سے چلی جا لڑکی یہ کہتی ہے کہ اگر مجھ کو زیادہ پریشان کرو گے تو مجھے اپنے ایمان کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

نوٹ: لڑکی کے شوہر نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا۔ اس لڑکی کا کوئی وارث نہیں ہے۔ دونوں بدکاروں کا قول ہے کہ شریعت میں ہماری درستگی کے لئے جو بھی قانون ہو برائے کرم نافذ کریں ہم کو امر شرع منظور ہے۔ کلکٹر صاحب سے لڑکی نے اپنی روداد سنا کر آزادی کا سارٹی فکیٹ حاصل کر لیا ہے لیکن شریعت کا حکم مسلمانوں کے لئے اٹل قانون ہے مفتی صاحب حکم صادر فرمائیں۔

آپ کا خادم: مفتی جلال الدین، موضع کھیڑہ، ضلع پیلی بھیت

الجواب:

وہ شخص یہ کہہ کر معاذ اللہ ''میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا'' کافر مرتد خارج از اسلام ہو گیا اور عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے اور غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلق سے وہ اور مرد دونوں توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر واقعی اس شخص نے ایسا کیا ہے تو یہی حکم ہے۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۵۱

مولوی اسمٰعیل دہلوی اور دیوبندیوں کی کتابوں میں اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں لکھی ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین کہ:

ایک شخص کہتا ہے کہ بریلوی علما دیوبندیوں کی کتابوں خصوصا تحذیر الناس، حفظ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ کتب کو چوراہے پر جلانے کے لئے کہتے ہیں جبکہ ان کی کتابوں میں سرورق سے لے کر ختم شد تک آیت قرآنیہ و حدیثیں لکھی ہوئی ہیں کیا ہمارے علما نے ان کتابوں کو ہی چوراہے پر جلانے کے لئے کہا ہے یا کچھ عقائد میں ہمارے اور دیوبندیوں کے فرق ہے۔ جب کہ کچھ عقائد میں ہی فرق ہے تو پوری کتابوں کو کیسے جلایا جا سکتا ہے اور پھر آیت قرآنیہ جبکہ قرآن کے ایک لفظ کی اس قدر توقیر ہے تو پھر پوری کتاب کی تو بات ہی الگ ہے۔ اگر ہمارے علما نے ان کتابوں کو جلانے کے لئے نہیں کہا تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ ہمارے علما پر بہتان نہیں لگا رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ اور اس کی امامت کیسی ہے؟ مہربانی فرما کر آسان زبان میں تحریر کرنے کی زحمت کریں جس سے بخوبی سمجھایا جا سکے۔

المستفتی: محمد حسین، ڈونگر سرائے سنبھل ضلع مراد آباد، یوپی

الجواب:
وہابیہ کے گروگھنٹال مولوی اسمٰعیل دہلوی اور دیو بندیوں کی کتابوں میں اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں ضرور لکھی ہیں جن کی وجہ سے عامر عثمانی دیو بندی ثم مودودی نے ماہنامہ تجلی میں ان کتابوں کی نسبت سے یہ کہا تھا کہ چوراہے پر رکھ کر آگ لگادی جائے۔ کسی سنی عالم نے یہ بات نہ کہی۔ وہ شخص سنی علما پر بہتان باندھتا ہے اور اس سے اس کی دیو بندیت نوازی ظاہر ہے۔
لہٰذا اس کی امامت سے سخت پرہیز ضروری اور اسے فوراً معزول کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۱۵/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۵۲ تا ۵۶

نقل کفر کفر نہیں ہوا کرتا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم و آلہ و اصحابہ و ابنہ و حزبہ اجمعین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل ووضاحت ضروریہ وتشریح مصنف میں:
وضاحت ضروریہ: بشریٰ نام کی ایک کتاب لکھی گئی جس میں غیر مسلموں کے مسلّم اشخاص کی لکھی ہوئی ان کے مذہبوں کی مسلّم کتابوں کی عبارتوں سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اس کی بعض عبارتوں کے متعلق زید نے استفتا کرکے اس کا جواب حاصل کیا اور عمرو بکر نے اسے شائع کر کے اسکے مصنف ومصدق سے تجدید ایمان، تجدید نکاح اور کفریات سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور ان پر شان رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کی توہین کا الزام لگایا ہے۔ لہٰذا حسب ذیل سوالات اور ان کے جوابات درج کئے جاتے ہیں اور ان کے متعلق مصنف کی جانب سے تشریح بھی درج کی جاتی ہے۔ کتاب کے مصنف ومصدق اور اشتہار کے ناشر اور استفتا کرنے والے مستفتی کے متعلق جو فیصلہ ہو مفصل علیحدہ علیحدہ واضح طور پر بیان فرمایا جائے، کرم ہوگا۔

مسائل: نقل استفتاو جواب تشریح منجانب ''مصنف بشریٰ''۔

سوال ا: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل سوالوں کے بارے میں:

"نقاش ازل نے تِری تصویر بنا کر - ''أَکْمَلْتُ'' کہا اور قلم چھوڑ دیا ہے"

نعت کے مندرجہ بالا شعر میں خداوند تعالیٰ کو نقاش ازل اور قلم سے تصویر بنانے والا اور ''أَکْمَلْتُ'' کہہ کر قلم چھوڑ دینے والا کہا گیا۔ ان لفظوں کا اطلاق حضرت باری عزاسمہ پر جائز ہے؟ یا اس شاعر پر ان لفظوں سے توبہ لازم ہے؟

جواب: نقاش ازل کہنے میں تو اس پر توبہ لازم نہیں مگر یہ شعر درست نہیں۔ اس سے توبہ لازم۔ اس نے کہاں سے کہا؟ قرآن وحدیث، علما کے اقوال، یا جی سے؟ ''تصویر بنانا'' یہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب اگر تخلیق ہو کہ تجھے خلق فرما کر اکملت کہا تو جب تک یہ ثابت نہ ہو اپنے جی سے یہ کہنا کہ نقاش ازل نے اس وقت اکملت فرمایا۔ یہ افترا ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تصویر بنانے کی تاویل تخلیق نہیں بنتی اس لئے کہ آگے کا جملہ ''اور قلم چھوڑ دیا'' قلم سے تصویر بنانے کا قرینہ ہے گویا اس نے کہا کہ قلم سے تصویر بنائی اور جب پوری ہوئی تو اکملت کہا اور قلم چھوڑ دیا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تشریح مصنف: اس شعر میں مستعمل الفاظ تصویر بنانا، نقاش ازل اور قلم چھوڑ دیا ہے۔ ان الفاظ کے معنیٰ حسب ذیل ہیں: تصویر بنانا، پیدا کرنا، جیسا کہ مستند اردو لغت نور اللغات میں تصویر بنانے کے معنیٰ میں درج ہے۔ (ج ۲،ص ۲۰۲) نقاش ازل، خدا جیسا کہ مستند اردو لغت نور اللغات میں نقاش ازل کے معنی میں درج ہے (ج ۴،ص ۸۳۴) ''خدا تعالیٰ نے کہا'' کہنے کا معنی ظاہر کرنا یا اشارہ کرنا جیسا کہ نور اللغات میں کہنے کے معنیٰ میں درج ہے (ج ۴،ص ۲۰۰) قلم وہ قلم جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ پر قیامت تک ہونے والے تمام امور کو لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ تفسیر خازن میں والقلم کی تشریح میں ہے۔ ''ثم قال اجر بما هو كائن الیٰ يوم القيامة فجرى علىٰ اللوح المحفوظ بذالك وانما يجرى الناس علىٰ امر قد فرغ منه''

[الخازن ج ۴، ص ۳۲۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت]

چھوڑ دیا ہے، رہا کرنا اور آزاد کرنا جیسا کہ نور اللغات میں چھوڑنے کے معنی میں مذکور ہے (ج ۲،ص ۴۴۱)

اور اس شعر میں تصویر بنا کر اکملت کہنے اور چھوڑ دینے کو مستقل مراد نہیں لیا گیا ہے۔ بلکہ صرف یہ مراد لیا گیا ہے کہ تصویر بنانا اکملت کہنے اور قلم چھوڑ دینے پر لازم ہے جیسا کہ قواعد اردو مصنف عبد الحق میں ہے: یہ ہمیشہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جملے کے اصل فعل سے جس کام کا اظہار ہوتا ہے اس سے پہلے ایک کام ہو چکا ہے مادۂ فعل کے ساتھ ''کر'' یا ''کے'' کے زیادہ کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے وہ نہا کر سو گیا (ص ۲۵۱) اور یہاں اکملت کہنے اور قلم چھوڑ دینے میں ترتیب مراد نہیں لی گئی ہے جیسا کہ مصباح بلاغت مصنف محمد شریف میں ہے جب ایک جملہ کا عطف دوسرے جملہ پر یا ایک مفرد کا عطف دوسرے مفرد پر ہوتا ہے تو عطف کے مقبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں میں کسی قسم کی مناسبت ہو (۸۵) اور اسی میں آگے ہے اگر ایک جملہ کو دوسرے جملہ کے ساتھ وصل کیا گیا ہے اور دونوں میں مسند الیہ شئ واحد ہے تو اس جگہ کسی اور مناسبت کی ضرورت نہ ہوگی اس طرح مندرجہ بالا شعر کے معنیٰ یہ ہیں کہ خالق اکبر جل وعلا نے اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اکمل الخلق بنا کر (معنیٰ حقیقت محمدیہ کو) پیدا فرمایا اور لوح محفوظ پر قلم سے ان امور کو لکھوا کر اسے فارغ کر دیا ہے جن میں سے یہ ہے کہ آپ اکمل الخلق ہیں اور جب اسے منظور ہوا وحی متلو یا وحی غیر متلو الہامات یا دوسرے طریقوں سے اس امر کو ظاہر فرمایا کہ آپ اکمل الخلق ہیں۔ بہر حال اس شعر میں معنیٰ لفظی یقیناً مراد نہیں ہیں بلکہ معنیٰ مجاز مراد ہیں۔ کیا اس بنا پر تجدید ایمان وتجدید نکاح و کفریات سے توبہ لازم آئے گا؟ کیا اس بناء پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور حضور سرور کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین ہوتی ہے؟ اگر یہ سب لازم آتا ہے تو صراحت فرمائیں ورنہ مطالبہ کرنے والے پر شرعا کیا حکم ہے اور اگر جہالت یا ناسمجھی سے ایسا کیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال-۲: آتش پرستوں کی کتاب ''سفرنگ وساتیرہ'' کے مصنفوں کو ایرانی پیغمبروں سے ملقب کرنا اور ان لوگوں کو پیغمبر کہنا کفر ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن وحدیث سے جن کی نبوت ورسالت معلوم ہے ان کے سوا اور انبیاء جو دنیا میں آئے ان سب پر مسلمانوں کا ایمان ہے اور بے ثبوت شرعی کسی کو نبی ورسول نہیں کہہ سکتے وساتیرہ وغیرہ کے مصنفوں کو جس نے ایرانی پیغمبر کہا، توبہ وتجدید ایمان کرے۔

تشریح مصنف: میں نے آتش پرستوں کی کتاب سفرنگ وساتیرہ کے مصنفوں کو ایرانی پیغمبر سے ملقب نہیں کیا ہے۔ یہ مجھ پر غلط الزام اور سراسر بہتان ہے یہ میں نے ان لوگوں کی اصطلاح کی بنا پر نقل کیا ہے ان کی اور ان کے علاوہ غیروں کی کتابوں کی جو عبارتیں نقل کی ہیں۔ یا ان کے مسلّم مصنفوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے میرا مقصد ان کو تسلیم کرانا ہے۔ کیونکہ ان کے مسلّم مصنف اور مسلّم کتابوں سے نقل کرنے سے انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور مومن ہو جائیں۔ ورنہ ان پر اتمام حجت ہو جائے جیسا کہ میری کتاب بشریٰ کے ص ۳۵ کی اس عبارت ''نیز ان کتب سماویہ کے علاوہ پارسیوں کی مذہبی کتاب ''سفرنگ وساتیرہ کی آیتوں اور ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب ویدویران سے ان منتروں کو پوری ذمہ داریوں کے ساتھ اس کتاب میں مختصر میں تشریح کے ساتھ نقل کیا ہے جن سے میرے آقا سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل پاک کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔ یہ میرے آقا کا زندہ اور بے مثل معجزہ ہے کہ اپنے تو خیر اپنے ہیں غیر بھی ان کی مدحت سرائی میں مشغول ہیں انتہیٰ بلفظہ۔ نیز ص ۳۶ رکی اس عبارت دوا ور غیروں سے اپنا ذکر کرا کے اپنی قاہر حکومت کا مظاہرہ فرمارہے ہیں۔ اور کل میدان قیامت میں ان کے لئے مسکت جواب ہوگا۔ جب کہ وہ کہیں گے کہ ہمیں تو سرکار کی نبوت و رسالت کی اطلاع نہیں ملی ورنہ ضرور ایمان لاتے تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو کیا تم نے اپنی کتابوں میں سرکار مدینہ کے اوصاف نہیں پڑھے تھے مگر عناد و تعصب کی بنا پر منکر رہے اب بہانے مت بناؤ تم پر دلیل قائم ہو چکی۔ اس دن ان کو ذلتوں کی جو پریشانیاں نصیب ہوں گی اس کا بھی پورا پورا اظہار ہوگا۔ انتہیٰ بلفظہ۔ اس سے واضح ہے کہ میری نقل سے مقصود، ان پر الزام ہے نہ کہ میری تسلیم۔ اس کے علاوہ بشریٰ کے ص ۱۳۶ پر موٹے خط سے ''سفرنگ وساتیرہ'' کی سرخی لکھی ہے اس کے نیچے ''صحائف وساتیر'' سے متعلق تشریح کا لفظ ہے اس کے بعد وضاحت کے لئے لکھا ہوا ہے۔ صحائف وساتیر کا انداز بیان اور طرز نگارش کیا ہے؟ پہلے اس کی وضاحت کردی جائے تاکہ آئندہ باتوں کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے وساتیر میں سولہ صحیفے یا نامے ہیں جو علیحدہ علیحدہ ایرانی پیغمبروں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ہر صحیفہ میں ایک پیغمبر نے مستقبل کی بابت پیشین گوئیاں کی ہیں اور اپنے بعد آنے والے نبی کی خبر دی ہے۔ مذکورہ بالا انتخاب کا ماخذ سامان پنجم کا صحیفہ ہے یہ صحیفہ وساتیر

کی آخری کڑی اس کے بعد اہل ایران میں نہ کوئی صحیفہ وساتیر میں زیادہ ہوا اور نہ ہی کسی نے دعوئ نبوت کیا انتہی بلفظہ۔ اسی طرح میری مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو ایرانی لوگ پیغمبر کہتے تھے اور میں اپنے قول کی مندرجہ ذیل توجیہات پیش کرتا ہوں۔

(الف) میں نے ایرانیوں کے ہم مذہبوں پر احتجاج کے طریق پر انہیں کے زعم کے مطابق ایسا کہا ہے کہ جن کو یہ لوگ پیغمبر مانتے ہیں اور ان کی پیشینگوئیوں کو حق جانتے ہیں انہیں کی کتب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر ہے۔ لہٰذا ان کو سرکار کا غلام بن جانا چاہئے۔ اور سرکار کا دین ان ایرانیوں کے پیغمبر منوانے کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا ان کو بھی انہیں پیغمبر نہ ماننا چاہئے جیسا کہ آیت {فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَباً قَالَ هَذَا رَبِّي} [سورۂ انعام-۷۶] کی تشریح میں حاشیہ جمل علی الجلالین میں یہ قول منقول ہے:

ان ابراهیم علیه السلام قال ذالک علی وجه الاحتجاج علی قومه یقول هذا ربی بزعمکم

[الفتوحات الالٰہیہ الشہیر بالجمل، ج ۲، سورۂ انعام آیت-۷۶، ص ۳۸۳]

(ب) یہاں پر "ایرانیوں کے کہے ہوئے" پوشیدہ ہے جیسا کہ اسی آیت کی تشریح میں اسی حاشیہ جمل میں یہ قول منقول ہے:

ان فی هذه الآیة اضمار یقولون، ای قال یقولون هذا ربی۔

[الفتوحات الالٰہیہ الشہیر بالجمل، ج ۲، سورۂ انعام آیت-۷۶، ص ۳۸۳]

(ج) مراد یہ ہے کہ اگر بالفرض (صرف صورۃً نہ کہ اعتقاداً) اسے تسلیم کیا جائے تو یہی لازم آئیگا کہ سرکار نبی برحق ہیں اور آپ کا دین، دین حق ہے اور دین مجوسی باطل ہے جیسا کہ اسی آیت کی تشریح میں حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے: **ای علی سبیل التسلیم صورة لا جل سبیل الاخیار عن معتقده۔**

(الشیخ زادہ تکملہ ج ۱، ص ۱۸۱)

لہٰذا ان اقوال کے نقل کرنے سے میرا تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ اور نہ ان کی اصطلاح کے اعتبار سے لفظ نبی نقل کرنے سے میرا تسلیم کرنا لازم آتا ہے تو مجھ پر تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ

کرنا لازم آتا ہے؟ اور اگر لازم نہیں آتا ہے۔ اور مجھ پر زبردستی الزام لگایا جاتا ہے تو ایسے الزام لگانے کا کیا حکم؟ اور جہالت و نا سمجھی کی بنا پر الزام لگانے والے کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سے انبیاء علیہم السلام اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے؟

سوال-۳: ایک شخص نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ''مہادیو'' کہا اور دوسرے نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ''مہادیو'' کہنا یہ حضور کی نعت ہے اور مہادیو کا ترجمہ ''ملائک سیرت'' ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ''مہادیو'' کہنا جائز ہے؟ اور کیا ''مہادیو'' کا ترجمہ ملائک سیرت صحیح ہے؟

جواب: جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مہادیو کہا اور جس نے یہ کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مہادیو کہنا حضور کی نعت ہے، دونوں توبہ کریں تجدید ایمان کریں۔ وہ جھوٹا ہے جس نے کہا کہ مہادیو کا ترجمہ ملائک سیرت ہے اور اگر کوئی ایسا لفظ بھی کہا ہوتا جس کا ترجمہ ملائک سیرت ہوتا تو یہ بھی حضور کی نعت نہ ہوتی کہ حضور ہی اصل ہیں ملائک حضور ہی کے نور سے ہیں ان کی سیرت حضور کا فضل ہے۔

تشریح مصنف: ہندوؤں کی سنسکرت کی کتاب ''بھوشی ایران'' میں جو ویاس کی طرف منسوب ہے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اور بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام کے نام پاک آئے ہیں ہندوؤں کو اعتراض ہے کہ یہ مسلمانوں کے نبیوں کے نام ہیں اس کتاب میں وہ نام کیسے آگئے ہیں اس کے بارے میں ان میں اگرچہ اختلاف ہے، میں نے اپنی کتاب میں سنسکرت کے چند ایسے اشلوکوں کے مضمون کو نبی کریم علیہ السلام کے ذکر پر محمول کیا ہے۔ جہاں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا نام پاک اعراب کے اختلاف کے ساتھ موجود ہے اور جس کو ہنود نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا نام ہونا بتاتے ہیں۔ اسی مقام پر سنسکرت کی عبارت میں ایک لفظ ''مہادیو'' آیا ہے اس سنسکرت لفظ کے معنیٰ کی کیسے تعیین ہوگی۔ آیا قرآن وحدیث یا دوسری کتب عربیہ سے ہوگی۔ یا سنسکرت کی کتب سے؟ اگر اس کے معنیٰ کی تعیین سنسکرت کی کتب سے کی جاتی ہے تو سنسکرت زبان میں دیو کے معنیٰ منور اور نورانی کے آتا ہے جیسا کہ سنسکرت کی مستند لغت ''واچپتم'' میں ''دیو'' کے معنیٰ میں ذکر کیا ہے (ج ۵، ص ۳۶۷۵) یعنی دیو لفظ منور کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ اور نرکت نام کی کتاب میں دیو لفظ کے بارے میں دینادوا (باب ۷، فصل ۴)

یعنی یا تو دیولفظ دین سے جس کے معنیٰ دوش کرنا ہے۔ ماخوذ ہے۔ اور مہت کے معنیٰ کثیر اور عظیم کے آتے ہیں۔ جیسا کہ واچپتم میں ہے: مہت و پلے ورد ھے۔ (ج ۶، ص ۴۷۴۰) مہت لفظ کثیر اور عظیم کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اور مہادیولفظ انہیں دونوں لفظوں سے ترکیب توصیفی کے ایک مخصوص طریقہ کرم ودھاری کماس سے بنا ہے جیسا کہ اسی لغت میں ہے مہادیوکرم (ج ۶، ص ۴۷۴۱) یعنی مہادیولفظ مذکر ہے۔ اور کرم دھاری سی لیس نام کی ترکیب توصیفی کے مخصوص طریقے سے بنا ہے۔

اس عبارت سے مہادیولفظ کے معنیٰ بہت منور کے ہوئے۔ نیز اتھروید کے منتر میں آئے ہوئے لفظ مہادیو کے معنیٰ میں سنسکرت پنڈت جسے دیوشرما نے اپنی شرح میں لکھا ہے سب سے بڑا تیجسوی (ج ۱، ص ۴۴۰) یعنی سب سے بڑا نورانی۔ چونکہ ملائکہ نور نور کے ہوتے ہیں اور ظلمت گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے اس مہادیولفظ کا ترجمہ ملائک سیرت کیا گیا۔ سائل نے لفظ ''مہادیو'' کے بارے میں سوال تو کیا لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ لفظ سنسکرت زبان کی عبارت میں موجود ہے۔ اس سے یہی مقصد سمجھ میں آتا ہے کہ لفظ ''دیو'' فارسی میں بھوت اور شیطان کے معنی میں آتا ہے اور یہی اردو میں مستعمل ومتبادر ومعروف ومشہور ہے اس سے مفتی کے ذہن میں یہی معنیٰ متعین ہو جائیں گے اور ان کو فتویٰ حاصل کرنے میں آسانی ہوگی اور یہی ہوا حالانکہ سنسکرت زبان میں بھوت اور شیطان کے لئے ''دیٹ'' کا لفظ بولا جاتا ہے اور ''مہادیو'' کا لفظ جو آیا ہے وہ بشری کے ص ۱۶۱، پر منقول سنسکرت کی عبارت کے متعلق ص ۱۵۶ کی اردو عبارت میں آگیا ہے۔ اس سے پہلے ص ۱۵۵، پر ''ویاس جی'' کی سرخی کے تحت لکھا ہوا ہے یہ اہل ہنود کے زبردست مسلمہ رشی ہیں انہوں نے اپنی ایک مشہور اور مستند کتاب یعنی بھوشی ویران میں آنے والے واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ بھوشیہ پران پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ ۳ ادھیائے ۱۳ شلوک ۵ سے ۸ تک انتہیٰ بلفظہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دوسرے کی عبارت ہے میری نہیں ہے۔ اگر غلطی ہوگی تو ہندوؤں کے مہارشی کی تعبیر کی غلطی ہوگی نہ کہ میری۔ لہٰذا یہ عرض ہے کہ

(الف) سنسکرت میں دیو کے معنی وہ نہیں ہیں جو فارسی یا اردو میں ہیں ''دیو'' سنسکرت کا لفظ ہے جو ''دیین'' سے ماخوذ ہے۔ سنسکرت میں جس کے معنیٰ دوش کرنے کے ہیں اور ''دیو'' کے معنیٰ ''دییت''، معنیٰ منور کے ہیں اور ''مہا'' ''مہت'' کی ایک شکل ہے جس کے معنیٰ ''عظیم'' کے ہیں اس

طرح مہادیو کے معنیٰ سب سے بڑا تجسورہ یعنی سب سے بڑے نورانی کے ہونے تو کیا صرف ملائکہ سیرت لکھ دینے سے مجھ پر تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی؟

(ب) ایک زبان میں کسی لفظ کے معنیٰ اچھے ہوں اور اس زبان کے اعتبار سے اس لفظ کو استعمال کیا جائے تو کیا اس لفظ کے دوسرے زبان میں ہونے والے خراب معنیٰ کو مراد لے کر توہین کا الزام لگایا جاسکتا ہے اور اس ناقل سے تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ کا مطالبہ ہوسکتا ہے؟

(ج) کسی ناقل نے اس لفظ کو نقل کیا اور اپنی دانست کے اعتبار سے اس کا ترجمہ کیا خواہ ترجمہ غلط ہی سہی اس نقل اور غلط ترجمہ کی بناء پر تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی؟ اور کیا اس صورت میں انبیاء علیہم السلام اور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے۔

سوال-۴: کیا ہندوؤں کو رشی یا مہارشی کہنا ایک مسلمان کے لئے جائز ہے ایک مقرر کی عادت ہوگئی ہے کہ وہ ہندوؤں کو اپنی تقریر میں بطور احترام رشی جی یا مہارشی جی کہا کرتا ہے۔ ایسے مقرر کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مسلم تو غیر مسلم فاسق کی مدح سرائی ناجائز ہے، حدیث میں ہے: **اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش** اس حدیث کو دیکھ کر وہ مقرر توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ہوالہادی وھوتعالیٰ اعلم۔

تشریح مصنف: میں نے پہلے لکھ دیا ہے کہ یہ اہل ہنود کے زبردست مسلمہ رشی ہیں (ص ۱۵۵) اور صرف ہندوؤں کو تسلیم کرنے کے لئے ان کی اصطلاح کی بنا پر رشی یا مہارشی لکھا نہ کہ یہ میرا تسلیم ہے۔ اور یہ مجھ پر جھوٹا الزام ہے کہ میں بطور احترام رشی یا مہارشی کہتا ہوں جیسے سائل نے سوال میں ہندوؤں کو ''سادھو'' کہا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں ''مولوی اشرفعلی تھانوی'' اور ''مرزا غلام احمد قادیانی'' وغیرہ حالانکہ سادھو کے معنی صوفی فقیر یا نیک آدمی کے ہیں اور یہ کلمہ تحسین ہے (ہندی اردو لغت ص ۲۲۹)

سوال-۵: کیا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو اوتار کہہ سکتے ہیں؟

جواب: انبیا علیہم السلام کو اوتار کہنا سخت نہایت بدتر ہے یہ ہندوؤں اور روافض کے فرقہ ملولیہ کا عقیدہ باطل فاسد کاسد خیال عاطل ہے۔ ہندو اوتار اسے کہتے ہیں جس میں ان کے نزدیک خدا نے حلول

کیا اور روافض مولیٰ علی میں حلول مانتے ہیں۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تشریح مصنف: یہ مجھ پر جھوٹا الزام اور سراسر کذب و بہتان ہے کہ میں نے انبیا کرام کو اوتار کہا ہے۔ میں نے ''بشریٰ'' میں کھیل پر گرن کی سرخی کے تحت اسکی عبارت نقل کی ہے جس میں اوتار کا لفظ آیا ہے اور ترجمہ میں بھی وہی اوتار کا لفظ نقل کر دیا ہے۔ اس لفظ سے میں نے کوئی استثنا نہیں کیا ہے بلکہ اس عبارت کے اندر ''بیچوں بیچ'' اور تعریف کیا گیا سے استثناء کیا ہے۔ (بشریٰ ص ۱۴۴۵) میں یہ عبارت موجود ہے کہ ''لہٰذا بات صاف ہوگئی جس کو عربی میں محمد کہا گیا ہے اسی کو سنسکرت زبان میں 'ہر پرشوتم'' کہا گیا ہے اور اس منتر میں جس مخصوص نشانی کا تذکرہ ہے اس کی مصداق صرف اور صرف ذات رسالت مآب ہے اور اس وصف خصوصی میں کوئی بھی دوسرا شریک و سہیم نہیں۔ وہ مخصوص نشان یہ ہے کہ وہ تعریف کیا گیا زمین کے بیچوں بیچ میں پیدا ہوگا۔ اس نشان کو بغور ملاحظہ کرتے ہوئے اس پر بھی ذرا غور کیجئے مکہ مکرمہ کا ایک بہت مشہور نام ام القریٰ ہے جس کے معنیٰ میں دنیا کی کل آبادی کی ماں اور اصل۔ انتہی بلفظہ

یہاں لفظ اوتار سے کوئی استثنا نہیں کیا ہے تو کیا ایسی حالت میں مجھے اوتار کہنے کا الزام دیا جا سکتا ہے اور اس بنا پر مجھ پر کفر عائد ہو سکتا ہے اور کیا اس میں بطور نقل لفظ اوتار لکھ دینے سے مجھ پر کفر عائد ہو جائے گا اور تجدید ایمان و تجدید نکاح و کفریات سے توبہ لازم آئیگی؟ صرف نقل کی وجہ سے اگر مجھ پر کفر لازم نہیں آتا تو زبردستی کھینچ تان کر مجھ پر کفر کا الزام لگانے کے لئے مجھے قائل قرار دے کر فتویٰ حاصل کرنے والے کا کیا حکم ہے اور مشتہر کا کیا حکم ہے؟ یا جہالت و نا سمجھی سے ایسا الزام لگایا تو کیا حکم ہے؟ نہیں تو ایسا حکم لگانے والے کا کیا حکم ہے؟ اور کیا ایسی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوگی؟ اور کیا اس کے مصدق کی صرف تصدیق کی بنا پر تکفیر ہو جائیگی؟ اور ایک مولوی صاحب نے اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے ان سے یہ بھی کہا کہ تمہارا حج برباد ہو گیا نکاح باطل ہو گیا۔ بیعت ٹوٹ گئی جن لوگوں نے تم سے بیعت کی سب فسخ ہو گئی۔ آپ سے تجدید ایمان و تجدید نکاح و کفریات سے توبہ کرا کر رہوں گا تم نے مجھ سے توبہ کرائی ہے لہٰذا میں تم سے توبہ کرا کے رہوں گا۔ کیا

مصدق پر بھی تجدید ایمان وتجدید نکاح وکفریات سے توبہ لازم آئیگی یا نہیں؟ اگر لازم نہیں آئیگا تو ایسا کہنے والے اور لکھنے والے پر شرعا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد نعمت اللہ غفرلہ حامدی
دریا مسجد الہ آباد، محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

الجواب:

(۱) شعر مندرجہ کی تاویلات نہایت بعیدہ ہیں لہٰذا نامسموع ہیں۔

علماء فرماتے ہیں:

''التاویل فی لفظ صراح لا یقبل''(۱)

اور فرماتے ہیں:

''المراد لا یدفع الایراد''(۲)

علامہ شامی ردالمحتار میں امام علامہ نسفی سے ناقل ہیں:

''مجرد ایہام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفظ بھذا الکلام''(۳)

جزئیہ مذکورہ سے صاف ظاہر کہ مجرد ایہام ہی ممانعت کے لئے کافی ہے تو ''تصویر بنا کر قلم چھوڑ دیا ہے'' مجرد ایہام کی حد سے متجاوز ہے لہٰذا حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کا اس شعر سے توبہ کا حکم برمحل ہے جسے تاویل دفع نہیں کرسکتی۔ مزید برآں قلم کی وہ تاویل خلاف ظاہر ہونے کے علاوہ حدیث مشہور: ''کتب اللہ مقادیر الخلائق''(۴) کے مخالف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفی ج ۲، ص ۳۵۷، الباب الرابع فی بیان ماھو فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم، المکتبۃ العصریۃ بیروت

(۲) منحۃ الخالق علی البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۲، ص ۵۱۱، کتاب الحج باب الاحرام، مطبع زکریا بکڈپو

(۳) ردالمحتار، ج ۹، ص ۵۶۷، فصل فی البیع، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۴) الصحیح لمسلم کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی ج ۲، ص ۳۳۵، مطبع مجلس برکات مبارکپور / مشکوۃ المصابیح، ص ۱۹، باب الایمان بالقدر، الفصل الاول، مطبع مجلس برکات، مبارکپور

یہ تو نفس شعر کے متعلق حکم شرعی تھا جس کا منشا اطلاق لفظ میں احتیاط ہے تو توبہ کا حکم ضرور احتیاطی ہے۔ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ معاذ اللہ توبہ کا حکم قائل کے یقینا کافر ہونے کا حکم ہے۔ کلام متبین ومتعین و تکفیر فقہی وتکفیر کلامی کے فرق سے بے خبری ہے اور فقہاء کے ارشاد واجب الانقیاد: "لا یفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علیٰ محمل حسن أو کان فی کفره خلاف ولو روایة ضعیفة۔(۱) سے ناواقفی ہے ورنہ تکفیر کی جرأت نہ ہوتی۔ پھر مصدق کی تکفیر جرأت بالائے جرأت ہے۔ یہ ازخود کیسے طے کرلیا کہ مصدق نے یہ شعر دیکھا اور اس کو مقرر رکھا بلکہ رجم بالغیب ہے کہ شعر محتمل اور مراد خود قائل کی نامعلوم، چہ جائیکہ مصنف کی مراد معلوم ہو بلکہ مصنف سے یہی حسن ظن ہے کہ ہرگز ان کے ذہن میں معنیٰ کفری نہ آئے ہوں گے پھر مصدق کے بارے میں کیا گمان ہے جبکہ اس کی احتیاط شہرۂ آفاق ہے بالجملہ مصنف ومصدق کی تکفیر بڑی جرأت کی بات ہے جس سے توبہ کا حکم ہے۔ اور فتویٰ سے تکفیر سمجھنا اس کا حال کھل چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲تا۵) بشریٰ کی عبارت ملاحظہ ہوئیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف محض ناقل ہے اور محض نقل یا ترجمہ میں غلطی سے اس کی تکفیر نہیں ہوسکتی۔ محض ناقل کو جس نے قائل بنایا اور اسپر فتوی کی بنا پر ناقل و مصدق کی تکفیر کی وہ خود اس کے حکم میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴/ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفی رضا غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالی اعلم
تحسین رضا خاں غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی
دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی ۱۵/ربیع الال ۱۳۹۹ھ

---

(۱) الدر المختار، ج۶، ص۳۶۷، کتاب الجهاد باب المرتد دار الکتب العلمية، بيروت

مسئلہ-۵۷

سجدۂ حقیقی اللہ تعالی کے لئے خاص ہے!

مکرمی معظمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

خادم عالی جناب سیدنا ومولینا ومرشدنا الحاج شاہ سید مصباح الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہے۔ خادم کے پیرومرشد کی شان میں مندرجہ ذیل ان کے نعتیہ شعر کے بارے میں ایک شخص نے گستاخی میں یہ کلمات ادا کئے "یہ کھلم کھلا شرک ہے" اگر بغیر توبہ کئے وصال ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ بخشش ہو کہ نہ ہو۔ اور خادم سے تجدید بیعت حاصل کرنے کے لئے کہا۔ اور مزید دوسرے موقع پر یہ بھی کہا کہ اس شعر کی بنا پر وہ انہیں سیدزادہ نہیں مانتا حالانکہ یہ شخص رسالہ ملفوظ مصابیح القلوب پھپھوند شریف کا مہینوں پہلے ہی مطالبہ بھی کرچکا تھا۔ جس میں میرے پیر اور دادا پیر مرشد حضرت سیدنا عبدالصمد مودودی چشتی نظامی فخری سلیمانی حافظی ابدالی قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ کے کل حالات مع مادری پدری اور طریقت کے شجرے مندرجہ ذیل ہیں۔

شعر نمبر (۱): جان وایمان واصل ایمانم - سجدہ سوئے تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادم نے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل شعر جو ماہنامہ "نوری کرن" بریلی شریف سے کرن نمبر ۱۲۱، نومبر ۱۹۶۹ء میں مع ترجمہ عالی جناب اقبال احمد نوری مدظلہ کے شائع ہوا اور اب "جلد نمبر ۱۴ استقامت" میں کانپور سے شائع ہوا ہے پیش کیا۔

شعر نمبر (۲): زہے جمال تو قبلہ جاں - حریم کوئے تو کعبہ دل

فان سجدنا الیک نسجد

وان سعینا الیک نسعی

ترجمہ: یا حبیب اللہ آپ کا جمال انور قبلہ جان ہے آپ کا کوئے حرم کعبہ دل ہے۔ ہم اگر آقا سجدہ کریں گے تو آپ کی طرف اور اگر سعی کریں گے تو آپ کی طرف۔

اس شخص نے شعر نمبر (۲) کے ترجمہ کو بھی غلط بتلایا اور کہا لفظ "کریں گے" کا استعمال دونوں جگہ اوپر والے ترجمہ میں غلط ہے بلکہ "کرتے" ترجمہ ہونا چاہئے۔ یہ صاحب پیش امام بھی ہیں۔ مرید بھی ہیں اور اپنے کو سنی حنفی بھی کہتے ہیں۔ کیا خادم مندرجہ بالا حالات میں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟

اور کیا شعروں میں شرعی نقص ہے؟ کیا مندرجہ بالا کلمات، اولیاء اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہیں یا نہیں؟ شعر نمبر (۲) کا ترجمہ جو نوری کرن اور استقامت نے شائع کیا وہ صحیح و درست ہے یا جو اعتراض اس شخص نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے؟ خادم کو تجدید بیعت کرنی چاہئے یا یہ شخص تجدید ایمان و بیعت و نکاح کرے؟ جبکہ شان اولیاء اللہ تعالیٰ قرآن عظیم اور احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۱) پارہ نمبر (۱۱) یعتذرون، رکوع نمبر (۱۱) سورۂ یونس {أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ}۔

(۲) مشکوٰۃ شریف، ص ۱۹۷، اور صحیح البخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس شخص کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

استدعا ہے کہ جواب سے مطلع فرماویں اور جملہ مسائل کو اپنے رسالہ اعلیٰ حضرت میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ والسلام علیکم۔

المستفتی: محمد ضمیر مصباحی، اے۔ ایس۔ آئی (پولیس)
۴۲/ ۵، ۱۵ ربٹالین، پی۔ اے۔ سی۔ تاج گنج، آگرہ، یوپی

الجواب:

شعر مذکور میں سجدۂ حقیقی ہرگز مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ غیر خدا کے لئے سجدہ بہ نیت عبادت کفر و شرک ہے اور بہ نیت تعظیم ہماری شرع میں حرام ہے۔ اس کا مرتکب کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا مگر شرک نہ ہوگا۔ شخص مذکور نے اپنی جہالت سے یا تو سجدہ کو سجدۂ عبادت سمجھ لیا اور مولانا علیہ الرحمۃ پر حکم شرک جڑ دیا یا سجدۂ تعظیمی ہی کو بہ تقلید وہابیہ شرک جانا اور سجدہ سے مجرد تعظیم مراد ہونا اس کے خیال میں نہ آیا حالانکہ عرف میں سجدہ سے کبھی مجرد تعظیم بھی مراد ہوتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں ایک گروہ اولیا کے متعلق فرماتے ہیں:

"مسجود خلائق گشتہ اند" ملخصاً (۱)

(۱) تفسیر عزیزی پارۂ عم سورۂ الم نشرح ص ۳۲۲، مطبع مسلم بکڈپو لال کنواں دہلی

اب کیا شاہ صاحب کو بھی مشرک کہا جائے گا؟ نہیں! اور یہی وجہ ہر شخص موافق ومخالف بیان کرے گا کہ یہاں مجازی معنیٰ مراد ہیں۔ اور جب یہاں شاہ صاحب کی عبارت میں مجازی معنیٰ مراد ہوئے تو اس شعر میں حقیقت مراد ہونے کا علم کیسے ہوگیا مگر ہے یہ کہ وہابیہ بڑی ہٹ دھرم قوم ہے۔ جو بات دوسروں کے لئے شرک وہی بات اپنوں کے لئے عین ایمان ہوجاتی ہے۔ پھر بالفرض اگر حقیقی معنیٰ ہی مراد تو محض اتنی بات پر حکم شرک کیسے دے دیا۔

ہنوز سجدۂ حقیقی میں دو قسموں کا احتمال ہے، تعظیمی اور تعبدی۔ پہلا حرام ہے، دوسرا شرک ہے۔ اسے پھلانگ کر یہ دوسرا ہی کیوں پکڑا۔ مگر یہ کہ وہابیہ کو شرک گری کی ہوس ہے۔ کہاں ان مقہورین کے یہ بڑے بول اور کہاں ہمارے علمائے اہل سنت کا یہ بلند پایہ احتیاط کہ فرماتے ہیں:

''لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ او فعلہ علیٰ محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف'' (۱)۔ یعنی مسلمان کے قول وفعل کو محمل حسن پر رکھنا جب تک ممکن ہو یا اس کے کفر میں خلاف ہو اس کے کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔

پھر شرک کا وہ جرنیلی حکم اور اس پر یہ کہنا کہ ''اگر بغیر توبہ کے وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ بخشش ہو یا نہ ہو'' طرفہ عجب ہے۔ گویا کھلا مشرک جس کا خاتمہ شرک پر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ-الآية (۲)

اللہ شرک کو معاف نہ فرمائے گا۔

یہ کہنا آیت کریمہ اور عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے جو کفر ہے اور اس قول سے اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے اور تجدید بیعت بھی اس کو چاہئے۔ ترجمہ دونوں طرح درست ہے اور شعر دونوں ترجموں پر صحیح وبے غبار ہے کہ ہم اگر سجدہ کریں گے یا ہم اگر سجدہ

(۱) الدر المختار، ج ٦، ص ٣٦٧، باب المرتد، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) سورة النساء: ۴۸

کرتے شرطیہ ہے جو مستلزم وقوع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰/ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۵۸ تا ۵۹

''قیوم'' اسمائے خاصہ باری تعالی سے ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید رحیم، کریم، عطوف، قیوم، رؤف، وغیرہ صفات کا اطلاق اپنے استاذ و پیر کی شان میں کرتا ہے اور دلیل میں پیش کرتا ہے کہ قیومیت فردانیت وغیرہ ولایت میں سے ہیں۔ آیا از روئے شرع غیر خدا کے لئے صفات مذکورہ کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟ جو جواب عنایت فرمائیں، مدلل فرمائیں۔

(۲) اگر زید عالم نے اپنی تحقیقات کی روشنی میں سجدۂ تعظیمی کے جواز کا فتویٰ دیا اور دلیل میں حدیث پاک و دیگر علماء ومحدثین کے اقوال بھی نقل کئے اور عدم جواز پر جو دلیلیں ملیں ان کی تاویلات بھی کیں اور تاویلات میں بھی نیت بخیر رہی ہو تو کیا ایسے عالم سے حسن عقیدت رکھنا، ان کی تعریف وتوصیف کرنا قبر پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر بالفرض زید نے بکر عالم کی شان میں کچھ لکھا تو اس کو تلف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ جواز کا قول محبوب الہی نے کیا ہے۔ اگر چہ جمہور علما وفقہاء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ اور حرمت کا فتویٰ بھی دیا جاتا ہے۔ مگر اس زید عالم مذکور سے جمہور کے خلاف جواز کا قول دیدہ ودانستہ صادر نہ ہوا ہو تو کیا ایسی صورت میں بھی عندالشرع فاسق فاجر ٹھہرے گا یا نہیں؟ جو بھی جواب دیں۔ دلیل کے ساتھ ارقام فرمائیں۔

المستفتی: نثار احمد، دارالعلوم قادریہ، کافورگلی، ہوڑہ، بنگال

الجواب:

"قیوم" اسمائے خاصہ باری تعالیٰ سے ہے۔ فقہائے کرام نے غیر اللہ پر اس کے اطلاق سے ممانعت فرمائی بلکہ اطلاق کرنے والے پر حکم کفر فرمایا۔

□ شرح فقہ اکبر و مجمع الانھر میں ہے:

"او أطلق علیٰ المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق، نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرھا یکفر" (۱)

لہٰذا اسمائے خاصہ کے اطلاق سے احتیاط لازم ہے۔ اور بقیہ اسماء کا اطلاق جائز ہے۔ کہ وہ اسمائے خاصہ نہیں۔

□ درمختار میں ہے:

"جاز التسمیة بعلی و رشید من الاسماء المشترکة ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ" (۲)

□ ردالمحتار میں ہے:

"عن السراجیة: التسمیة باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزة-الخ" (۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید عالم نے اگر بے وجہ شرعی مخالفت جمہور کا فیصلہ نہ کیا بلکہ وہ اس میں متأول ہے تو اس کی تفسیق جائز نہیں۔ بلکہ حسن ظن لازم ہے اور اس کے علم و فضل کی تعریف بے مبالغہ اور قبر پر فاتحہ خوانی جائز ہے اور مرغوب ہے مگر اس مسئلہ میں اسے غلطی پر جانے اور جمہور علماء کا اتباع کرے۔

---

(۱) مجمع الانہر، ج ۲، ص ۳۲۹، کتاب السیر والجہاد، باب الفاظ الکفر انواع، مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت

(۲) الدرالمختار، ج ۹، ص ۵۹۸ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، فرع یکرہ اعطاء سائل المسجد، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) رد المحتار، ج ۹، ص ۵۹۸ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع فرع یکرہ اعطاء سائل المسجد، دار الکتب العلمیة، بیروت

درمختار میں ہے:

''علینا اتباع مارجحوہ ماصححوہ کمالو افتو فی حیاتھم'' (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۶۰ تا ۶۱

متشابہات کی بابت اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کا ظاہری معنی جو شان الوہیت کے شایان نہیں، ان سے اللہ تعالیٰ کو منزہ جانے، حضور کو اللہ تعالیٰ کا دلدار کہنا منع ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) زید صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے درمیان اس شعر کو پڑھتا ہے ؎

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول ☆ یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے لفظ ''لاڈلا'' کا بولنا درست ہے یا نہیں؟ زید کہہ رہا ہے کہ یہ لفظ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ پروردگار عالم جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں کہیں ''یداللہ'' اور کہیں ''وجہ اللہ'' استعمال کیا ہے۔ لہٰذا ایسا لفظ استعمال کرنا درست ہے اور اگر غلط ہے تو کہنے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ حضور والا اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل بیان فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

(۲) بکر نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں، مدینہ کے تاجدار ہیں، رب کے دلدار ہیں۔ تو یہ لفظ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عین الرحمن، متعلم الجامعۃ العربیہ عربک کالج، اترولہ، گونڈہ

الجواب:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

''وانا حبیب اللہ'' (۲)۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں (اللہ کا پیارا ہوں)

---

(۱) الدر المختار ج، ۱ ص ۱۸۰، المقدمۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) الجامع للترمذی جز ۲، ص ۲۰۲، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجلس برکات

پیارے کو لاڈلا بھی کہتے ہیں۔ اور ید اللہ، وجہ اللہ، متشابہات میں سے ہیں اور متشابہات کے بابت عقیدۂ اہل سنت یہ ہے کہ ان کا ظاہری معنیٰ جو شان الوہیت کے شایان نہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو منزہ جانے اور اس کی حقیقی واقعی مراد اللہ کو معلوم ہے۔ لہٰذا ید اللہ، وجہ اللہ سے اللہ کا ہاتھ اور اس کا چہرہ عیاذاً باللہ مراد نہیں اور ان کلمات سے استدلال کا کوئی محل نہیں نہ اس کی ضرورت ہے

(۲) اللہ کا دلدار کہنا منع ہے کہ دلدار کا معنیٰ ہوا دل رکھنے والا اور اللہ دل وغیرہ اعضاء سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲؍ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۶۲

خدا مثل ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کا خاص نام ہے جس کا اطلاق غیر خدا پر کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ ''رام اور خدا میں کوئی فرق نہیں'' بکر نے کہا تم پر تجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم ہے۔ عمرو نے جب یہ بات سنی تو کہا کہ ''رام خدا کو بھی کہا جاتا ہے اور لچھمن کے بھائی کو بھی اور تم زید پر تہمت لگاتے ہو تو میں رام ہی کہوں گا دیکھتا ہوں میرا کون کیا کرے گا''۔ خالد جو کہ مولوی ہے جب اس سے یہ بات پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ ''قصداً نہیں کہہ سکتا، سمجھانے کے بطور کہہ سکتے ہیں''۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید، بکر، عمرو وخالد کے اوپر احکام شرع کیا نافذ ہوتے ہیں؟ مدلل ومفصل جواب بیان فرمائیں۔

المستفتی: انوار احمد، مقام ڈھیرم، پیلی بھیت

الجواب:

خدا مثل ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کا خاص نام ہے جس کا اطلاق غیر ذات خدائے برتر وقدوس پر

کفر ہے۔

عالمگیریہ میں ہے:

’’ولو قال من خدایم علی وجه المزاح یعنی خودآیم فقد کفر کذافی التتارخانیه‘‘ (۱)

لہٰذا ’’رام اور خدا میں کوئی فرق نہیں ہے‘‘، کفر در کفر کہ غیر خدا کو خدا کہنا جاننا ماننا ہے اور عمرو کا اس کفر صریح کی تائید میں یہ کہنا کہ ’’رام خدا کو بھی کہا جاتا ہے‘‘، سفید جھوٹ ہے کوئی مسلمان خدا کو رام نہیں کہتا اور غیر مسلم اپنے زعم باطل پر جسے رام کہتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں وہ ہرگز خدا نہیں ہے نہ ان کے زعم باطل اور قول باطل کا کوئی اعتبار اور جب کوئی مسلم خدا کو رام نہیں کہتا تو عمرو کا یہ قول کہ ’’رام خدا کو بھی کہا جاتا ہے‘‘، صریح بہتان ہے جبکہ اس قول کی نسبت مسلمانوں کی طرف کرے اور اگر یہ مراد ہے کہ غیر مسلم خدا کو رام کہتے ہیں تو یہ بھی سفید جھوٹ ہونے کے علاوہ کفار کے قول سے استناد اور حجت لانا اور یہ نرے جھوٹ سے بھی زیادہ سخت ہے کہ کفار کے فعل وقول کا استحسان ہی کفر ہے کما فی غمز العیون والہندیہ وغیرہا (۲)۔

تو اس سے استناد بدرجۂ اولیٰ کفر ہے پھر جس طرح خدا کا اطلاق غیر خدا پر کفر ہے اور وجہ وہی کہ خدا اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے یونہی کسی ایسے لفظ کا اطلاق (جو غیر خدا کے لئے خاص ہو) خدا پر بداہۃً کفر ہے، مثلاً زید وعمرو کہ بندگان خدا کے لئے خاص ہیں اگر کوئی خدا کو زید وعمرو کہے، ضرور اس پر حکم کفر ہوگا تو بدرجۂ اولیٰ رام کو خدا کہے یا خدا کو رام کہے بہرحال کفر ہے اور عمرو اپنی ہٹ سے زید کی طرح کافر بے دین ہے ان دونوں پر تجدید ایمان وغیرہ فرض ہے اور خالد کا بھی وہی حکم ہے ’’لأن الرضا بالکفر کفر‘‘ (۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶؍صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ، جلد دوم کتاب السیر باب موجبات الکفر انواع ۳ص، ۲۷۴، مطبع دار الفکر بیروت

(۲) فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر باب موجبات الکفر انواع، ج ۲، ص ۲۸۷، دار الفکر، بیروت

(۳) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب العشر والخراج والجزیة، ج ۵، ص ۱۹۴، مطبع زکریا بکڈپو سہارنپور

مسئلہ-۶۳

اللہ تعالیٰ آنکھ وغیرہ جوارح سے پاک ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کا قول ہے کہ اگر اللہ کی نگاہ سیدھی ہوتو ضرور قطب عالم بن سکتا ہے تو عمرو نے کہا کہ زید پر کفر لازم ہے اب وہ توبہ کرے۔ کیا اس قول سے زید پر کفر صادق آرہا ہے اور عمرو نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اس کے اوپر کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: شاہد رضا، محلہ چارہ بائی کوہاڑا پیر، ریلی

الجواب:

اللہ تعالیٰ آنکھ وغیرہ جوارح سے پاک ہے وہ بے آنکھ دیکھتا اور بے کان سنتا اور بغیر اعضائے جوارح وبے آلات فعل فرماتا ہے زید کے جملہ سے یہی ظاہر ہے کہ اللہ کے لئے اس نے آنکھ کا اطلاق کیا اور آنکھ بھی وہ جو انسان وغیرہ کے لئے ہوتی ہے اور سیدھی اس پر قرینہ ہے۔ زید پر اس سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرلے۔ فتح القدیر میں ہے:

"وقیل یکفر بمجرد الاطلاق ایضا وھو حسن"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ/ ۱۷/ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم/ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۶۴ تا ۷۲

مقدور العبد مقدور اللہ کا کیا مطلب؟ فی الواقع اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں!

بحضور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری صاحب قبلہ! ہدیۂ سلام ورحمت۔

مندرجہ ذیل سوالات حاضر ہیں جوابات مدلل مطلوب ہیں حوالۂ کتاب کے ساتھ اگر ممکن ہوتو

(۱) فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۶۰، باب الامامۃ، مطبع برکات رضا پوربندر گجرات

صفحہ نمبر بھی تحریر کردیا جائے ان مسائل میں سے کسی خاص مسئلہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی کوئی تصنیف ہوتو اس کا نام بھی تحریر فرمائیں۔

(۱) تفسیر نعیمی جلد اول (مصنفہ مولانا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ) زیر آیت {اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥} قول متکلمین مقدور العبد مقدور اللہ درج ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟

(۲) بہار شریعت، ۷/ ۱۴ار پر نماز اشراق کی حدیث پاک ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعد جماعت فجر ذکر خدا میں لگا رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوجائے تب نماز اشراق ادا کرے۔بعض مساجد اہل سنت میں بعد جماعت فجر فوراً صلوٰۃ وسلام ہوتا ہے اس میں شرکت کے بعد کیا ثواب نماز اشراق سے محروم ہوجائے گا؟ اور کیا اس صورت میں حدیث پاک پر عمل ہوسکے گا؟

(۳) ''ستر'' کے سلسلے میں وضاحت فرمائیں کہ کتنی فرض ہے، کتنی واجب اور کتنی سنت؟ مردو عورت میں اس بارے میں کیا فرق ہے؟ نماز اور بیرون نماز کا کیا حکم ہے؟

(۴) بہار شریعت، جز۵،ص ۵۴ پر حدیث پاک کہ جو بھوکا محتاج لوگوں سے پوشیدہ کرکے خدا سے سائل ہو، خدا پر حق ہے کہ وہ ایک سال کی روزی اس پر کشادہ کرے حالانکہ فقہی جزئیہ ہے کہ ''لاحق للمخلوق علی الخالق''۔تطبیق کی کیا صورت ہے؟

(۵) اندرون مسجد اذان مکروہ تحریمی ہونے کی کیا وجہ ہے؟۔

(۶) انوار الحدیث (مصنفہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی) میں قربانی کے مسئلہ میں صاحب نصاب کی تعریف میں سونا، چاندی، سامان تجارت، سامان غیر تجارت کی قید لگی ہے، تو کیا نقد کی شکل میں صاحب نصاب نہیں ہوگا؟ ساتھ ہی سامان غیر تجارت کا مفہوم بھی واضح کریں۔

(۷) تہجد کے لئے اذان کہنی اور اس کی جماعت قائم کرنی کیسی ہے؟

(۸) ذبیحہ گاؤ، بکری، مرغ کے کن کن اعضاء کا کھانا جائز نہیں؟

(۹) وجوب زکوٰۃ کے لئے بلوغ شرط ہے پھر نابالغ صاحب نصاب پر فطرہ کیوں واجب ہے؟ کیا فطرہ زکوٰۃ کی ایک شکل نہیں ہے؟

المستفتی: مبین الہدیٰ نورانی خطیب باری مسجد، آزاد نگر، جمشید پور

الجواب:

(۱) مطلب یہ ہے کہ بندے کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ قال تعالیٰ:

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔(۱)

بندہ اپنے افعال کا خالق نہیں۔ البتہ اسے قدرت کاسبہ عطا ہوئی جس کے ذریعہ وہ اپنے جوارح سے افعال واقوال کا کسب کرتا ہے اور یہ قدرت کاسبہ جبکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے تو بالضرورۃ مخلوق ہے تو اس کے ذریعہ جو افعال بندے سے ظاہر ہوتے ہیں بلاشبہ وہ بھی مخلوق باری تعالیٰ ہیں۔

اسی لئے کہتے ہیں:

''ان مقدور العبد مقدور اللہ''(۲)

اور خلق اور اکتساب باہم متساوی نہیں بلکہ متغایر ہیں تو وہابیہ کا اس کلیہ سے اللہ تعالیٰ کے کذب پر دلیل لانا جہل عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں کہ صلوٰۃ وسلام بھی ذکر الٰہی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:

''جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک ذکرنی''(۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تفصیل مطلوب میری نظر سے نہ گزری۔ البتہ ردالمحتار وغیرہ میں ایک جزئیہ نظر سے گزرا جس کا حاصل ہے کہ زانو کھولنے والے کو بہ نرمی منع کرے اور ضد کرے تو اسے ڈانٹے اور ران کھولنے کو بہ سختی روکے اور شرمگاہ کھولنے والے کو مارے(۴)۔

جس سے زانو کا ستر واجب ہونا معلوم ہوتا ہے اور زانو سے شرمگاہ تک کا ستر فرض اور زانو سے نیچے انصاف ساقین تک ستر مسنون ومندوب اور یہ اس لئے کہ حدیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

(۱) سورۃ الصّٰفّٰت: ۹۶

(۲) فیض القدیر شرح جامع صغیر ج ۲، ص ۱۹۵ حرف الھمزہ مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت

(۳) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج ۱، ص ۲۴، القسم الاول، الفصل الاول فیما جاء من ذالک مجئ المدح والثناء مطبع المکتبۃ العصریۃ بیروت

(۴) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج ۷، ص ۴۱، کتاب الکراھیۃ، فصل فی النظر والمس مطبع زکریا بکڈپو

وآلہ وسلم کا ازار کریم انصاف ساقین تک ہوتا تھا(۱)۔

اور آزاد عورت کا کل بدن عورت ہے سوائے چہرہ اور ہتھیلیوں کے اور پاؤں کے۔ مگر فساد زمانہ کے سبب اسے غیر محارم سے چہرہ چھپانا لازم ہے۔ درمختار میں ہے:

''و امافی زماننا فمنع من الشابة'' (۲)

اور باندی کا پیٹ پیٹھ اور ناف سے زانو تک عورت ہے۔ عورت کو نماز میں ایک قول معتمد پر پاؤں چھپانا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) فی الواقع اس پر کسی کا حق نہیں مگر محض کرم سے اپنے بندوں کے لئے جو وعدہ فرمالیگا وہ ضرور پورا ہوگا۔ قال تعالیٰ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ (۳)

ردالمحتار میں ہے:

''قوله ''لانه لاحق للخلق علیٰ الخالق''، قد یقال انه لاحق لهم وجوبا علیٰ اللہ تعالیٰ لکن اللہ سبحانهٗ وتعالیٰ جعل لهم حقا من فضله او یراد بالحق الحرمة والعظمة فیکون من باب الوسیلة۔ الخ'' (۴)

اور وہاں زیادہ تفصیل ہے اور حدیث آحاد میں وارد ہے۔

ایک روایت میں ہے:''اللهم انی اسئلک بحق السائلین علیک واسئلک بحق ممشای هذا'' الحدیث'' (۵)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین وتابعین عظام وجملہ سلف کرام بلکہ ہر زمانہ میں

---

(۱) المسند الجامع حدیث نمبر ۹۶۰۲، فتح الباری شرح بخاری، ج۱۰، ص۳۲۵ کتاب اللباس مطبع دار الفیح، دمشق

(۲) الدر المختار، ج۹، ص ۵۳۲، کتاب الحظر والاباحة، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) سورۃ آل عمران: ۹

(۴) ردالمحتار، ج۹، ص ۵۶۹، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۵) سنن ابن ماجه کتاب الصلوة باب المشی الی الصلوة ص ۵۶، مطبع تهانوی

اذان بیرون مسجد حدود مسجد میں ہوئی اور کبھی منقول نہ ہوا کہ کسی مقتدائے دین نے کبھی کوئی اذان اندر کہی یا کہلوائی ہو اسی لئے تمام علماء بیک زبان اذان و اقامت کا محل جداگانہ بتاتے ہیں۔

ہدایہ وغیرہ عامۂ کتب میں ہے:

”والمکان فی مسألتنا مختلف“(۱)

فتح القدیر کے تحت ہے: ”یفید کون المعهود اختلاف مکانهما وهو کذالک شرعاً والاقامة فی المسجد ولابد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد“(۲)

تو اذان بیرون مسجد حدود مسجد میں ہونا سنت نبویہ وطریقۂ جملہ مسلمین ہے اور طریقۂ مسلمین کی اتباع ضرور۔ درمختار میں ہے:

”لان المسلمین توارثوه فوجب اتباعهم“(۳)

پھر ایسی سنت نبویہ جس کو ہمارے نبی علیہ السلام نے کبھی ترک نہ کیا ہو، واجب کا حکم رکھتی ہے کہ عدم ترک دلیل وجوب ہے۔ کما صرح بہ فی فتح القدیر(۴)۔

اور واجب کا ترک مکروہ تحریمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) نقدی اگر نصاب کی قیمت بھر ہو تو اس کے مالک پر بھی قربانی واجب ہوگی اور سامان غیر تجارت جیسے زمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) بائیس اعضاء ہیں جن کی تفصیل نقل فتویٰ منسلکہ میں ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) نابالغ پر اس کے حال میں کچھ واجب نہیں البتہ بالغ صاحب نصاب پر اور اس کی اپنی نابالغ

---

(۱) ھدایہ، ج ۱، ص ۸۹، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مجلس برکات، مبارکپور

(۲) فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ص ۲۵۰، مطبع برکات رضاپوربندر گجرات

(۳) الدر المختار، ج ۳، ص ۶۵، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۴) شرح فتح القدیر ج ۱، ص ۲۴۳ باب الاذان مطبع برکات رضاپوربندر گجرات

اولاد کی طرف سے فطرہ دینا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
نزیل ملالن پور، درقطار، ۴ شعبان ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۴۳ تا ۴۷

قہار وجبار اسمائے الٰہیہ ہیں۔ اللہ کی صفات قدیم ہیں محل حوادث نہیں۔ قِدم صفات کا منکر کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید کہتے ہیں اللہ عزوجل کا رحمن ورحیم نام تو ہے مگر قہر وغضب (قہار وجبار) اس کا صفات ذات سے نام نہیں اس لئے یہ کہنا روا ہے کہ اللہ جل مجدہ ازلی رحمن ورحیم ہے مگر یہ کہنا مطلقا جائز نہیں کہ اللہ جل مجدہ ازل سے ہی غضب وقہر سے متصف ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجود وظہور میں فرق ہے وجود کو ظہور مستلزم نہیں پس ظہور رحمت کیلئے مرحوم کا ثابت ہونا لازم اسی طرح ظہور قہر کے لئے مقہور اور اللہ عزوجل کی کوئی صفت حادث نہیں بلکہ قدیم اور واجب ہیں تو یہ کہنا کیونکر نا جائز ہوگا؟

(۲) اس شعر کا مطلب کیا ہے اور اس میں شرعا کوئی خرابی ہے یا نہیں؟

زآنروی کہ چشم تست احول - منبع نور پیر تست اول

بینوا توجروا

المستفتی: عبد الوھاب خاں القادری الرضوی غفرلہ مولا چوک لاڑکانہ

الجواب:

(۱) قہار وجبار اللہ تعالیٰ کے اسماء صفاتیہ ہیں اور دونوں قرآن مجید فرقان حمید میں وارد ہیں۔

قال تعالیٰ:

”هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ"(۱)

وقال تعالیٰ:

"لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"(۲)

ان ناموں کو اسمائے الٰہیہ ماننا جاننا ضروریات دین سے ہے جن کا انکار کفر ہے اور جب یہ دونوں خدائے تعالیٰ وسبحانہ کے نام ہیں تو صفت جبروت وقہر اس کے لئے ازلاً ابداً ثابت اور انہیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت جاننا ماننا بھی امر ضروری ہے اور عقیدۂ اہل سنت ہے اور سوال میں یہ جو تحریر ہوا کہ: "قہر وغضب (قہار وجبار) اس کا صفات ذات سے نام نہیں" ان دونوں ناموں اور دونوں صفتوں کے انکار کا پہلو رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ: "مگر یہ کہنا مطلقا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل ہی سے غضب وقہر سے متصف ہے"

اولا: عقیدۂ اہل سنت پر طعن ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ازلی ہے نہ کہ حادث کہ وہ محل حوادث نہیں ہے کما صرحوا بہ جمیعا اور یہ کھلی گمراہی بیدینی ہے بلکہ حسب ارشاد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفر ہے۔ فقہ اکبر میں ہے:

"صفاتہ تعالیٰ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انھا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیھا او شک فیھا فھو کافر باللہ تعالیٰ"(۳)

ثانیا: یہ خدائے تعالیٰ پر اعتراض کو مستلزم ہے۔

ثالثا: اس کے بقول لازم کہ رحمن ورحیم ورؤف وغفور وغیرھا اسمائے صفاتیہ کا اطلاق بھی خدا پر نہ ہو کہ یہاں بھی بعینہ اس کی یہ تقریر جاری کہ یہ کہنا مطلقا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل ہی سے ان صفتوں سے متصف ہے تو جس وجہ سے وہ قہار وجبار ناموں کا انکار کرتا ہے وہی سب اسماء صفاتیہ کے انکار کی وجہ ٹھہرے گی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم زید پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور سائل نے جو جواباً فرمایا وہ حق وصحیح ہے۔

---

(۱) سورۃ الحشر: ۲۳

(۲) سورۃ الغافر: ۱۶

(۳) شرح فقہ اکبر ص ۲۹، مکتبہ تھانوی دیوبند

(۲) اور اس شعر کا مطلب فقیر کو ظاہر نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۵؍ربیع الآخر ۱۴۱۴ھ

مسئلہ-۷۵

حق سبحانہ تمام صفات کمالیہ سے ازلاً وابداً موصوف، ذات باری تعالیٰ ند وضد، شبیہ ومثل، کیف وشکل، صورت وجہت اور مکان وغیرہ سے منزہ ہے، وحدۃ الوجود کا مفصل بیان!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید ایک نعت گو شاعر ہے اور خود اپنے بقول فلسفہ وحدت الوجود کا معتقد، اسی فلسفہ کے تاثر سے وہ مندرجہ ذیل نظم کہتا ہے اور دلیل میں اُردو وفارسی کے شعراء کا ایسا ہی کلام پیش کرتا ہے

(۱)

محبت میں جب مبتلا ہو گئے وہ — تو وحدت میں کثرت نما ہو گئے وہ
کہیں رند میکش کی صورت بنائی — کہیں صوفی باصفا ہو گئے وہ
دل مضطرب بن گئے عاشقوں میں — حسینوں میں ناز و ادا ہو گئے وہ
کہیں اپنی شاہی کے سکے جمائے — کہیں لے کے کاسہ گدا ہو گئے وہ
گلستاں میں گل بن کے جلوہ دکھایا — نیستاں میں نے کی صدا ہو گئے وہ
ادھر نور بن کے سر طور چمکے — ادھر ہوش بن کر ہوا ہو گئے وہ
کہیں قیس بن کر بیابان چھانے — کہیں لیلیٰ و دلربا ہو گئے وہ
نبی بن کے معراج رفعت کو پہونچے — علی بن کے مشکل کشا ہو گئے وہ
شریعت میں سجدے کئے بندگی کے — حقیقت میں عین خدا ہو گئے وہ
غرض اپنے جلوے کو اتنا بڑھایا — کہ ہر چیز میں رونما ہو گئے وہ

اور اب ایک درویش کا روپ بھر کر
رؤف حزیں کی صدا ہو گئے وہ

(۲)

عاشقوں میں درد کی صورت نظر آتا ہوں میں - نازنینوں میں سراپا ناز بن جاتا ہوں میں
میں کہیں رکھتا ہوں اپنے سر پہ تاج خسروی - اور کہیں محتاج بن کر ہاتھ پھیلاتا ہوں میں
میں پہن لیتا ہوں گاہے پارسائی کا لباس - اور کہیں رند مئے آشام بن جاتا ہوں میں
آپ ہی فتویٰ لگا دیتا ہوں کفر و شرک کا - آپ ہی کہہ کر انا الحق دار پر آتا ہوں میں
جب گلوں کے عشق کی وادی میں رکھتا ہوں قدم - نالہائے عندلیب زار بن جاتا ہوں میں
غنچہ و گل ماہ و انجم ذرہ مہر آب و خاک - مختصر یہ ہے کہ ہر ہر شکل میں آتا ہوں میں

میری ہی تصویر کے خاکے ہیں قیس وکوہ کن
اب محبت میں رؤف زار کہلاتا ہوں میں

ان پر عمرو کو سخت اعتراض ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ فلسفۂ وحدت الوجود کے کسی داعی نے اس قسم کے عقائد کا اظہار نہیں کیا جیسا کہ ان نظموں میں ہے یہاں تک کہ اس فلسفہ کے امام اکبر شیخ محی الدین ابن عربی یہی فرماتے ہیں: ''الرب رب والعبد عبد''۔ لیکن ایک سطح بین ان اشعار کے طور طریق سے یہی سمجھ لے گا کہ خدا مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتا ہے، رند، پارسا، محبوب ومحب، شاہ، گدا، کلیم ورب کلیم، قیس ولیلیٰ، نبی وعلی، سب خدا ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان اشعار سے تو ہندوؤں کے اوتار والا معاملہ نظر آتا ہے جس طرح ان کے یہاں بھی خدا رام کے روپ میں اجودھیا میں جلوہ گر ہوتا ہے تو کبھی برج میں گوپیوں کے درمیان محو رقص وسرور نظر آتا ہے بلکہ ان کے اشعار سے تو ہندوؤں کے عقیدے ارواح تناسخ یا آواگون کا یہی خیال آتا ہے۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت جسے ہم جسم، شکل وصورت، موت وحیات اور زمان ومکان سے پاک مانتے ہیں، حقیقت میں پاک نہیں ہے وہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں اور ایک قالب سے دوسرے قالب میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور معاذ اللہ کسی بہروپیا کی طرح مختلف روپ بدلتا رہتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ سب اسلام کے مسلمات اور معتقدات کے بالکل منافی ہے۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ اس مسئلہ میں فیصلہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔ کیا زید نے ان اشعار میں جو نظریات قلمبند کئے ہیں وہ واقعی غلط ہے تو پھر زید کے

لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: شیخ محی الدین فاروقی (علیگ) وکیلان امروہہ، مراد آباد (یوپی)/ یکم ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب:

الحمد لله و كفىٰ و سلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ لا سيما سيدنا المصطفىٰ و آله نجوم الاهتداء و صحبه مصابيح الدجى و علماء امته سراج الآخرة و الدنيا۔

عقیدۂ جماہیر اہلسنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ واحد ہے، نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے فعال ہے، نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے۔ حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت و علم وغیرہا، تمام صفات کمال سے ازلاً وابداً موصوف اور تمام شیون وشین وعیب سے اولاً وآخراً بری، ذات پاک اس کی ند وضد، شبیہ ومثل، کیف وکم، شکل وجسم وجہت ومکان وامد زمان سے منزہ اور جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا، اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا، تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۔(۱)

وجود واحد۔ موجود واحد۔ باقی سب اعتبارات ہیں، ذراتِ اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود وکائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے اگر اس نسبت و پرتو سے قطع نظر کی جائے تو عالم ایک خواب پریشان کا نام رہ جائے، موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول وعینیت اوج وحدت سے حضیض اثنینیت میں اتر آئے۔ ھو، ولا موجود الا ھو۔ آیت کریمہ "سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" (۲) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے اسی طرح اشتراک فی الوجود کی نفی کرتی ہے۔

ان کلمات طیبات میں چند جواہر زواہر وحدۃ الوجود کے بھی آگئے جو خلاصۂ تحقیق وتدقیق ہیں،

---

(۱) سورۃ القصص: ۸۸

(۲) سورۃ یونس: ۱۸/ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والآل والاصحاب، ماخوذ از فتاوی رضویہ مترجم جلد ۲۹ ص ۳۴۱، برکات رضا پور بندر گجرات

حضرات صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے کلمات کو جو سمجھنے کا اہل نہیں اسے اس قدر پر قناعت لازم اور تفصیل کی ہوس حرام بدکام ضلالت انجام ہے۔ اسی لئے علمائے کرام نے نااہل کو کتب صوفیہ کا مطالعہ حرام بتایا بلکہ خود صوفیہ کرام نے ممانعت فرمائی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی رعایۃ الانصاف والاعتدال میں فرماتے ہیں:

''ومختار الشیخ جلال الدین سیوطی کہ از علمائے متاخرین حدیث است در شان شیخ آنست کہ اعتقاد ولایۃ وتحریم النظر فی کتبہ''(۱)۔

اسی میں ہے:

''وتحریم النظر در کتب ایشاں است کہ گوید ونحن قوم یحرم النظر فی کتبنا الا لمن- الخ''(۲)

اسی میں ہے:

''شیخ ذکرہ اللہ بالخیر می فرمود کہ دریں کتب ومانند ایں کتاب زہد ہا ہست شکر اندوداء واصحاب اینہا محفوظ باشند ودر مبہمات آن خوض نکرد''(۳)

یہی شیخ محقق اصول الطریقہ لکشف الحقیقۃ میں فرماتے ہیں:

''فائدہ دیگر است متعلق بمطالعہ کتب ایں قوم از توسعہ در نظر مصنفات ایشاں بے تمیز وتفصیل واللہ یقول الحق ویہدی السبیل''(۴)

---

(۱) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الحال علی ھامش اخبار الاخیار: از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص ۸۲، مطبع مجتبائی دھلی

(۲) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار: از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص ۸۲، مطبع مجتبائی دھلی

(۳) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار: از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص ۸۲، مطبع مجتبائی دھلی

(۴) اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ برھامش اخبار الاخیار از شیخ عبد الحق محدث دھلوی ص ۲۲، ۲۱، مطبع مجتبائی دھلی

اسی میں سیدی احمد زروق سے ناقل:

''حذر الناصحون من تلبيس ابليس ابن الجوز و فتوحات الحاتمی بل كل كتبه اوجلها و كابن سبعين ابن الفارض ومن يحذو حذوهم ومن مواضع من الاحياء للغزالی جلها في المهلكات منه و النفخ و التسوية له و المظنون من غير اهله و معراج السالكين له والمنقذ ومواضع من قوت القلوب لابی طالب المكی و كتاب السهروردی ونحوهم فلزم الحذر من مواطن الغلط و الا هلك الناظر فيه باعتراض علی اهله او اخذ الشی علی غير وجه فافهم-ملتقطا''(۱)

یہی گروہ صوفیہ اپنی کتابوں کے مطالعہ کے لئے اہلیت سے پہلے شرط کرتا ہے کہ آدمی کا عقیدہ مذہب اہل سنت پر مستحکم ہو یوں کہ اصلاً کسی عقیدۂ اہلسنت پر تردد نہ ہو ورنہ ان کی کتابوں کا مطالعہ سخت آفت ایمان ہے، اسی اصول الطریقہ میں سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ سے ہے:

''می فرمودند اول باید کے عقلا قلب بمذہب اہلسنت و جماعت محکم شدہ باشد و تردد و تذبذب در انجان نماندہ بعد ازاں اگر از کتب قوم محفوظ شوند، مستفید گردند، بسلامت اقرب است والا آنکہ ہنوز اعتقاد شریعت درست نا کردہ وعقد اسلام محکم نا شدہ ہم از اول در مبہمات و موہمات و مشکلات ایں قوم خوض کنند محل آفت است۔۔۔۔اھ''(۲)

اس ارشاد ہدایت بنیاد کا صریح مفاد یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہی مدار کار و اصل ارشاد ہے اور اسے چھوڑ کر صوفیہ کے ان کلمات کی طرف عدول جو بہ نظر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف ہوں، عین ضلال و اہل فساد ہے۔

ارشاد مذکور حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہٗ سے خوب مترشح کہ ارباب احوال کا جو قول ظاہر شرع

---

(۱) اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبارالاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۲۲، مطبع مجتبائی دهلی

(۲) اصول الطريقة لكشف الحقيقة برهامش اخبارالاخيار از شيخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۲۳، مطبع مجتبائی دهلی

کے خلاف ہو اگر چہ اس میں توقف و تسلیم مراد قائل و عدم انکار کا حکم ہے مگر اس کا ظاہر کہ خلاف شرع ہے، لائق اتباع نہیں، تصریح لیجئے۔ حضرت شیخ ممدوح محقق دہلوی قدس سرہٗ القوی اسی رسالہ رعایۃ الانصاف میں فرماتے ہیں:

''از واضح واضحات واجلی بدیہیات است کہ طریق قدیم و منہج مستقیم اعتقاداً و عملاً طریقۂ سلف صالح است کہ موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ است و ہرچہ نہ موافق کتاب و سنت باشد باطل و از حلیہ قبول عاطل است و از بعضے مشائخ از ارباب احوال نیز ہر کہ بجہت طفح و سکر و غلبۂ حال نہ بریں منوال مقام آوردہ محل اقتداء و مستحق اتباع نیست فالحق احق ان یتبع و ماذا بعد الحق الا الضلال -اھ''(۱)

اسی میں قواعد الطریقہ سیدی احمد زروق سے ہے:

''مبنی العلم علی البحث و التحقیق و مبنی الحال علی التسلیم و التصدیق فاذا تکلم العارف من حیث العلم نظر فی قولہ باصلہ من الکتاب و السنة و آثار السلف لان العلم معتبر باصلہ و اذا تکلم من حیث الحال سلم لہ ذوقہ اذ لا یوصل الیہ الا بمثلہ فھو معتبر بوجدانہ فی العلم بہ مستند لامانة صاحبہ ثم لا یقتدی بہ لعدم عموم حکمہ الا فی حق مثلہ''(۲)

نیز اسی میں انہی ممدوح مذکور سے وہ منقول جو مذکور بالا سے سخت تر ہے،

چنانچہ فرماتے ہیں:

''یعتبر الفرع باصلہ و قاعدتہ فان وافق قبل و الا رد علی مدعیہ او اول علیہ او سلم لہ کملت مرتبة علما و دیانة ثم ھو غیر قادح فی الاصل لان فساد الفاسد الیہ یعود و لا یقدح فی صلاح الصالح شیئا فغلاة المتصوفة کاھل الاھواء من الاصولیین و کالمطعون علیھم من المتفقھین یرد قولھم و یجتنب فعلھم و لا یترک المذھب الحق الثابت بنسبتھم

(۱) رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار:از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۸۳، مطبع مجتبائی دھلی

(۲) رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیةمن ارباب الحال، برھامش اخبار الاخیار:از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۸۵، مطبع مجتبائی دھلی

لہ و ظہور ھم فیہ'' (۱)

وحدۃ الوجود میں جو سخن مجمل سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز سے نقل ہوئے وہی قول فیصل ہے اور تفصیل اس کی سخت مبہم وموہوم ومشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ صوفیہ خود اسے ہر کس وناکس سے بیان نہیں کرتے، اور اس کی اشاعت سے منع فرماتے ہیں اور عوام تو عوام، علماء ظاہر بلکہ ان صوفیہ کو بھی (جنہوں نے راہ سلوک ہنوز طے نہ کیا ہو) اس کے فہم کا اہل نہیں سمجھتے، چنانچہ حاجی صوفی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ دریں جا تصدیق قلبی وتیقن وکف لسان واجب است چراکہ اسلام شرعی تعلق باخدا وباخلق دارد واسلام حقیقی محض تعلق باخدا دارد، آنجا تصدیق باقرار ضرور است، ایجا تصدیق باید، سوائے آں دراستدایں مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ از اصطلاح عرفاء جاری اند قوت درک آں نمی دارد چہ علماء بلکہ صوفیائیکہ ہنوز سلوک خود تمام خاکردہ باشند واز حکام نفس گزشتہ مرتبہ قلب فارسیدہ قصر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا افتادہ اند کما شھدنا ہم نعوذ باللہ'' (۲)

عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کے موہمات ومشکلات میں اسی غلو کا نتیجہ ہے اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا ثمرہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے، وہ صاف صاف، اتحاد خالق ومخلوق کے عقیدہ کو الحاد وزندقہ بتارہے ہیں۔

یہی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''بدانکہ درعبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد وغیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق است اندین عقیدہ کہ درعابد ومعبود وساجد ومسجود ہیچ گونہ فرق نمی ماند وایں غیر واقع است'' (۳)

(۱) رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقادالصوفیۃمن ارباب الحال برھامش اخبار الاخیار:از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۸۵، مطبع مجتبائی دھلی

(۲) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۱۹، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

(۳) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۲، مطبع دارالاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاحیہ ہے جو غیریت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی ہے اور اس کا مرجع و مآل وہی وحدت وجود و وحدت موجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات، ظلال و عکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث و فنا و تغیر و زوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم، باقی، حدوث و فنا سے منزہ تغیر و تبدیل سے مبرا، لہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد و زندقہ ہے بلکہ ان ظلال میں سے ایک کے مرتبہ کا دوسرے کے مرتبہ پر اطلاق بھی الحاد و زندقہ ہے۔

اسی رسالہ وحدۃ الوجود میں ہے:

''در عبد و رب عینیت و غیریت ہر دو ثابت و متحقق است آں بوجہے و ایں بوجہے اگرچہ در بادی النظر اجتماع ضدین محال می غاید'' (۱)

اسی میں ہے:

''کسانیکہ بجز خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ اند از نادانستن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است'' (۲)

''الروض المجود'' مصنفہ علامہ فضل حق خیر آبادی میں ہے:

''فاحکام التعینات بما هی تعینات لا تسری الی الحقیقة المطلقة بما هی هی ولا احکامها بما هی هی تسری الی التعینات ولا حکم تعین یسری الی تعین آخر فلا یجوز ان یسند الی الحقیقة الحقة المطلقة ما یستند الی التعینات من الامکان والبطلان والمذلة والهوان والخسار والافتقار والخساسة والنجاسة والجوهریة والعرضیة والکسافة والجسمیة واللذة والألم والحدوث والعدم والجزئیة والتألیف والعبودیة والتکلیف والتقوی والثواب والطغوی والعقاب الی غیر ذلک لان تلک الحقیقة الحقة واجبة فلا تبطل وعزیزة فلا تذل وکاملة فلا تخسر وغنیة فلا تفتقر، کما لا یجوز ان یسند الی التعین بما هو تعین ما یسند الی الحقیقة المطلقة بما هی هی من الاطلاق والوجوب والقدم والکمال والجمال والعزة والجلال والقهر والسلطان وکما لا یصح ان یسند الی

---

(۱) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

(۲) رسالہ وحدۃ الوجود از مجموعہ کلیات امدادیہ۔ امداد اللہ مکی، ص ۲۲۱، مطبع دار الاشاعت اردو بازار ایم، اے جناح روڈ، کراچی پاکستان

تعین مایستند الی تعین آخر ولکل من مراتب الاطلاق والتعین اسم یخص بہا واحکام مرتبة علیہا وآثار مستندة الیہا، فاطلاق اسم مرتبة الاطلاق علی مرتبة من مراتب التعین واطلاق اسم مرتبة من مراتب التعین علی مرتبة الاطلاق او مرتبة اخریٰ من مراتب التعین زندقة والحاد-ملتقطا"(۱)

بالجملہ: وجود واحد مطلق ہے اور عالم میں جو کچھ ہے وہ اسی کے تعینات واعتبارات ومظاہر ہیں اور وہ تمام اپنے ثبوت و بقا میں اسی وجود مطلق کے محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں، ان اللہ غنی عن العٰلمین وحدة الوجود حق وصادق ہے اور مراتب وجود میں فرق وامتیاز ایمان ہے اور خلط مراتب زندقہ و کفر مبین وخسران ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں:

وجود واحد در مراتب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر ظاہر است لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد، فرق در احکام مظاہر ضرور است مومن را حکم بہ نجات است وکافر را حکم بقتل واسر، وعلیٰ ہٰذا القیاس در جمیع صفات متضادہ چنانچہ گفتہ اند۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نہ کنی زندیقے (۲)

شاعر بے شعور کے اشعار ملاحظہ ہوئے اشعار مذکورہ ضرور حلول واتحاد وعینیت میں صریح ہیں اور اس کا حکم خود کلمات صوفیہ (کہ نقل ہوئے) سے ظاہر ہے اور وہ یہ کہ یہ اقوال کفریہ ہیں اور قائل ملحد و زندیق اور اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۲/ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

---

(۱) الروض المجود الفصل الاول ص ۱۸-۱۹، مطبع مفید الاسلام حیدر آباد دکن

(۲) فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۵۰، ۵۱ مکتوبات درباب توحید وجودی وشہودی، مطبع مجتبائی دہلی

مسئلہ-۷۶

لفظ میاں کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے لیے جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
میاں لفظ کیسا ہے؟ اللہ میاں بولنا یا لکھنا از روئے شریعت کیا حکم رکھتا ہے؟ معتبر کتب سے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ احسان وکرم ہوگا۔ فقط، والسلام!
المستفتی: ماسٹر محمد شوکت فہمی چمکا پارہ، پوسٹ کیمری ویل، رام گانگ پوری (بہار)

الجواب:

لفظ میاں چھوٹے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور بعض قوموں کو بھی میاں کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق ذات باری تعالی پر جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۷/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ لفظ میاں کے معنی شوہر کے آتے ہیں، اس لئے میاں بیوی کہتے ہیں اور ایک معنیٰ دیوث کے ہیں، یہ دونوں معنیٰ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے، اس لفظ کا اطلاق باری تعالیٰ کے لئے جائز نہیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۷۷ تا ۷۸

خدا کو ظالم کہنا جائز نہیں، قرآن کریم میں تضاد نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک ٹیچر ہیں جو میرے ساتھ پڑھاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قرآن مجید ایشور کا کلام نہیں ہوسکتا اور ستارتھ پرکاش (دیانند جی کی کتب) سے مندرجہ ذیل دو اعتراض دکھائے جن کا میں تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ ان کا صحیح جواب عنایت فرمادیں تاکہ میں ان کو مطمئن کرسکوں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا ترجمہ وحاشیہ بھی پڑھا، کوئی جواب اس سے بھی سمجھ میں نہیں آیا۔

(۱) قرآن مجید میں جگہ جگہ ہے کافروں کو سزائے جہنم ہے۔ دوسری جگہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کردی ہے، تو اس میں کافروں کا کیا قصور ہے؟ ایشور ظالم ٹھہرتا ہے؟

(۲) جنگ بدر کے قصہ میں دوسرے پارے میں ہے کہ ہر ایک گروہ کو دوسرے کی تعداد دوگنی دکھائی دی اور دسویں پارے میں ہے کہ ہر ایک کو دوسرے کی تعداد کم دکھائی دی، کیا ایسا متعارض کلام خدا کا ہو سکتا ہے، یہ بناوٹی کتاب ہے۔

المستفتی: احقر محمد عثمان کالاڈھونگی/ ۵ر نومبر ۱۹۶۱ء

الجواب:

(۱) یہ آپ کے ٹیچر صاحب کا خبط ہے کہ خدائے قدوس کو ظالم گردان رہے ہیں، خدا ظلم سے اور ہر عیب، ہر نقص سے پاک ہے، وہ سب کا مالک ہے اور سب اس کی ملک، تو اس کا ظالم ہونا ہرگز متصور نہیں کہ ظالم تو وہ ہوتا ہے جو دوسرے کی ملک میں بے اجازت مالکانہ تصرف کرے اور یہیں سے یہ سوال کہ وہ عذاب کیوں فرماتا ہے، منقطع، کہ جب وہ کل کا مالک ہے تو وہ جس طرح چاہے اپنی ملک میں تصرف فرمائے، اس پر اعتراض نہیں اور بندوں پر ان کی گمراہی و بے دینی کے سبب اعتراض ہے، اور بندے مجبوری محض کا عذر نہیں کر سکتے کہ ہر انسان خود اپنے اور پتھر کے درمیان فرق ظاہر محسوس کرتا ہے تو قطعاً یہ سمجھتا ہے کہ خدائے برتر نے مجھے ایک گونہ اختیار عطا فرمایا ہے جو پتھر وغیرہ مخلوقات کو نہ دیا اور اسی اختیار کو تمام حکامِ دنیا مجرم کی دنیوی سزا کا موجب جانتے ہیں حالانکہ تمام اہل ادیان یہ بھی مانتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور جو ہوگا سب ازل میں مقدر ہے اور اس کے خلاف نہیں ہوسکتا باجود اس کے کوئی شخص احکامِ دنیا میں کسی مجرم کو مجبور نہیں سمجھتا بلکہ سزا کا مستحق جانتا ہے تو وہی اختیار مدار کار ہے ولہٰذا نا سمجھ، بچے، پاگل جانور کو سزا نہیں دیتے۔ بلا تشبیہ اسی اختیار پر خدا نے جزا و سزا کو آخرت میں رکھا ہے اور جو خدا پر معترض ہے اس نے قضا کو بھی نہ جانا، خدا کے کلام کو کیا پہچانے گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) تعداد کا کم دکھائی دینا جنگ سے پہلے تھا تاکہ ایک دوسرے پر دونوں فریق جری ہوں اور تعداد کا زیادہ دکھائی دینا دورانِ جنگ تھا تو تعارض نہیں اور یہ بات خود آل عمران کی آیت کریمہ سے ظاہر ہے،

چنانچہ ارشاد ہے:

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (۱)

یعنی بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے، ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھا اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے، بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۱/رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

□□□

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(۱)

[متعلقہ]

نبوت ورسالت

(۱) النور:۶۳/کنز الایمان

متعلقہ نبوت ورسالت

مسئلہ-۷۹

دلیل عقلی قطعی سے جملہ انبیائے کرام کی عصمت ثابت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے اور میلاد بھی پڑھتا ہے نکاح بھی پڑھاتا ہے اور مقدمہ بھی لڑتا ہے اور برابر لڑ رہا ہے وعظ بھی بیان کرتا ہے بروز عید، عیدگاہ میں قبل نماز دوگانہ اپنی تقریر میں اس نے مجمع کے سامنے بیان کیا کہ اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے محبوب ہم نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے ایسے شخص کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط!

سید محمد ارشاد علی رضوی
پیش امام گردھرپور

الجواب:

فی الواقع اگر شخص مذکور نے یہ جملہ از خود کہا، کسی حدیث یا آیت کے ترجمہ میں جو اللہ ورسول سے حکایت کے طور پر ہو، نہ کہا تو وہ بہت سخت حکم کا مستوجب ہے۔ اسے احتیاطاً چاہیے کہ توبہ وتجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ اور اسلم واحوط ترجمہ آیت کریمہ **یغفر لک اللہ، الآیۃ** کا یہ ہے ''کہ تمہارے سبب سے اللہ بخش دے'' کمافی الترجمۃ الرضویۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۹ر شوال المکرم ۹۶ ۱۳ھ

مسئلہ-۸۰

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مجسم ہیں انہیں اپنے جیسا بشر ماننے والا بے ادب گستاخ بے دین ہے!

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کا عقیدہ ہے کہ حضور نور مجسم ہیں۔ نیز بشر سے خارج ہیں گو کہ قرآن کی شہادت پائی جاتی ہے تو حضور کو نور مجسم ماننا اور بشر سے خالی عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ کتب احادیث وقرآن پاک نیز فقہ کے حوالے سے مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں نوازش وکرم ہوگا۔

سید یونس صاحب، سکریٹری مدرسہ قرآنیہ ضلع دمکا بہار

الجواب:

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم ہیں قرآن نے انہیں نور فرمایا اور بیشک آپ بشر ہیں مگر ایسے کہ کوئی بشر ان جیسا نہیں جو ان کی بشریت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور جو انہیں اپنے جیسا بشر مانے وہ بے ادب گستاخ بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۱۵/ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۸۱

”یا محمد“ کہہ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا منع ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

نام نامی اسم گرامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ندا یعنی یا محمد کہنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے بریلی سے شائع ہونے والا رسالہ ”نوری کرن“ میں پڑھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو ندا کے

ساتھ پکارنا جائز نہیں؟ کہ پروردگار عالم نے قرآن شریف میں کہیں بھی حضور کو نام لے کر نہیں پکارا۔اس لئے یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارنا چاہیے (میرے پاس رسالہ موجود نہیں ہے ورنہ حوالہ بھی دیتا)۔

جبکہ امام بخاری ادب میں اور امام ابن نسائی ''عمل الیوم و اللیلة'' میں راوی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سوج گیا تو ان سے کہا گیا آپ کے نزدیک جو محبوب تر ہو اسے یاد فرمائیں بس انہوں نے حضور کو یاد فرمایا یا محمداہ کا نعرہ لگایا پاؤں اچھا ہو گیا۔(اصلاح بہشتی زیور ص:۲۲۰ تا ۲۲۲)

برائے کرم صحیح مسئلہ سے واقف کرانے کے مہربانی کریں۔

الجواب:

صحیح یہی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام نامی سے پکارنا منع ہے قرآن عظیم فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ۔(۱)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پکارنا ایسا نہ بنا دو جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

صحابۂ کرام سے مروی ہوا کہ ہم یا محمد کہتے تھے یہ آیت اتری تو ہم یارسول اللہ کہنے لگے اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ روایت میں جہاں یا محمد وارد ہے وہاں یارسول اللہ کہا جائے یہی بہتر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

زیر آیت کریمہ مذکورہ صاوی میں ہے:

أی نداءه بمعنی لا تنادوه باسمه فتقولوا یا محمد ولا بکنیته فتقولوا یا أبا القاسم بل نادوه و خاطبوه بالتعظیم والتکریم والتوقیر بأن تقولوا یا رسول اللہ یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین۔یا خاتم النبیین و غیر ذلک و استفید من الآیة أنه لا یجوز نداء النبی بغیر ما یفید التعظیم لا فی حیاته ولا بعد وفاته فبهذا یعلم أن من استخف بجنابه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فهو کافر ملعون فی الدنیا والآخرة(۲)

کتبہ فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

---

(۱) سورۃ النور: ۶۳

(۲) حاشیۃ الصاوی، ج ۳، ص ۵۴، تحت سورۂ نور، مطبع دار الکتب العلمیہ، بیروت

مسئلہ-۸۲

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یہی حق وصحیح ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ھذا میں کہ:

زید کہتا ہے کہ ولی کو نبی پر فضیلت قرآن عظیم سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت حاصل ہے جبکہ زید حضرت خضر کو ولی حضرت موسیٰ کو نبی مانتا ہے بکر کہتا ہے کہ ولی کو نبی پر ہرگز فضیلت حاصل نہیں ''فتاویٰ رضویہ'' جلد ششم میں ہے غیر نبی را بر نبی تفضیل کفر است الخ اسی طرح بہار شریعت میں ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ولی کو نبی پر فضیلت دینے والا زید عند الشرع کیسا ہے؟ اور اس کے لیے کیا حکم ہے تجدید ایمان وتجدید نکاح اور توبہ اس پر واجب ہوئی یا نہیں؟ واضح ہو کہ زید کو بکر نے اعلیحضرت قدس سرہ کی عبارت جلد ششم فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۱ پر بھی دکھایا لیکن زید اس کے ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ علماء کی تصریح کے بعد ہی جو حکم عائد ہوگا اسپر عمل کروں گا۔

المستفتی: محمد حبیب الرحمٰن حبیبی، ۵۵ ر فیل خانہ اشالین ہاوڑہ بنگال

الجواب:

حق وصحیح اور محققین کے نزدیک معتمد ومرجح یہی ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام نبی ہیں زید پر اسی مذہب کی پیروی اور اسی پر اعتماد لازم اور قول مرجوح کو اختیار کرنا ناجائز۔ درمختار میں ہے:

''الفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع''(۱)

اور اس مرجوح قول سے نبی پر ولی کی فضیلت کی بنا رکھنا بناء فساد علی الفاسد ہے اور عقیدۂ ضروریہ دینیہ جو تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کا انکار ہے جو لوگ خضر علیہ السلام کو ولی کہتے ہیں وہ بھی اس کے قائل نہیں کہ غیر نبی نبی سے افضل ہے بلکہ فضیلت کلیہ انبیا کے لئے مانتے ہیں اور فضیلت جزئیہ اس کی منافی اور مزاحم نہیں زید پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان وغیرہ بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۸ ر صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

---

(۱) الدر المختار، ج ۱، ص ۱۷۷، ۱۷۶، المقدمہ، دار الکتب العلمیة، بیروت

صح الجواب!

قال الامام فخر الملة والدین رحمه الله تعالیٰ فی تفسیره "یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لاتتوقف نبوته علیها" (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۸۳

صرف انبیاء شہید کیے گئے، رسل نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

یہاں پر ایک جماعت کہتی ہے کہ انبیا اور رسل دونوں شہید ہوئے ہیں اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ صرف انبیا شہید ہوئے ہیں حق پر کون ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا، فقط!

المستفتی: محمد رفیق عالم رضوی، خطیب مسجد کوٹھی محلہ ہبلی

الجواب:

دوسری جماعت کا قول صحیح ہے قال تعالیٰ:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ط۔ (۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادیا کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

ظاہر ہے آیت کریمہ حجت اور شمشیر دونوں سے غلبہ کو شامل ہے اور رسولوں کا مقتول ہونا اس ظاہر کے منافی ہے اور جب تک ظاہر کو مراد لینا متعذر نہ ہو ظاہر کو مراد لیں گے اور بلا دلیل قوی ظاہر سے عدول جائز نہیں اور یہاں بات یہی ہے کہ ظاہر سے عدول کی کوئی دلیل صادق نہیں۔

رہی یہ بات کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا: {أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

---

(۱) التفسیر الکبیر ج۔ ۲۲، ۲۱، ص ۱۲۷، تحت سورۃ الکہف، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) سورۃ المجادلۃ: ۲۱

أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقاً كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقاً تَقْتُلُونَ} یعنی، تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں۔ تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔(۱) **تو اس کا جواب یہ ہے** کہ یہاں اس آیت کریمہ میں رسول سے مراد اس کا وہ معنی ہے جو انبیاء کو بھی شامل ہے اسی لئے سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں ترجمہ میں (انبیاء) کا اضافہ فرمایا اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ مؤخر الذکر کا مخاطب یہودی ہیں اور یہودی حضرت موسیٰ کے زمانے سے ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جو انبیاء آئے وہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ وعلیہم السلام کے سوا سب کے سب صاحب شریعت جدیدہ نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عامل تھے چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَ قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ۔(۲)

یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد رسولوں کو اس کا تابع کیا۔

''صاوی'' میں ہے:

''بأن مراد التبع فی العمل بالتوراۃ فکل الانبیاء الذین بین موسیٰ و عیسیٰ یعملون بالتوراۃ بوَحِیَ من اللہ لا تقلید الموسیٰ''(۳)

''خازن'' میں اس کے تحت ہے:

''یعنی رسولا بعد رسول و کانت الرسل بعد موسیٰ الی زمن عیسیٰ علیھم السلام متواترۃ یظھر بعضھم فی أثر بعض و الشریعۃ واحدۃ-الخ''(۴)

خلاصہ دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک انبیائے کرام پے درپے آئے ایک کے بعد دوسرے تشریف لاتے رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے تک سب کی شریعت ایک تھی تو وہ حضرات صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوئے اور

(۱) سورۃ البقرۃ: ۸۷/ترجمہ کنز الایمان

(۲) سورۃ البقرۃ: ۸۷

(۳) حاشیۃ الصاوی جلد اول ص ۵۹، تحت سورۃ البقرۃ، أیۃ ۸۷، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۴) تفسیر الخازن، ج ۱، ص ۵۹، تحت سورۃ البقرۃ أیۃ ۸۷، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت

جس کی طرف وحی آئے اور وہ صاحب شرع جدید نہ ہو بلکہ اگلے نبی کی شریعت کا تابع ہو وہ نبی ہے رسول نہیں اسی لئے صاوی میں ''فکل الأنبیاء-الخ'' فرما کر رسل سے انبیاء مراد ہونا ظاہر فرما دیا اور اسی لئے علامہ امام خازن نے دوسری جگہ سورۂ آل عمران کی آیت {قُلْ قَدْ جَآءَ کُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِی-الآیۃ}(۱) کے تحت ''فلم قتلتموھم'' میں ضمیر کا مرجع انبیاء بتا کر صاف صریح فرما دی کہ حقیقۃً قتل انبیاء علیہم السلام واقع ہوا:

''عنی فلم قتلتم الانبیاء الذین أوتوا بنا طلبتم منھم مثل زکریا و یحییٰ و سائر من قتلوا من الأنبیاء''(۲)

نیز اسی خازن میں ہے:

''یروی أن الیھود قتلت سبعین نبیا فی اول النھار قامت الی سوق بقلھا فی آخرہ وقتلوا زکریا ویحییٰ وشعیا وغیرھم من الأنبیاء''(۳)

یہاں سے صاف ظاہر کہ حقیقۃً قتل کا معاملہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوا اور وہی قتل سے شہید ہوئے رہا اگر قتل سے مباشرت اسباب وجد وجہد وعزم قتل مراد ہو تو آیت عام ہے مگر بالفعل قتل، انبیاء علیہم السلام پر واقع ہوا اور اس امر کا سب سے بڑا شاہد قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ-الآیۃ(۴)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴؍جمادی الآخرہ ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۸۳

(۲) تفسیر الخازن، ج ۱، ص ۳۲۸، تحت سورۃ آل عمران آیۃ ۱۸۳، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) تفسیر الخازن، ج ۱، ص ۵۰، تحت سورۃ البقرۃ آیۃ ۶۱، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۴) سورۃ آل عمران: ۲۱

مسئلہ-۸۴

اللہ کے رسول پر صلوٰۃ وسلام عین ذکر الٰہی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دور حاضر میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ بعد نماز جمعہ مسجد میں یا وعظ کے بعد یا میلاد شریف کے موقع پر یا قرآن خوانی کے بعد صلاۃ وسلام حالت قیام میں پیش کرتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ودرست ہے؟ یہ حکم درود وسلام حضور ہی کے زمانہ میں نازل ہوا تھا تو کیا صحابۂ کرام نے آپ کے زمانۂ حاضر میں کیا؟ حالت قیام میں سلام پیش کیا؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد اس عمل کو اپنایا، جو عمل آج کل ہورہا ہے؟ کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو اپنایا؟ اگر ہے تو مدلل ثبوت وحوالہ جات کے ساتھ تحریر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیے گا عین نوازش ہوگی۔ اور ثبوت کے پیش کرنے کے بعد ان حضرات کا سلام پڑھنے کا طریقۂ کار کیسا تھا اور ہم مسلمانوں کو کس طرح سلام بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنا ہے درج فرمائیں۔

المستفتی: سید عباس، کرناٹک

الجواب:

بلاشبہ جائز ومستحسن ہے کہ اللہ کے رسول پر صلاۃ وسلام عین ذکر الٰہی ہے۔

حدیث میں ہے: ''جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک ذکرنی''(۱)

یعنی میں نے تیری یاد کو اپنی یاد کیا تو جس نے تجھے یاد کیا اس نے مجھے یاد کیا۔

اور ذکر کے لئے یوں ہمیں اختیار دیا کہ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ

اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر(۲)

---

(۱) کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الاول فیما جاء من ذالک مجیٔ المدح، ج۱، ص۲۴، المکتبۃ العصریۃ بیروت

(۲) سورۃ النساء: ۱۰۳

تو بحالت قیام صلاۃ وسلام عین حکم الٰہی کی تعمیل ہے اور صلاۃ وسلام کے لیے شرع میں کوئی وقت مخصوص نہیں تو بعد نماز یا بعد وعظ یا کسی وقت میں ممانعت کا دعویٰ نئی شریعت گڑھنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷ رمضان المبارک

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۸۵ تا ۸۶

صلوٰۃ وسلام سے ممانعت اللہ ورسول کی مخالفت ہے!

گرامی قدر حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں:

(۱) آج کل آئے دن معترضین ان باتوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ کیا دور صحابہ یا غوث و خواجہ ودیگر مشہور ومعروف اولیائے کرام نے کبھی کسی وقت بحالت قیام بعد نماز جمعہ یا دیگر وعظ وغیرہ اوقات پر صلوٰۃ وسلام پڑھا؟ یا پڑھنے کا حکم فرمایا؟ جبکہ صحابۂ کرام کا عشق عام مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ تھا گویا اس طرح صلاۃ وسلام پڑھنے والوں کو روکا جاتا ہے لہٰذا دور صحابہ یا دور غوث وخواجہ وائمہ مجتہدین میں اس کا ثبوت ہو تو مع حوالہ کے ہماری اصلاح فرمائیں۔

(۲) قبل اذان آج بعض مقامات پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وصلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے بعد درود اذان پڑھی جاتی ہے گویا پنج وقتہ یہی ہوتا ہے معترضین اس کو اذان میں اضافہ اور بدعت قرار دیتے ہیں اور اس کے لیے بھی وہی اعتراض کہ زمانۂ صحابہ وائمہ مجتہدین میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو پھر یہ زیادتی کیوں؟ اور کچھ مقامات پر فرض نماز سے امام کے سلام پھیرتے ہی سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا تین مرتبہ نذرانہ پیش کیا جاتا ہے بعدہ امام دعا کرتا ہے۔ بعد نماز جنازہ فاتحہ کا اور بعد نماز پنج وقتہ کے دعائے ثانی یا فاتحہ کا، زمانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت چاہیئے گویا اس طرح درج بالا

باتوں کا حوالہ قرآن وحدیث و دور صحابہ و ائمہ مجتہدین سے تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرما کر راہ راست پر گامزن فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: محمد ابراھیم کیراف محمد آدم جی جاماٹا روڈ چھتر پر بودھاس اندھیری ممبئی

الجواب:

(۱،۲) اللہ عزوجل نے صلاۃ وسلام کا حکم مطلق دیا ہے قال تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔(۱)

آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاۃ وسلام کے لیے کوئی وقت مخصوص نہ فرمایا تو جس وقت میں صلاۃ وسلام پڑھا جائے حکم خداوندی کے عین مطابق ہوگا۔اور اس سے ممانعت اللہ عزوجل اور رسول اللہ علیہ السلام سے مخالفت ہے قال تعالیٰ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى -الآیۃ(۲)

اور کسی شئ کی حرمت کا یہ معیار ٹھہرانا کہ دور صحابہ وغیرہم میں نہ ہوا، غلط و باطل ہے کہ شرعاً حرام وہ ہے جسے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممنوع فرمایا ہو اور جسے اللہ تعالیٰ و رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے ممنوع نہ فرمایا اسے حرام بتانا خود حرام ہے پھر اس معیار مزعوم سے یہ لازم آتا ہے کہ صحابہ وغیرہم کے زمانہ میں جتنی بھی بدعات ومنکرات ہوئی ہوں وہ سب جائز ٹھہریں اور اس امر کا علم کیونکر ہوا کہ صحابہ وغیرہ کے دور میں صلاۃ وسلام قبل اذان و بعد نماز نہیں ہوتا تھا اور جب صراحۃً اس کی نفی معلوم نہیں تو محض رجماً بالغیب یہ کہہ دینا کہ صحابہ وغیرہم کے زمانہ میں یہ کام نہ تھا محض اٹکل سے حکم لگانا ہے۔ بالجملہ یہ معیار مزعوم نا قابل عمل ہے اور صلاۃ وسلام مطلقا جائز و مستحسن ہے اور اس سے ممانعت

(۱) سورۃ الاحزاب: ۵۶/ کنز الایمان

(۲) سورۃ النساء: ۱۱۵

وہابیہ کا کام ہے اور دعا وفاتحہ بعد نماز جنازہ بھی جائز وخوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۸۷

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت تمام اگلی شریعتوں کی ناسخ اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے - پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

اس شعر پر جناب سے عرض ہے کہ ہمارے نبی کے آنے سے پہلے نہ جانے کتنے تارے یا نبی دنیا میں آئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے۔ مذکورہ بالا شعر کو تو ہم لوگوں نے اپنے قلم سے لکھ کر چھپوایا ہے۔ لہٰذا آپ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ کیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دریا یا تالاب پر لے جایا گیا تھا؟ کہ حضور کو پانی میں ڈوبے نہ ڈوبا سے تعبیر کیا۔ ہماری بستی میں کچھ کم علم ہیں جو یہ شعر پڑھا کرتے ہیں میں نے ان سے بار بار کہا کہ اسے نہ پڑھا کریں اس لئے کہ اس شعر میں جو "ڈوبنے" کا لفظ ہے اس سے سرکار ابد قرار علیہ السلام کی شان میں توہین ہوتی ہے۔ ہاں اگر اسے یوں پڑھیں ؎

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ چھپے نہ چھپا ہمارا نبی

حضور سے دریافت ہے کہ آپ اس کا حل فرمائیں کیا اس شعر کا پڑھنا درست ہے؟ یا نہیں؟ آپ کی بے حد مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد شفیع آزاد، سلطان پارک، لاہور، پاکستان

الجواب:

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر بالکل درست وخوب اور بے غبار ہے اس میں سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کی تعریف وتوصیف ہے اور مطلب یہ ہے کہ اور انبیائے کرام کی شریعت، ان

کی قوم اور ان کے زمانے کے لئے تھی اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت تمام اگلی شریعتوں کی ناسخ اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور آپ کی رسالت اگلے پچھلے ہر زمانے کے لئے عام ہے اور قیامت تک آپ رسول ہیں۔ اس میں توہین کا شائبہ بھی نہیں اور ڈوبنے کا محاورہ صرف دریا میں ڈوبنے کے لئے نہیں بولتے چاند سورج کے غروب کو بھی ڈوبنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں توہین سمجھنا اور فساد برپا کرنا سخت بے عقلی ہے۔ واللہ الھادی وھوتعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۴/ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ-۸۸

نعت شریف میں ''یا محمد'' لکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

کیا نعت شریف میں یا محمد لکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مثال کے طور پر یہ مطلع دیکھئے ؎

مِرے لب پہ یا محمد یہی بات دائمی ہے - مِری عاشقی میں کیونکر دیدار کی کمی ہے

المستفتی: شمیم شجری، ہرمالہ روڈ اشوک نگر، رتلام

الجواب:

صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرد نام سے پکارنا ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا - الآیۃ(۱)

یعنی اس رسول (علیہ الصلاۃ والسلام) کا پکارنا اس طور پر نہ ٹھہراؤ جیسے آپس میں تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اور سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا دیدار بڑی سعادت ہے جو محض سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کا کرم ہے اتباع شریعت اور سرکار سے محبت اور ان کی سنت پر عمل اور اپنے آپ کو اور اپنے عمل کو

(۱) سورۃ النور: ۶۳

سچ جاننا یہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے قرب کے اسباب ہیں۔ شعر میں خودستائی ہے جو مذموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

مسئلہ-۸۹ تا ۹۰

انبیا جملہ کبائر وصغائر کے ارتکاب وارادہ سے معصوم ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجۂ مطہرہ ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس روایت کے بارے میں:

(۱) زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا ناجائز کام کے لئے تو یوسف علیہ السلام بولے میں ڈرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن زنا کاروں میں مجھے نہ شامل کرے حالانکہ میں پیغمبرزادہ ہوں یہ فعل بد مجھ سے نہ ہوسکے گا خدا نہ کرے جو ایسے فعل میں گرفتار ہوجاؤں اور خدا کو تو منہ دکھانا ہے قیامت میں زلیخا بولی اے یوسف ذرا مجھ پر نظر کرم کر آ تجھے گودی میں لوں اور چھاتی سے لگاؤں ماہرو کا کل زلف کو میرے ساتھ ملا حضرت نے کہا مصور کی طرف دیکھ یہ بال خاک میں ملیں گے پھر بولی کیوں مجھ کو ستاتا ہے آرام جان دے۔ آپ نے کہا مجھ کو دو بات کا غم ہے ایک تو خدا کا دوسرا عزیز کا اس نے مجھے آرام سے رکھا ہے۔ زلیخا بولی تو میرے شوہر سے مت ڈر میں اس کو زہر قاتل کھلا کر مار ڈالوں گی سارے گھر کی سلطنت اس کی تم کو دوں گی اور تو کہتا ہے کہ خدا تیرا کریم ہے وہ تو ہمیشہ گنہگاروں پر رحیم ہے اور کچھ گنج وخزینہ میرا ہے سارا تیرے خدا کے نام پر صدقہ کر دوں گی تب تیرا خدا خوش ہو کے گناہ بخشے گا حضرت نے فرمایا اے زلیخا خدا میرا رشوت نہیں لیتا جو تو کہتی ہے تمام کام خرافات ہے زلیخا کہتی تھی اور روتی تھی بیتابی کے ساتھ یوسف انکار کرتے تھے بس کہتے کہتے یوسف آخر کو ڈھل گئے کچھ نیم راضی ہوئے اور کچھ اندیشہ کرنے لگے یہاں کچھ اعتراض ہے یوسف پیغمبر تھے کیونکر اس فعل قبیح پر قصد کیا۔ جواب اس کا بعض علما نے دیا کہ یوسف اس وقت پیغمبر نہیں تھے اور شباب میں قصد فعل قبیح کا کرنا مقتضائے شریعت سے بعید نہیں اور دوسرے میں ہے کہ فعل نہیں کیا ہو اس میں اندیشہ کرنا مواخذہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ شاید یوسف اس

لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا تو میں اس سے نکاح کر لیتا مفسروں نے تفسیر میں لکھا ہے کہ یوسف نے جب زلیخا کو مضطرب حال دیکھا کہ جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپ نے ارادہ کیا کہ زلیخا سے رہائی پاؤں اور بعض نے کہا ہے کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفتم خانے کے دروازے بند کر دیئے اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا رہائی نہ دیکھی تب اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رضا دی اور ازار بند میں اپنے سات سات گرہ دے رکھی تھی اس کے کھولنے میں تاخیر ہوئی اور اللہ کی طرف نظر کرتے تھے اتنے میں زلیخا نے خوش و محظوظ ہو کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور متقاضی مباشرت کی ہوئی پس یوسف کے ازار بند کی ایک گرہ کھولنے میں دوسری گرہ لگ جاتی اور دھیان یوسف کا خدا پر تھا ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف مت جا اس کے ساتھ ورنہ مٹایا جائے گا نام تیرا دفتروں سے انبیاء کے۔

چنانچہ حدیث قدسی ہے:

"یایوسف لو وافقت الخطیئة یمحو اللہ اسمک من دیوان الانبیاء"

اے یوسف اگر موافقت کی تو نے گناہ کی مٹائیگا اللہ نام تیرا انبیاؤں سے۔

تب یوسف یہ سنتے ہی دروازے کی طرف دوڑے۔ ترجمہ قصص الانبیاء علامہ دہر جناب مولانا مولوی غلام نبی ابن عنایت اللہ۔ عرض کرنے کا خاص مقصد ہے کہ اس قسم کے الفاظ انبیاء کرام کی شان کے لئے استعمال کرنا اور ایسی روایت والی کتاب کا پڑھنا اور سامعین کو سنانا شرعا جائز ہے یا ناجائز اور اگر ناجائز ہے تو سنانے والوں کے لئے اور جو سناتے ہیں ان لوگوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

(۲) عجائب القصص میں لکھا ہوا ہے کہ بلقیس کی شادی حضرت سلیمان علیہ السلام سے نہ ہوئی دوسرے کے ساتھ ہوئی یہ عبارت صحیح ہے یا غلط ایسی کتاب پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط!

المستفتی: محمد طاہر، بریلی شریف

الجواب:

(۱) اس روایت میں بہت باتیں شان انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہیں عقیدۂ ضروریہ دینیہ ہے کہ

انبیاء جملہ کبائر وصغائر کے ارتکاب اور ارادہ سے معصوم ہیں اور صدقہ کو اس روایت میں رشوت سے تعبیر کیا ہے یہ بھی نادرست ہے اور اس روایت کو بیان کرنا ناجائز وگناہ ہے اور اس میں جو باتیں انبیاء کی شان کے خلاف ہیں ان کا اعتقاد کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح یہی ہے کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ ہیں عجائب القصص کتاب سے میں واقف نہیں ہوں معتمد علمائے اہل سنت کی کتب دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۹۱ تا ۹۴

انبیاء اولیا کو سجدۂ تحیت کیسا؟ اپنے پیر یا استاذ کی پشت یا پیشانی پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟ مجوزین سجدۂ تحیت کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم قلمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ سجدۂ تحیت حرام ہے لیکن عندالتحقیق اس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشۂ کفر ہو۔

"کیف و قد قال بہ سلطان الاولیاء نظام الحق و الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و استدل بہ بانہ کان واجبا بالامر ثم نسخ الوجوب فیبقی الندب"

نیز فوائد الفواد کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین محبوب اولیا قدس سرہ تحیت کے جواز کے قائل تھے۔ نیز اسی محقق موصوف نے اپنی کتاب مشہور مدارج النبوۃ جلد اول کے فصل در سجدۂ شکر میں تحریر فرمایا ہے کہ: "یک قسم دیگر است کہ آں را سجدۂ تحیت گویند و در بعضے روایات فقہیہ رخصتے دراں واقع شدہ مختار کراہت و حرمت است"۔

اس عبارت سے نیز ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سجدۂ تحیت مابین الفقہا مختلف فیہ ہے۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں:

''بعضے از فقہا ہر چند سجدۂ تحیت سلاطین تجویز نمودہ اند اما لائق حال سلاطین عظام آں است کہ دریں امر بحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ تواضع نمایند۔ وایں نہایت تذلیل را بغیر او تعالیٰ تجویز نکنند۔ حضرت سبحانہ وتعالیٰ عالمے را مسخر ایشاں گردانیدہ است ومحتاج ایشاں ساختہ، شکر ایں نعمت عظمی بجا آوردہ تواضع چنیں را کہ مبنی از کمال عجز وانکسار است بجناب قدس او تعالیٰ مسلم دارند ودریں امر با او شرکت نجویند، ہر چند جمع (از فقہا) تجویز ایں معنی نمایند اما حق تواضع ایشاں باید کہ تجویز معنی نکنند

[مکتوبات ج ۲ ص ۳۳۵۔ مکتوب ص ۹۲]

نیز مشکوۃ ص ۹۶ ۳/ پر حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

پس ان تمام عبارتوں کے پیش نظر مفصل طور پر لکھا جائے۔

(۱) کہ زید سجدۂ تحیت کو حرام سمجھتا ہے لیکن اس کے باوجود مجوزین سجدۂ تحیۃ سے میل ملاپ رکھتا ہے ان سے بائیکاٹ اور قطع سلام وکلام نہیں کرتا آیا شرعا زید کا یہ فعل قبیح ہے یا نہیں۔ اگر قبیح ہے تو حضرت نظام الدین اولیاء وبعضے فقہاء (جن کی عبارتوں سے جواز ثابت ہو رہا ہے) کو محترم وقابل عظمت جاننا اور ان کے مزارات پر جانا اور ان کے ماننے والوں کو قابل عزت جاننا اور ان سے سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز حدیث پاک کے پیش نظر کوئی شخص اپنے پیر یا استاد کی پشت یا پیشانی پر سجدہ کرے تو اس کا یہ فعل جائز ہوگا یا ناجائز؟ نیز یہ حدیث حضرت ابوخزیمہ کے لئے مخصوص ہے یا غیر مخصوص جو بھی حکم دیں، نہایت واضح اور تحقیقی جواب دلائل کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

(۳) جب سجدۂ تحیت مابین الفقہاء مختلف فیہ ہے تو کیا ایسی صورت میں مجوزین سجدہ تحیت کو تارکین صلوٰۃ وصوم کی طرح لعن وطعن کرنا اور قابل نفرت وملامت سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) زید مروجہ قوالی کو حرام سمجھتا ہے اس کے باوجود قوالی سننے والوں سے میل ومحبت رکھتا ہے سلام وکلام کرتا ہے شادی وبیاہ کرتا ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور بھی افعال محمودہ انجام دیتا ہے۔ آیا

زید کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتیان: بدر الدین، مسیح اللہ، قمر الدین، بجرڈیہہ محلہ انبہ، بنارس

الجواب:

(۱) سائل نے جس قدر عبارتیں سوال میں نقل کیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ انبیاء و اولیاء کو سجدۂ تحیت ناجائز و حرام ہے اور یہ کہ یہی صحیح و مختار ہے اور اس کا خلاف خطا ہے اور مفتی پر لازم ہے کہ وہ اسی قول پر فتویٰ دے جو صحیح و معتمد ہو اور اسی پر عمل کرے۔ درمختار میں ہے:

"امانحن فعلینا اتباع مارجحوہ وماصححوہ کمالو افتونا فی حیاتھم" (۱)

جسے ائمہ مذہب نے صحیح و راجح بتایا اسی طرح وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوی دیتے تو ہم پر ان کی پیروی لازم ہوتی۔ اس سے صاف ظاہر کہ مذہب معتمد کی تسلیم اور اس پر کاربند ہونے کے سوا ہمیں کوئی چارۂ کار نہیں۔ اور اس کے معارضہ کا اپنی رائے یا کسی دلیل سے ہمیں حق نہیں پہنچتا۔ فاضل مصری سیدی احمد طحطاوی اس کے تحت حاشیہ میں فرماتے ہیں:

"وھذا اشارۃ الی التسلیم وعدم المعارضۃ باستظھار او بدلیل آخر" (۲)

اسی میں ہے:

"الفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع" (۳)

یعنی مذہب مرجوح پر فتویٰ دینا جہل اور اجماع کی مخالفت ہے اس پر طحطاوی میں ہے:

"قولہ (جھل) ای من القاضی والمفتی بما نصوا علیہ من ان ذالک لا یعمل بہ قولہ (وخرق للاجماع) فھو باطل وحرام" (۴)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر کہ قول مرجوح پر فتویٰ دینا باطل و ناجائز و حرام اور خود سائل کی

---

(۱) الدر المختار، ج ۱، ص ۸۱-۱۸۰، المقدمۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱، ص ۵۲، المقدمۃ مطبع دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت

(۳) الدر المختار، ج ۱، ص ۱۷۷، ۱۷۶، المقدمہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۴) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱، ص ۵۰، المقدمۃ مطبع دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت

منقولہ عبارتوں سے سجدۂ تحیت کا جواز مرجوح وناصواب ہونا ظاہر، تو مذہب صحیح ومعتمد سے صرف نظر کر کے سجدۂ تحیت کے جواز کا فتویٰ دینا حرام اور اس کا مرتکب فاسق۔ اور فاسق سے میل جول بے مصلحت شرعیہ خود فسق وحرام۔ قال تعالیٰ:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔(۱)

تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلهم ممتنع"(۲)

اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہاء پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطاءً ایسا ہو گیا نہ کہ انہوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا لہٰذا ان کے مزارات پر عقیدت سے جانے اور ان کے احترام میں مضایقہ نہیں اور ان کے وہ معتقدین جو اس مسئلہ میں بعد وضوح حق ان کے ہمخیال نہیں ان سے میل جول میں بھی حرج نہیں ہاں جو دانستہ ناحق پر مصر ہوں ضرور مستحق ترک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حکم اقدس سے صرف ابو خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی۔ "عن ابن خزیمة ابن ثابت عن عمه ابی خزیمة انه رأی فیمایری النائم انه سجد علی جبهة النبی صلی اللہ علیه وسلم فاخبره فاضطجع له وقال صدق رؤیاک فسجد علی جبهته، رواه فی شرح السنة"(۳)

اور یہ خود اسی حدیث سے ظاہر ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حکم عام نہ تھا جیسا کہ ظاہر ہے بلکہ وہ ایک واقعہ معینہ ہے تو اسکا اس سے تمسک جائز نہیں۔

علماء بالاتفاق فرماتے ہیں: "واقعة عین لاعموم لها"(۴)

---

(۱) سورۃ الانعام: ۶۸

(۲) تفسیرات احمدیه، ص ۲۵۵، مطبع رحیمیه

(۳) مشکوۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی ص ۳۹۶ مطبع مجلس برکات

(۴) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۶، ص ۳۶۰ کتاب الجمعة مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

لہٰذا اب کسی کو کسی حیلہ سے اجازت نہیں کہ اپنے پیر کی پیشانی یا پشت پر سجدہ کرے، کہ شرعاسد ذرائع ودفع مفاسد، جلب مصالح پر مقدم ہے، اشباہ ونظائر میں ہے:

''درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح'' (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مجوزین سجدۂ تحیت کا حکم گزرا اور لعنت کسی عالم پر جائز نہیں۔ البتہ ان کے فعل کی تقبیح میں حرج نہیں بلکہ علماء پر لازم ہے اور عوام کو ان کے اس مسئلہ سے احتراز لازم ہے اور علماء کی تفضیح و تشنیع سے احتیاط ضرور کہ علماء ہادی ورہنما ہیں اور عوام راہ رو تو انہیں علماء کی، احکام شرع میں اطاعت لازم اور ان کے قول وفعل ظاہر أخلاف شرع ہوں تو احتراز کا حکم ہے مگران پر زبان طعن دراز کرنے کی اجازت نہیں۔

حدیث میں ہے: ''اتقوا زلة العالم و انتظر وا فيئته'' (۲)

عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار کرو۔

اس کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

''احذروا متابعته عليها و الاقتداء به فيها ولكن مع ذلك احملوه على احسن المحامل و ابتغوا له عذراً ما وجدتم لذلك سبيلا'' (۳)۔ یعنی عالم کی لغزش میں ان کی پیروی کرنے سے بچو لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھ اچھا گمان کرو اور جہاں تک اس کے لئے گنجائش پاؤ اس کے لئے عذر جوئی کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) زید کو ان سے میل جول حلال نہیں اور ان کی اقتدا سے احتراز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ/ ۱۷ ارشوال ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

بہاء المصطفیٰ قادری، دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

---

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی، ج ۱، ص ۲۶۴، القاعدۃ الخامسہ، مکتبہ زکریا بکڈپو سہارنپور

(۲) فيض القدير شرح الجامع الصغير، باب حرف الهمزہ ج ۱، ص ۱۸۲، مطبع دار الكتب العلمية بيروت / كنز العمال، كتاب العلم الباب الاول فی الترغیب فيه، حديث نمبر ۲۸۶۷۸، ص ۵۹، مطبع دار الكتب العلمية بيروت

(۳) فيض القدير شرح جامع صغير، ج ۱، ص ۱۸۲، مطبع دار الكتب العلمية بيروت

مسئلہ-۹۵ تا ۹۷

”میاں آسمان سے کتاب اترنے والی ہے“ کہنا کفر ہے، عقائد باطلہ والوں سے کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ایک مرتبہ بکر اور زید کی مسئلہ حی علیٰ الفلاح کے بارے میں کافی بحث ہوئی بکر کا کہنا ہے حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے اور زید کا کہنا ہے کہ حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا ضروری نہیں بعدہ بکر نے زید کو حی علیٰ الفلاح پر کھڑے ہونے کے ثبوت میں علمائے احناف کی کتب پیش کیں اور حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا ثابت کر دیا پھر زید نے کہا کہ میں اس بارے میں عدم جواز کا ثبوت پیش کر سکتا ہوں اس کے بعد زید خاموشی اختیار کر کے بیٹھ گیا جب زید کو خاموشی کی حالت میں دس یا بارہ یوم گذر گئے تو بکر نے زید سے اس کے عدم جواز کا ثبوت طلب کیا اور چند مرتبہ کہا تو زید نے غصہ میں آ کر اس کے جواب میں تقریباً پندرہ بیس آدمیوں کے سامنے یہ الفاظ استعمال کئے میاں آسمان سے ایک کتاب نازل ہونے والی ہے جب وہ نازل ہو جائے گی تو آپ کو ثبوت دکھا دوں گا۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا کہ آسمان سے ایک کتاب نازل ہونے والی ہے میں اس میں دکھا دوں گا، از روئے شرع کیا ہے؟ ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ زید اپنے آپ کو باشرع اور دین کا ذمہ دار آدمی سمجھتا ہے اور پیر طریقت کا سلسلہ بھی رکھتا ہے برائے مہربانی قرآن کریم اور حدیث طیبہ کی روشنی میں جواب صواب سے نوازیں۔

(۲) دور حاضرہ کے وہابیوں و دیوبندیوں نیز عقائد باطلہ والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مذکورہ بالا لوگوں سے کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے گستاخ رسول شان اقدس میں بے ہودہ کلمات بکے تو اس سے کس طرح نپٹنے کا حکم ہے؟ کیا اس کو زدوکوب کر سکتے ہیں؟ نیز بکر یہ جذبات رکھتا ہے کہ اگر کوئی گستاخ رسول میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اگر کسی نے گستاخی یا دشنام درازی کی تو میں اس کو جان سے مار دوں گا یا خود سے مر جاؤں گا۔ بکر کو یہ جذبات رکھنا روا ہے یا نہیں؟ نیز بروقت بکر ایسا کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۳) دور حاضرہ میں ہندوستان کو دارالاسلام مانا جائے یا دارالحرب؟ اگر دارالاسلام مانیں تو ٹیکس اور انکم ٹیکس جو حکومت وصول کرتی ہے شرع شریف کا اس میں کیا حکم ہے؟ برائے کرم ان تمام سوالات کے جوابات نہایت مدلل و محقق قرآن و حدیث و اقوال ائمہ و اقوال فقہائے کرام کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ فقط، والسلام!

المستفتی: نواب علی خاں رضوی القادری
رضوی منزل وارڈ نمبر ۱۷، چورو، راجستھان

الجواب:

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں ان کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا ان پر جو کتاب (قرآن) اتری وہ آخری کتاب ہے جس کے بعد کوئی نئی کتاب نہ اترے گی۔ قال اللہ تعالیٰ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ- الآیۃ(۱)

قائل مذکور کا یہ قول ختم نبوت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ تتمہ واشباہ میں ہے:

"اذا لم یعرف ان محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) آخر الانبیاء فلیس بمسلم "(۲)

اس پر توبہ تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) گستاخان خدا و رسول منکران ضروریات دین کافر، مرتد و بے دین ہیں ان سے مقاطعت و ترک معاملت کا حکم ہے اور ان کی سزا یہ ہے کہ سلطان اسلام انہیں قتل کرے مگر اب سلطان اسلام کہاں۔ لہٰذا یہ سزا موقوف ہے۔ غیر سلطان کو اقامت حدود کا حق نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دار الاسلام ہے، کہ یہاں احکام اسلام جاری و شعار اسلام قائم ہیں۔ اور جب تک احکام اسلام جاری رہیں گے دار الحرب نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

"و دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیها "(۳)

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۴۰
(۲) الاشباہ والنظائر علی مذهب ابی حنیفة، کتاب الشرکة، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان
(۳) الدر المختار شرح تنویر الابصار ج ۶، ص ۲۸۹، ۲۸۸ کتاب الجهاد باب المستامن، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

اور انکم ٹیکس وغیرہ کی وصولی بلکہ احکام شرک کا اجراء اس کے دار الاسلام ہونے سے مانع نہیں۔
ردالمحتار میں ہے:
”ظاهره انه لو اجريت احكام المسلمين واحكام اهل الشرك لا تكون دار حرب-اه“ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۷/ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۹۸

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی جان اور اعمال کی اصل ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:
زید عالم دین ہیں اور ایک مسجد میں امامت فرماتے ہیں۔ عالم صاحب نے ایک روز اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا کہ نہ نماز پڑھنے سے مسلمان ہو نہ نذر و نیاز کرنے سے، جب تک محبت رسول اللہ نہ ہو کوئی چیز کام نہ آئیگی۔ گاؤں کے لوگ کہنے لگے کہ نذر و نیاز فاتحہ وہابی کے یہاں نہیں ہوتی۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہم کو وہابی جانتے ہو تو تم لوگوں کی نماز ہمارے پیچھے نہیں ہوگی۔ حالانکہ امام صاحب سنی ہیں۔ اگر کوئی بھی شخص مندرجہ بالا مذکورہ بیان سے امام کو وہابی جانے تو اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ خلاصہ تحریر کریں۔

المستفتی: عبدالواحد
رگونہ شادی پور ڈاکخانہ بھجورہ، بریلی شریف

الجواب:

فی الواقع محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی جان اور اعمال کی اصل ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک مجھے اپنے باپ بیٹے اور سب جہاں کے لوگوں

(۱) ردالمحتار ج ۶، ص ۲۸۸، کتاب الجهاد باب المستامن، مطبع دار الكتب العلمية بيروت

سے زیادہ عزیز نہ رکھے۔ (حدیث)(۱)

اور امام کو وہابی سمجھنا اس وجہ سے ہو تو غلط و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۲/ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۹۹

لقب ''اُمّی'' حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے، حضور عالم علوم اولین وآخرین ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ایک شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے پڑھے لکھے تھے۔ یعنی آپ کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا تو کیا یہ بات صحیح ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن پاک اور احادیث کریمہ سے ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے شخص کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ برائے مہربانی اس سوال کا جواب جلد عطا فرما کر کرم فرمائیں۔

حضور سرکار پیرو مرشد کا مزاج شریف خدا کے فضل وعطا سے اچھا ہوگا۔ اور ان کی بارگاہ میں باادب حاجی اسماعیل عبدیہ صاحب کی جانب سے اور مولوی محمد عبد القادر کی طرف سے سلام عرض ہے۔

فقط والسلام مع الکرام

۳۰/ اگست ۱۹۷۹ء، پنجشنبہ

الجواب:

بے شک ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم امی لقب ہیں اور امی اسے کہتے ہیں جو اسی

---

(۱) الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من الایمان ج ۱، ص ۷، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ، مسند امام احمد ابن حنبل، باب مسند انس ابن مالک، مؤسسۃ قرطبۃ القاھرۃ، سنن الدارمی، باب لا یؤمن احدکم الخ، مطبع دار الکتاب العربی، بیروت

حالت پر باقی ہو جس پر وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا یعنی کسی سے پڑھنا لکھنا نہ سیکھا ہو۔

اور یہ وصف عامۃ الناس میں عیب کا ہے بخلاف ہمارے نبی امی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان میں یہ وصف کمال ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی استاذ و مہذب اخلاق کا مرہون منت نہ کیا۔ اور بنایا ایسا دانا کہ سارے عالم کے دانا ان کے آگے ہیچ ہیں بلکہ ان کی دانائی ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دین ہے اور تہذیب سے ناآشناؤں میں ایسا مؤدب و آراستہ اٹھایا کہ خلق مجسم بنادیا قال تعالیٰ:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔(۱)

اور ایک عالم کی بھلائی انہیں کے اخلاق حمیدہ کی پیروی میں ہے قال تعالیٰ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔(۲)

اور جس طرح علوم و اخلاق و عادات میں یہ کمال خاصۂ آنجناب ہے اسی طرح یہ لقب امی ان کا خاصہ ہے اور اس کا معظم و محترم ہونا ضروریات دین سے ہے اور اسے محل تعظیم آنجناب میں بولنا لازم ہے اور اسے محل اہانت میں بولنا قلب و عکس مراد قرآن ہے اور یہ کفر ہے۔ قائل مذکور نے اگر یہ جملہ محل اہانت میں بولا تو ضرور اس پر حکم کفر ہے اور توبہ و تجدید ایمان فرض اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی۔ اور اس کا یہ کہنا ''کہ آپ کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا'' خلاف واقع ہے جبکہ علم کی نفی مراد ہو جیسا کہ ظاہر پہلو اس کلمہ کا ہے حضور علیہ السلام نے کسی انسان سے پڑھنا لکھنا نہ سیکھا مگر اتنے سے علم قراءت و کتابت کی نفی نہیں ہوتی۔ جس خدا نے انہیں باوصف امی ہونے کے عالم علوم اولین و آخرین بنایا اسی نے انہیں علم کتابت دیا۔ لاجرم حضور علیہ السلام نے کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بسم اللہ کی کتابت کا طریقہ القا فرمایا۔

حدیث میں ہے: ''عن معاویة قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یا معاویة: الق الدواة وحرف القلم وانصب الباء وفرق السین ولا تغور المیم وحسن الله ومد الرحمٰن

(۱) سورۃ القلم: ۴
(۲) سورۃ الاحزاب: ۲۱

وجود الرحیم"(۱)

نیز اس میں اہانت کا پہلو ہے لہٰذا احتیاطاً توبہ و تجدید نکاح کا حکم ہے۔ درمختار میں ہے:

"مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ أولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۸/ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
تحسین رضا غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ

مسئلہ-۱۰۰

حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں، مسئلہ حاضر و ناظر ضروریات اہلسنت سے ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کلّو کا کہنا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ موجود نہیں ہیں، وہ صرف مدینہ منورہ کے اندر روضۂ انور میں حیات سے ہیں، امت کے حالات ان تک فرشتوں کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں، سرکار ہر جگہ موجود نہیں رہتے، کلّو کے ایسا کہنے سے کہ "سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرنے پر بھی ہر جگہ موجود نہیں ہوتے" محمد ادریس کہتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ ہے اس جگہ پر رسول بھی حاضر رہتے ہیں جو ہر جگہ ان کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ محمد ادریس قسم قرآن کی کھا کر کہتا ہے، کلّو کے سوال کا جواب دینے کے بعد کلّو کو مسلمان نہیں سمجھتا ہوں!

راقم محمد ادریس قریشی

گھاپور کاتب محمد حلیم قریشی بقلم خود

(۱) کنز العمال، حدیث ۲۹۵۵۲، کتاب العلم باب أداب الکتابۃ، ج ۱۰، ص ۱۳۹، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) الدر المختار، ج ۶، ص ۳۹۰، باب المرتد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

الجواب:

بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاظر وناظر ہیں بایں معنی حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کا عظیم نور ہے جس سے اللہ عزوجل نے تمام خلق کو ایجاد فرمایا اور جو کچھ موجود ہے اس میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ذلک النور القدسی موجود اور اسی سے اس کی بقا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (۱)

بے شک تمہارے پاس اللہ کا نور آیا اور روشن کتاب۔

حدیث پاک میں ہے:

"یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ" (۲)

اے جابر اللہ تعالی نے تیرے نبی کے نور کو اشیاء سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

علامہ محقق عارف باللہ سید عبد الغنی النابلسی قدس سرہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

"وقد خلق کل شئ من نورہ" (۳)

اور نبی کے نور سے ہر شے ء بنائی۔

اسی لئے تمام زمانے اور سب جہاں کے علماء بالاتفاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاظر وناظر مانتے ہیں اور اس باب میں کسی کا اختلاف نہیں۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی "اقرب السبل" میں فرماتے ہیں:

"وبا چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۱۵

(۲) المواہب اللدنیہ ج ۱، ص ۷۱، المقصد الاول مطبع المکتب الاسلامی بیروت/ السیرۃ الحلبیۃ ج ۱، ص ۲۴۰، باب لا معادل ولا مماثل لہ، مطبع دار المعرفۃ بیروت

(۳) الحدیقۃ الندیۃ المبحث الثانی، ج ۲، ص ۳۷۵، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

وبر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی است“(۱)

اور اسی لئے تشہد میں حکم ہے کہ عرض کرو:

”السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ“(۲)

جس سے ثابت کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمن کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور ہر عبادت گزار کا یہ نصب العین ہے، یہی محقق مذکور ”اشعۃ اللمعات“ میں فرماتے ہیں:

”ونیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصب العین مومنان وقرۃ العین عابداں ست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت، پس مصلی باید کہ ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد“ ملخصا(۳)

فتح الباری میں ہے:

”ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات أذن لهم بالدخول فی حريم الحی الذی لايموت فقرت اعينهم بالمناجات فنبهوا علیٰ ان ذٰلک بواسطة نبی الرحمة وبركة متابعته التفتوا فاذا الحبيب فی حرم الحبيب حاضر الخ۔“(۴)

اسی لئے علماء حکم فرماتے ہیں کہ الفاظ تشہد سے انشاء کا قصد کرے گویا کہ وہ اللہ کو تحیت کرتا اور نبی علیہ السلام کو سلام عرض کرتا ہے۔ درمختار میں فرمایا:

”ويقصد بالفاظ التشهد الانشاء كانه يحيی اللہ تعالیٰ ويسلم علی نبيه الخ۔“(۵)

---

(۱) اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل برهامش اخبار الاخیار، ازشیخ عبدالحق محدث دهلوی، ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دهلی

(۲) صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۱۵، کتاب الاذان باب التشهد فی الآخرة، مطبع مجلس برکات مبارکپور / الصحیح لمسلم، ج ۱، ص ۱۷۴، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلوٰة، مجلس برکات، مبارکپور

(۳) اشعة اللمعات ج ۱، کتاب الصلاة باب التشهد فصل اول، ص ۴۰۱، مطبع مکتبه نوریه سکهر

(۴) فتح الباری شرح بخاری، ج ۱، ص ۴۰۶ کتاب الاذان باب التشهد فی الآخرة، دار الفیحاء، دمشق

(۵) الدر المختار، ج ۲، ص ۲۱۹، باب صفة الصلوٰة، دار الکتب العلمیة، بیروت

اور جب یہ حضور اکرم اس نور اعظم کے اعتبار سے ہے جس کا اطلاق قرآن عظیم نے اس ذات والاصفات یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرمایا اور اس نور کو مطلق بلا قید ظاہری و باطنی وحسی و معنوی اوّل وآخر رکھا اور پھر ظاہر کہ تمام مقیدات کے افراد ہوتے ہیں اور ان تمام افراد میں مطلق کی حقیقت موجود ہوتی ہے تو بحمدہ تعالیٰ ظاہر کہ حقیقت محمدیہ تمام مقیدات میں موجود کہ یہ سب اس کے افراد ہیں اسی لئے تمام عرفاء فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ ذرات اکوان وافراد کون ومکاں میں جاری وساری ہے۔یہی شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں عبارت گزشتہ کے متصل فرماتے ہیں:

''وبعضے ازعرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات'' (۱)

ابریز شریف میں سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ سے ہے:

''واکبر الارواح قدرا و اعظمها حجما روحه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فانها تملأ السموات والارضین الخ'' (۲)

نیز اسی میں ہے:''لان لذاته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نورا منفعلا عنها قد امتلأ به العالم كله فما من موضع منه الا وفيه النور الشريف'' (۳)

بالجملہ مسئلہ حاضر وناظر ضروریات اہل سنت سے ہے اور اس زمانے میں اہل سنت کی ایک پہچان وہابیہ کا رد ہے کہ وہابیہ بدمذہب ہے،کلّو کا انکار اگر بربنائے وہابیت ہے تو وہابیہ مسلمان نہیں تو اس کا بھی وہی حکم اور اگر براہ ناواقفی انکار کرتا ہے تو مسلمان سے خارج نہیں،ہاں توبہ ضرور ہے کہ بے جانے امور دینی میں مداخلت حرام اور محمد ادریس نے جو یہ کہا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے عقیدۂ اہل سنت کے بہ ظاہر مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ پر زمان و مکان جاری نہیں ہوتے لہٰذا وہ بھی توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

---

(۱) اشعۃ اللمعات ج ۱،کتاب الصلاۃ باب التشہد فصل اول،ص ۴۰۱،مطبع مکتبہ نوریہ سکھر

(۲) الابریز ص ۳۹،المطبعۃ المیمنۃ بمصر

(۳) الابریز ص ۸۲،لمطبعۃ المیمنۃ بمصر

مسئلہ-۱۰۱

غیر خدا کے لئے علم ذاتی ماننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے بکر سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں تو بکر نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ ذاتی علم غیب تھا اور باقی عطائی تو پھر زید نے بکر سے کہا کہ آپ غلط کہتے ہیں تو بکر نے جواب دیا کہ ہم آپ کو کچھ ذاتی علم غیب کا ثبوت دیں گے بکر کے اس بات پر زید نے بکر سے کہا کہ مولانا آپ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرلیں لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں بکر کی بات صحیح ہے یا زید کی؟ اور شریعت مطہرہ کے نزدیک ان دونوں میں کون مجرم ہے اور زید وبکر پر شریعت کا کیا حکم ہے خلاصہ جواب سے عنایت فرمائیں، فقط!

الجواب:

علم ذاتی خاصۂ جناب باری تعالیٰ ہے جو اس کا ایک ذرہ غیر خدا کے لئے مانے بلاشبہ مشرک بے دین ہے زید صحیح کہتا ہے، بکر پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اگر بیوی رکھتا ہو لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۰۲ تا ۱۰۴

درود وسلام ببارگاہ خیر الانام بھیجنا جائز ومستحسن وبرکات دارین للانام ہے!

ہم سنی مسجد مبارک کمیٹی اہل سنت والجماعت آپ علمائے دین ومفتیان شرع مبین سے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی چاہتے ہیں جو آپ فتوی دیں گے ہم سب اس پر عمل کریں گے:

سوال: ہماری سنی مسجد مبارک اہل سنت والجماعت میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر جھگڑا ہوا، اس وقت کورٹ میں چار مقدمے چل رہے ہیں ایک مہینے میں چھ تاریخیں پڑتی ہیں، ہماری کمیٹی کسی بھی وہابی دیوبندی سے نہیں گھبراتی ہم وہابی دیوبندی سے لڑ رہے ہیں، ہم پر اللہ تعالیٰ اور شان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا کرم ہے اور ہم سب پر انبیا، اولیا، اقطاب، اغواث، ابدال وپیر ومرشد کی مدد ہے،

کل ایمان والوں اور مومنین مومنات کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں آپ ہمارے لئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے ہم لوگوں کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام بند کردو ہم جواب دیتے ہیں بند نہیں کریں گے اس وجہ سے جھگڑے چل رہے ہیں آپ کے سامنے کچھ سوال پیش ہیں:

(۱) وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام گناہ ہے، اہل سنت کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام جائز ہے۔

(۲) وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام گانا ہے، اہل سنت کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام درود اور سلام ہے۔

(۳) وہابی دیوبندی کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام عرب میں جائز ہے، اہل سنت کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام ہر پاک جگہ جائز ہے، یہ اور نئی بات پیدا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جھگڑا ختم کرنے میں مذہب کا کوئی کام بند ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اسلام مذہب کہتا ہے کہ مذہب کی کسی وجہ سے جھگڑا ہے تو مذہب کی اس وجہ کو ختم کردو، مسلمانوں میں امن رہنا چاہئے کیا ان لوگوں کی باتیں سچ ہیں؟ ہمارے دماغ میں یہ باتیں نہیں بیٹھتیں چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو، تو اللہ تعالیٰ سب لوگوں سے تو نہیں کہتا ایمان والوں سے تو ضرور کہتا ہے، اب آپ جواب لکھیں ہم کس مسئلہ پر عمل کریں۔

سنی سلیم احمد بقلم خود، ہمارا پتہ یہ ہے:

سلیم احمد مکان نمبر سی ۱۳-۹۳ر گلی مندر والی چوہان بانگر بریلی شریف

الجواب:

صلوٰۃ وسلام حضور سرور انام جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجنا بلا شبہ جائز و مستحسن و برکات دارین ہے اللہ جل وعلا نے مطلق حکم صلاۃ وسلام کا فرمایا کسی وقت یا مکان کی تقیید نہ فرمائی اپنی طرف سے قید لگانا قرآن میں تحریف معنوی ہے اس کا مرتکب گمراہ بددین ہے اور اسے گانا بتانے والا سخت اہانت امر مستحب و مستحسن کا مرتکب اور اشد حکم کا مستوجب، توبہ و تجدید ایمان اس پر لازم ہے اور یہ دیوبندی ہی کے شایان شان ہے کہ بک دیا کہ: ”اسلام مذہب کہتا ہے کہ مذہب کی کسی وجہ سے جھگڑا ہے، تو الخ“

سبحان اللہ! مذہب کی بات صلوٰۃ وسلام کو مان کر اسے جھگڑے کی وجہ بتا تا ہے کیا خوب طور دانی مذہب کی ہے اور درحقیقت یہ تو اپنے منہ اپنے کو جھگڑالو کہتا ہے اور مذہب کا مخالف بنتا ہے ان نادانوں سے پوچھو کہ تم دیکھو، کوئی دھرم نہیں کہہ سکتا کہ جب مذہب سے جھگڑا ہو تو مذہب کو ختم کر دو العیاذ باللہ رب العلمین۔

بالجملہ وہابیہ ملاعنہ کا اعتراض محض باطل اور عداوت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ناشی ہے اور ان کے اس مقولہ سے مذہب تیمی صاف ظاہر ہے ان سے احتراز لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۱۰۵ تا ۱۰۶

عصمت انبیاء کا منکر کافر ہے! درود ابراہیمی کے موجد کو نالائق بتانے والا خارج از اسلام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) زید نے چند آدمیوں کے سامنے کہا کہ یہ "درود ابراہیم" جو نماز میں پڑھی جاتی ہے اس کا لکھنے والا یا ایجاد کرنے والا نالائق ہے۔

(۲) زید نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی علیہ السلام معصوم نہیں ہیں لہٰذا ایسا عقیدہ لکھنے والا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟ زید مسجد کا امام ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اس کو اپنا امام بنائیں یا نہیں؟ فقط۔

المستفتی: نظر حسن

موضع مدالاح پور کر پوگند سنبھل مراد آباد

الجواب:

(۱،۲) زید بے قید اپنے دونوں مقالوں سے خارج از اسلام ہو گیا، توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کر کے پھر سے اسلام میں داخل ہو ورنہ ہر مسلمان واقف حال پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ اس کا پہلا مقالہ حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور جملہ صحابہ کرام وتابعین عظام وعلمائے اسلام کو صریح

دشنام ہے اور دوسرا بھی انبیائے کرام کی جناب میں گندی گالی کہ جب انھیں معصوم نہیں جانا تو ان کا گناہوں سے ملوث ہونا ممکن جانا اور یہ خبر الٰہی کو جھوٹا جاننا ہے۔

لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔ (۱)

میری نبوت کا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا

اور خبر الٰہی کا جھوٹا ہونا محال تو انبیائے کرام سے صغائر و کبائر کا صدور محال ہے اور یہی عصمت انبیاء سے مراد ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کا منکر بلاشبہ کافر و مرتد بے دین ہے اس کی نماز نماز نہیں لہٰذا اس کی اقتدا باطل ہے۔

کفایہ میں ہے:

''والکافر لا صلاۃ لہ فالا قتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل'' (۲)

اور جانتے ہوئے اس کو امام بنانا اسکی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔

درمختار میں ہے:

''تبجیل الکافر کفر'' (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۰۷

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا کے بارے میں کہ:

ایک شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے نام بھی مسلمانوں والا ہے اور ہے نسلی مسلمان لیکن اس کا عقیدہ اسلام سے دور معلوم ہوتا ہے اس لئے اس پر روشنی ڈال دی جائے، ان صاحب کے پاس

(۱) سورۃ البقرۃ: ۱۲۴

(۲) شرح فتح القدیر مع الکفایہ، ج ۱، کتاب الصلاۃ باب الامۃ، ص ۳۲۴، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۳) الدر المختار جلد ۹ ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

احادیث میں سے صرف ''مشکوٰۃ شریف'' کا اردو ترجمہ ہے مترجم ہیں آغا محمد رفیق صاحب بلند شہری، اس ترجمہ اردو کامل میں صفحہ ۴۸۹ ر پر سلسلہ احادیث ۶ ۰۹۴ ۳ رمیں مضمون حدیث کی سرخی ہے کہ ''نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لو''

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میں انصاری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ صورت کو ایک نظر دیکھ لو اس لئے کہ انصاری عورت میں کچھ (خرابی) ہوتی ہے ''عن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الیٰ النبی ﷺ فقال انی تزوجت امرأۃ من الانصار قال فانظر الیھا فان فی اعین الانصار شیئا۔ رواہ مسلم ''(۱)

(۲) صفحہ ۲۸۴ ر نمبر حدیث ۱۵۲۷ ر مضمون حدیث کی سرخی ہے ''لا الہ الا اللہ پر خاتمہ کی فضیلت'' معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ''عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ رواہ ابو داؤد ''(۲)

(۳) صفحہ ۴۶۷ ر نمبر حدیث ۲۷۸۵ ر مضمون حدیث کی سرخی ہے ''مہاجرین وانصار کی شرکت'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو انصار نے حضور سے عرض کی کہ ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم فرمادیجئے آپ نے فرمایا میں درخت تقسیم نہیں کرتا تم اتنا کرو کہ مہاجرین کی مدد کے طور پر محنت ومشقت گوارہ کرلو یعنی درختوں کی دیکھ بھال اور پانی وغیرہ دیتے رہو اور ہم پیداوار میں تمہارے شریک رہیں گے انصار نے اس کو قبول کرلیا (بخاری)

پہلی حدیث کے متعلق مذکور شخص کہتے ہیں کہ حضور انصار کو نظروں میں حقیر جانتے تھے نعوذ باللہ من ذلک۔ دوسری حدیث کا مطلب غلط نکالا۔

تیسری حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ میرے نزدیک حضور نے ناانصافی انصار کے ساتھ فرمائی۔

آپ فتویٰ دیجئے کہ ایسے شخص کو کیا سمجھیں اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے؟ ان کے پاس

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۸، کتاب النکاح، باب النظر الی المکتوبۃ، مجلس برکات، مبارکپور

(۲) مشکوٰۃ شریف، ص ۱۴۱، باب ما یقال عند من حضرہ الموت، مجلس برکات، مبارکپور

بیٹھک رکھنے والے کیسے ہیں اور احادیث سمجھا دیجئے۔

المستفتی: محمد عرفان، کلٹری حیدر آباد

الجواب:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شخص مذکور صریح توہین و تنقیص حضور شفیع یوم النشور کا مرتکب اور مسئلہ ضروریہ دینیہ کا منکر ہے اور کافر ہے احادیث کریمہ بے شک حق اور مؤمن کا ان پر ایمان ہے مگر جو مطلب اس بے دین نے اپنی کج فہمی سے چھانٹا وہ ہرگز ان سے ثابت نہیں پہلی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے دیکھنا چاہئے کہ اس کے محاسن و معائب پر نظر پڑ جائے کہ بعد نکاح ندامت نہ ہو اور حسن اتفاق کا موجب ہو اسے تحقیر سے کیا علاقہ؟ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر ترجمہ جو نقل کرکے لایا کہ "انصاری عورت میں کچھ خرابی ہوتی ہے" الفاظ حدیث سے مطابق نہیں خدا جانے یہ غلطی مترجم کی ہے یا اس ناقل کی ہے، حدیث میں یوں ہے: "فان فی أعین الانصار شیئا"(۱)

یعنی اس لئے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر اعتراض کی کوئی وجہ نہیں کہ ضرورت کے وقت ایسے وصف کا بیان جواز دواجی زندگی میں مخل نہ ہو جائز ہے پھر یہ بھی تو دیکھو کہ حضور عیب پوش خلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بھی "شیئا" کا لطیف پردہ ڈالا ہے، دوسری حدیث سے جو مطلب چھانٹا کہ محمد رسول اللہ کہنا ضروری نہیں یہ بھی ملحدانہ ہوس ہے، یہاں فقط لا الہ الا اللہ دیکھ کر یہ بک دیا اور یہ نظر نہ آیا کہ اسی مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں جگہ جگہ شہادت لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی شہادت کو ذکر کیا ہے۔ اور اسی مشکوٰۃ میں وہ حدیث بھی ہے: "امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا لا الہ الا اللہ عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحقها"(۲)

---

(۱) کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۶۲۸، کتاب النکاح باب مباح النکاح، ج ۱۶، ص ۲۱۳، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت، مسلم شریف ج ۱، ص ۴۵۶، کتاب النکاح، باب ندب من اراد نکاح امرأة الی ان ینظر الی وجهها، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

(۲) بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۹۶، باب کراهیة الاختلاف مجلس برکات، مبارکپور/الصحیح لمسلم، ج ۱، ص ۳۷، باب الامر بقتال الناس، کتاب الایمان، مطبع مجلس برکات

(ترجمہ) یعنی مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں تو جب یہ کہہ لیں تو مجھ سے اپنے مال اور اپنی جانوں کو انہوں نے بچالیا مگر حق کے ساتھ۔

تیسری حدیث سے جو اس بے دین نے حضور پر ناانصافی کا الزام لگایا محض کج فہمی ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے: عن ابی ھریرۃ قال: قالت الانصار للنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اقسم بیننا و بین اخواننا النخیل قال لا تکفوننا المؤنۃ و نشرککم فی الثمرۃ قالوا اسمعنا و اطعنا۔ رواہ البخاری(۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور انصار کرام آئے اور اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے یہ مخلصانہ پیش کش رکھی کہ حضور آپ ہمارے کھجور کے درختوں کو ہمارے آپس میں بانٹ دیجئے نامنظور فرمادیا کہ تم اپنے پیڑ اپنی ملک پر باقی رکھو، کیا تم محنت و مشقت گوارہ نہیں کرتے ہو؟ اور ہمیں پھلوں میں شریک نہیں کرتے ہو، یعنی تم تو پہلے ہی مہاجرین کو اپنے پھلوں میں شریک کئے ہوئے ہو اور آبیاری وغیرہ کی گوارہ کررہے ہو، یہی کافی ہے، یہ اس تقدیر پر ہے کہ "لا" سے پہلے ہمزۂ استفہام مقدر مانیں اور "لا" کو "تکفوننا" پر داخل مانیں اور اگر "لا" کو ماسبق سے متعلق کہیں تو "تکفوننا" خبر بہ معنی امر ہوجائے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے پیڑ میں تقسیم نہیں کرتا تم حسب دستور وہی کرو جو تم کرتے تھے، یعنی درختوں کی دیکھ بھال اور پھلوں میں شریک کرنا اور انصار کرام خود اپنی خوشی سے محنت گوارا کرتے کہ مہاجرین کرام کھیتی سے واقف نہ تھے پھر پھلوں میں انھیں شریک کرتے، مجمل ذلک محصل ما اخذ فی اشعۃ اللمعات و الطیبی (۲)

بالجملہ اس کے اعتراض واہیات ہیں اس پر ان سے توبہ و تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

---

(۱) مشکوۃ المصابیح باب الشرکۃ الفصل الاول ص ۲۵۴، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

(۲) اشعۃ اللمعات حصہ ۳ ص ۵۳، باب الشرکۃ والوکالۃ مطبع نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

مسئلہ-۱۰۸ تا ۱۱۰

علم غیب کا منکر کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے اگر علم غیب ہوتا تو جبرئیل علیہ السلام پیغام لے کر کیوں آتے؟

(۲) لفظ مردود عام اردو زبان میں گالی کو کہا جاتا ہے اور یہ گندا لفظ ہے اور قرآن پاک وصاف ہے لہٰذا مردود کا لفظ قرآن میں نہیں آنا چاہئے اور یہ لفظ قرآن میں موجود ہے۔

(۳) میلاد خوانوں کیلئے ممبر سجایا جاتا ہے اور سامعین کیلئے دری بچھائی جاتی ہے نیز فرماتے ہیں کہ جہاں ذکر خیر پاک ہوتا ہے وہاں حضور تشریف لاتے ہیں اگر حضور تشریف لاتے ہیں تو کہاں بیٹھتے ہیں۔

الجواب:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب کی مطلقاً نفی کرنا کفر ہے کہ قرآن پاک کی تکذیب ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔(۱)

اللہ نے تمہیں اے محبوب وہ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰىؕ(۲)

تو اللہ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

اور فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ-الآیۃ(۳)

یہ غیب کی خبروں سے ہے۔

---

(۱) سورۃ النساء: ۱۱۳

(۲) سورۃ النجم: ۱۰

(۳) سورۃ ال عمران: ۴۴

اور فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (۱)

اور یہ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

غیب کی خبروں پر متہم نہیں، زید کا یہ کہنا کہ ''اگر علم غیب ہوتا تو جبرئیل علیہ السلام پیغام لے کر کیوں آتے؟'' طرفہ جہالت ہے، یہ کون کہتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بلا واسطہ غیب جانتے ہیں یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے کہ اس کا علم ذاتی ہے جو غیر سے مستفاد نہیں جو علم الٰہی ذاتی کا ایک ذرہ غیر اللہ کے لئے ثابت کرے وہ مشرک ہے اور یونہی علم عطائی کا ایک ذرہ اللہ کے لئے ثابت کرے وہ کافر ہے زید پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ زید کی جاہلانہ بکواس ہے مردود اردو میں سب وشتم کے طور پر بولا جاتا ہے اس سے کیا ضرور کہ عربی میں بھی اسی طرح استعمال ہو یہ قرآن پہ اعتراض کرنے چلا، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) میلاد خوانوں کے لئے ممبر اور سامعین کے لئے دری، تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بچھائی جاتی ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ ''جہاں ذکر خیر پاک ہوتا ہے۔ الخ'' یہ بھی جاہلانہ اعتراض ہے فرشتے مسلمانوں کے گھر آتے ہیں بتائے کہاں بیٹھتے ہیں، یہ کس کا عقیدہ ہے کہ ہر مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، یہ عقیدہ کسی کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۱۱

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ زندہ ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ مسئولہ سے متعلق کہ:

زید قاضی نے مسجد پاٹن میں بروز جمعہ بعد نماز حاضرین مصلیان سے صلاۃ وسلام پڑھنے کے لئے عرض کی جس پر بکر نے یہ ناشائستہ الفاظ استعمال کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات میں نہیں

---

(۱) سورۃ التکویر: ۲۴

جب حیات تھے اور حامل وحی تھے تو صلاۃ وسلام پڑھا جاتا تھا اب کون نئے نبی ہیں جن پر سلام پڑھیں اب سلام نہیں پڑھنے دینگے بکر کے اس سوال کا زید جواب دینا ہی چاہ رہے تھے کہ گاؤں کے پٹیل عمر نے یہ کہہ کر روک دیا کہ سلام مت پڑھو یہاں نیا چلن نہیں ہوگا نیز سلام نہیں پڑھا جاسکتا اور اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس بارے میں شریعت نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا فیصلہ ہے نیز ایسے الفاظ ادا کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے مع دلیل قرآن وسنن وضاحت فرما کر ممنون فرمایا جائے عین کرم ہوگا بینوا من الکتاب وتوجروا عندرب الارباب۔

المستفتی: عیسی ابراھیم

پربھاس پاٹن کاٹھیاواڑ جونا گڑھ سوراشٹر

الجواب:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ زندہ ہیں اور ان کی حیات بالاجماع حقیقی جسمانی روحانی ہے یہی حکم دوسرے انبیاء کا ہے اور ان کی حیات پر قرآن وحدیث ناطق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط(۱)

یعنی اللہ انھیں دنیا میں عذاب نہ دیگا جب تک اے محبوب تم ان میں ہو۔

حدیث میں ہے:

''ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق''(۲)

اللہ نے حرام فرمایا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کے نبی اپنے مرقد میں زندہ ہیں انھیں رزق ملتا ہے۔

---

(۱) سورۃ الانفال: ۳۳

(۲) سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز باب ذکر وفاته و دفنه صلی الله علیه وسلم ص۱۱۹، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب الجمعة الفصل الثالث ص ۱۲۱، مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

''وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلمائے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلاف نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست وبر اعمال امت حاضروناظرومرطالبان حقیقت راومتوجہان آں حضرت رامفیض ومربی است'' (۱)

بلکہ خود وہابیہ دیابنہ کے مستند ومعتمد مولوی اعجاز علی دیوبندی حاشیہ ''نور الایضاح'' میں رقم طراز ہیں: '' فمثله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعد وفاته کمثل شمع فی حجرة اغلق بابها فهو مستور عمن هو خارج الحجرة ولکن نوره کما کان بل ازید ولهذا حرم نکاح ازواجه بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ولم یجر احکام المیراث فیما ترکه '' (۲)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال قبر میں اس چراغ کی سی ہے جو کمرہ میں بند ہو مگر حضور کا نور ویسا ہی ظاہر ہے بلکہ اور زیادہ اسی وجہ سے حضور کی بیویاں بعد وصال بھی اوروں کے لئے حرام ہیں اور حضور کا ترکہ نہ بٹا۔

جس شخص نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب حیات سے نہیں ہیں اس نے اہل سنت کے مسئلۂ اجماعیہ کا انکار کیا لہٰذا اس پر توبہ لازم ہے اور یہی حکم اس کا ہے جو اس کے اس مقولے سے راضی ہو اور یہ صراحۃ جہالت ہے کہ اب سلام نہیں پڑھنے دینگے قرآن عظیم میں مطلق صلاۃ وسلام کا حکم دیا کسی زمانہ اور کیفیت کے ساتھ مقید نہ فرمایا تو ہم مقید کرنے والے کون؟۔ سلام سے ایسے ہی دشمنی ہے تو نماز چھوڑ دیں کہ اس میں السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته اور اللهم صل علی سیدنا محمد-الخ بلکہ اس کے طور پر کلمہ ہی بدلنا لازم کہ اب اس کے طور پر محمد رسول اللہ کہنا صحیح نہیں کہ اب معاذ اللہ اس کے طور پر حیات نہیں اور حامل وحی نہیں مگر کلمہ اب بھی جاری ہے تو ثابت کہ حضور کی

---

(۱) اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل برهامش اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دهلی

(۲) حاشیه نورالایضاح، از مولوی اعجاز علی، فصل فی زیارة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ص ۱۸۹، مطبع مکتبه بلال دیوبند

رسالت باقی اور حین حیات باقی ہے تو ذات کی حیات آپ ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

۶/ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

صح الجواب والمولی تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

مسئلہ-۱۱۲

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والا کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص اپنے مسلمان ہونے کا دعوی بڑے زور وشور سے کرتا ہے اور جو شخص اس کو مسلمان نہ کہے اس سے لڑنے جھگڑنے پر آمادہ رہتا ہے لیکن حضور فداہ ابی وامی محمد عربی مکی مدنی ؑ کی شان میں یہ گستاخی کرتا ہے کہ آپ کو شیطان لعین ومردود سے بعض امور میں تشبیہ دیتا ہے ایسے شخص کے اسلام کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ دلائل کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

آیا اسے مسلمان کہا جا سکتا ہے یا نہیں جواب پر آپ کا دستخط اور دار الافتاء کی مہر ضرور ہو، تا کہ غیر مقلدین، وہابیہ دیوبندیہ کے سامنے پیش ہو تو اسے جعلی کہہ کر انکار نہ کر سکیں۔ فقط، والسلام!

طالب الحق بناری

الجواب:

ایسا شخص بلاشبہ کافر، مرتد، بے دین ہے کہ معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جملہ انبیاے کرام کی تنقیص تصریحا ہو خواہ اشارۃ، جماہیر امت مسلمہ کے نزدیک کفر ہے۔

شفا شریف میں ہے:

"اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او عابہ او

الحق به نقصا فی نفسه او نسبه او دینه او خصلة من خصاله او عرض به او شبهه بشیء علی طریق السب له او الازراء علیه او التصغییر لشانه او الغض منه و العیب له فهو ساب له و الحکم فیه حکم الساب یقتل کما نبینه و لا نستثنی فصلا من فصول هذا الباب علی هذا المقصد و لا نمتری فیه تصریحا کان او تلویحا" (۱)

شیطان سے تشبیہ دینا تو بڑی سخت بات ہے علمائے کرام نے ایسے شخص کو بھی کافر فرمایا ہے جس کے پاس سے ایک بدصورت گزرے تو وہ لوگوں سے کہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ جاننا چاہو تو اسے دیکھ لو۔

اسی شفا میں ہے:

"وافتیٰ محمد بن ابی زید بقتل رجل سمع قوما یتذاکرون صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ مر بهم رجل قبیح الوجه و اللحیة فقال لهم۔ الی آخره" (۲)

اس شخص پر توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ: پورا درود لکھنا ضروری ہے۔ "ع" یا "ص" وغیرہ بنانا حرام اور محروموں کا کام ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خان قادری ازہری غفرلہ

۱۰/ ربیع الاول ۸۹ ۱۳ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

---

(۱) الشفا: ج ۲، ص ۳۵۵، الباب الاول فی بیان ما هو فی حقه صلی اللہ علیه وسلم سب او نقص الخ، مطبع المکتبة العصریة بیروت لبنان

(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفی ج ۲، ص ۳۵۶ الباب الاول فی بیان ما هو فی حقه صلی اللہ علیه وسلم سب او نقص، المکتبة العصریة بیروت لبنان

مسئلہ-۱۱۳

نعت میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کی لکھی گئی نعت شریف کے بارے میں، نعت پاک کس انداز میں لکھنا چاہئے۔ اس نعت کے مصرعوں میں جو خامیاں ہیں ان کی وجہ، نعت پاک کا مسئلہ یہاں قابل غور ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ آپ جلد از جلد نعت پاک کے مسئلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں جواب روانہ کردیں گے تاکہ ہم یہاں قابل غور مسئلے کو اتفاق سے سلجھا سکیں۔

نعت:

سامنے اب در اقدس کے صدا دی جائے - اب جدائی کی یہ دیوار گرا دی جائے
جی میں آتا ہے کہ ہستی ہی مٹا دی جائے - ان کے گستاخ کو کچھ ایسی سزا دی جائے
ظلمتِ کفر زمانے سے مٹا دی جائے - شمع ہر گام پہ وحدت کی جلا دی جائے
اے پتنگو! تمہیں اس شمع ہدایت کی قسم - آپسی دشمنی مٹی میں دبا دی جائے
وہ نبی سینے سے دشمن کو لگایا جس نے - ایسے پیارے نبی کو کیوں نہ دعا دی جائے
عشق سرکار دو عالم کا تقاضا یہ ہے - جان ان کے لئے ہے ان پہ لٹا دی جائے

ہوگا ارشاد یہ کب عرشی کے حق میں آقا
اس کی بگڑی ہوئی تقدیر بنا دی جائے

ہم اس مسئلے کو اتفاق رائے سے سلجھانے کے لئے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ فقط۔

Muslim Welfare Organisation, Nasik

الجواب:

نعت میں دو باتوں کا خیال بہت ضروری ہے ایک تو یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام نبوت سے اونچا کر کے انہیں خدائی کی حد تک نہ بڑھایا جائے اور دوسری یہ کہ ان کی شان رفیع کے خلاف کوئی کلمہ نہ لکھے۔

نعت مذکور میں بظاہر خامی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۴؍ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح دعا کی جگہ ندا انسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
محمد احمد جہانگیر غفرلہ/ شیخ الحدیث منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۱۱۴ تا ۱۲۲

جو کہے: ’’کوئی اللہ ورسول کو گالی دے تو پرواہ نہیں، لیکن کوئی میرے پیر کو گالی دے تو اس کو معاف نہیں کروں گا‘‘ اس کا حکم!

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ ’’اگر کوئی اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دے، کوئی پرواہ نہیں، لیکن اگر کوئی شخص میرے پیر کو گالی دے تو زندگی بھر اس شخص کو نہیں معاف کروں گا اور نہ بولوں گا‘‘۔ ایسے مرید کے بارے میں مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ ’’میرا پیر میرا اللہ، میرا رسول ہے، میرا غوث ہے اور ماں باپ ہے‘‘ اور زید کہتا ہے کہ ’’میرے پیر کا مرتبہ کعبہ شریف سے بلند ہے‘‘۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع زید کے متعلق؟

(۳) زید کہتا ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے۔ اس لئے کہ تعزیہ کی وجہ سے لنگر ہے یعنی تعزیہ ہے تو لنگر ہے۔ یعنی لنگر کے لئے تعزیہ ضروری ہے۔

(۴) زید عالم ہے اور یہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا مشن پھیلانے کے لئے ویڈیو جائز ہے۔ یعنی زید کا کہنا ہے کہ ہندی فلم دیکھتے ہیں تو یہ فلم وغیرہ دیکھنے سے بہتر ہے کہ علمائے کرام کی تقریریں جو ویڈیو میں ہیں وہ دیکھیں تا کہ کچھ سیکھ سکیں۔

(۵) زید پیر ہے اور کہتا ہے کہ اگر مرید پیر کو راضی نہ رکھے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس مرید سے ناراض رہتے ہیں۔ کیا یہ قول اس کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے۔ جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے

خلاف بولتا ہے؟

(۶) زید عالم ہے اس نے سب کے سامنے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ قرآن پاک میں میوزک بھی ہے۔کیا قرآن پاک میں واقعی میوزک ہے؟ یا نہیں؟ برائے کرم جلد از جلد جواب دیجئے۔

(۷) زید کہتا ہے کہ میرے پیر کا رتبہ میرے ماں باپ سے زیادہ ہے اور بکر کہتا ہے نہیں، ماں باپ کا مرتبہ اونچا ہے۔بکر کا کہنا ہے کہ پہلے ماں باپ پھر پیر۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیجئے۔

(۸) زید کہتا ہے کہ وہ ہر نماز میں صرف اپنے پیر کا تصور کرتا ہے اور کسی کا نہیں۔کیا زید کا کہنا درست ہے؟

(۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عالم ہے اور ایک جلسہ میں عوام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ موسم کی بے وفائی ہے اور یہ بھی کہا کہ زمین بھی بے وفا ہے۔یہ باتیں اس روز کہا جس دن خوب بارش ہو رہی تھی۔کیا زید کا کہنا درست ہے؟ یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: سید محمد حسین نوری، افریقی

الجواب:

(۱) زید بے قید کا خط کشیدہ جملہ سخت ہولناک ہے اس پر اس بات سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور اگر بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی فرض ہے۔جب تک توبہ صحیحہ شرعیہ کے بعد داخل اسلام نہ ہو ہر مسلم واقف حال پر اس سے اجتناب فرض ہے۔

(۲) خط کشیدہ جملہ کفر صریح ہے۔زید پر اس سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔اور شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید غلط کہتا ہے۔مروجہ تعزیہ داری شرعا ناجائز بلکہ مجموعۂ تعزیہ داری از محرمات ہے۔تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ''رسالہ تعزیہ داری'' ملاحظہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جاندار کی تصویر شرعا حرام ہے۔حدیث میں ہے:

''اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون''(۱)

سب سے زیادہ عذاب کے مستحق حکم الٰہی میں وہ ہیں جو فوٹو ذی روح کا کھینچتے، کھنچواتے ہیں۔

(۱) مشکوۃ شریف، ص ۳۸۵، باب التصاویر، مجلس برکات مبار کپور اعظم گڑھ

اور تبلیغ کے لئے حرام کو ذریعہ بنانا حرام ہے۔ تبلیغ دین کچھ اس پر منحصر نہیں کہ ویڈیو پر علماء ومشائخ وغیرہم کی تصویریں اتاری جائیں بلکہ یہ سرے سے تبلیغ دین ہی نہیں، یہ دین کو تماشا بنانا ہے۔ جوزی تصویر کشی سے زیادہ سخت ہے۔ ہم نے خود اعلیٰ حضرت کے کلمات سے ثابت کیا ہے کہ اس مقصد کے لئے بھی ویڈیو کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ ہمارا رسالہ ''ٹی۔وی۔ویڈیو کا آپریشن'' دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے عرف عام میں عقائد اہل سنت و جماعت مراد ہوتے ہیں تعارف وتمیز کے لئے ان کو مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں ان عقائد حقہ کا مخالف سنی مسلمان ہی نہیں، پیر ہونا بڑی بات ہے۔ وہ اس قول کا مصداق نہیں اور اس کے متعلق ایسا کہنا منافی ایمان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) زید پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کا ثبوت دے۔ وہ اگر قابل قبول ثبوت پیش کردے تو خیر ورنہ سخت ملزم ہے۔ پھر اگر اس دعویٰ کا کوئی صحیح محمل ہو جب بھی عوام کے سامنے اس طرح کے کلمات بولنا ہرگز روا نہیں کہ وہ اس سے باجوں کی اباحت اور ان کا جواز سمجھیں گے اور گمراہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زید صحیح کہتا ہے۔ سچا پیر مرتبہ میں ماں باپ سے افضل ہے کہ وہ مربی روح ہے اور روح بدن سے افضل ہے سچا پیر اللہ تک وصول کا ذریعہ اور اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا خلیفہ و نائب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس منصب کے لحاظ سے وہ ماں باپ سے ضرور افضل ہوا۔ تفصیل کے لئے ''ذیل المدعا حاشیہ احسن الوعا'' مصنفہ سرکار اعلیٰ حضرت دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) نماز میں حق تعالیٰ کی طرف توجہ رکھے پیر کا تصور کرنے کا حکم نہیں ہے۔ زید کو اس سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) زید کو ایسا کہنا نہ چاہئے تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ۔ ۱۲۳ تا ۱۲۴

انبیائے کرام کے متعلق اہل سنت کا ایک عقیدۂ ضروریہ دینیہ!

جناب مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم

مزاج گرامی!

خدمت گرامی میں دوسوال حاضر ہیں، امید کہ جلد جواب عنایت فرمائیں گے۔

(۱) انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے گناہ صغیرہ کا صدور ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر صدور ہوسکتا ہے تو اس تقدیر پر وہ عذاب نار کے مستحق ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ دراں حالیکہ عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبائر کو معاف فرما سکتا ہے اور صغائر پر عذاب دے سکتا ہے۔

(۲) اگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈائرکٹ اولیائے کرام اور صحابۂ عظام کے وسیلے کے بغیر مانگا جائے تو رسول اللہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد شفیق

مدرس مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ، قصبہ رونا ہی، ضلع فیض آباد

الجواب:

استغفر اللہ العظیم

انبیائے کرام کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ضروریہ دینیہ ہے کہ وہ قبل نبوت وبعد نبوت کبائر وصغائر سے معصوم ہیں۔ اس پر دلیل عقلی قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان عظیم الشان: لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ۔(۱) بس ہے۔ سائل کا یہ سوال کہ معاذ اللہ "وہ عذاب کے مستحق۔ الخ" عجب ہے۔ انہیں قطعاً یقیناً اجماعاً عذاب نار سے بَری جاننا واجب ہے اور اس میں شک منافی ایمان موجب خسران ہے۔ سائل کا یہ سوال اس امر میں شک کرنے پر دال ہے لہٰذا اس پر توبہ وتجدید ایمان ضرور اور تجدید نکاح بھی لازم ہے جبکہ شادی شدہ ہو اور یہ تفصیل کہ اللہ تعالیٰ کبائر کو معاف فرما سکتا ہے اور صغائر پر عذاب دے سکتا ہے، مہمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کے سوا سب گناہ چاہے تو معاف فرمائے اور چاہے تو سب پر عذاب دے۔

قال تعالیٰ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔(۲)

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۱۲۴

(۲) سورۃ النساء: ۴۸

(۲) اپنے رب کے حکم سے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے والے ہیں۔

وہ خود فرماتے ہیں: ''انما انا قاسم و اللہ یعطی'' (۱)

اور صحابہ و اولیاء کرام ان کی جناب میں وسیلہ ہیں اور وہ خدا کی جناب میں سب کا وسیلہ ہیں ان کے واسطے کے بغیر کسی کو کچھ ملا نہ ملے نہ ملے گا اور ان کا دیا ہوا ہمیں ان کے محبوبوں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ یہی جاننا لازم ہے اور اس کا خلاف گمراہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۵ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۱۲۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بے غایت و نہایت ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ:

زید کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور کو علم غیب تھا اور اللہ سے باخبر تھے تو بتلایئے کہ حضور پر وحی کیوں آئی کیونکہ وہ اللہ کے راز و نیاز سے باخبر تھے یہ کیا مصلحت تھی جو یہ وحی اور علم غیب تھا۔

الجواب:

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب اللہ نے عطا فرمایا۔ قال تعالیٰ:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۔ (۲)

اللہ نے تمہیں سب کچھ سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

(۱) صحیح البخاری ج ۱، کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ص ۱۶، مطبع مجلس برکات مبارکپور / مشکوۃ المصابیح، ص ۳۲، کتاب العلم، الفصل الاول، مجلس برکات مبارکپور

(۲) سورۃ النساء: ۱۱۳

''کانت معارفه علیه الصلاۃ و السلام فی نهایة لاترام و غایة لاتسام''(۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بے غایت و بے نہایت ہیں ان کی طرف رسائی نہیں۔

شیخ محقق نے مدارج النبوۃ میں فرمایا: ''واز انجملہ آنست کہ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان نفخۂ اولیٰ بروے منکشف ساختند -الخ صلی اللہ علیہ وسلم''(۲)

یہیں سے علمائے اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماکان ومایکون حتیٰ کہ علوم خمسہ جن میں قیامت کا بھی علم ہے جانتے ہیں حضور تو حضور آپ کے غلامانِ غلام اولیاء کرام بھی جب تک ان علوم کو نہ جانیں تصرف ان کا دنیا میں صحیح نہیں کما صرح به الباجوری فی سراج البردۃ الزکیة۔ بردہ میں ہے:

فان من جودک الدنیا و ضرتها - و من علومک علم اللوح و القلم(۳)

حضور کو غیب بطریق وحی دیا گیا۔ وحی علوم عامہ کی لوگوں کو علم شریعت سے بہرہ مند کرنے کے لئے آئی باقی علوم خاصہ کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کمال علوم سے آراستہ کرنے کے لیئے حضور کی وحی میں کیا حکمت ہے اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۲۶ تا ۱۲۸

نبی کا نور بلکہ جملہ انوار، خدا ہی کے انوار و مظاہر ہیں، خدا کے لئے لفظ بھول کا استعمال نہیں کرنا چاہئے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں:

(۱) ''طور سینا پہ چمکا جو نور نبی آج امت کے سینہ میں موجود ہے'' پڑھنا صحیح ہے یا غلط؟ جبکہ آیت

---

(۱) شرح الشفاء لقاضی عیاض ج ۱ ص ۲۴۱، فصل واما اصل فروعها وعنصر ینابیعها ونقطة دائرتها الخ مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) مدارج النبوۃ ج۱، ص ۸۳، باب پنجم در ذکر فضائل وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وصل اما خصائص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطبع منشی نول کشور کانپور

(۳) قصیدہ بردہ شریف

کریمہ یہ ہے:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ (سورۃ الاعراف: ۱۴۳)

(۲) ''یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے''، ''کل مولود یولد علی الفطرۃ وابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ'' کے خلاف ہے یا نہیں؟

(۳) خداوند قدوس سے ان کلمات سے دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ''ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا'' جبکہ عرف عام میں بھول نسیان کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ بینوابالکتاب توجروایوم الحساب

المستفتی: ضمیر احمد رضوی جوکھنپوری

متعلم عربی یونیورسٹی، مبارک پور، اعظم گڑھ

الجواب:

(۱) یہ شعر عوام کے سامنے نہ پڑھا جائے کہ ان کے اذہان میں یہ راسخ ہے کہ طور پر جو تجلی چمکی وہ خدائے عزوجل کی تھی اور اسی پر ظاہر قرآن ناطق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔(۱)

گوکہ اس لحاظ سے نور نبی نور خدا کے منافی نہیں کہ حقیقۃً نبی کا نور بلکہ جملہ انوار خدا ہی کے انوار ومظاہر ہیں مگر اضافت مقید خصوص ہے اس لئے ظاہراً عوام کے اذہان میں یہ شبہہ پیدا ہوگا کہ معاذ اللہ وہ نور خدا کا نور نہ تھا اور یہاں سے کہہ سکتے ہیں کہ جس کا قدم طریقت میں راسخ نہیں اسے یہی حکم ہے کہ ایسے الفاظ سے احتراز شدید کرے جن میں ایہام معنیٰ فاسد کا ہو لہٰذا اس اطلاق سے توبہ کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں۔ حدیث کا یہی مطلب ہے کہ ہر بچہ فطرت سادہ پر پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے نہ نوری نہ ناری نہ جنتی نہ جہنمی ہوتا ہے پھر اعمال وعقائد سے مستحق جنت یا مستحق جہنم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۴۳

(۳) نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۲۹

بے شک حضور علیہ السلام کی محبت عین ایمان ہے جس کے بغیر ایمان ہو ہی نہیں سکتا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں حضور کی محبت جز مانتا ہوں، کل نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (ما کان وما یکون) کا علم نہیں ہے اور پیغمبروں کے خلاف کرنے سے ایمان میں کچھ کمی نہیں آتی۔ قرآن و حدیث کی رو سے مدلل جواب دیں۔

المستفتی: محمد ضیاء الرحمن رضوی

الجواب:

بے شک حضور سرکار دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت عین ایمان ہے جسکے بغیر ایمان ہو ہی نہیں سکتا اس پر واضح دلیل کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم“ ہے اور سرکار عالم وعالمیاں حضور محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین“ (۱)

یعنی تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کی اولاد اور باپ اور تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اگر وہ شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت اسی طور پر مانتا ہے جب تو خیر ورنہ ہرگز مومن نہیں کہ ہرگز سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت والا ہی نہیں اور اس کے جملہ سے محبت حضور کی تنقیص ظاہر ہے جس

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص ۱۲، کتاب الایمان، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

سے اس پر توبہ فرض ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ جل وعلا نے ما کان وما یکون کا علم دیا۔

قال تعالیٰ: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔(۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے اور اس پر آیات کثیرہ دال ہیں اور احادیث کثیرہ شاہد جس کی تفصیل ،انباء المصطفیٰ، خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیۃ رسائل اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں ہے اس کا منکر قرآن کی آیات کثیرہ اور احادیث کثیرہ کا منکر ہے اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اس کا یہ جملہ بھی بہت سخت ہے جو اخیر میں درج ہوا جس سے انبیا علیہم السلام کی تنقیص شان اور ان کی خلاف ورزی کی اباحت قائل کے نزدیک آشکار ہے اور یہ ضروریات دین کا کھلا انکار ہے اور قرآن کی کھلی تکذیب ہے۔

قرآن فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ(۲)

ہم نے جو رسول بھیجا اسی لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت ہو۔

تو حضور علیہ السلام وانبیاے عظام کو اپنا مطاع ومقتدا وامام ماننا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خلاف پیمبر کسے رہ گزید - کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید(۳)

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۳۰

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے!

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسائل ذیل میں کہ:

زید سنی عالم اور اکزامنیشن بورڈ سے فاضل شمسی اور بھی مختلف بورڈ کے امتحان میں شامل ہو کر اردو انگریزی وغیرہ زبانوں کا امتحان دے کر بورڈ سے سند یافتہ ہے اور چھوٹے چھوٹے دو چار رسالے و

(۱) سورۃ النساء: ۱۱۳

(۲) سورۃ النساء: ۶۴

(۳) بوستان، ص ۱۴، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

کتابچے کا مؤلف بھی ہے مزید سنیوں کی ایک عیدگاہ میں نماز عیدین کا امام بھی ہے اور بہار اگزامنیشن بورڈ سے ملحقہ ایک مدرسے کا بانی اور ایک انگریزی انٹر کالج کا مدرس بھی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً سنی مسلمانوں کی دعوت پر مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہوکر تقریر بھی کرتا ہے۔ بایں ہمہ وہ عامۃ المسلمین کے مجمع میں عوام کو خوش کرنے یا اپنی معلومات کی وسعت ثابت کرنے کے لئے یا خدا جانے کیوں اپنی تقریروں میں خود ساختہ گمراہ کن غیر ذمہ دارانہ باتیں کہتا اور بغیر کسی سند وثبوت کے ایسی ایسی روایتیں بیان کرتا ہے جو اس سے پہلے اکابرین فقہا وعلمائے اہل سنت سے نہ سنی گئیں۔ مثلاً میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چند مجلسوں میں عامۃ المسلمین اور اپنے ہم نوا چند مولویوں کی موجودگی میں اپنی تقریری میں اس نے برملا علی الاعلان یہ کہا کہ:

(الف) مجھ کو ایک ایسی دعا معلوم ہے کہ ''اگر کسی میت کے دفن ہو جانے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہوکر پڑھ دوں تو منکر نکیر اس سے کوئی سوال نہ کریں گے'' اور ہم یہ دعا پڑھا کرتے ہیں وہ دعا کیا ہے دریافت کرنے پر بھی زید نے نہ بتائی اور جب کسی نے سوال کیا کہ یہ دعا کس حدیث یا کس کتاب میں ہے تو زید نے جواب دیا کہ اعلیٰ حضرت نے فتویٰ رضویہ جلد چہارم اور حضرت صدر الشریعہ نے بہار شریعت حصہ چہارم میں یہ دعا لکھی ہے۔ بعض علماء نے زید کے حوالے کے مطابق بہار شریعت دیکھی تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص اس شخص کے قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر کہے یا فلان بن فلانہ، وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا، پھر کہے یا فلان بن فلانہ وہ سیدھا ہوکر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوگی پھر کہے: **اذکر ما خرجت من الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله۔ صلی الله تعالی علیه وسلم وانک رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله تعلی علیه وسلم نبیا وبالقرآن اماما** ''نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے'' اس پر کسی نے حضور سے عرض کی اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حواء کی طرف نسبت کرے اس حدیث کو

طبرانی نے کبیر میں اور ضیا نے احکام میں اور دوسرے محدثین نے روایت کیا، بعض اجلۂ ائمہ تابعین فرماتے ہیں جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے یا فلاں بن فلاں قل لا الٰہ الا اللہ تین بار، پھر کہا جائے قل ربی اللہ و دینی الاسلام و نبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اور اتنا اضافہ کیا:

”واعلم ان ھٰذین الذین اتیاک او یاتیانک انما ھما عبدان للہ لا یضران ولا ینفعان الا باذن اللہ فلا تخف ولا تحزن واشھد ان ربک اللہ و دینک الاسلام و نبیک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثبتنا اللہ وایاک بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ انہ ھو الغفور الرحیم“

بہار شریعت میں جو لکھا ہے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے سر آنکھوں پر لیکن اس روایت کے دیکھنے سے یہ بات واضح نہ ہوئی کہ نکیرین اس میت سے بغیر سوال کئے ہوئے چلے جائیں گے یا سوال کرنے کے بعد جائیں گے اگر بغیر سوال کئے واپس چلے جائیں گے ،عام ازیں کہ وہ بہت نیکوکار ہو یا بدکار اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو پھر اعمال صالحہ کی اہمیت و ضرورت باقی نہ رہی جو مسلمان بھی مرجائے اور اس کی قبر پر تلقین کے یہ کلمات حسب روایت پڑھ دیے جائیں نکیرین واپس چلے جائیں گے اور عذاب قبر سے اہل قبر محفوظ و مامون ہو جائے گا۔

(ب) زید نے اسی مجلس میں اپنی تقریر میں سامعین میں سے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر آپ نے اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لئے مدرسہ میں بھیجا اور وہ پڑھنے کے لئے مدرسہ نہ جائے اور کھیل کود میں مصروف ہو جائے اور آپ بچے سے یہ کہیں کہ جاؤ اگر مدرسہ میں نہ جاؤ گے اور نہ پڑھو گے تو ہم تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے اور آپ کا لڑکا آپ کے حکم کے خلاف مدرسہ نہ گیا بلکہ کھیل کود میں وقت ضائع کر کے، پھر جب آپ کے پاس آیا تو اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر اس بچے کی نہ ٹانگ توڑی اور نہ زد و کوب کیا اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی مجرم و گنہ گار امت کو ہرگز جہنم میں نہ جانے دیں گے۔ چاہے امت مسلمہ کا عمل جیسا بھی ہو۔

(ج) زید نے جہاں وہ باتیں کہیں جو (ب) میں درج ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ نماز روزہ وغیرہ محض نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ہے اور یہ بھی کہا کہ مرض بخار میں جو مر جائے وہ شہید ہے زید کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ تو پھر کس حدیث میں اس قول کی سند ہے۔ غرضیکہ زید اس طرح کی باتیں اپنی تقریر میں کہا کرتا ہے۔ اب دریافت طلب امور یہ ہیں۔

اس دور پرفتن میں جبکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور اعمال صالح سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ عامۃ المسلمین کے سامنے اس طرح کی تقریر کرنی جائز ہے یا نہیں؟ جس سے قبر اور آخرت کے عذاب کا خوف مسلمانوں کے دلوں سے جاتا رہے اور وہ اس امید و یقین پر کہ جب مرنے کے بعد تلقین سے نکیرین کے سوالات اور عذاب قبر سے نجات مل ہی جائے گی اور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کسی مجرم و گنہ گار مسلمان کو جہنم میں جانے نہ دیگی تو پھر عبادت و ریاضت اور اعمال صالحہ کرنے اور عیش و آرام کو چھوڑ کر مشقت اٹھانے اور نفس کشی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

زید کا یہ قول کہ نماز روزہ وغیرہ محض نظام کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے ہے؟ از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو اس سے نماز روزہ وغیرہ فرائض منصوصہ کی فرضیت و اہمیت کی تخفیف ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس قول کے قائل اور اس قائل کے اس قول کی تعریف و تحسین کرنے والوں پر شریعت مقدس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی اقتدا میں سنی مسلمانوں کی نماز جائز و درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ایوب کیراف محمد عثمان، بازار، سیوان

الجواب:

فی الواقع سوال میں خط کشیدہ جملہ کا حاصل یہی ہے کہ وہ دعا جس میت کی قبر پر پڑھی جائے گی اس سے سوال نہ ہوگا، مگر یہ بشارت اسی کے لئے ہے جو ایمان پر مرا ہو، اسی کے لئے کرم الٰہی سے یہ امید ہے کہ اس تلقین و دعا کی برکت سے سوال قبر سے محفوظ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عمل کی ضرورت پھر بھی ہے کہ یہ سب امور قطعی نہیں ہیں اور کیا پتہ کہ کوئی تلقین کرنے والا ملے یا نہ ملے یا خاتمہ کا کیا پتہ۔ اس لئے عمل بہر حال ضروری ہے۔ خالی بشارتوں پر بھروسہ کر لینا نادانی ہے۔ فقط۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شفاعت سے مجرم وگناہ گار مشیت خداوندی کے مطابق کچھ بے سابقہ عذاب اور کچھ عذاب کے بعد داخل جنت ہوں گے یا مومنین کا مآل کار دخول جنت ہے اور یہ خیال غلط ہے کہ سرکار کسی کو جہنم میں نہ جانے دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

زید کی اس جملہ سے کیا مراد ہے وہ بیان کرے۔ اگر مراد معاذ اللہ اباحت محرمات وتخفیف احکام ہے تو بہت سخت ہے اور جوسنی صحیح العقیدہ بخار میں مرے وہ بھی شہید ہے۔ رد المحتار میں ہے:

’’قال صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ ماتت بجمع فھی شھیدۃ او بالسل فی الغربۃ او بالصرع او بالحمی -الخ‘‘ (۱) ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مجرد ترغیب جس کا نتیجہ یہ متوقع ومظنون ہو کہ لوگ عمل چھوڑ بیٹھیں گے نہ چاہئے بلکہ ترغیب کے ساتھ ترہیب اور اعمال کی تلقین بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۹؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۱۳۱

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم غیب عطائی خود قرآن عظیم سے ثابت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

بنام محمدی بڑی تقویم کریمی بک ایجنسی، ۱۹؍ آئی۔ ایم۔ مرچنٹ روڈ، ممبئی-۲ سے ہر سال ایک جنتری شائع ہوتی ہے اور اسکے سرورق یہ قطعہ ہوتا ہے۔

علم غیبے کس نمی داند بجز پروردگار - گر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار
مصطفی ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل - جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

کیا یہ قطعہ صحیح ہے؟ اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنا درست ہے؟ تفصیلاً دلائل سے آگاہ کریں۔

المستفتی: محمد اسرائیل رضوی، متعلم دار العلوم قادریہ چریاکوٹ، اعظم گڑھ

---

(۱) رد المحتار، ج ۳، ص ۱۶۵، کتاب الصلاۃ باب الشہید، مطلب فی تعداد الشہداء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

الجواب:

قطعہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور علم عطائی کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے اثبات کیا گیا ہے اور یہ بے شک صحیح ہے بلاشبہہ علم ذاتی خاصۂ باری تعالیٰ ہے اور علم ذاتی مخلوق میں کسی کے لئے ماننا شرک ہے اور علم عطائی اصلا انبیاء اور بالخصوص سرور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے بنص قرآن عظیم ثابت ہے:

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًاۙ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ - الآية(۱)

جو مطلقاً نبی کے علم غیب عطائی کا منکر ہو وہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۳۲ تا ۱۳۶

تصغیر کے کیا معنی ہیں؟ کملیا، چدریا وغیرہ تصغیر کے الفاظ ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ان کا استعمال سرکار علیہ السلام کے لئے کیسا؟

مندرجہ ذیل مسائل میں علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں:

(۱) تصغیر کے کیا معنیٰ ہیں؟ اور تصغیر کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟

(۲) کملیا، چدریا، گگریا، دوریا، نگریا اور ان کے ماسوا اسی طرح کے دیگر الفاظ برائے تصغیر ہیں کہ نہیں؟

(۳) ان الفاظ کا استعمال اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چادر شریف کو چدریا اور مبارک کمبل شریف کو کملیا و در اقدس کو دوریا، نورانی و عرفانی نگر مقدس کو نگریا یا اس طرح سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کسی بھی شئ کو حتیٰ کہ بارگاہ کے پاک

(۱) سورۃ الجن: ۲۶، ۲۷

ذروں کو اس طرز وادا کے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۴) اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد سادات کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے حسنین کریمین، سرکار غوث اعظم، ہندالولی خواجہ غریب نواز و دیگر اولیائے کاملین و سالکین و مخدومین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے چدریا، کملیا، گگریا، دوریا، نگریا وغیرہ کے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۵) مجدد مأۃ ماضیہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا اس مسئلہ میں کیا موقف ہے؟ بالتفصیل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں تاکہ احقاق حق و ابطال باطل ہو جائے۔

المستفتی: محمد علی، متعلم دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، ضلع بستی، یوپی

الجواب:

تصغیر اسم میں اس کے دوسرے حرف کے بعد یاء ساکنہ بڑھا کر تحقیر یا ملاحت پیدا کرنے کے لئے تبدیل کرنے کا کام کرتی ہے اور کبھی تقسیم کے لئے بھی تصغیر آتی ہے المعجم الوسیط میں ہے:

"(التصغیر) فی الصرف زیادۃ یاء ساکنۃ بعد ثانی الاسم مع تغییر ہیئۃ لغرض کالتحقیر و التملیح فیقال فی قمر قمیر و فی کتاب کتیب" (۱)

اور تصغیر کبھی تعظیم کے لئے بھی آتی ہے اور اس کے اوزان کی تفصیل کتب صرف یا کتب لغات میں دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اردو میں تصغیر کی اور بھی صورتیں ہیں قواعد کی کتابوں میں دیکھ لیں۔

(۲) ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہیں، کہ توہین کا ایہام ہے بلکہ صیغہ اہانت میں ظاہر ہے لہٰذا اس کا اطلاق ناجائز و حرام ہے اور متکلم پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ممانعت و تحریم۔ چنانچہ المستند المعتمد میں فرماتے ہیں:

"وقد منا ان التصغیر فیما یتعلق بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممنوع مطلقا، وان

---

(۱) المعجم الوسیط، باب الصاد، باب الدعوی، بیروت

كان على جهة المحبة، بل قد يجئ للتعظيم۔ ومثاله في لساننا "ناكڑا" في تصغير "ناك" أي
الأنف لا يقال الا في الانف الجسيم ومع ذلك فالايهام كاف في المنع والتحريم وقد نهى
العلماء ان يقولوا مصيحف أو مسيجد فليجتنب ما اقتحمه بعض الشعراء الذين هم في كل
وادٍ يهيمون من قولهم في النعت الكريم "مکھڑا" او "انکھڑیاں" او امثال ذالک-اھ" (۱)
واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۳۷

انبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء مرشدان راہ خدا اور وسیلۂ توفیق وذریعۂ جنت ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

ایک شخص جن کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے خطبہ جمعہ میں منبر شریف پر کھڑے ہوکر یہ کہے کہ انسان کو ہدایت دینا اور لینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے اس کے سوا کسی نبی یا ولی یا رسول کو نہیں ہے۔ اور حضور اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں نہیں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں یوں فرماتے ہیں، کہتے ہیں، اللہ دیکھتے ہیں۔ ایسے الفاظ استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا ایسے شخص کو اپنا امام بنانا یا قاضئ شہر یا خطیب بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے جیسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں مطمئن جواب دیں۔

المستفتی: ضمیر احمد رضوی القادری، جامع مسجد محلہ میسور

(۱) المستند المعتمد على المعتقد المنتقد، ص ۱۴۶، مطبع المجمع الاسلامی، مبارکپور

الجواب:

قرآن کریم میں دونوں طرح کی آیات ہیں ایک طرف حضور علیہ السلام سے ارشاد ہوا:

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ -الآیۃ(۱)

یعنی اے محبوب بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔

یہاں سرکار ابدقرار علیہ الصلاۃ والسلام سے ہدایت کی نفی بایں معنیٰ فرمائی گئی کہ قلوب میں ہدایت کو پیدا فرمانا سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا کام نہیں ہے بلکہ خالق اہتداء اللہ تعالیٰ ہے اور دوسری طرف سرکار ابدقرار علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۔(۲)

یعنی بے شک اے محبوب تم سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتے ہو۔

اور فرمایا: وَجَعَلۡنٰهُمۡ اَئِمَّةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا ۔(۳)

اور ہم نے اس میں سے پیشوا کیا کہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے ہیں۔

اور سرکار ابدقرار علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا:

وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ۔(۴)

اور ہر قوم کے ہادی ہو.

اور مومن قوم فرعون کا قول نقل فرمایا:

يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوۡنِ اَهۡدِكُمۡ سَبِيۡلَ الرَّشَادِ ۔(۵)

یعنی اے میری قوم میری پیروی کرو میں تمہیں راستی کے راستہ کی طرف ہدایت دوں گا۔

(۱) سورۃ القصص: ۵۶

(۲) سورۃ الشوریٰ: ۵۲

(۳) سورۃ الانبیاء: ۷۳

(۴) سورۃ الرعد: ۷

(۵) سورۃ المؤمن: ۳۸

ان آیات میں انبیاء واولیاء کی طرف ہدایت کی نسبت باعتبار دلالت ورہنمائی وبلحاظ مسببیت توفیق الٰہی ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ ہدایت کا اطلاق کبھی توفیق ربانی پر ہوتا ہے اور اس معنیٰ میں ہدایت بے شک خدا کے ساتھ خاص ہے اور کبھی دلالت ورہنمائی اور دعوت الی الحق پر ہوتا ہے اور یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیائے کرام کا وظیفہ ہے جو بارگاہ الوہیت سے انہیں تفویض ہوا ہے۔ مجمع البحار میں ہے:

"الھدی، ھدی محمد۔۔۔ وفسر الفتح بالطریق، والضم بالدلالۃ والارشاد وھو الذی یضاف الی الرسل والقرآن وباللطف والتوفیق وھو الذی تفرد بہ اللّٰہ تعالیٰ" ملتقطاً(۱)

اور ہدایت بایں معنیٰ اس ہدایت کے لئے موقوف علیہ اور سبب ہے جو توفیق الٰہی سے عبارت ہے جسے ہم نے پہلے ذکر کیا لہٰذا یہ پہلی اس دوسری کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔

مفردات راغب میں ہے:

"الھدایۃ التی جعل للناس بدعائہ ایاھم علیٰ السنۃ الانبیاء وانزال القرآن ونحو ذلک وھو المقصود بقولہ تعالیٰ وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا، (الانبیاء/۷۳) الثالث التوفیق الذی یختص بہ من اھتدی وھو المعنی بقولہ تعالیٰ: والذین اھتدوا زادھم ھدی (محمد/۱۷) وقولہ ومن یومن باللّٰہ یھد قلبہ (التغابن/۱۱) وقولہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات یھدیھم ربھم بایمانم (یونس/۹) وقولہ، والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (العنکبوت/۶۹) ویزید اللّٰہ الذین اھتدو ھدی (مریم/۷۶) فھدی اللّٰہ الذین آمنوا (البقرۃ/۲۱۳) واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم (البقرۃ/۲۱۳) الرابع الھدایۃ فی الآخرۃ الیٰ الجنۃ التی بقولہ سیھدیھم ویصلح بالھم (محمد/۵) ونزعنا مافی صدورھم من غل (الاعراف/۴۳) الیٰ قولہ الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا، وھذہ الھدایات الاربع مترتبۃ فان لم تحصل لہ الاولیٰ لا تحصل لہ الثانیۃ بل لا یصح تکلیفہ ومن لم تحصل لہ الثانیۃ لا تحصل لہ الثالثۃ والرابعۃ ومن حصل لہ الرابع فقد حصل لہ الثلاث التی قبلھا ومن حصل لہ الثالث فقد حصل لہ اللذان قبلہ ثم ینعکس فقد تحصل الاولیٰ ولا یحصل لہ الثانی ولا یحصل الثالث والانسان لا یقدر ان یھدی احدا الا

(۱) مجمع بحار الانوار، ج۵، ص۳۳۸، باب الھاء مع الدال، مطبع دار الایمان سہارنپور

بالدعاء وتعریف الطرق دون سائر انواع الهدایات والی الاوّل اشار بقوله: وانک لتهدی الی صراط مستقیم (الشوریٰ/۵۲) یهدون بأمرنا (السجدة/۲۴) ولکل قوم هاد (الرعد/۷) أی داع: والی سائر الهدایات اشار بقوله تعالیٰ انک لاتهدی من احببت (القصص/۵۶)‘‘ (۱)

اور جب ہدایت بمعنی توفیق الٰہی پر انبیاء واولیاء کی ہدایت ودلالت مرتب اور اس پر موقوف ہے تو یہ اعتقاد لازم ہے کہ انبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء اور اولیائے ہادیان دین مبین مرشدان راہ خدا وسیلۂ توفیق وذریعۂ جنت، جنکی عنایت اپنے پیروکاروں کو کسی حال میں بے سہارا نہیں چھوڑتی بلکہ نزع وسوال قبر وحشر ونشر اور ہر مرحلہ دنیا وآخرت انہیں کی ہدایت ان کے کام آتی ہے۔

میزان امام شعرانی میں ہے:

’’وقد ذکرنا فی کتاب الاجوبة عن ائمة الفقهاء و الصوفية ان ائمة الفقهاء والصوفية کلهم یشفعون فی مقلدیهم ویلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منکر ونکیر له وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط و لا یغفلون عنهم فی موقف من المواقف۔ واذا کان مشایخ الصوفية یلاحظون اتباعهم و مریدیهم فی جمیع الاهوال والشدائد فی الدنیا والآخرة فکیف بائمة المذاهب الذین هم اوتاد الا رض وارکان الدین وامناء الشارع علی امته رضی اللہ عنهم اجمعین-اھ‘‘ ملخصاً (۲)

اور اسی سے پورے قرآن پر ایمان حاصل اور جو یہ نہ مانے وہ ’’اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ‘‘ (۳) کا مصداق ہو کر مکذب قرآن ہے اور بے دین وگمراہ ہے اور اللہ کے لئے جمع کا صیغہ بولنا وہابیہ کی خاص عادت ہے اس شخص پر توبہ اور وہابیہ ودیابنہ کے عقائد سے تبری اور ان کی تکفیر فرض ہے ورنہ وہ امام وخطیب ہونا ودر کنار مسلمانوں سے دور رہنے کے لائق بلکہ اس سے

(۱) المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفهانی، باب کتاب الهاء، ج ۱، مطبع دار العلم الدار الشامیة، دمشق، بیروت

(۲) میزان امام شعرانی فصل فی بیان استحالة خروج شیء من اقوال المجتهدین ج ۱، ح ۱، ص ۶۵ مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

(۳) سورة البقرة: ۸۵

اجتناب اشد ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۱۴/رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۳۸

صلوٰۃ وسلام حضور خیر الانام علیہ السلام پر کسی وقت منع نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہمارے یہاں رتلام شہر کی جامع مسجد میں نماز جمعہ وصلوٰۃ وسلام کے لئے امام صاحب جو دیوبندی ہیں ان سے معلوم کیا تو امام صاحب نے فرمایا میری جانب سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ متولی صاحب سے معلوم کرلیں پہلے تو بڑی سختی سے انکار کیا بعد میں کہنے سننے کے بعد کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں، نہ آج تک جامع مسجد میں صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا۔ لہٰذا اب میں نہیں پڑھوں گا اگر پڑھنا ہے تو پرانے متولی صاحب سے معلوم کرو۔ صورت مسئولہ میں بعد نماز جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ منع کرتے ہوں، ان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: عبد الوہاب وعبد الکلیم

الجواب:

صلوٰۃ وسلام حضور خیر الانام علیہ السلام پر کسی وقت منع نہیں۔ خداوند قدوس نے صلوٰۃ وسلام کا مطلق حکم فرمایا ہے اور جمعہ کے بعد تو حدیث شریف میں خصوصیت سے مطلوب ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے:

''اکثروا من الصلاۃ علی فی یوم الجمعۃ'' (۱)

یعنی مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ بھیجو

---

(۱) کنز العمال ج ۱، ص ۲۴۷، کتاب الاذکار الباب السادس فی الصلاۃ علی۔ وعلی الہ علیہ الصلاۃ والسلام حدیث نمبر ۲۱۳۷، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت / الجامع الصغیر مع فیض القدیر حرف الھمزہ، ج ۲، ص ۱۱۱، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

منع کرنے والوں کی ممانعت بر بناء گمراہی ہے۔ ان کی بات پر کان نہ دھریں، نہ ان سے میل جول رکھیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۳۹ تا ۱۴۰

فی الواقع حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر محال ہے! حضور کے لئے "نمکین" کا لفظ بولنا کیسا؟

بحضور فیض گنجور آقائے نعمت مفتی صاحب قبلہ دام اقبالہٗ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خیریت سے رہ کر حضور کی خیریت کا بارگاہ ایزدی میں ہمہ وقت طالب ہوں۔ ضروری عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلے کی بابت ایسا مدلل ومکمل وتشفی بخش جواب طلب ہے جس سے خود بھی اطمینان ہو اور اہل سنت کی طرف سے مخالفین کو دنداں شکن جواب بھی دیا جاسکے۔

(۱) حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اپنی کتاب ''حدائق بخشش'' میں جو ''سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی'' طرحی مصرع ہے اس میں حضور شہنشاہ دو عالم سرکار محبوب پروردگار کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے ایک جگہ لفظ نمکین ارشاد فرمایا۔ تو ہمیں یقین کامل ہے کہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ بہت محتاط نظر تھے پھر بھی ایسا لفظ ارشاد فرمایا، بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسا لفظ جس کے معنیٰ ٹھیک مگر بڑے بھونڈے کا سا مطلب سمجھا جاتا ہے، اسے کیوں ارشاد فرمایا؟ علاوہ ازیں قرآن مقدس نے پیارے محبوب علیہ الصلاۃ والثناء کو عند المخاطب "راعنا" جبکہ بھونڈے معنی چرواہے کے تھے اور یہودیوں کی بدنیتی تھی تو "راعنا" کی جگہ "انظرنا" کہنے کو ارشاد فرمایا۔ لہٰذا اگر کوئی ایسی مثال ہو جس پر اعلیٰ حضرت کا کلام صحیح ثابت ہوجائے اور وہی مکمل لاجواب کن جواب ہوجائے تو براہ کرم تحریر فرمایا جائے یا کوئی

سپیل بتائی جائے۔

(۲) حضور مجدد مأۃ حاضرہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ملفوظ جلد ثالث، ص ۷۷ ر میں اللہ کی شان قدرت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”وہ ذات تو اللہ نے بے مثل وبے نظیر بنائی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر محال بالذات تحت قدرت ہی نہیں آسکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں“۔

[الملفوظ، ج ۳، ص ۷۷]

عبارت مذکورہ بالا سے توہین الوہیت ظاہر ہورہی ہے جبکہ موصوف انتہادرجے کے محتاط تھے پھر بھی عبارت سمجھ سے بالاتر ہے۔ ساتھ ہی حضور رئیس الاصفیا حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ بہار شریف کی مندرجہ ذیل عبارت سے ٹکراؤ ہورہا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں بزرگ ہم عقیدہ وہم مسلک ہیں۔ وہ عبارت یہ ہے:

”اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار ہمچوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بآفریند وہر نفس از انفاس ایشاں قاب و قوسین می دہد، درجلال اوذرہ زیادت نمی گردد واگر خواہد در یک لحظہ صد ہزار ہمچوں فرعون بیافریند تادعویٰ انا ربکم الاعلیٰ ہمی کنند درکمال او وجمال اوذرہ کم نمی گردد“۔

[مکتوبات یحییٰ منیری، مکتوب ۳۵]

فی الواقع اس کا کیا جواب ہوگا؟ جبکہ ٹھیک یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے ہم معنی عبارت، مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت ہے جو تقویۃ الایمان میں تحریر ہے کہ ”اگر اللہ صاحب چاہیں تو ایک لفظ کن سے جبریل ومحمد جیسے لاکھوں کروڑوں جبریل ومحمد پیدا کریں“

ہم تمامی اہل سنت اسماعیل دہلوی و جملہ وہابیوں اور دیوبندیوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں ایسی صورت میں ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ وحضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ واسماعیل دہلوی کے مابین کون ساخط امتیاز کھینچیں کہ جس سے اسماعیل مصنف تقویۃ الایمان الگ ہو اور یحییٰ منیری اور امام اہل سنت الگ ہوں۔

اگر یہ کہا جائے کہ امام اہل سنت نے عالم استغراق ومحویت زیارت محبوب میں یہ جملہ درج فرمایا

تو کوئی صورت صحیح نہیں کیونکہ یہ چند سطور ہی صرف عالم محویت کے ہوں۔ تسلیم کیا جانا بعید از عقل ہے۔ اور عبارت منیری کے لئے بھی یہی جواب ہے اگر یہ ہو کہ پیارے مصطفی دائرہ نبوت کی ابتدا وانتہا ہیں تو ایسی صورت میں دوسرے نبی کا بشکل محمد عربی روحی فداہ امی وابی عالم وجود میں آنا ناممکن ہے۔ مگر یہ تو رہا جواب ورفعنا لک ذکرک کے تحت مگر منطقیانہ طور پر قدرت کے لئے کوئی ناممکن ومحال تو نہیں۔ کیونکہ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر میں داخل ہے۔ یہاں پر ایک اور شک ظاہر ہوتا ہے کہ جب پروردگار عالم نے عالم غضب وجلال میں محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ اگر آپ رئیس المنافقین عبد اللہ بن سلول کی بخشش کی خاطر ایک نہیں ستر بار بھی دعائے بخشش چاہیں گے تو بخشش نہ ہوگی۔ (بقول مخالف) ''آپ اس سے زیادہ تکرار کریں گے تو منصب نبوت سے معزول کردئے جائیں گے''۔ اگر یہ خط کشیدہ جملہ نہ بھی سہی جب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا غیظ وغضب اپنی جگہ مسلم ہے۔ اللہ کی قدرت کاملہ لامتناہی ہے تو ایسی صورت میں مخالف کا اعتراض صحیح اور کلام امام اہل سنت بعبارت یحییٰ منیری غلط ثابت ہوتا ہے۔ دونوں کلام میں خط امتیاز کھینچنے کی کسوٹی عنایت فرمائیں تا کہ مخالفین کو دنداں شکن جواب دیا جاسکے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد زیارت حسین قادری

مدرس مدرسہ اسلامیہ پتھلوا ں، پوسٹ چھیلونی، دیوریا، یوپی

الجواب:

(۱) نمکین کا ایسا معنی جو بھونڈا ہو کس لغت میں ہے؟ حاشا نہ کسی لغت میں یہ معنی ملے نہ اس معنی میں لفظ نمکین مستعمل نہ یہ معنی اس کے محتمل عرف شائع ہے کہ اسکو خوبی شمار کرتے ہیں اور عام طور سے کہتے ہیں کہ فلاں کے چہرہ میں نمک ہے اور حدیث میں خود حضور علیہ السلام سے وارد کہ اپنا وصف بیان فرمایا:

''انا املح''(۱)

میں ملاحت والا ہوں۔

اور ملاحت ونمکینی حسن ایک ہی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) مدارج النبوۃ ج۱ ص ۴، باب اول در بیان حسن خلقت وجمال صورت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبع نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

(۲) فی الواقع حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی نظیر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خاتم النبیین نبی آخر الزماں فرمایا اور امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ وصف کسی تاویل و تخصیص کا ہرگز صالح نہیں، دیکھو شفاء قاضی عیاض۔ اور یہ بدیہی ہے کہ دو آخر نہیں ہوسکتے تو ثابت کہ آخر الانبیاء کا کوئی مماثل نہ ہوسکے۔ ولہذا حضور علیہ السلام کے بعد نیا نبی نہیں ہوسکتا کہ یہ ختم نبوت کے منافی ہے لہذا حضور علیہ السلام کو آخر الانبیاء جاننا ماننا مدار ایمان ہے اور اس کا خلاف منافی ایمان ہے۔ اشباہ میں ہے:

''اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم'' (۱)

اور اس عقیدہ میں توہین الوہیت نہیں بلکہ عہد کذب سے خدا کی تنزیہ و تقدیس ہے اور امکان نظیر کا قول تکذیب کلام الٰہی ہے اور حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کا وہ قول اس عقیدہ کے مزاحم نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اس آیت کریمہ سے مخالف کا وہ مفروض مستفاد نہیں ہوتا یہ اس کی دریدہ دہنی ہے جو عصمت نبی علیہ السلام کے بالکل خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کے جلال کو غیظ سے تعبیر کرنا حرام ہے۔ سائل پر اس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۲۳/صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۴۱ تا ۱۴۵

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا یا والد؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفۃ النعمان، ج ۲، ص ۹۱، کتاب السیر باب الردۃ مطبع زکریا بکڈپو سہارنپور

زید اسلام پورہ، بھیونڈی میں ایک نمائش لگاتا ہے۔ اس نمائش کا ایک مضمون (مکالمہ) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق درج تھا کہ آزر آپ کے والد جو کہ بت تراش تھے۔ کچھ سنیوں نے اس پر اعتراض کیا اور زید سے کہا کہ انہوں نے اپنے علمائے کرام سے سنا کہ تمام انبیاء کرام کے والدین ساجدین میں سے تھے مگر زید نے ان کی بات نہیں مانی اور ثبوت کے طور پر چار حوالے دئے جو کہ زیروکس (xerox) کی شکل میں نیچے درج ہیں۔

(۱) قیل کان اسم ابیہ (ای ابراھیم) تارح فعرب فجعل آزر۔

[راغب اصفھانی، المفردات فی غریب القرآن، ص ۱۳]

(۲) قال ابن الجریر الطبرانی فی تفسیرہ وقد یکون لہ (ای الأزر) اسمان کما لکثیر من الناس اویکون احدھما لقباً وھذا الذی قالہ جید قوی

[تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۵۱]

(۳) ابن حبیب البغدادی (متوفی ۲۴۵ ہجری) کی کتاب المحبر (طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد (۱۹۴۲ء) میں ہے تارح ''وھو آزر''، ص ۴، یہ قول کہ آزر حضرت ابراہیم کے چچا تھے، ضعیف ترین قول ہے، عبرانی زبان میں بڑے پجاری کے لئے آزار کا لفظ مستعمل تھا۔ یہ معرب ہوکر آزر بن گیا۔ اصل نام تارح تھا اور آزر علم وصفی۔ قرآن کریم نے اس علم وصفی سے یاد کیا۔

(۴) وھو (ای ابراھیم) ابن آزر اسمہ تارح۔ علامہ جلال الدین سیوطی

[الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۳۸]

(۱) کیا زید گمراہ ہے؟ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) کیا زید نے جو حوالے دئے ہیں وہ درست ہیں؟ اور اگر غلط ہیں تو صحیح کیا ہیں؟

(۳) آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے یا چچا؟

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام کیا تھا؟ اور وہ کیا کرتے تھے؟

(۵) تمام انبیائے کرام کے والدین کے مذہب سے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

منصور احمد حبیبی، اسلام پورہ، بھیونڈی

الجواب:

محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پُرنور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے تمام آبائے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے، ان میں کوئی کافر نہ تھا اور اس پر آیت کریمہ شاہد ہے، چنانچہ رب فرماتا ہے:

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ (۱)

یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”قال: من نبی الیٰ نبی حتیٰ جعلک نبیا وکان نور النبوۃ فی ایامہ ظاہرا“ (۲)

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اور ایک پدر کی پشت سے دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتا ہے یہاں تک کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا کیا تو نبوت کا نور آپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔ یہ تفسیر امام ابوالحسن ماوردی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے نقل فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف ”مسالک الحنفا“ میں ان سے نقل فرما کر اسے مقرر رکھا اور اس خصوص میں امام جلال الدین سیوطی نے چند رسالے تحریر فرمائے جس کا خلاصہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام تصنیف لطیف سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ میں ہے فلیراجع۔

اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے، ان کے والد کا نام تارح تھا اور آزر آپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔ یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرہ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سلف کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔ چنانچہ اسی مسالک الحنفا میں امام سیوطی فرماتے ہیں:

”وھذا القول اعنی ان آزر لیس ابا ابراھیم ورد عن جماعۃ من السلف اخرج ابن ابی حاتم بسند ضعیف عن ابن عباس فی قولہ {وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ} قال ان ابا

(۱) سورۃ الشعراء: ۲۱۸، ۲۱۹

(۲) الحاوی الکبیر الماوردی، باب اباحۃ النکاح نصاً فی الکتاب والسنۃ، مطبع دار الفکر، بیروت

ابرهیم لم یکن اسمه آزر و انما کان اسمه تارح "(۱)

یعنی یہ قول کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، ایک جماعت سلف سے وارد ہوا ابن حاتم نے بسند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ (۲) کی تفسیر میں روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، ان کے باپ کا نام تارح تھا۔

اسی میں مجاہد سے ہے:

"لیس آزر ابا ابراهیم "(۳)

آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ تھا۔ اسی میں ابن جریج سے بسند صحیح بروایت ابن المنذر ہے کہ ابن جریج نے فرمایا:

"لیس آزر بابیه انما هو ابراهیم بن تیرح او تارح بن شاروخ بن ناحور بن فالخ "(۴)

اسی میں سدی سے بسند صحیح بطریق ابن ابی حاتم مروی ہوا:

"انه قیل له اسم ابی ابراهیم آزر؟ فقال بل اسمه تارح "(۵)

یعنی سدی سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے، انہوں نے فرمایا بلکہ ان کے والد کا نام تارح ہے اور اسی مسلک کی توجیہ باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے اور اس کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔ قال تعالیٰ:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۔(۶)

---

(۱) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۱۹، دار الکتاب العربی، بیروت

(۲) سورۃ الانعام: ۷۴

(۳) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۲۰، دار الکتاب العربی، بیروت

(۴) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۲۰، دار الکتاب العربی، بیروت

(۵) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۲۰، دار الکتاب العربی، بیروت

(۶) سورۃ البقرۃ: ۱۳۳

کیا تم اس وقت حاضر تھے جب (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کی وفات کا وقت تھا، جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد تم کسے پوجو گے تو بولے ہم آپ کے خدا اور آپ کے آبائے کرام ابراہیم واسماعیل واسحاق (علیہم السلام) کے خدا کو پوجیں گے۔

آیت کریمہ میں اسماعیل علیہ السلام کو اب (باپ) فرمایا حالانکہ وہ چچا ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک اثر سے ثابت فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی تھا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائے مغفرت فرمائی تھی پھر جب آپ کو اس کا حال روشن ہوا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے۔

چنانچہ اسی مسالک الحنفا میں ہے:

"ویرشحه ایضا ما اخرجه ابن المنذر فی تفسیره بسند صحیح عن سلیمان بن صرد قال لما ارادوا ان یلقوا ابراهیم فی النار جعلوا یجمعون الحطب حتیٰ ان کانت العجوز لتجمع الحطب فلما ان ارادوا ان یلقوه فی النار قال حسبی الله ونعم الوکیل فلما القوه قال الله {یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ} فقال عم ابراهیم من اجلی دفع عنه فارسل الله علیه شرارة من النار فوقعت علیٰ قدمه فاحرقته۔ فقد صرح فی هٰذا الاثر بعم ابراهیم وفیه فائدة اخریٰ وهو انه هلک فی ایام القاء ابراهیم فی النار وقد اخبر الله سبحانه فی القرآن بان ابراهیم ترک الاستغفار له لما تبین له انه عدو الله ووردت الآثار بان ذلک تبیین له لما مات مشرکا وانه لم یستغفر له بعد ذالک" (۱)

اسی میں ہے:

"فاستغفر لوالدیه وذالک بعد هلاک عمه بمدة طویلة فیستنبط من هٰذا ان الذی ذکر فی القرآن بالکفر والتبری من الاستغفار له هو عمه لا ابوه الحقیقی فللّٰه الحمد علیٰ ما الهمه" (۲)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اس قول کی تائید اس اثر سے ہوتی ہے جو ابن المنذر نے بسند صحیح سلیمان

(۱) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ، ص ۲۲۰، دار الکتاب العربی، بیروت
(۲) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ، ص ۲۲۰، دار الکتاب العربی، بیروت

بن صرد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا جب کافروں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک کہ بوڑھی عورت بھی لکڑی اکٹھا کرتی تو جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا آپ نے "حسبی اللہ و نعم الوکیل" فرمایا یعنی مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے پھر جب آپ کو آگ میں ڈالدیا تو اللہ نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا تو آپ کا چچا بولا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے بچالیا تو اللہ نے آگ کا ایک شرارہ بھیجا جو اس کے پیر پر پڑا تو اسے جلا ڈالا تو اس اثر میں ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صراحت آئی اور اس میں ایک دوسرا فائدہ ہے وہ یہ کہ آپ کا چچا اس زمانہ میں ہلاک ہوا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور قرآن عظیم نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دعائے مغفرت ترک فرمادی تھی جب انہیں اس کا دشمن خدا ہونا محقق ہوا اور روایتوں میں آیا ہے کہ اس کا حال ان کو اس وقت کھلا جب وہ مشرک مرا اور انہوں نے اس کے لئے اس کے بعد دعائے مغفرت نہ کی اور اپنے چچا کی وفات کے طویل عرصہ کے بعد انہوں نے اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کی تو یہاں سے ظاہر ہوا کہ قرآن میں جس کے کفر اور اس کے لئے دعائے مغفرت سے تبری کا ذکر آیا، وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور ان کے پدر حقیقی نہ تھے۔

رہی مفردات کی عبارت تو وہ قیل سے شروع ہے اور قیل سے قول ضعیف کو تعبیر کرتے ہیں اور کبھی مجرد قول کی حکایت مقصود ہوتی ہے مگر غالبا ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے اور علی الاقل احتمال تو ہے اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں۔

اور ابن کثیر کی عبارت جو یہاں تحریر ہوئی اسی تفسیر ابن کثیر میں اس سے پہلے یوں تحریر فرمایا:

''قال الضحاک عن ابن عباس ان ابا ابراھم لم یکن اسمہ آزر وانما کان اسمہ تارح رواہ ابن ابی حاتم وقال ایضا حدثنا احمد بن عمرو بن ابی عاصم النبیل حدثنا ابو عاصم النبیل حدثنا ابی حدثنا ابو عاصم شبیب عن ابن عباس فی قولہ {وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ} یعنی بآزر الصنم وابو ابراھیم اسمہ تارح وامہ اسمھا مثانی وامراتہ اسمھا سارۃ

وام اسماعیل اسمها هاجرة وهی سریة ابراهیم وهکذا قال غیر واحد من علماء النسب ان اسمه تارح"(۱)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آزر کی تفسیر میں ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا اور ضحاک ہی نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے آزر کی تفسیر میں روایت کی کہ انہوں نے فرمایا آزر صنم کا نام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اور ماں کا نام مثانی اور بیوی کا نام سارہ تھا اور آپ کی کنیز ام اسماعیل کا نام ہاجرہ ہے اور اسی طرح بہت سے علمائے نسب کا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح ہے تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر علماء کے مقابل تنہا ابن جریر علیہ الرحمہ یا ابن کثیر کا قول کیونکر لائق تسلیم ہے اور اتقان کی عبارت کا جواب خود تصریحات امام سیوطی علیہ الرحمہ سے ہو گیا پھر خود اسی اتقان میں ہے:

"ولو الدی اسم ابیه تارح وقیل آزر وقیل یازر واسم امه مثانی وقیل نوفا وقیل لیوثا"(۲) یعنی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اسی لئے اسے مقدم کیا اور آزر کو "قیل" (کہ مشعر ضعف ہے) سے تعبیر کیا۔

یہاں سے ظاہر کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس تصریح کے خلاف ہے ناسخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو ونسیان کا نتیجہ ہے۔

زید کے جوابوں کا جواب ہمارے اس فتویٰ سے ظاہر ہو گیا اور زید اگر دانستہ معاند نہیں نہ مرض قلب کا شکار تو اسے گمراہ کہنا صحیح نہیں البتہ اتباع جمہور محققین کا ضرور تارک ہے اور خاطی ہے اور اس کے قول سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی طرف کفر کی نسبت لازم آتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام میں ہیں تو یہ بات حضور علیہ السلام کے لئے مظنۂ اذیت ہے اور ان کی اذیت عذاب الیم کی موجب ہے۔ قال تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ-الآیة(۳)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، تحت سورۃ انعام، دار طیبہ للنشر والتوزیع

(۲) الاتقان فی علوم القران، فی ذکر آیة المبهمات، ج ۲

(۳) سورۃ الاحزاب: ۵۷

اسی لئے علمانے ابوین کریمین میں سے کسی ایک کی نسبت یہ کہنے کی ممانعت فرمائی کہ وہ جہنم میں ہیں، اسی "مسالک الحنفا" میں ہے:

''قال السهيلى فى الروض الانف بعد ايراده حديث مسلم: وليس لنا نحن ان نقول ذالك فى ابويه صلى الله عليه وسلم لقوله لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات وقال تعالىٰ {اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ-الآية} وسئل القاضى ابو بكر بن العربى احد ائمة المالكية عن رجل قال ان ابا النبى صلى الله عليه وسلم فى النار؟ فاجاب بان من قال ذالك فهو ملعون لقوله تعالىٰ {اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ} وقال ولا اذى اعظم من ان يقال عن ابيه انه فى النار-الخ''(۱)

لہٰذا اس بات سے احتراز ضرور جو حضور علیہ السلام کے لئے اذیت کا سبب ہو۔ یہاں سے حضور علیہ السلام کے آبائے کرام کا حال معلوم ہوا اور وہ یہ کہ وہ سب کے سب مؤحد تھے، حاشا للہ! ان میں کوئی کافر نہ تھا اور دیگر انبیائے کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اور ان کے مقام رفیع کے شایان یہی ہے کہ ان کا نسب نجاست کفر سے پاک ہو۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن ماوردی سے امام سیوطی ناقل ہیں:

''لما كان انبياء الله صفوة عباده وخيرة خلقه لما كلفهم من القيام بحقه والا رشاد لتخلفه استخلصهم من اكرم العناصر واجتباهم بمحكم الاواصر فلم يمكن لنسبهم من قدح ولمنصبهم من جرح-الخ''(۲)

اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا نسب بھی نجاست کفر سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۳؍ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

---

(۱) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۳۷، دار الکتاب العربی، بیروت

(۲) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۲۶، دار الکتاب العربی، بیروت

مسئلہ-۱۴۶ تا ۱۴۸

انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں!

محترم المقام جناب مفتی اعظم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) جملہ پیغمبر علیہم السلام اور خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں حتیٰ کہ اپنی اپنی بیویوں سے مباشرت بھی کرتے ہیں اور ان کو صرف ایک عارضی موت ہوتی ہے۔ کیا اس عقیدہ کو رکھنے والا، اپنی تصنیف میں طبع کرانے والا خارج از اسلام ہے؟

(۲) قبر پر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو فقہ کی کسی معتبر کتاب سے حوالہ پیش کریں اور اگر جائز ہے تو حکم کس درجہ پر ہے یعنی فرض، واجب یا سنت؟ کیا اس سنت سے منع کرنے والا خارج از اسلام ہے؟

(۳) کیا وہابی کے بجائے برہمن اگر نکاح پڑھا دے تو ہو جائیگا ایسا عقیدہ رکھنے والا خارج از اسلام ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد مصاحب خاں
مہیش پورہ جامع مسجد، کٹنگ

الجواب:

بیشک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات حقیقی، روحانی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اس لئے انکا رزق منقطع نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے:

”ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی فی قبرہ یرزق“(۱)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اور یہ کہ انبیائے کرام پر ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص ۱۲۱، باب الجمعہ، فصل اول، مجلس برکات، مبارکپور

فرماتے ہیں، اس قول کی تصریح علامہ زرقانی نے فرمائی اور ائمہ دین نے اسے مقرر رکھا ہے تو اس پر تکفیر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے ان تمام کی تکفیر ہوگی اور فی الحقیقت یہ وہابیہ کے دین و ایمان کی بربادی ہے کہ اپنی گستاخی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی گستاخانہ عبارتوں پر پردہ ڈالنے کو ایسی بات پر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کیا چاہتے ہیں جس میں نہ اصلاً کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کا انکار نہ کسی طرح قرآن وحدیث کے خلاف بلکہ خود حدیث کے مفاد سے ثابت ہے کہ وہاں ''یرزق'' فرماتے ہیں اور ''یرزق'' تمام مواہب الٰہیہ کو شامل ہے اور اسے محض کھانے پینے سے خاص کرنا وہابیہ کی تنگ سمجھدانی ہے۔ اسی لئے علامہ شرنبلالی نے نورالایضاح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

''ممتع بجمیع الملاذو العبادات''(۱)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام لذتیں اور تمام عبادتوں سے قبر انور میں بہرہ حاصل ہے، جی اب ہوش ہوا؟ تکفیر ملت پوری کیجئے اور شرنبلالی کو بھی خارج از اسلام کہئے، بلکہ حدیث و صاحب حدیث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی حکم کیجئے اور پھر دیکھئے کہ کون مسلمان رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قبر پر اذان دینا جائز اور مستحسن ہے اور اس سے منع کرنے والا گنہگار ہے اور اسے بدعت وضلالت جاننے والا خود گنہگار ہے۔ تفصیل کے لئے ایذان الاجر دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہابی، دیوبندی، رافضی ومشرک سے نکاح پڑھوانا گناہ ہے، اگرچہ ہو جائیگا ایسا کہنے والا خارج از اسلام نہیں مگر حکم میں تفرقہ کرنا ہے تو خاطی ہے توبہ کرے، وہابی و برہمن و ہندو، سب کا حکم ایک ہے کہ ان سے نکاح پڑھوانا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۴۹ تا ۱۵۶

علم غیب، درود پاک، قیام، شفاعت اور حیات انبیاء کے منکر کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ہذا میں کہ:

(۱) نورالایضاح باب زیارۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ص ۲۰۷ مطبع مجلس برکات

(۱) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔
(۲) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے انسان ہیں، اس کے آگے کچھ نہیں۔
(۳) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور خدا نہیں ہیں اور حضور کے نور سے ایسی کوئی چیز نہیں جو پیدا ہوئی ہے۔
(۴) زید کہتا ہے کہ مرشد پکڑنا یعنی بیعت کرنا جائز نہیں ہے، مرشد بول کر کوئی بات ہی نہیں ہے۔
(۵) زید کہتا ہے کہ میلاد پاک کے بعد یعنی میلاد پاک ختم ہونے پر کھڑا ہو کر قیام کرنا جائز نہیں ہے۔
(۶) زید کہتا ہے کہ حضور پاک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے، شفاعت کرنے کا حق نہیں ہے۔
(۷) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے، حاضر وناظر نہیں ہیں۔
(۸) زید یہ کہتا ہے کہ رسول پاک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، یعنی جو میلاد شریف میں ہم لوگ پڑھتے ہیں وہ جائز نہیں ہے۔

آپ حضور سے گزارش یہ ہے کہ اس پر جو لکھا گیا ہے، مہربانی فرما کر ہر ایک کا جواب بحوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔

آپ کے غلامان تیمور علی وامتیاز علی
ساکن پیار پور، پوسٹ پیار پور، ضلع دمکا (بہار)

الجواب:

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے، متعدد آیتوں میں علم غیب کا اثبات حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا از انجملہ ایک آیت یہ ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (۱)

یعنی یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

زید نے مطلقاً علم غیب کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کی جو صراحۃً تکذیب قرآن ہے اور

(۱) سورۃ التکویر: ۲۴

یہ کفر ہے۔ لہٰذا زید پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح بھی بیوی والا ہو تو لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ کلمہ کفریہ ہے اور ایسا کہنا سنت کفار ہے یعنی طریقۂ کفار ہے۔

قرآن فرماتا ہے: قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط (۱)

یعنی کافروں نے اپنے نبیوں سے کہا کہ تم ہم جیسے انسان ہو۔

زید پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک نور خدا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور سے کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

''یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ'' (۲)

اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اشیاء سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

علامہ محقق عارف باللہ سید عبد الغنی النابلسی قدس سرہ حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

''وقد خلق کل شئ من نورہ'' (۳)

اور نبی کے نور سے ہر شئ بنائی۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے اور تفصیل کے لئے ''صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ'' دیکھئے۔ اور زید گمراہ ہے، اس سے احتراز لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بیعت ہونا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اور خود قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

قال تعالیٰ: وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (۴)

اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

---

(۱) سورۃ ابراهیم: ۱۰

(۲) المواهب اللدنیه ج ۱، ص ۷۱، المقصد الاول مطبع المکتب الاسلامی بیروت / السیرۃ الحلبیة ج ۱، ص ۲۴۰، باب لا معادل ولا مماثل له، مطبع دار المعرفة بیروت

(۳) الحدیقة الندیة المبحث الثانی، ج ۲، ص ۳۷۵، مطبع مکتبه نوریه رضویه فیصل اباد

(۴) سورۃ المائدۃ: ۳۵

زید کے ہم خیال لوگوں کے مستند ومعتمد مولوی خرم علی بلہوری نے شاہ عبدالرحیم صاحب جو امام الوہابیہ کے دادا ہی کا قول بواسطہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (امام الطائفہ کے چچا) سے نقل کیا کہ آیت میں بیعت سے مرشد مراد ہے۔شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، مصنفہ خرم علی بلہوری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) قیام تعظیمی بلاشبہ جائز ہے، زید جو ناجائز کہتا ہے محض افتراء کرتا ہے، دلیل اس کے ذمہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے منصب شفاعت حاصل ہے، وہ ضرور شفاعت فرمائیں گے۔حدیث میں ہے:

''شفاعتی لاھل الکبائر من امتی''(۱)

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لئے ہے۔

(۷) زید کا یہ کلمہ کے معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے، کھلا کفر ہے۔اس پر توبہ و تجدید ایمان، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح واجب ہے۔اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر وناظر ہونا اہل سنت کے نزدیک دلائل باہرہ سے ثابت ہے۔قال تعالیٰ:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا(۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اقرب السبل" میں تحریر فرماتے ہیں:

''وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلمائے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست

(۱) الجامع للترمذی ج ۲، ص ٦٦، کتاب الزھد باب الشفاعۃ مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ / سنن ابوداؤد ج ۲، ص ٦۵۲، کتاب السنۃ باب الشفاعۃ، مطبع اصح المطابع / مشکوۃ المصابیح، ص ۴۹۴، باب الحرض والشفاعۃ، الفصل الثانی، مجلس برکات، مبارکپور

(۲) سورۃ الاحزاب: ۴۵

وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت راو متوجہان آں حضرت را مفیض ومربی است“(۱)

(۸) درود شریف وسلام جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بحالت قیام پڑھا جاتا ہے، جائز ومستحسن ہے اور خدا کے حکم کی بجا آوری ہے۔ اسے ناجائز بتانا گمراہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح والمجیب مصیب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۵۷ تا ۱۶۰

غیر نبی کو پیغمبر کا درجہ دینا کیسا؟ کافر کے لیے دعائے مغفرت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

محترم حضرت قبلہ عالی جناب سیدی علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب

سجادہ نشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام وآداب وقدم بوسی کے حضور کی خدمتِ پاک میں چند مسائل پیش ہیں بحوالۂ کتب شرعی جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) غیر نبی کو خواہ مومن ہو، یا کافر، پیغمبر کا درجہ دینا کیسا ہے؟

(۲) کسی کافر کے لئے اسلامی طریقے سے ایصال ثواب کرنا یا ان الفاظ میں ایسا کہنا کہ ”خدائے تعالیٰ فلاں کی روح کو وہ جگہ دے جو ہمارے پیغمبر صاحب کے لئے ہے (یا پیغمبر صاحب کی ہے)“۔ ایسا کہنا کیسا ہے؟ اور ایسا کہنے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) کسی مسلمان کی روح کو ثواب پہونچانے کے لئے کلمہ طیبہ پڑھنا، پڑھانا اور درود شریف کا ورد کرنا کرانا کیسا ہے؟ ثواب پہونچانا کیسا ہے؟ بعض مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ درود شریف کا ثواب صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے۔

(۴) ایک دینی رسالہ ہے جس میں کلمہ طیبہ کی فضیلت اور درود شریف کی فضیلت درج ہے اس میں حضور

---

(۱) اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل برهامش اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دهلی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے فضائل بھی درج ہیں اس رسالہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے بارے میں بہت زور دیا گیا ہے لیکن اس رسالہ میں تشویش ناک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح مخاطب کیا گیا کہ اے خدا آپ دینے والے ہیں، دیتے ہیں، مارتے ہیں، جلاتے ہیں، فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خدائے تعالیٰ کو اس طرح پکارنا کیسا ہے؟ اور اس رسالہ کو میلاد شریف کی مجالس میں پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس رسالہ کا مصنف سنی ہے یا دیوبندی؟ فقط والسلام

خادم: محمد یونس قادری رضوی، خطیب جامع مسجد دموہ، ایم۔ پی

الجواب:

(۱) کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) کفر ہے بقول بعض صحابہ، ردالمحتار میں ہے:

"الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبة تكذيب الله تعالىٰ فيما أخبر به"(۱)

اور خط کشیدہ جملہ بلاشبہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جائز ہے اور درود شریف حضور علیہ السلام والتحیۃ کے لئے خاص ہے مگر اس کا ثواب ہم درود خوانوں کو ملتا ہے اور آدمی کو یہ حق شرعاً پہونچتا ہے کہ وہ اپنی عبادت وقربت کا ثواب دعا کے ذریعہ دوسرے کے لئے کردے۔ درمختار میں ہے:

"الاصل ان كل من اتیٰ بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بے شک اللہ تعالیٰ دینے والا، مارنے والا، جلانے والا ہے ان اوصاف میں تشویش کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کی ضمائر استعمال کرنا وہابیہ کا داب ہے اور اس وجہ سے مصنف کا عقیدہ تحقیق طلب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

---

(۱) ردالمحتار، ج ۲، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ مطلب فی الدعاء المحرم ص ۲۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) الدر المختار، ج ۴، باب الحج عن الغیر ص ۱۰، ۱۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

مسئلہ-۱۶۱

کیا حضور علیہ السلام کو معراج جسمانی ہوئی؟

بخدمت گرامی جناب مولانا اعلیٰ حضرت صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدمت عالیہ میں مؤدبانہ التماس ہے کہ احقر کو چند مسائل کے سلسلے میں خط لکھنے کی ضرورت پیش آئی امید ہے کہ آپ ضرور رہنمائی فرمائیں گے میں رامپور سے تعلق رکھتا ہوں یہاں جدہ میں ملازمت کے سلسلے میں مقیم ہوں یہاں ہمارے قرب وجوار میں زیادہ تر لوگ وہابی ہیں اکثر سنی مسلمان اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ میں حسب مقدور ان کی ہر بات کا فوراً جواب دیتا ہوں۔

ایک بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم، بخاری اور ترمذی کی احادیث کو چھوڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول دہرایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ ایک وہابیہ نے کہا کہ {قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى o} کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جبریل اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان دو قوس کا فاصلہ رہا جبکہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے اپنے ترجمہ میں اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم لکھا ہے میں نے کہا کہ صحیح یہی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا تمہاری بات مان لیں گے مگر یہ بتاؤ کہ اللہ پاک تو غیر محدود ہے دو ہاتھ کا فاصلہ کیسے ہو گیا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو محدود مان لیا؟ قرآن شریف دیکھا اور اس میں پڑھا کیا لکھا ہے؟ کہ اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ تھا بلکہ اس سے بھی کم امام اہل سنت مجدد دین وملت حکیم الامت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنا واضح ترجمہ کیا ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے لیکن وہ شخص نہیں مانتا محدود اور غیر محدود ہی کرتا رہتا ہے امید ہے کہ آپ اس محدود اور غیر محدود والی بات کا مختصر الفاظ میں ایسا ٹھوس اور جامع جواب لکھ دیں گے کہ معترض کی زبان بند ہو جائیگی۔ آگے وہ کوئی سوال ہی نہ کر سکے۔

S. Zafar Ali
PO Box 196, Jeddah, (R.S.A)
جده، المملكة العربية السعودية

الجواب:

یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ ازانجملہ حضرت انس بن مالک، حسن و عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

شفا وتفسیر خازن میں ہے: و اللفظ للخازن ”ذهب جماعة الى انه رأه بعينه حقيقة قالوا رأى محمد ربه عزو جل“ ملخصاً(۱)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسباب میں روایات متعدد آئیں چنانچہ روایت عکرمہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے اور موسیٰ کو اپنے کلام سے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو اپنی رؤیت سے نوازا اور انہیں سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو کیا تمہیں تعجب ہے اس پر کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رؤیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

امام نووی نے تبعا لصاحب التحریر اس حدیث کو ”اقوی الحجج“ کہا نیز عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مراجعت اور مراسلت اسباب میں فرمائی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں خبر دی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا اور حضرت حسن بقسم بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا نیز حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت وکلام کو حضرت موسی و حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم میں تقسیم فرمایا تو موسی علیہ السلام سے دو مرتبہ کلام فرمایا اور حضور علیہ السلام کو دوبار اپنا دیدار کرایا نیز امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے جب یہ امر دریافت ہوا تو فرمایا حضور نے رب کو دیکھا دیکھا دیکھا یہاں تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی۔

---

(۱) تفسیر الخازن، ج۴، سورۃ النجم، ص ۲۰۵، دار الکتب العلمیة، بیروت

رہا حضرت عائشہ کا انکار تو وہ بر بنائے اجتہاد و استنباط ہے نہ بر بنائے روایت اور یہ روایات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سماع و تلقی پر محمول ہیں کہ رؤیت خداوندی کی حکایت ایسی بات نہیں کہ قیاس سے کہہ دی جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے یہ قول اپنی رائے و گمان سے کہہ دیا ہوگا بلکہ لامحالہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا ہوگا تو ان کا یہ قول حدیث مرفوع و مسند بہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم میں ہے اور حضرت عائشہ کے قول پر مقدم ہے لہٰذا اکثر علماء اہل سنت کے نزدیک راجح و معتمد یہی ٹھہرا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنے رب کو بچشم سر لیلۃ الاسراء میں دیکھا۔

اسی خازن میں ہے: ”روی عکرمة عن ابن عباس قال ان اللہ عز وجل اصطفیٰ ابراهیم بالخلة و اصطفیٰ موسیٰ بالکلام و اصطفیٰ محمد بالرؤیة وقال کعب ان اللہ قسم رؤیته و کلامه بین محمد و موسیٰ فکلم موسیٰ مرتین و رأٰہ محمد مرتین“(۱)

اسی میں ہے:

”الحجج فی المسئلة وان کانت کثیرة ولٰکن لا تتمسک الا بالاقوی منها وهو حدیث ابن عباس أتعجبون أن تکون الخلة لابراهیم والکلام لموسی والرؤیة لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلیهم اجمعین وعن عکرمة قال سئل ابن عباس هل رأی محمد صلی اللہ علیه وسلم ربه قال نعم وقد روی باسناد لا باس به عن شعبة عن قتادة عن انس قال رأی محمد ربه عزوجل وکان الحسن یحلف لقد رأی محمد صلی اللہ علیه وسلم ربه عزوجل والأصل فی المسئلة حدیث ابن عباس حبر هٰذه الامة وعالمها والمرجوع الیه فی المعضلات وقد راجعه ابن عمر فی هذه المسئلة هل رأی محمد صلی اللہ علیه وسلم ربه عز وجل فاخبره انه رأٰہ ولا یقدح فی هٰذا حدیث عائشة لان عائشة لم تخبر أنها سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول لم أر ربی وانما ذکرت ما ذکرت متأولة لقوله اللہ تعالیٰ: {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ

(۱) تفسیر الخازن، ج۴، سورۃ النجم، ص۲۰۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

يُرسِلَ رَسُوْلًا} ولقوله تعالىٰ: {لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ} واذا قد صحت الروايات عن ابن عباس انه تكلم فى هذه المسئلة باثبات الرؤية وجب المصير الىٰ اثباتها لانها ليست مما يدرك بالعقل ويؤخذ بالظن وانما يتلقى بالسمع ولا يستجيز احد ان يظن بابن عباس انه تكلم فى هذه المسئلة بالظن والاجتهاد ''ملخصاً(۱)

نیز شفا میں ہے:

''حكى النقاش عن احمد بن حنبل انه قال انا اقول بحديث ابن عباس بعينه رآه رآه حتى انقطع نفسه يعني نفس احمد''(۲)

اور آیت کا وہ ترجمہ جو سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیا ہے وہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ہے اور جو فاصلہ آیت میں وارد ہوا وہ اپنے ظاہر پر نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام کے نہایت قرب منزلت اور اللہ عزوجل کے بے غایت فضل وکرم پر محمول ہے۔ شفا شریف میں ہے:

''قال الرازى وقال ابن عباس هو محمد دنا فتدلىٰ من ربه-الخ''(۳)

اسی میں ہے:

''ان ما وقع من اضافة الدنو والقرب هنا من الله او الى الله فليس بدنو مكان ولا قرب مدىً وانما دنو النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من ربه وقربه منه ابانة عظيم منزلة وتشريف رتبة واشراق انوار معرفته ومشاهدة اسرار غيبه وقدرته ومن الله تعالىٰ له مبرة وتانيس وبسط واكرام''ملخصاً(۴)

---

(۱) تفسير الخازن، ج ۴، سورة النجم، فصل من كلام الشيخ محى الدين النووى، ص ۲۰۷، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، القسم الاول الباب الثالث فصل واما رؤيته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لربه عزوجل، ص ۱۲۶، مطبع المكتبة العصرية بيروت

(۳) الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، القسم الاول الباب الثالث فصل واماماوردفى حديث الاسراء وظاهر الأية من الدنو والقرب، ص ۱۳۰، مطبع المكتبة العصرية بيروت

(۴) الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، القسم الاول الباب الثالث فصل واماماوردفى حديث الاسراء وظاهر الأية من الدنو والقرب، ص ۱۳۰-۱۳۱، مطبع المكتبة العصرية بيروت

بالجملہ اہل سنت کا معتقد و معتمد یہی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کو شب معراج میں بچشم سر دیکھا اور نہایت قرب سے سرفراز ہوئے اور اس مسئلہ میں اب کسی سنی کا اختلاف نہیں تو اس کا مخالف فی زماننا وہابی، گمراہ، بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۱۶۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے مقابلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر کیسے ہو سکتے ہیں بس علماء حضرات اس ناچیز آدمی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں اور میں یہ کہہ رہا ہوں اللہ کے سوا اللہ کے رسول حاضر و ناظر نہیں فریقین کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کی عطا سے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

الجواب:

فی الواقع حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناظر بنایا ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام خلق کا رسول اور تمام خلق پر شاہد مطلق بنایا ہے۔ قال تعالیٰ:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ (۱)

اور شاہد کا مشہود علیہم پر حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے کہ شہادت کے لئے بصر اور معاینہ مشہود بہ

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۴۵

ضروری ہے۔ درمختار میں ہے:

''وشرائط التحمل ثلاثة، العقل الکامل وقت التحمل و البصر و معاینة المشهود به'' (۱)

ردالمحتار میں ہے:

''قوله (ومعنی مشاهدة) وهی الاطلاع علی الشئ عیانا'' (۲)

اسی لئے ان دیکھی گواہی مقبول نہیں۔ اسی درمختار میں ہے:

''ولا یشهد احد بما لم یعاینه بالاجماع'' (۳)

تو آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر نگہباں ہیں اور سب کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اسی لئے التحیات میں ہمیں حکم ہے کہ عرض کریں:

''السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته''

بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا حاضر وناظر ہونا اہلسنت وجماعت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

''وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلمائے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست وبراعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت راومتوجہان آں حضرت رامفیض ومربی است'' (۴)

اور اللہ تعالیٰ حاضر وناظر نہیں وہ بے حضور شہید اور بے حدقہ بصیر ہے اسی لئے اس کے اسماء میں حاضر وناظر نہیں لہٰذا اسے حاضر وناظر کہنا جائز نہیں کہ حلول وتجسم کا موہم ہے بلکہ بعض علماء نے حاضر وناظر کہنے پر تکفیر بھی فرمائی ہے اگرچہ مختار یہ ہے کہ یہ کفر نہیں۔

---

(۱) الدرالمختار، ج۸، ص ۱۷۳، کتاب الشهادات، دارالکتب العلمية، بيروت

(۲) ردالمحتار، ج۸، ص ۱۷۴، کتاب الشهادات، دارالکتب العلمية، بيروت

(۳) الدرالمختار، ج۸، ص ۱۸۵، کتاب الشهادات، دارالکتب العلمية، بيروت

(۴) اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل برهامش اخبارالاخیار، ازشیخ عبدالحق محدث دهلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دهلی

درمختار میں ہے:

''ویا حاضر ویا ناظر لیس بکفر''(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۶۳ تا ۱۷۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی نبی سے علم غیب کی مطلقاً نفی کفر ہے!

علمائے دین وشرع متین ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں کہ:

(۱) ایک صاحب کا سوال یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا کیونکہ علم غیب ہوتا تو جبریل اللہ تعالیٰ کے پاس سے وحی کیوں لائے ان کو کوئی علم غیب نہیں تھا جب میں نے قرآن پاک سے ثابت کر کے بتایا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جناب مولوی وجیہ الدین صاحب رامپوری یہ فرماتے ہیں کہ علم غیب نہیں تھا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟

(۲) دوسرا مسئلہ حضور نے قرآن حضرت علی سے لکھوایا میں نے کہا کہ حضرت معاویہ سے لکھوایا اس کو بھی نہیں مانا۔ اس کا حکم کیا ہے؟

(۳) ان ہی کا کبھی یہ کہنا ہے کہ حضور یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ کل کیا ہوگا اور کس کی موت کب آئیگی میں نے قرآنی تقریر سے ثابت کیا لیکن اس سے انکار کردیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) جس وضو سے نماز جنازہ ادا کی اس وضو سے نماز فرض ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) ایک عورت کے دو بچے جڑواں پیدا ہوئے، دوسری بہن نے ایک لڑکی لے لی اس نے اپنا دودھ پلا کر پالا اس بہن کا لڑکا ہے تو اس خالہ زاد بھائی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۶) غسل نجاست کے بارے میں نیت کرنے کے بعد تقرب باللہ تعالیٰ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اس کے

---

(۱) الدر المختار، ج ۶، ص ۴۰۸، کتاب الجهاد، باب المرتد، دار الکتب العلمية، بيروت

بارے میں کیا حکم ہے؟

(۷) نماز واجب کی قضا ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور پڑھی جاتی ہے تو سوالی یہ کہتا ہے کہ نماز عید بھی واجب ہے اس کی قضا کیوں نہیں پڑھتے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۸) جناب مولوی وجیہ الدین صاحب رامپوری کا یہ کہنا ہے کہ حضور نے جنگ اُحد میں رائے لی حضرت ابو بکر صدیق سے حضرت عثمان غنی حضرت علی سے ان سے رائے لی تو انہوں نے کہا ان سے کچھ لے کے چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمر سے رائے لی تو انہوں نے کہا کہ ان کے عزیزوں کو انہیں کے ہاتھ سے قتل کرا دیا جاوے، اللہ کو حضرت عمر کی بات پسند آئی حضور پاک کانپ گئے مولوی وجیہ الدین صاحب کا کہنا ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۹) نماز جمعہ برابر ہو رہی ہے اگر کسی وجہ سے ایک جمعہ نہ ہوا تو کیا اس مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی؟

(۱۰) نماز فجر کی سنت کسی وجہ سے ادا نہیں کی جماعت میں شریک ہو گیا پھر وہ سنت کس وقت ادا کرے کیا آفتاب طلوع ہونے کے بعد ادا کرے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۱) ہمارے علاقہ میں ایسا قاعدہ ہے کہ قربانی کی کھال فطرہ کا غلہ یا قیمت امام صاحب کو دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۲) ایک نکاح ہوا اور ہونے کے بعد رُخصتی نہیں ہوئی بالکل لڑکا اپنی بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا ہے تو اس کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۳) شوہر اور بیوی میں حد درجہ نفاق ہے شوہر جو ہے وہ جواری شرابی ہے روٹی کپڑے دینے سے بھی مجبور ہے۔ عورت پریشان ہے نہ طلاق ہی دیتا ہے نہ کھانے کا انتظام کرتا ہے اس صورت میں عورت کیسے گزارا کرے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: علیم الدین نظامی

مقام شہباز پور ڈاکخانہ برسیر سکندر پور، بریلی ۱۰ ار ذی قعدہ، ۱۴۰۳ھ

الجواب:

(۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی نبی سے علم غیب کی مطلقاً نفی کفر ہے کہ اطلاع علی الغیب شان

نبوت ہے علماء فرماتے ہیں:

''النبوة التی هی الاطلاع علی الغیب'' (۱)

بلکہ لغت میں نبی کا معنی ہی یہی ہے کہ جو غیب اور آئندہ باتوں کی خبر اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ دے چنانچہ منجد (عربی لغت ہے جس کا مصنف ایس معلوف عیسائی ہے) میں ہے:

''النبی المخبر عن الغیب او المستقبل بالهام من الله'' (۲)

اور عبد الحفیظ بلیاوی دیوبندی نے مصباح اللغات میں منجد کے اس معنی کا ترجمہ کیا ہے اور اسے مقرر رکھا ہے تو جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی نبی کے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو وہ کافر بے دین ہے کہ اصل نبوت کا منکر ہے اور منکر نبوت کافر ہے۔ اور جبریل امین کا وحی لانا دلیل نفی علم غیب کی نہیں بلکہ علم غیب کی دلیل ہے۔ یہ وہابیہ کی طرفہ حماقت ہے کہ وحی کو علم غیب کی نفی پر دلیل قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن کریم اسی وحی کو غیب فرماتا ہے۔ قال تعالیٰ:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ - الآیة (۳)

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں

وقال تعالیٰ:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (۴) یعنی یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور اسی وحی سے ہمارے لئے بھی علم غیب ثابت فرمایا۔

قال تعالیٰ:

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ - الآیة (۵) غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

---

(۱) المواهب اللدنیة الفصل الاول فی ذکر اسمائه الشریفة، ج ۱، ص ۴۶۹، مطبع المکتبة التوقیفیة، القاهرة مصر

(۲) المنجد فی اللغة للویس مالوف، ص ۷۸۴، مطبع الکاثولکیة، بیروت ۲/برکات رضا پور بندر گجرات

(۳) سورة آل عمران: ۴۴

(۴) سورة التکویر: ۲۴

(۵) سورة البقرة: ۳

اور ایمان کے لئے علم لازم تو بالبداہۃ نبی کریم علیہ السلام کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کے لئے بھی اپنے غیب کے دروازے کھولے اور ہمارے نبی کریم علیہ السلام کو انبیائے سابقین کی طرح بلکہ ان سے ازید وافضل غیب دیا اور امت کے لئے انہیں ذریعۂ علم غیب بنایا۔

قال تعالیٰ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ -الآية(۱)

وقال تعالیٰ:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ -الآية(۲)

نسیم الریاض علامہ امام شہاب خفاجی میں ہے:

''لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الا وقد فتح لنا باب غیبہ''(۳)

بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب کی نفی اصل نبوت کا انکار اور بکثرت آیات قرآنیہ کی تکذیب ہے جو کفر ہے۔ یونہی وحی کو غیب نہ کہنا قرآن کو جھٹلانا ہے۔ البتہ علم غیب ذاتی خاصہ باری تعالیٰ کا ہے جو مخلوق کے لئے علم ذاتی ثابت کرے بلاشبہ مشرک ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی سنی ایسا نہیں اور علم غیب عطائی اصالۃً انبیاء وسید الانبیاء اور ان کے طفیل میں اولیاء بلکہ عام مومنین کے لئے بھی ثابت ہے جو اس عطائی کو خاص بجناب باری تعالیٰ بتائے وہ مشرک ہے اگرچہ موحد بنتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لکھا ہے اور معاویہ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہما اکثر لکھتے تھے اور جملہ کاتبان وحی یہ ہیں:

عثمان بن عفان، علی مرتضی، ابی ابن کعب، زید بن ثابت، معاویہ، خالد بن سعید بن العاص، ابان بن سعید، علاء بن حضرمی، حنظلہ بن الربیع، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح (حضرت عثمان کے رضاعی بھائی) رضی اللہ عنہم

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۷۹

(۲) سورۃ الجن: ۲۷،۲۶

(۳) نسیم الریاض ج ۳، ص ۱۵۱، فصل ومن ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب مطبع دار الفکر بیروت

نورالابصار میں ہے:

''فھؤلاء کتاب الوحی رضی اللہ عنھم اجمعین ''(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ان کا دعویٰ قرآن کریم اوراحادیث صحیحہ کے صریح خلاف ہے۔

قرآن کریم صاف فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ -الآیۃ(۲)

اللہ نے تمہیں وہ سب بتادیا جوتم نہ جانتے تھے

اس میں تمام ماکان ومایکون گزشتہ وآئندہ کا علم داخل ہے۔

اور بخاری کی حدیث میں وارد ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار کھڑے ہوکر جب سے قیامت تک جوکچھ ہونے والا تھا، سب بیان فرمادیا(۳)

مسلم شریف میں ہے: ابتدائے خلق سے لوگوں کے جنت و دوزخ میں جانے کا سب حال بیان فرمادیا(۴)

اور تفصیل کے لئے انباء المصطفیٰ رسالہ سیدنا اعلیٰ حضرت دیکھئے۔

مولوی وجیہ الدین پرلازم ہے کہ وہ آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صریح سے اس کا استثناء ثابت کریں اور قیامت تک ثابت نہ کرسکیں گے ان شاء الکریم اور استثنا کیونکر ثابت کریں گے کہ استثنا ہی نہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام تو بہت ارفع واعلیٰ ہیں حضور علیہ السلام کے صدقہ میں حضور کے غلام بتادیتے ہیں کہ فلاں کیا کرے گا۔

امام جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں ایک طویل حدیث لکھی جس میں حضرت صعب

---

(۱) نورالابصار الباب الاول ذکر النبی وخلفائہ فصل فی ذکر اعمامہ عماتہ وازواجہ وخدمہ ومایتصل بذالک ص ۱۱۸، مطبع دارالمعرفۃ بیروت

(۲) سورۃ النساء: ۱۱۳

(۳) بخاری شریف ج ۲، ص ۹۷۷ کتاب القدر باب اللہ اعلم بما کانوا عاملین، مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

(۴) مسلم شریف ج ۲، ص ۳۹۰، کتاب الفتن، مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی

بن شامہ صحابی نے وصال کے بعد حضرت عوف سے کہا:

"واعلم ان ابنتی تموت الیٰ ستة ایام فاستوصوا بها معروفا" (۱)

یعنی جان لو کہ میری بیٹی چھ دن میں مرجائیگی تو اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور مناقب علی کرم اللہ وجہہ میں حدیث وارد ہوئی کہ حضور نے فرمایا کہ کل جھنڈا اسے دوں گا جس کے ہاتھوں پر خدا خیبر کو فتح فرمائے گا۔ دیکھو نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار وغیرہ۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) نہیں کہ وہ اس کی رضاعی بہن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) دل میں پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اس کی قضا پڑھنے کا شرعاً حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) واقعہ درست ہے مگر اس سے وجیہ الدین و دیگر وہابیہ کا نفی علم غیب کی سند لانا جہل ہے کہ کوئی سنی اس کا مدعی نہیں کہ تمام قرآن کے نزول سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ماکان و مایکون عطا کیا گیا بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تدریجاً علوم غیبیہ دئے گئے اور جب نزول قرآن مکمل ہو گیا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ماکان و مایکون کا علم حاصل ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) اس وجہ سے وہاں جمعہ سے ممانعت نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) طلوع آفتاب کے ۲۰ منٹ بعد زوال سے پہلے پڑھ لینا امام محمد کے نزدیک مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۱) قربانی کی کھال یا قیمت دینا مطلقاً جائز ہے۔ اور فطرہ و زکوٰۃ دینا بھی جائز جبکہ امام، مالک نصاب نہ ہو ورنہ انہیں فطرہ و زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ نہ انہیں دئے سے زکوٰۃ و فطرہ ادا ہو۔ ان چیزوں کا دینا اس وقت جائز ہے جب کہ یہ چیزیں تنخواہ میں نہ دی جائیں ورنہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) طلاق دے دے، ادھر میں لٹکانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور فصل فیہ فوائد ج ۱، ص ۲۶۳، مطبع دار المعرفة بیروت

(۲) نور الابصار الباب الاول فصل فی ذکر مناقب سیدنا علی ابن ابی طالب ۱۹۳، مطبع دار المعرفة بیروت

(۱۳) جب تک شوہر سے طلاق نہ ہوجائے اور عدت نہ گزر جائے دوسرا نکاح حرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۱/ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۷۶

رسول کو پیغمبر کہنا کیسا ہے؟ جبکہ پیغمبر کے چند معانی ہیں!

جمیع علمائے دین وفضلائے شرع متین (شرح اللہ صدورھم بنورہ وایدھم بنصرہ) کی خدمت گرامی میں بغرض تصحیح خیال ورفع اشکال ایک ضروری التماس ہے اور وہ یہ کہ لفظ رسول جس کا اطلاق حضرات مرسلین حق جل وعلا وبالخصوص سید الرسل والانبیاء حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفی صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی ذوات مقدسہ پر ہمیشہ سے شریعت مطہرہ میں ہوتا آیا ہے اور جس کے معنیٰ بزبان فارسی واردو سلف سے اکثر وبیشتر پیغمبر یا پیغامبر لئے جاتے رہے اور بالعموم لئے جارہے ہیں تو اس معنیٰ میں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ العیاذ باللہ کہیں اس سے تنقیص شان رسالت تو نہیں ہوتی ہے اور اگر ایسا ہو تو اس کلمہ سے احتراز لازم ہونا چاہیے۔ بظاہر معلوم بھی ایسا ہوتا ہے کہ پیغامبر مرسل اور مرسل الیہ کے مابین صرف ایک ذریعۂ پیغام رسانی ہوتا ہے اور بس۔ اس کو دراصل مرسل پیغام اور صاحب پیغام سے بجز اس کے کوئی واسطہ وتعلق نہیں ہوتا ہے کہ وہ پیغام صحیح طور پر پہنچادے حالانکہ بکثرت نصوص الٰہیہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ ذات رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام پیغام الٰہی کی جان ہیں بغیر آپ کی اطاعت و رضا کے پیغام الٰہی سے کسی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور کیا عجب ہے اسی معنیٰ ومفہوم کے اعتبار سے جو اوپر مذکور ہوئے بعض بے دین ومعاندین خذلھم اللہ فی الدارین نے حضور پُرنور سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان رسالت کی جسارت کی ہو کہ بادی النظر میں اصل مطلب تو مرسل ومرسل الیہ کے مابین ہوتا ہے اور قاصد وپیغامبر صرف ایک درمیانی چیز ہوتا ہے نیز حضور علیہ السلام کو پیغمبر سمجھنے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس پیغام الٰہی (قرآن کریم) کا نزول مخلوق کی طرف ہوا ہو جبھی تو آپ پیغمبر ہوسکتے

ہیں حالانکہ فی الحقیقت یہ قطعاً غلط ہے اور ہر صاحب فہم اس کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی صریح شہادت اس کے خلاف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: {وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ o عَلٰی قَلْبِكَ}[سورۂ شعراء-۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴] نزل علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو جب آپ پر پیغام الٰہی کا نزول ہوا اور آپ کی طرف مائل ہوا تو پھر آپ پیغامبر کیسے ہوسکتے ہیں، آپ تو مرسل الیہ وصاحب پیغام ہوئے، ہاں آپ پر اس پیغام مقدس کی تبلیغ ضروری ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کو پیغمبر کہنا بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتا ہاں جناب جبرئیل علیہ السلام کے لئے لفظ رسول کا ترجمہ پیغمبر صحیح ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضور علیہ السلام پیغمبر خلق ہیں بارگاہ خالق میں اور ہمارے معروضات حضرت احدیت جل شانہ میں پیش کرنے والے ہیں، تو۔

اولاً یہ کوئی بڑی شان ومنزلت نہیں جس کا انتساب حضور انور کی ذات مقدسہ سے کیا جائے۔ پھر یہ مشکل ہے کہ قرآن کریم میں اس خیال کو بھی غلط بتایا ہے۔ اس کا اعلان عام ہے کہ ''محمد رسول اللہ'' تو حضور علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول مکرم ہیں نہ کہ رسول خلق وہاں امت اس اعتبار سے آپ کو اپنا رسول کہہ سکتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ جنس مخلوق میں سے ہیں۔

دوم یہ کہ مخلوق کی ہدایت کے لئے اور مخلوق کی طرف آپ کی بعثت ہوئی لہٰذا آپ رسول خلق کہلائے ورنہ فی الحقیقت صحیح معنیٰ میں آپ صرف رسول اللہ ہیں تو لازم آنا چاہیے کہ لفظ رسول کے معنیٰ غیر زبان عربی میں بجائے پیغمبر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغرض ہدایت بھیجے ہوئے کے ہونا چاہیے اور لفظ رسول سے مراد وہ خاص بشر ہونا چاہیے جس پر وحیٔ الٰہی کا نزول ہوا۔ نیز یہ کہ قرآن کریم میں اس مصدر کے جتنے صیغے جہاں بھی آئے ہیں سب جگہ بھیجنے کے معنیٰ مراد ہیں۔ مثلا: {هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی}، {اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ}، {وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ}، {یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ} یہ اور اس کے علاوہ بیشتر مثالیں ہیں، سب جگہ بھیجنے ہی کے معنیٰ تمام مترجمین واہل تفسیر نے مراد لیے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم لفظ رسول کے معنیٰ کچھ اور لیں اور وہ بھی پیغمبر اور جبکہ اس معنیٰ سے تنقیص شان رسالت مترشح ہو یا احتمال ہو تو پھر تو ہم کو اور بھی احتیاط لازم ہے اور بفرض محال اگر کسی حیثیت سے یہ معنیٰ صحیح بھی ہوں تو جبکہ دشمنان دین نے اس معنیٰ کی بنا پر

تنقیص شان رسالت معاذ اللہ کرنا شروع کردی ہو۔ تو ایسی صورت میں اس معنیٰ سے ہم پر احتراز واجتناب واجب ہوجاتا ہے جس کی تائید قرآن کریم کی آیت کریمہ {یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا} سے بصراحت ثابت ہے اب ایک ذرا سا شبہہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج تک تمام علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے جو یہ معنیٰ اختیار کئے تو کیا وہ سب غلط راستے پر تھے تو حاشا وکلا ہم اپنے علمائے حق کی طرف کبھی ارتکاب غلطی کی نسبت نہیں کرسکتے اور اگر ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی بھی ہوتو ہم اس غلطی کو اجتہادی غلطی کہہ سکتے ہیں جو کہ قابل درگزر ہے بلکہ باعث اجر بھی ہے۔

امید کہ حضرات علمائے کرام سلمہم اللہ تعالیٰ وایدہم اس حقیر وسراپا تقصیر کے اس ضروری شبہہ کا جواب باصواب قرآن کریم وحدیث نبی رؤف ورحیم کی روشنی میں دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل: فقیر عاصی حبیب احمد محسنی نقشبندی مجددی غفرلہٗ

مقیم حیدرآباد سندھ، پاکستان

الجواب:

لفظ پیغمبر پر سائل کے اعتراض کا منشاء معنیٰ لغوی پر ارتکاز نظر اور اصطلاح شرح سے صرف نظر ہے۔ شریعت میں رسول وپیغمبر وہ انسان ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تکمیل نفوس بشریہ کے لئے بھیجا ہو اور اس پر وحی نازل فرمائی ہو اور وہ مؤید بالمعجزات ہو اسی معنیٰ کے لئے عربی میں رسول اور فارسی میں پیغمبر سلفا خلفا بلانکیر مستعمل ہے اور ذات رسول کے ساتھ ایسا مختص ہے کہ غیر رسول کے لئے اس کا استعمال بتاویل بھی فقہاء نے روانہ رکھا اور من پیغمبرم کہنے والے کو کافر کہا کمافی الهندیہ:

"لو قال أنا رسول الله او قال بالفارسية (من بيغمبرم يريد به من بيغام مى برم) يكفر "(۱)

تو اس لفظ سے معاذ اللہ تنقیص شان رسالت کا شبہہ کسی ذہن میں کیونکر پیدا ہوگا اور قطع نظر اس سے کہ معنیٰ لغوی کو ملحوظ رکھ کے سائل نے جو اعتراض لفظ پیغمبر پر کیا وہی لفظ رسول پر ہوگا اور وہ بھی ممنوع ٹھہرے گا۔ انصافاً معنیٰ لغوی سے بھی تنقیص نہیں ہوتی بلکہ تعظیم شان مفہوم ہوتی ہے تمام ازمنہ وامکنہ میں عادت مستمرہ ہے کہ صاحب عظمت کا فرستادہ معظم ومحترم ہوتا ہے اور اس کی تعظیم بھیجنے والے کی تعظیم اور

(۱) فتاویٰ ہندیہ، ج ۲، ص ۲۷۶، کتاب السیر الباب التاسع فی الاحکام المرتدین، دار الفکر، بیروت

اس کی توہین بھیجنے والے کی توہین سمجھی جاتی ہے تو بدرجۂ اولیٰ لفظ رسول و پیغامبر ذات مرسل کی عظمت بے غایت پر دلالت کریں گے کہ مرسل بالکسر خداوند قدوس عظیم بے نہایت ہے اور جو پیغام و رسالت اس نے رسول کے ساتھ بھیجا وہ بھی نہایت عظیم ہے اسے بھی عظمت پیامبر میں دخل ہے۔

یہاں سے ظاہر کہ اس جگہ لفظ رسول و پیغمبر افادۂ تعظیم میں یکساں ہیں اور ایسا نہیں کہ ایک سے تعظیم سمجھی جائے اور دوسرے سے نقص پر دلالت ہو، بے دین جو رسول کو محض ایلچی سمجھتے ہیں انہوں نے خدا ہی کی عظمت نہ جانی اور پیام الٰہی و رسالت کی بلندی نہ پہچانی تو یہ ان کی عقلوں کی کجی ہے نہ کہ لفظ پیغمبر کا قصور ورنہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو یہ گندا خیال کیوں گزرا وہ تو عربی تھا اور لفظ پیغمبر سے واقف نہ تھا اس نے رسول ہی کے وہ فاسد معنیٰ گڑھے تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ لفظ رسول سے وہ معنیٰ مفہوم ہوئے۔

حاشا کلا ہرگز نہیں اور کیا اس کے خیال فاسد کی وجہ سے رسول کا استعمال حرام و ناجائز ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں تو لفظ پیغمبر کا اطلاق بھی ذات نبی پر ممنوع نہ ہوگا کہ وہ رسول ہی کا ترجمہ ہے اور دونوں سے مراد ایک ہے۔ اور پیغمبر سے جس طرح نبی کا وسیلہ و ذریعہ ہونا مفہوم ہوتا ہے اسی طرح رسول سے مفہوم ہوتا ہے۔ پھر واسطہ ہونا تنقیص کا منشاء نہیں بلکہ اس کا منشاء نفی فضائل ہے اور محض ایلچی سمجھنا ہے جو بدمذہبوں کے عقول غیر مستقیمہ کی پیداوار ہے اور قرآن بواسطۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کی طرف بھی نازل ہوا یہی قرآن فرماتا ہے:

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ. يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا٥. قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ٥ (۱)

اور سائل نے جو یہ کہا کہ جبرئیل علیہ السلام کے لئے لفظ رسول کا ترجمہ پیغمبر صحیح ہوتا ہے تو اس پر سوال ہے کہ جی کیوں؟ کیا سائل کی تقریر یہاں جاری نہیں؟ اور سائل نے یہ جملہ بہت سخت لکھا کہ "اگر کہا جائے کہ حضور علیہ السلام پیغمبر خلق ہیں بارگاہ خالق میں اور ہمارے معروضات حضرت احدیت جل شانہٗ میں پیش کرنے والے ہیں تو اول تو یہ بڑی شان و منزلت نہیں" جب کہ یہ مقام شفاعت ہے اور مقام محمود ہے اور فضیلت عظیمۂ حضور علیہ السلام ہے جس کا ذکر قرآن عظیم و احادیث شریفہ میں آیا اس

(۱) النحل: ۴۴، النساء: ۱۷۴، المائدۃ: ۱۵

کے متعلق یہ کہنا ''کہ یہ بڑی شان و منزلت نہیں جس کا انتساب حضور کی ذات مقدسہ سے کیا جائے'' بڑی جرأت ہے جس سے توبہ و رجوع کی ضرورت ہے اور محمد رسول اللہ سے رسول خلق ہونے کے خیال کو غلط بتانا مفہوم لقب سے حجت پکڑنا ہے اور مفہوم لقب حجت نہیں کما تقرر فی الاصول۔

پھر ''ارسلت الی الخلق کافۃ'' اور ''لو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم'' (۱) تو رسول الخلق کہنے کے مجوز ہیں تو اسے غلط بتانا کیا معنیٰ؟

بالجملہ لفظ پیغمبر لفظ رسول کا ترجمہ ہے اور سلف سے آج تک بولا جاتا رہا ہے اس کے اطلاق سے ممانعت نہ ہوگی۔ ہاں جہاں معاذ اللہ اگر بے دین اسے فاسد معنیٰ کے لئے استعمال کرتے ہوں وہاں دوسرا لفظ بولا جائے یا اسی لفظ کو مزید عظمت کے اسلوب میں بے دینوں کے زعم فاسد کے صراحۃً و دلالۃً رد کے ساتھ بولا جائے اور اسے راعنا پر قیاس کرنا صحیح نہیں کہ ''رَاعِنَا'' کو قرآن نے مقرر نہ رکھا اور پیغمبر کے اطلاق پر اجماع ہے اور اجماع بہ نص قرآنی سبیل مومنین ہے اور اجماع محل اجتہاد نہیں کہ اس میں خطا کا احتمال ہو ورنہ ساری امت کا تخطیہ لازم ہوگا جو خلاف نص ہے۔ یہاں سے سائل کے آخر کلام کا حال کھلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۲۲/ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

صح الجواب۔ تحسین رضا غفرلہ

مسئلہ-۱۷۷ تا ۱۸۷

ازلیت خاصۂ الوہیت ہے۔ حضور اللہ کی پہلی مخلوق اور پہلی تجلی ہیں، حقیقت محمدیہ خلق سے غیب ہے، علوم نبوت کا ظہور تدریجاً حکمت الٰہیہ پر مبنی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) فیض القدیر، مقدمہ، ج ۱، ص ۲۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت/ الصحیح لمسلم ج ۱، ص ۲۳۲، باب فضل صلوۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنہا مطبع مجلس برکات

(۱) جب صرف خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات لا یحد و لا یتصور ہی موجود تھی اور کچھ نہ تھا تو یہ موجودہ کائنات ہیژدہ ہزار بشکل مخلوق جس دائرۂ محدود کے اندر موجود ہیں یہ حدود دائرہ اس وقت موجود تھا یا نہیں؟ یعنی از تحت الثریٰ تا عرش معلی یہ فضائے بسیط اس وقت موجود تھی یا نہیں؟

(۲) اگر موجود تھی تو اس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات اس میں اور اس کے ماوراء میں موجود تھی یا صرف ماوراء میں؟

(۳) پس اگر اس میں موجود تھی تو بعد تخلیق کائنات، ذات والاصفات اس میں بھی موجود ہے یا اب صرف اس کے ماوراء میں موجود ہے؟

(۴) اور اگر اس میں شروع ہی سے موجود نہ تھی تو اس فضائے بسیط کا وجود کب سے ہے؟ ازل ہی سے یا اس کے بعد؟

(۵) اور اگر موجود تھی تو اس ساری کائنات کی تخلیق کہاں پر ہوئی؟ اور کیونکر ہوئی؟

(۶) اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نور سے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو ساری خلقت سے قبل خلق فرمایا، اس سلسلہ میں جہاں تک فقیر کی معلومات ہے وہ ارشادات علمائے کرام کی روشنی میں بس اتنی ہی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نور ذات کی پہلی تجلی ہی کا نام نور احمدی وحقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قرار دیا ہے۔

(۷) اب سوال یہ ہے کہ اس کے نور ذات کی تجلی کہاں پر ہوئی؟ مذکورہ بالا فضائے بسیط میں یا اس کے ماوراء میں یا دونوں میں؟

(۸) نیز یہ کہ نور ذات لایحد ولایتصور کی تجلی بھی لایحد ولایتصور ہی ہوسکتی ہے پھر اس تجلی کو محدود و مقید مانا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۹) نیز یہ کہ نور ذات خدا کی لطافت تک وہم وخیال کی رسائی نہیں ہوسکتی، اسی طرح اس کی تجلی کو بھی وہم وخیال سے مقید ومحدود کیسے کیا جاسکتا ہے حالانکہ اس تجلی مذکورہ کو ایک کوکب کی شکل میں مشاہدہ کئے جانے سے پتہ چلتا ہے اس تجلی کی لطافت کو ثقالت وکثافت میں تبدیل ومحدود ومقید مشاہد کر کے اس کو نور محمدی اور حقیقت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے دیا گیا، اصل واقعہ ایسا ہی ہے۔

(۱۰) پھر یہ کہ کنزاً مخفی نے اپنے آپ کو ظاہر فرمانے کے لئے یہ تجلی فرمایا تھا تو یہ تو اس کا ظہور ہوا، نہ کہ

تخلیق، پھراس تجلی کومخلوق قرار دینے سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ کہ جس نور کوحقیقت احمدی قرار دیا گیا ہے وہ مخلوق ہے یا تشخص محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہے؟

(۱۱) اور یہ بھی مسلمات سے ہے کہ حقیقت احمدی تو شروع ہی سے ذرے ذرے کی عالم اور ہر ذرے کی اصل ہے اور اس کا تعلق ہر ایک ذرے سے ہمہ وقت رہا ہے تو شخصیت و تشخص محمدی ہے تو بدرجۂ اولیٰ واتم ہونا چاہئے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے علم میں درجہ بدرجہ موقع بموقع ترقی ہوتی رہی ہے حتی کہ جس وقت آپ نے ظاہری پردہ فرمایا اس وقت آپ کا علم مکمل مانا گیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حقیقت احمدی سے شخصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا کنکشن درجہ بدرجہ ہوتا رہا ہے، یعنی جوں جوں شخصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لطافت ونورانیت بڑھتی گئی، ویسے ویسے اس کا کنکشن حقیقت احمدی ہوتا گیا حتی کہ آخری وقت میں مکمل ہو پایا جس کا مطلب بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ شخصیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کثافت وثقالت کوحقیقت احمدی کے لئے حجاب بنایا گیا تھا جو کہ موقع بموقع مرتفع ہوتے ہوئے آخری وقت تک میں بالکلیہ مرتفع ہو پایا تھا، ظاہر ہے کہ فقیر سراپا تقصیر اپنے مافی الضمیر کی مکمل ترجمانی سے قاصر رہ گیا ہے اس لئے حضور والا سے عرض ہے کہ جواب مرتب فرماتے وقت اس سلسلے میں جتنے مزید شبہات و سوالات پیدا ہو سکتے ہیں، ان سب کو بھی دفع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں کہ سائل متحیر کو کامل تسلی وتشفی میسر آسکے۔ والسلام۔ **وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیٰ سیدنا ومولانا محمد نورہ الاعلیٰ نائبہ الاکبر حبیبہ الاعظم وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیائہ وعلمائہ وامتہ المسلمۃ اجمعین دائما ابدا۔**

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

نوٹ: جواب خواہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو پرواہ نہ کیجئے، اس زحمت دہی کا اجر اللہ تعالیٰ حضور والا کو عطا فرمائے گا۔

الجواب:

(۱) سوال مذکورہ بالا کا جواب بہت تفصیل سے دیے جا چکا ہوا ...

(۲) اس میں تحریر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے منزہ ہے تو یہ سوال خود ساقط ہے۔

(۳) اس کا جواب ۲/ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) تمام مخلوقات حادثات ہیں اور ازل اسے کہتے ہیں جس کے پہلے کچھ نہ ہو تو ازلیت خاصہ الوہیت ہے، اس کے ساتھ کوئی حادثات کیونکر جمع ہو سکتے ہیں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) تخلیق کہاں پر ہوئی؟ یا بلفظ دیگر یہ پوچھنا ہے کہ خالق کہاں تھا؟ اور وہ جہت وحیز سے منزہ۔ تو کوئی کیا بتائے کہ کہاں ہوئی اور کیونکر ہوئی؟ بس یہ ایمان ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عالم کو پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) بیشک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق اور اس کی پہلی تجلی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اس تجلی اول کے ظہور ہی نے اس فضاو محل ظہور کو ظاہر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) حقیقت محمدیہ خلق سے غیب ہے، حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی" (۱)

تو خلق کی حقیقت تک رسائی نہیں اور علم الٰہی میں ضرور محدود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) حقیقت محمدیہ نور ہے اور نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو، اور دوسروں کو ظاہر کرے تو عالم میں جو کچھ ظاہر ہوا وہ اسی نور اتم کا مظہر ہے، وہ کوکب بھی مظاہر محمدی سے ایک مظہر تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) وہ نور بھی مخلوق ہے اور جسم عنصری شریف حضور علیہ السلام بھی مخلوق ہے اور خلق تمام مظہر باری ہے، اللہ کے مظہر اتم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ اس کی ذات وصفات کے مظہر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۱) علوم نبوت کا ظہور تدریجاً حکمت الٰہیہ پر مبنی ہے، اسے درجہ بدرجہ علم کی ترقی سمجھنا بحسب ظاہر ہے، عجب نہیں کہ علوم غیبیہ سینۂ اقدس میں جمع کئے ہوں اور جیسی جیسی حکمت الٰہیہ متقاضی ہوئی جس جس کے لئے اظہار کا حکم ہوا، حضور نے اس پر ظاہر فرمادیا اور علوم کے خزانہ میں وہ اسرار بھی ہیں جو حضور اور رب حضور کے درمیان راز سربستہ ہیں جن کی طرف اصلاً کسی کو راہ نہیں، حدیث معراج، جس میں وارد ہوا

---

(۱) مطالع المسرات، ج ۱، ص ۱۲۹، نوریہ رضویہ، فیصل آباد

کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا-الخ۔ اس کی مؤید ہوسکتی ہے، بلکہ ''کنت نبیا'' سے استفاد زیادہ اظہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۷ رشوال المکرم ۱۳۹۹ھ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی
دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ-۱۸۸ تا ۱۹۰
''خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ'' کا مطلب کیا ہے؟ ''من عرف نفسہ فقد عرف ربہ'' کی وضاحت!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) ''خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ'' حدیث کا کیا مطلب ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا؟ اس حدیث کی تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ''من عرف نفسہ فقد عرف ربہ'' حدیث ہے یا نہیں؟ اگر حدیث ہے تو یہ حدیث کس کتاب میں ہے اور اس کا مطلب تحریر فرمائیں۔

(۳) اول صدی سے بارہویں صدی تک جو مجدد ہوئے، ان مجددوں کے نام کی فہرست تحریر فرائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی: شیخ محمد مستقیم اشرفی رضوی نیمگرامی
ضلع مرشدہ آباد (مغربی بنگال)

الجواب:

(۱) حدیث شریف میں بلاشبہ تاویل ہے کہ اس کے ظاہر کا اعتقاد جناب باری میں منع ہے۔ اللہ تعالیٰ صورت سے منزہ ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اضافت تعظیم کے لئے ہے، جیسے بیت اللہ وناقۃ اللہ میں

امام غزالی نے یہ افادہ فرمایا کہ ضمیر، آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے یعنی اللہ نے آدم کو آدم کی صورت پر پیدا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) غالباً یہ صوفیائے کرام کا قول ہے، احیاء علوم الدین وغیرہ کتب میں اسے ذکر کیا ہے اور اس کا معنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے، مطلب واضح ہے کہ جس نے اپنے نفس کے احوال وعجائب کو پہچان لیا اس نے اپنے پیدا کرنے والے خدائے ذوالجلال کو جان لیا کہ وہ واجب الوجود حدوث وسمات عیب و نقص سے منزہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تمام مجددین کا استقراء مشکل ہے، ائمۂ اربعہ اور ان کے متبعین میں بہت سے مجدد ہوئے اور اس صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سوانح اعلیٰ حضرت یا مجدد اعظم میں مجددین کی فہرست ملاحظہ ہو

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۹۱

حضور کی نبوت سب پر مقدم ہے، ظہور نبوت عالم اجسام میں متاخر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک عالم نے دوران تقریر بتایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت چالیس برس کے بعد ملی، مگر ایسا نہیں ہے کیونکہ حضور کی حدیث ہے اور حدیث بھی بیان کی کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نبی تھا جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے۔ تو یہ سوال ہی نہیں آتا کہ آپ کو نبوت چالیس برس کے بعد ملے کیونکہ آپ تو نبی تھے اور عالم صاحب خاص بریلوی ہی کے خیال کے تھے اور پکے سنی تھے، اب مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ شمع ہدایت حصہ اول میں فرماتے ہیں، سوال جواب لکھتے ہوئے سوال کے بعد جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو نبوت چالیس برس کے بعد

ملی، اب برائے کرم اس کی اصلاح فرمائیں، میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں کس بات کو مانوں، ہر وقت دماغ الجھن میں رہتا ہے۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ فقط، والسلام!

المستفتی: علیم واچ میکر، مقام وپوسٹ ڈیہہ، ضلع رائے بریلی

الجواب:

واعظ مذکور نے صحیح کہا: بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بموجب حدیث شریف آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے مل چکی تھی، ظہور نبوت عالم اجسام میں متأخر ہے، شمع ہدایت میں جو عبارت ہے اس کا یہی محل ہے، یہیں سے یہ بھی ظاہر کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق میں اول اور ظہور میں آخر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب والمجیب نجیح ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۱۹۲

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ہم سیہ کاروں کا شفیع بنایا ہے!

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل میں کہ:

سائل ایک مسجد میں امامت کی خدمت انجام دیتا ہے اور دعا میں یہ بھی کہتا ہے:

گنہ گارم سیہ کارم شفاعت یا رسول اللہ

اور یہ بھی کہتا ہے:

یا الٰہی رحم فرما مصطفی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

میری اس دعا پر مقتدیوں میں سے دو ایک شخص اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ کہنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا براہ کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں کہ فرض نماز پنجگانہ باجماعت کے بعد اور دوسرے

اوقات میں دعا میں مذکورہ بالا منظوم دعائیں کرنی از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو کوئی اس سے روکے اور اس کو ناجائز کہے، اس پر شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے؟ والسلام

المستفتی: سید عبد المجید عفی عنہ، سیوان

الجواب:

بلا شبہہ اشعار مندرجہ بالا پڑھنا جائز ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ہم سیہ کاروں کا شفیع بنایا ہے اور انہیں کے وسیلہ سے اور مغفرت چاہنے سے ہمارے گناہ مغفور اور توبہ قبول ہوتی ہے۔ قال تعالیٰ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ (۱)

اور وسیلہ ڈھونڈنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ قال تعالیٰ:

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ - الآية (۲)

اور اشعار مندرجہ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام وبزرگان دین کے وسیلہ سے دعا کی گئی ہے اور یہ عین حکم الٰہی کی تعمیل ہے جسے ناجائز کہنا خود راہِ حق گم کرنا اور صراط مستقیم سے ہٹنا اور غضب الٰہی کا مستوجب بننا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ/ نزیل دہلی

مسئلہ-۱۹۳

صیغۂ تصغیر کا استعمال حضور کے لیے خلاف ادب ہے، نام پاک سن کر درود پڑھنا مؤکد و مستحب، انگوٹھا چومنا مستحب ہے لازم نہیں!

مرکز احترام سرچشمۂ علمائے کرام آقائے نعمت حضور نائب مفتی اعظم ہند محمد اختر رضا خاں صاحب

---

(۱) سورۃ النساء: ۶۴

(۲) سورۃ المائدۃ: ۳۵

قبلہ ازہری، بریلی شریف ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

میلاد شریف کی محفل میں میلاد خواں حضرات نعت وسلام میں مندرجہ شعر پڑھتے ہیں جس کا مصرع اول ہے:

کالی کملی والے تم پر لاکھوں سلام

ثانی مصرع:

امت کے رکھوالے تم پر لاکھوں سلام

ہمارے قصبہ ساکیت میں جناب عبدالرحمن برکاتی مدرسہ حنفیہ جنکپور، نیپال مدرسہ کی جانب سے جمعیت سفیر آتی ہے نہ تو عالم اور نہ ہی دینی مسائل میں اتنی معلومات، مگر آپ وعظ وتقریر بیان فرماتے ہیں، آپ وعظ میں شدید تاکید فرماتے ہیں کہ بجائے کالی کملی والے کے، کمبل شریف والے پڑھیں، کملی والے پڑھنا شرعاً حرام ہے یہاں کے سنی خوش عقیدہ حضرات بیزار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں اور علمائے کرام کی زبانی سنا ہے ہمارے لئے یہ ایک نئی بات ہے۔ لہٰذا حضور والا سے گزارش ہے کہ از روئے شرع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیا مذکورہ شعر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی رو سے مفصل اور مدلل جواب عطا فرمائیں جس سے بخوبی واضح ہو جائے نیز غیر مستند عالم کو وعظ کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟ مذکورہ عبدالرحمٰن صاحب نیپالی سلسلۂ برکاتیہ سے یہاں لوگوں کو داخل بیعت بھی کرتے ہیں، ان کی خلافت میں رضوی حضرات مشکوک ہیں، فرماتے ہیں کہ مارہرہ شریف میں ہماری الگ گدی لگتی ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟ مجلس وعظ میں اگر متعدد دفعہ محمد رسول اللہ کا نام نامی اسم گرامی آئے اور بجائے انگوٹھا چومنے کے صلی اللہ علیہ وسلم یا درود شریف صرف پڑھا جائے تو کیسا ہے؟ یا چومنا ضروری ہے؟ خلاصہ تحریر فرمائیں۔ زید کا کہنا ہے کہ ضروری ہے۔

المستفتی: مولانا مبارک حسین رضوی القادری

رضا جنرل اسٹور، رام گنج منڈی، روڈ

مقام وپوسٹ ساکیت، ضلع کوٹہ (راجستھان)

الجواب:

کملی تصغیر کا لفظ ہے اور سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام سے منسوب کسی چیز کی تصغیر اگرچہ از راہِ محبت ہو، بوجہ ایہام وسوءِ ادب جائز نہیں ہے، پھر نعت میں وہ وصف بیان ہونا چاہئے جو ثابت ہو اور تعظیم و احترام پر شعر مبنی ہو، کالی کملی کا لفظ محل کلام ہے اور اس شعر میں احترام بھی نہیں لہٰذا اس سے احتراز کریں اور ان صاحب کی خلافت وغیرہ کے بابت مجھے کچھ علم نہیں اور بے وجہ شک کیا معنیٰ؟ اور سرکار کے نام اقدس میں ایک بار صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر مجلس میں بار بار نام آئے تو بار بار درود شریف مؤکد و مستحب ہے اور انگوٹھا چومنا بھی مستحب ہے، لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۱/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

مسئلہ-۱۹۴

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "خیر الامم" کہنا کیسا؟

حضرت بابرکت استاذ گرامی مخدوم محترم! سلام و رحمت، مزاج وہاج

طالب خیر بخیر ہے، بعدہٗ معروض آنکہ کیا شعر و ادب کے اندر سرکار دو عالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خیر الامم کا لقب استعمال کیا جاسکتا ہے؟ ہمارے یہاں ایک صاحب نے اپنے ایک شعر میں استعمال کیا ہے۔

فلاح دو عالم انہی کے لئے ہے

جو مرضیٔ خیر الامم چاہتے ہیں

مذکورہ بالا شعر پر اکثر حضرات کو اعتراض ہے اور ان کا اصرار ہے کہ سرکار کے لئے یہ لقب استعمال نہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا اولیں فرصت میں بتفصیل محققانہ جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ فقط۔ والسلام

محتاج دعا: خادم عبد المصطفیٰ حشمتی

محلہ صوفیانہ، دار العلوم مخدومیہ ردولی (ضلع بارہ بنکی) یوپی

الجواب:

خیر الامم امت محمدیہ علیٰ نبیہا التحیۃ والسلام کا لقب ہے اور یہ فضیلت ہمیں حضور پُرنور خیر البشر سید الانام کے وسیلہ سے ملی کہ ہم خیر الامم ہوئے یعنی سب امتوں سے بہتر تو حضور بدرجۂ اولیٰ اس لقب کے مصداق ہیں کہ تمام اولین و آخرین سے افضل ہیں اور خیر الامم کا اطلاق جس طرح امت پر ہوتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام پر سائغ اور ان کے حق میں خیر الانام کے مرادف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۱۹۵ تا ۱۹۶

حضور کو گنہگار کہنا یا گاؤں کے چودھری جیسا کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید نے یہ کہا کہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ گنہ گار تھے اور گاؤں کے چودھری یا ہم جیسے بشر تھے وغیرہ وغیرہ''۔ ہم لوگوں نے سنا تو بہت برہم ہوئے تو پھر زید نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا، جس پر پانچ لوگوں نے شہادت دی اور قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھائی کہ زید نے ایسا کہا ہے یہ شہادت عام جماعت کے روبرو ہوئی ہے۔ زید پر کیا فتویٰ لاگو ہوتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) زید کے بارے میں ایک فتویٰ حضور اختر رضا صاحب قبلہ کے یہاں سے آیا جس کو زید نے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ بتانے پر زید نے کہا کہ حضور اختر رضا پر کفر کا فتویٰ ہے، وہ کافر ہیں۔ ایسی گستاخی کرنے والے زید پر کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد منظور احمد رضوی

مقام و پوسٹ برسنگھ پور، ضلع ستنا (ایم پی)

الجواب:

(۱) خط کشیدہ جملے بلاشبہہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں سخت گستاخی ہیں، قائل پر توبہ وتجدید

ایمان لازم ہوئی اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر واقعہ یہ ہے کہ وہ جملوں سے منکر ہے اور دوبارہ کوئی قول یا فعل منافی ایمان و اسلام اس نے نہ کیا تو اس کا یہی انکار کافی۔ درمختار میں ہے:

"(شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يعترض له) لا لتكذيب الشهود العدول بل (لأن انكاره توبة و رجوع) يعنى فيمتنع القتل فقط و تثبت بقية احكام المرتد كحبط عمل و بطلان وقف و بينونة زوجة - الخ "(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ شخص یا دانستہ مفتری ہے یا جاہل نادان۔ فقیر پر بحمدہ تعالیٰ کفر کا فتویٰ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ من الکفر۔ اور اگر وہ دیدہ و دانستہ بے دلیل شرعی فقیر کو کافر کہتا ہے تو اس کا حکم خود اسی سے پوچھئے کہ بے دلیل شرعی مسلم کو کافر کہنے والا خود کون ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۶/ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ/ نزیل گنگٹی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۹۷

حضور انبیاء میں سب سے افضل ہیں جس پر دلائل قاطعہ شاہد ہیں، کوئی بھی نبی حضور سے افضل نہیں جو اس کا قائل ہے خبط عقل کا شکار ہے!

بانی اسلام ایک نظر میں:

(تاریخ ولادت) ۱۲/ ربیع الاول شریف، سال عام الفیل، مطابق ۲۲/ اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت بمقام مکہ معظمہ۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے چھ ہزار ایک سو چھپن سال بعد اور افضل الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار (تاریخ عطائے نبوت) پانچ سو سال بعد ۷/ ربیع الاول شریف مطابق ۲۲/ فروری ۶۱۵ء بروز پنجشنبہ بعمر چالیس سال (کچھ ایام کم و بیش)۔

(۱) الدر المختار، ج ۶، کتاب الجهاد، ص ۳۹۰، باب المرتد، دار الکتب العلمية، بيروت

(تاریخ ہجرت) ۷ ر ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ مطابق ۲۵ر ستمبر ۶۲۲ ء داخلۂ مدینہ پاک۔
(قبا) ۱۲ ر ربیع الاول شریف مطابق ۲۹ر ستمبر ۶۲۲ ء بروز جمعہ
(تاریخ فتح مکہ) ۱۰ ر رمضان المبارک ۸ھ مطابق ۶۳۰ ء حجۃ الوداع ۹ر ذی الحجہ ۱۰ھ مطابق ماہ مارچ ۶۳۲ ء
(تاریخ وفات) ۱۲ ر ربیع الاول شریف ۱۱ھ مطابق ۸ر جون ۶۳۲ ء بروز دوشنبہ مبارکہ۔
(قیام دنیا) ۲۲۳۳۰ ر ایام چھ گھنٹے یعنی تریسٹھ سال پانچ یوم بحساب ہجری اکسٹھ سال چوراسی دن بحساب عیسوی۔
(بشری زندگی) چالیس سال بے عیب، بے داغ، ستھری اور نہایت پاکیزہ۔
(نبوی زندگی) تیس سال، روشن تابناک اور فضل و معجزات سے لبریز۔
(قیام مکہ) بعد نبوت تیرہ سال صرف، اسلام کی خاطر قریش کی مخالفتوں کے نرغے میں۔
(قیام مدینہ) بعد ہجرت پورے دس سال، فتوحات اور کامیابی سے بھرپور۔
(ایام تبلیغ) ۸۱۵۵ ر ایام یعنی تقریباً تیئس سال کچھ ایام کم وبیش۔
(تعداد اصحاب) بوقت وصال آپ کے اصحاب کی تعداد لگ بھگ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی کسی نبی کو یہ کثرت نصیب نہ ہوئی۔

اس کلینڈر اور کلینڈر شائع کرنے والے کا شرعی حکم بھی بیان فرمایا جائے۔

المستفتی: رمز عظیم الدین
کیراف بزم پرویز شاہدی
کشمیری کوٹھی، پٹنہ ۸۰۰۰۸

الجواب:

کلینڈر ملاحظہ ہوا۔ اس میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو افضل الانبیاء لکھا ہے اور وہ بے شک افضل الانبیاء السابقین ہیں اور سب سے افضل ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہیں مگر کلینڈر کا ظاہر اس کے خلاف ہے۔ اس سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے افضل ہونا اور ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا مفضول ہونا ظاہر ہوتا ہے جبکہ قرآن کریم صاف صاف حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سب رسولوں پر فضیلت بتاتا ہے۔

قال تعالیٰ: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ(۱)۔ یعنی یہ رسول ہیں جنہیں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام فرمایا اور ایک کو سب پر درجوں بلند کیا۔

تفسیر امام فخر الدین رازی میں ہے:

"اجمعت الامة علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وعلی ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم افضل من الکل" (۲)۔ اسی میں ہے: "المراد بهذه الآية محمد عليه السلام لانه هو المفضل على الكل" (۳)

اور احادیث بھی اس مضمون سے مالا مال ہیں غرض یہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی مخالفت کا موہم ہے جس سے احتراز ضروری تھا، کلینڈر میں یوں لکھتے: "افضل الانبیاء الاولین"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

برتقدیر صدق سوال وہ شخص کسی منصب کے لائق نہیں کہ فاسق معلن ہے اور اسے کوئی منصب دینا اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کرنا ہے۔

حدیث میں ہے: "من استعمل رجلا من عصابة وفيهم من هو ارضى لله منه فقد خان الله ورسوله والمومنين" (۴)

جو کسی عمل پر کسی جماعت سے ایسے شخص کو مقرر کرے جس سے دوسرا اللہ کو زیادہ پسند ہو تو اس نے اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۳۰/ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۵۳

(۲) التفسیر الکبیر للرازی، ج ۶، ص ۱۶۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) التفسیر الکبیر للرازی، ج ۶، ص ۱۷۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۴) کنز العمال، فصل الثانی فی الترھیب عن الامارۃ، ج ۶، ص ۱۱، حدیث نمبر ۱۴۶۸۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت / جامع الاحادیث للسیوطی، حرف المیم، حدیث نمبر ۴۵۶۹۴

مسئلہ-۱۹۸

میلادشریف اور قیام سے متعلق تفصیلی فقیہانہ بحث!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ذکر میلاد شریف کرنا وشیرینی پر فاتحہ کرنا وقیام کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر چاہئے تو فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا مستحب یا مندوب؟ یا بدعت؟ اور امام اعظم اور امام شافعی کے نزدیک نماز کا اختتام کس ادا پر ہے؟۔ نیز امام اعظم کے اختتام نماز کے مطابق نماز کے اندر کسی بھی ارکان میں درود شریف پڑھا جاتا ہے یانہیں؟ اور میلاد شریف کا ایجاد کب ہوا؟ اور مزار پر جانا، چادر چڑھانا اوران بزرگوں سے دعا کی درخواست کرنا کیسا ہے؟ کیا صحابہ کرام وتابعین کے زمانے میں یہ رائج تھا؟ نیز قرون ثلاثہ اور ائمہ مجتہدین کے وقت سے ہے اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے یانہیں؟

خلافت راشدہ کے دور خلافت کی کیا مدت ہے؟ امام اعظم وامام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم ان ائمہ کرام نے کتنی کتنی عمر پائیں؟ اور وہ اپنی اپنی اس طویل عمر میں کسی بھی امام کو ایک بار بھی جشن میلاد شریف کا خیال دلوں کو چھوا یا نہیں؟ ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا کیا مسئلہ ہے؟ اور امام اعظم اور امام شافعی کا کیا اختلاف ہے؟ اور دونوں صاحبین نے اپنے اپنے قول کو کس طرح سے باطل کئے ہیں؟ اور امام شافعی عدم جواز کے قائل نہیں ہیں اور امام اعظم ان کے قول کی تردید کس طرح کرتے ہوئے جواز کے قائل ہوئے؟

قرآن مجید فرقان حمید نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام میں سے مختصر کا تذکرہ کیا ہے؟ اور ان سبھوں کی عظمت وبزرگی بیان کی ہے؟ مگر کسی بھی نبی کے واسطے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انکی ولادت کی تاریخوں میں کوئی جشن میلاد شریف منائے ہیں یا اسکی ہدایت فرمائے ہیں؟ خود آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تریسٹھ سالہ زندگی میں تریسٹھ ربیع الاول گذرے ان میں ایک بار بھی میلاد شریف کے جشن کا پتہ چلتا ہے یانہیں؟ قرآن شریف واحادیث نبوی کی روشنی میں سمجھا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپکو جزائے خیر دیگا۔ فقط والسلام

المستفتی: ماسٹر محمد وسیم اصلاحی کیران ماسٹر محمد رضیاء اللہ

اردو اسکول نانپور پوسٹ وایا جنکپور روڈ ضلع سیتامڑھی (بہار)

الجواب:

بے شک چاہئے کہ مستحب ہے اور ذکر میلاد شریف، قیام وفاتحہ میں سے کوئی امر ناجائز وحرام وبدعت سیئہ نہیں کہ حرام وہ ہے جسے خدااور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائیں اور جس سے خدااور رسول منع نہ فرمائیں وہ ہرگز ہرگز حرام نہ ہوگا بلکہ جائز قرار پائے گااور اسے یہ بزور زبان حرام کہتا ہے۔

چنانچہ قرآن عظیم فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ -الآیة(۱)

یعنی اپنی زبانوں سے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

تو جو بغیر منع شرعی ان امور سے منع کرے وہ خود ہی حرام کا مرتکب اور قرآن عظیم کا مکذب ومخالف ہے اور ہم اہلسنت وجماعت کے لئے یہ دلیل بس ہے کہ قرآن وحدیث میں کہیں ممانعت نہ آئی چنانچہ علماء فرماتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے پھر یہ امر اپنی جگہ ہے کہ صدہا برس سے تمام دیار وامصار کے جملہ مسلمان جن میں صدہا علماء اسلام بھی شامل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد شریف اور اس میں قیام کرتے چلے آئے اور مسلمانوں کا ایسا عمل شرع شریف کی نگاہ میں بڑی وقعت رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

”مارآہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن“ (۲)

مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے

بلکہ قرآن اسے سبیل مومنین بتاتا ہے اور اس سے پھرنے والے کو دشمن خدااور رسول علیہ السلام فرماتا اور اسے جہنم کی سزا سناتا ہے۔قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ(۳)

---

(۱) سورۃ النحل: ۱۱۶

(۲) المقاصد الحسنۃ للسخاوی، ص ۴۲۲، حدیث نمبر ۹۵۷، برکات رضا پوربندر گجرات

(۳) سورۃ النساء: ۱۱۵

جو ان امور کو بے دلیل منع جانتا ہو تو ایک بین آیت کے مصداق منکر ہے۔ اور سائل یہ کیوں پوچھتا ہے کہ فلاں کی ایجاد کب ہوئی؟

(۱) کیا اس کے نزدیک حلال وحرام کی بنا کسی مخصوص زمانے پر ہے۔

(۲) کیا ائمہ مجتہدین بلکہ صحابہ وتابعین کے زمانے کی پیداوار ہیں اور کیا انکے معتقدات کو مسائل سنت کہہ سکتا ہے۔

(۳) اگر سنت کہتا ہے تو آپ کھلا گمراہ ہے اور اگر بدعت کہتا ہے تو خود اس کے اقرار سے ظاہر کہ بدعت وہ نہیں جو قرون ثلاثہ کے بعد ہو بلکہ بدعت وہ ہے جو شرع کے مخالف ہو تو سائل پر پھر یہ ذمہ داری آن پڑی کہ وہ ثابت کرے کہ یہ امور خلاف شرع ہیں نیز وہ یہ بھی ثابت کرے کہ قرون ثلٰثہ کے بعد جو ہے بدعت سیئہ ہے اور اگر ثابت نہ کر سکے اور ہم کہے دیتے ہیں کہ وہ انشاء اللہ ہرگز قیامت تک ثابت نہ کر سکے گا تو اس کا اور تمام دیابنہ کا یہ دعویٰ کہ قرون ثلاثہ کے بعد جو کچھ ہو وہ بدعت سیئہ ہے، خود بدعت ہے اور وہ اس قول سے خود بدعتی ہے۔

(۴) اور سائل کا یہ سوال کہ ائمہ کرام کے دلوں کو میلاد کا خیال چھوا کہ نہیں نہ اسے کچھ مفید ہے نہ ہمیں کچھ مضر، نہ اس پر کسی کام کی حرمت کا مدار ورنہ بہت سے کاموں کے بابت اگر یہ ثابت نہ ہو کہ ائمہ اربعہ کے دلوں میں اس کا خیال نہ گذرا ہو تو وہ سب کام حرام ٹھہریں گے پھر سائل ہمیں سے کیوں پوچھتا ہے خود اس پر دلیل کیوں نہیں قائم کرتا کہ ائمہ کے بڑوں نے جشن میلاد نہ کیا ذرا بتائے تو سہی کہ اس نے کہاں سے یہ جانا کہ ائمہ اربعہ نے یہ کام نہ کیا اور یہ بھی بتائے کہ کوئی کام صادر نہ ہونا اور کسی کام سے خود کو روکنا دونوں ایک بات ہے اور دونوں کا مفاد ایک ہے یا دونوں ایک دوسرے سے معمولات اہلسنت کے لئے یہ سوالات ہیں اور مودودیوں کے جلسہ سیرت اور دیگر محافل پر یہ سوالات کیوں نہیں اور ائمہ کی مدت عمر کتنے سال ہوئی مگر اس سے اور ائمہ کی عمروں سے سائل کو کیا دارومدار اور ہم حنفی ہیں ہم پر اپنے مذہب حنفی ہی کا بیان لازم ہے درمختار میں ہے:

''وامانحن فعلینا اتباع مارجحوہ وماصححوہ''(۱)

---

(۱) الدرالمختار، ج ۱، ص ۱۸۰، مقدمۃ الکتاب، دار الکتب العلمیہ بیروت

فقیر کی نظر میں اس امر کے استحباب میں کسی مستند ومعتمد کا خلاف معلوم نہیں۔ نادراً بعض نے خلاف کیا بھی تو جماہیر علماء نے اسے مقرر نہ رکھا چنانچہ علامہ امام جلال الدین سیوطی نے اس باب میں مستقل رسالہ لکھا جس کا نام "حسن المقصد فی عمل المولد" رکھا اور اسی میں مخالف منفرد کے کلام کا ضرور ضرور ذکر کیا اور علامہ ابن حجر ہیثمی مکی اور ملا علی قاری وغیرہما نے بھی اس باب میں تصنیف فرمائی پھر کتب حدیث دیبر میں اس کا تذکرہ خود اس کے استحباب کی دلیل ہے اور ہر زمانے کے علماء کے نزدیک اس کا مہتم بالشان ہونا اسی سے ظاہر ہے اور جب وہ اتنا مہتم بالشان ہے تو بعید از قیاس نہیں کہ علماء نے اس کا تذکرہ محافل ومجامع میں نہ کیا ہو بلکہ یہی ظاہر ہے کہ ضرور ہر زمانے میں علماء نے حضور علیہ السلام کے ذکر میلاد مبارک کی محافل آراستہ کیں اور سائل کا یہ سوال کہ "کسی بھی نبی کے واسطے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ" ہماری تقریر بالا سے ساقط ہے کہ نہ کرنا اور ہے اور منع کرنا علاوہ ازیں کسی امر کا منقول نہ ہونا اور ہے اور سرے سے نہ ہونا اور ہے۔ پھر قرآن عظیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بابت فرمایا:

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ-الآیۃ(۱)

ان پر سلام ہو جب وہ پیدا ہوئے

اور اسی قرآن عظیم میں ہے کہ عیسی علیہ السلام نے خود فرمایا:

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوۡمَ وُلِدۡتُّ-الآیۃ(۲)

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا

چنانچہ علامہ امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے ایک حدیث اپنی سند سے ذکر کی جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

جب میں پیدا ہوا یہ دونوں آیتیں جواز ذکر میلاد کے لئے بس ہیں اور قرآن عظیم کے بعد کسی ثبوت کی حاجت نہیں پھر یہی قرآن ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کا تذکرہ کس اہتمام کے ساتھ فرما رہا ہے ایمان کی آنکھیں رکھے تو کوئی دیکھے۔

---

(۱) سورۃ مریم:۱۵

(۲) سورۃ مریم:۳۳

قال تعالیٰ:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ - الآية(۱)

قال تعالیٰ:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ - الآية(۲)

بلکہ ہم اپنے رسول کی امت کو حکم دے رہے ہیں کہ ان کے دم قدم کی خوشی مناؤ۔

قال تعالیٰ:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط(۳)

اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے تو فضل الٰہی سے خوش ہوں

مفسرین فرماتے ہیں فضل اللہ ورحمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو آیت ذکر میلاد کے حکم کو متضمن ہوئی

پھر حضور علیہ السلام نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا:

"بعثت من خير قرون بني آدم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذى كنت منه" (۴)

یعنی میں بنی آدم کے بہترین صفات کے بعد یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اس طبقہ میں ہوا جس طبقہ میں پیدا ہوا۔

یہی علامہ اجل دوسری حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں یونہی بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ترمذی نے فرمایا بافادۂ تحسین روایت کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"ان الله خلق الخلق فجعلنى من خيرهم من خير فرقهم و خير الفريقين ثم خير القبائل فجعلنى من خير قبيلة ثم تخير البيوت فجعلنى من خير بيوتهم فانا خير هم نفسا خير هم بيتا" (۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین (انسان) مخلوقات کے بہترین طبقہ میں رکھا

---

(۱) سورۃ المائدۃ:۱۵

(۲) سورۃ التوبۃ:۱۲۸

(۳) سورۃ یونس:۵۸

(۴) بخاری شریف جلد اول، باب صفۃ النبی، ص ۵۰۳، مجلس برکات مبارکپور

(۵) الجامع للترمذی ج ۲، ص ۲۰۱، ابواب المناقب، باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مجلس برکات

پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو چھانٹی مجھے بہترین قبیلہ (قریش) میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کے بطنوں کو چنا تو مجھے بہترین بطن (بنو ھاشم) میں رکھا تو میں سب سے بہتر ذات اور سب سے بہتر حسب والا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ-۱۹۹

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں سے افضل ہیں!

محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم! کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ:

جناب عالی! ایک واعظ عام مجلس میں فرمارہے تھے کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا۔ بتلاؤ کون سی جماعت سب سے افضل ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی جماعت سب سے افضل ہے۔ رسول پاک نے فرمایا کہ نہیں۔ صحابہ کرام نے دوبارہ عرض کیا یارسول اللہ! انبیائے کرام کی جماعت سب سے افضل ہے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ حاجیوں کی جماعت سب سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہی فرمائیں کہ کون سی جماعت سب سے افضل ہے رسول نے فرمایا جو آخر زمانہ میں میری سنتوں کو زندہ رکھے گی وہ جماعت سب سے افضل ہے واعظ کا کہنا حق ہے یا باطل۔

المستفتی: ڈاکٹر اجمل خاں صاحب، محلہ سوداگران بریلی شریف

الجواب:

یہ روایت محض نادرست ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ کوئی غیر نبی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۰/ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۰۰

تاریخ ولادت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیق!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) قاضی محمد سلیمان صاحب سلیمان منصور پوری سابق ریاست پٹیالہ صوبہ پنجاب، انہوں نے ایک کتاب رحمۃ للعالمین حصہ اول ص ۲۶/ پر حضور کی ولادت باسعادت موسم بہار بروز دوشنبہ نو ربیع الاول مطابق ۲۲/ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸/ شمر بکری کو مکہ معظمہ میں لکھا ہے اور ایسا ہی لکھا ہوا تقویم جنتری بمبئی ۱۳۹۲ھ ص ۱۷/ پہ دیکھا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۱۲/ ربیع الاول اور ۹/ ربیع الاول میں کون سی صحیح ہے جواب تفصیل سے مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: فراست نبی خاں
محلہ قرولان، بریلی شریف

الجواب:

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت حسب مشہور بین العلماء ماہ ربیع الاول کی بارہویں کو دوشنبہ کے دن ہوئی۔ ایک قول وہ بھی ہے جو سوال میں مذکور ہوا اور بعض کے نزدیک اس ماہ کی دوسری تاریخ اور بعض کے نزدیک دسویں تاریخ کو ہوئی۔ مگر اشہر و اکثر قول اول ہی ہے۔ مجمع بحار الانوار، ظاہر فتاویٰ اور مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ میں ہے۔ واللفظ للاخیر۔

"دوازدہم ربیع الاول بود وبعضے گفتہ اند بدوشبی کہ گذشتہ بودند از وے وبعضے ہشت شبی کہ گزشتہ بود واختیار بسیاری از علمائے برا اینست ونزد بعضے وہ نیز آمدہ وقول اول اشہر واکثر است" (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۶/ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

---

(۱) مدارج النبوۃ ،ج،۲،باب اول وصل بدانکہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفویہ ،ص،۱۴،مطبع النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور پاکستان

مسئلہ-۲۰۱ تا ۲۰۴

حاضر و ناظر کی تحقیق دقیق!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) حضور کو حاضر و ناظر کے بارے میں لوگ غلط بتاتے ہیں کہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ حاضر و ناظر ہیں، موجود ہیں، لیکن غیر مقلد علماء کہتے ہیں کہ نہیں ہیں۔

(۲) جب احمد یار خاں مفتی نے قرآن کا ترجمہ نکال کر حدیث فقہ کی بھی سند لیکر جاء الحق وزہق الباطل طبع کرایا ہے اور ایک ہزار روپیہ بھی انعام فرمایا ہے تو یہ کتاب معتبر ہے یا نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ صحیح ہے۔ کیوں کہ آپ کا ہی یہ ترجمہ نکالا ہوا ہے اور آپ ہی نے اس کتاب کو تیاری کرائی ہے۔ لہٰذا آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کیوں کہ غیر مقلد وہابی اس کو غلط بتاتے ہیں۔

(۳) ہمارے یہاں تعزیہ رکھی جاتی ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت سے ہیں ہماری نیت اسلام وسنت کے اوپر ہے۔ ہم فاتحہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانا پکواتے ہیں اور کھانے کا ثواب بھی گھر میں کرتے ہیں اور اگر ہم تعزیہ کے پاس کھڑے ہو کر کرتے ہیں تو ادب لحاظ کے ساتھ لیکن یہ فاتحہ لوگ ناجائز بتاتے ہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ نیت فاتحہ کی جب ہے تو کیسے ناجائز ہوا۔ لیکن جیسا آپ فرمائیں وہی اصل مانی جائے گی۔

(۴) مسجد کچی بنی تھی اس کو توڑ کر اس کی جگہ جانور باندھتے ہیں اور مسلمانوں کے قبرستان پر ٹٹی پیشاب کرتے ہیں اور فاتحہ و تعظیم کو غلط بتاتے ہیں۔ جس کھانے پر فاتحہ ہو جاتی ہے اس کو محتاج یتیموں کے علاوہ کھانا ناجائز بتاتے ہیں اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

المستفتی: اشفاق احمد

پوسٹ دوبہا بازار گونڈہ یوپی

الجواب:

(۱) بے شک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں بایں معنیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اتم ہر جگہ اور ہر شئ میں ظاہر و باہر ہے اور جملہ احوال اور اعمال امت بلکہ مشرق و مغرب حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔

قال تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (۱)۔ یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکتا آفتاب بنا کر۔

تفسیر آلوسی میں ہے:

''(شاهدا) علی من بعثت الیهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل عنهم الشهادة بماصدر عنهم من التصدیق والتکذیب وسائر ماهم علیه من الهدیٰ والضلال وتأدیهایوم القیامة اداءمقبولا فیمالهم وماعلیهم'' (۲)

یعنی ہم نے بھیجا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت پر شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر کہ ان کے اعمال و احوال کا مشاہدہ فرمائیں اور ان کی تصدیق وتکذیب و ہدایت وضلالت کے گواہ بنیں اور قیامت کے دن گواہی دیں۔

"اقرب السبل" میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلمائے امت است یک کس رادرین مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم و باقیست و بر اعمال امت حاضر وناضر ومرطالبان حقیقت راومتوجہان آں حضرت رامفیض ومربی است'' (۳)

اسی لئے نماز میں حکم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے عرض کریں السلام علیک ایھا النبی کہ حضور اکرم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کے قرۃ العین اور ان کی حقیقت مخلوقات میں خصوصاً نمازیوں کی ذات میں جاری وساری ہے۔ اور حضرت الٰہیہ میں بھی وہ ہمیشہ حاضر ہیں۔

(۱) سورۃ الاحزاب: ۴۵، ۴٦

(۲) روح المعانی، حصہ ۱٦/تفسیر ابوسعود اسمہ ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم

(۳) اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل برھامش اخبار الاخیار، از شیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۱۵۵، مطبع مجتبائی دھلی

یہی شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

''ونیز آں (حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان است درجمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت وآخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است وبعض ازعرفا گفتہ اندکہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است درذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آں حضرت درذات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی رابایدکہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبودتابہ انوارقرب واسرار معرفت متنوروفائض گردد۔الخ'' (۱)

شفا شریف میں فرمایا کہ جب خالی گھر میں جاؤ تو السلام علیک ایھا النبی کہو ملا علی قاری نے وجہ بتائی کہ:

''ان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام'' (۲)

یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک مسلمانوں کے ہر گھر میں حاضر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کتاب مذکور بلاشبہ مسائل صحیحہ معتبرہ پر مشتمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نفس فاتحہ وایصال ثواب جائز ومستحسن ہے مگر تعزیہ کے سامنے منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مسجد ابدالآباد تک مسجد ہے۔ تنویر ودرمختار میں ہے:

''ولو خرب ماحوله واستغنیٰ عنه یبقی مسجداعند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعة وبه یفتیٰ حاوی القدسی'' (۳)

اس میں جانور باندھنا حرام بدکام بدانجام یونہی قبرستان میں پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا ایذائے اموات ہے وحرام بدکام بدانجام ہے۔ اور فاتحہ ایصال ثواب باجماع مسلمین جائز ومستحسن ہے۔ اسے غلط بتانا گمراہی ہے اور عام لوگوں کی فاتحہ کا کھانا فقیروں کو کھلانا چاہیے۔ غنی کو کھانا بہتر نہیں۔ مگر نا جائز وحرام

(۱) اشعۃ اللمعات ج ۱، کتاب الصلاۃ باب التشھد فصل اول، ص ۴۰۱، مطبع مکتبہ نوریہ سکھر

(۲) شرح الشفا لملا علی القاری، علی ھامش نسیم الریاض فصل فی الموطن، ج ۳، ص ۴۶۴، مطبع برکات رضا، پوربندر

(۳) الدر المختار، ج ۶، ص ۵۴۸، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں۔ جیسا کہ وہابیہ بکتے ہیں وہ صدقۂ نفل ہے اور صدقۂ نفل غنی وفقیر دونوں لے سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

''ہو لہا صدقۃ وہو لنا ہدیۃ'' (۱)

اور فاتحہ بزرگان دین کا کھانا تبرک ہے سب کھائیں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ-۲۰۵ تا ۲۰۷

حضور کے والدین مومن یا کافر؟

الیٰ حضرۃ البحر الفہامۃ امام الطریقۃ غوث دوران سالک مسالک اولاد اعلیٰ حضرت احمد رضاخان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد اختر رضا خان مفتی الاعظم الازہری مد ظلہ العالی۔ بعد اہداء التحیۃ الطیبۃ مع اداء الواجب الاحترام التام وتقبیل القدمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فیامعشر علماء الدین المبین ماقولکم علی ذلک المسئلۃ الآتیۃ اوضحوھا بالکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس والاقوال السلف الصالحین وائمۃ المجتہدین مع رأیکم۔

ارسلوھا علی العنوان الآتی

(۱) والدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانا مؤمنا او مشرکا ای عبد اللہ وآمنۃ وھماماتا کافرین ام لا؟

(۲) الصلوۃ خلف الوہابیین جائز ام لا؟

(۳) الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم من قبل الاذان۔ ہل ھی

(۱) الصحیح للمسلم ج ۱، ص ۴۹۴، کتاب العتق مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ

مشروعة ام لا؟

من: محمد عبدالمالک بن اسحاق علی

لقریۃ سونائیۃ مکتبۃ البرید ترسنغ فور بازار ضلع سونام غنج بنغلہ دیش

الجواب:

(۱) قال الامام الجلیل جلال الدین السیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا عن ابویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فی رسالۃ مسالک الحنفا فی والدی المصطفی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) مانصہ:

"انہما لم یثبت عنہما شرک بل کانا علی الحنیفیّۃ دین جدہما ابراھیم علیہ السلام کما کانت علی ذلک طائفۃ من العرب کزید بن عمر وبن نفیل وورقۃ بن نوفل وغیرھما، وھذا المسلک ذھبت الیہ طائفۃ منہم الامام فخر الدین الرازی فقال فی کتابہ "اسرار التنزیل" ما نصہ: قیل ان آزر لم یکن والد ابراھیم علیہ السلام، بل کان عمہ و احتجوا علیہ بوجوہ منہا ان آباء الانبیاء ماکانوا کفارا ویدل علیہ وجوہ منہا قولہ تعالیٰ "الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قیل معناہ انہ کان ینتقل نورہ من ساجد الی ساجد، وبہذا التقدیر فالآیۃ دالۃ علی ان جمیع آباء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا مسلمین، ومما یدل علی ان آباء محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماکانوا مشرکین قولہ علیہ السلام: "لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات" وقال تعالیٰ: "انما المشرکین نجس" فوجب ان لایکون احد من اجدادہ مشرکا ھذا کلام الامام فخر الدین بحروفہ" الخ(۱)

مافاد واجاد فراجعہ ان شئت وعلیک تالیف حافل فی ھذا الباب للامام العلامۃ سیدی احمد رضا سماہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔ فان فیہ الغنیۃ والبغیۃ

(۱) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی، ص ۲۱۶، ۲۱۵، دار الکتاب العربی، بیروت

و للہ المنۃ۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قال الامام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز کذا فی الفتح(۱)۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

(۳) الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم مأمور بھا مطلقا من غیر تقیید بوقت دون وقت قال تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۲) وعلی ھذا فلا مانع من الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ و السلام قبل الاذان و لا بعدہ و من ادعی فعلیہ البیان۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

الفقیر الی رحمۃ ربہ الغنی:

محمد اختر رضا خان الازھری القادری غفر لہ

۱۷/من شھر رمضان ۱۴۰۹ھ

مسئلہ-۲۰۸

درود شریف کا اختصار جائز نہیں، ص یا صلعم لکھنا ناجائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

اسم مبارک صرف محمد لکھنے سے صحیح ہو جائے گا یا نہیں اور یا اس کے اوپر ص ایسا بنا دیا جائے تو کیا مسئلہ حل ہو جائے گا یا نہیں تو اس کے بارے میں پوری توضیح و تشریح کے ساتھ نقل فرمائیں نوازش ہوگی!

المستفتی: محمد عثمان/ مورخہ ۲۶/ستمبر ۱۹۷۷ء

الجواب:

درود شریف کا ایسا اختصار حرام اور باعث محرومی ہے۔ بلکہ علامہ طحطاوی قدس سرہٗ نے اسے کفر فرمایا اور اختصار بنیت استخفاف ہو تو علامت مذکور کا یہ حکم ظاہر ہے۔ اور وہی اس کا محمل ہے۔ لہٰذا اس سے شدید

---

(۱) فتح القدیر جلد ۱، ص ۳۶۰، باب الامامۃ، برکات رضا پوربندر

(۲) سورۃ الاحزاب، ۵۶

احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۱۱رشوال المکرم ۱۳۹۷ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۰۹

غیر نبی مثل نبی نہیں ہوسکتا ہے، حضور اصل اور سب فرع ہیں، حضور جنس عالی اور ابوالاکبر ہیں، حضور کو باپ کہنے میں مضائقہ نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک شخص جو عالم میں مشہور ہے اس سے بشریت کے مسئلہ پر گفتگو چلی۔ بھائی کے برابر والی بات کا اس خبیث سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا۔ تو لکھتا ہے کہ نبی ہمارے لیے مثل والد ہوئے۔ ارشاد ہو کہ کیا اب بھی وہی خباثت نہیں بول رہی ہے؟۔ ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں: مثل کا مطلب بالکل برابرابر خواہ جس نیت سے کہے مگر شان اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے باپ کے برابر نعوذ باللہ کرنے کی جرأت تو کی۔ باپ تو دادا کا بیٹا اور پھوپھا کا سالہ ہوتا ہے۔ یہ مثال کس قدر ایمان سوز ہے سوال یہ ہے کہ چاہے باعتبار مسئلہ اس کا جو بھی حکم ہو آخر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ رشتہ داری کے الفاظ کیوں نکالے جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ زید باوجود ان خبیث اقوال کے اپنی وہابیت کا منکر ہے۔ بہر حال اس کے متعلق شرع شریف کے حکم سے آگاہی فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ فقط والسلام مع الاحترام

المستفتی: احسان الرحمٰن عزیزی

الجواب:

فی الواقع مثل والد کہنا مماثلۃ میں صریح اور مساوات کا موہم ہے اور غیر نبی مثل نہیں ہوسکتا اور ایسے لفظ سے احتراز لازم مگر شخص مذکور اگر وہابی ہے تو اس سے کیا اچنبھا ان کے نزدیک تو انبیائے کرام بڑے بھائی

بلکہ انہیں جیسے بشر قرار پاتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر یہ کہ پیغمبر آخر الزماں علیہ السلام سے ہمیں بلکہ سارے انسانوں کو بلکہ تمام جہانوں کو وہی رشتہ ونسبت ہے جو اصل سے فرع کو اور باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے۔ کہ سب کی اصل حضور علیہ السلام اور سب فرع سید الانام علیہ السلام ہیں۔ اسی سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ابوالمؤمنین ہے کمافی المفردات۔ اور تنزیل کی قرأت شاذہ میں ہے:

''وھو اب لھم'' (۱)

اور مواہب لدنیہ میں فرمایا:

''فھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجنس العالی علی جمیع الاجناس والاب الاکبر بجمیع الموجودات والناس'' (۲)

لہٰذا بایں معنیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باپ کہنا مضائقہ نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۱ر جمادی الآخر ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ-۲۱۰

ایک نعت پاک کی تصدیق وتصحیح!

مفتی اختر رضا صاحب! السلام علیکم

میں صدقے ترے نور کے تاج والے - تو متوالا ہے مجھ کو اپنا بنالے
مرے جان ودل سب ہیں تیرے تصدق - میرا دین وایماں ہے تیرے حوالے
تڑپتا ہے دل اور پھڑکتی ہیں آنکھیں - کہاں ہے تو اے زلف لٹکانے والے

(۱) تفسیر البغوی المعروف بمعالم التنزیل سورہ ہود، ص ۶۲۶ مطبع دار ابن حزم بیروت
(۲) مواہب لدنیہ

بوقت شفاعت محمد کے حق سے - کہ پیارے ہو میرے جہاں سے نرالے

تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی امت - بس ان دونوں میں ایک کو بخشوالے

کہا میرے مولیٰ نے روکر خدا سے - بڑی عزت و عظمت وشان والے

تری راہ میں اپنے ماں باپ چھوڑے - ولے نار سے میری امت بچالے

کہا جوش میں آکے بحر کرم نے - کہ پیارے جسے چاہے تو بخشوالے

خدا کہہ رہا ہے یہ مجھ سے اے اکبر
یہ گلزار جنت ہے میرے حوالے

عرض یہ ہے کہ یہ نعت شریف کہ جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کی بخشش کروانے کا ذکر ہے اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وہ ایمان والے جنتی ہیں۔اس نعت کے دواشعار سے دیوبندی لوگ غلط مطلب نکال سکتے ہیں لہٰذا آپ ہمیں اس کا جواب دیں۔کہ اس کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔فقط والسلام،خدا حافظ!

المستفتی: حافظ ولی محمد، ناگور بسنی راجستھان

الجواب:

اشعار مذکورہ درست ہیں لیکن اس شعر کا مضمون جس میں شاعر نے کہا:"تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی امت"۔الخ،نظر سے نہ گزرا،اور صحیح یہ ہے کہ ابوین کریمین حضور سرور عالم کو خدا نے زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے تو ان کے لیے بھی مغفرت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۸/جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۲۱۱تا۲۱۲

حضور کے خیال سے نماز فاسد نہیں ہوتی،خواب کی خلافت کافی نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ اگر نماز میں بالقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، مگر تشہد اور درود میں خیال لانا ضروری ہے، اب جو شرع کا حکم ہے، صادر فرمائیں۔

(۲) زید کہتا ہے کہ اس کو اس کے مرحوم پیر نے خواب میں خلافت کی بشارت دی ہے، کیا یہ شخص مذکور دوسرے کو بیعت کر سکتا ہے؟ اور خلافت بھی دے سکتا ہے؟ فقط۔

المستفتی: عزیز الرحمن نقشبندی

الجواب:

(۱) یہ خیال خام وہابیہ کا ہے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے فساد نماز کو کیا علاقہ؟ حاشا وکلا یہ شرع پر بہتان ہے۔ التحیات میں ''السلام علیک ایہا النبی'' پڑھنے کا حکم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے جواز کی کافی دلیل ہے اور زید کو اس جگہ خیال لانے کے لزوم کا اعتراف بھی ہے تو اور جگہ میں فساد کس دلیل سے آیا؟ ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ التحیات کے سوا دوسری جگہ تصور کا محل نہیں مگر تصور حضور سے فساد نماز کا خیال محض جنون وگمراہی ہے، جس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) محض خواب میں خلافت دیتے ہوئے پیر کو دیکھنا، خلافت واجازت کے لئے کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ خواب سے خلافت ثابت نہیں ہوگی۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

□□□

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔(۱)

[متعلقہ]

کلام اللہ تعالیٰ

(۱) الحجر:۹/ کنز الایمان

متعلقہ کلام اللہ تعالیٰ

مسئلہ-۲۱۳

کیا ''اشرع بسم اللہ'' پڑھ سکتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے عام طور پر بسم اللہ الرحمٰن پڑھی جاتی ہے، وہ غلط ہے اور وہ اس کے ثبوت میں یہ کہتا ہے کہ جب بسم اللہ کے معنی کرتے ہیں تو اس طرح کرتے ہیں شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے ایسا اللہ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے حالانکہ بسم اللہ کے معنی میں شروع کا لفظ اور شروع کا معنی کہاں سے نکلا؟ زید کا کہنا ہے کہ بسم اللہ سے پیشتر لفظ ''اشرو'' یا ''اشرع'' کہنا چاہئے جو صیغہ واحد متکلم کا ہے لہٰذا اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا بسم اللہ جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ صحیح ہے یا وہ صحیح ہے جو اشرع سے شروع ہوتی ہے یعنی اشرع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور یہ فرمائیں کہ لفظ ''اشرو'' یا ''اشرع'' کیا مقدر ہے۔

الجواب:

زید کا کہنا غلط و باطل بلکہ نہایت سخت ہے کہ وہ بسم اللہ شریف جو قرآن کی آیت ہے اسے غلط بتاتا ہے اپنی عربی دانی جتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اشرع بسم اللہ پڑھنا چاہیے یہ اور زیادہ سخت کہ قرآن عظیم میں معاذ اللہ اضافہ کا قول کرنا ہے، نادان سے کہو کہ عربی میں کبھی فعل محذوف ہوتا ہے وہاں ابدء یا اشرع محذوف ہے۔ زید پر اپنی اس خرافات سے توبہ و تجدید ایمان لازم ہے بلکہ بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲۱۴

قرآن شریف پھینکنے پر سخت حکم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص جس کا نام رئیس احمد ہے اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور جہیز کا سامان بھی گھر سے باہر پھینک دیا اور ساتھ میں قرآن پاک کو بھی پھینک دیا یہ کہہ کر کہ لو یہ تحفہ بھی گھر لے جاؤ ایسے شخص کو کیا سمجھنا چاہیے؟ اور اس کے ساتھ محلہ و بستی والوں کو کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ مہربانی کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت سے جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: اسرائیل و نصیر احمد، موضع بنجریا جاگیر ضلع بریلی

الجواب:

اگر یہ واقعہ ہے کہ اس شخص نے قرآن کریم پھینکا ہے تو اس پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے جب تک توبہ و تجدید ایمان نہ کرے مسلمان اس سے قطع تعلق رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۲۱۵

قرآن مجید کا منکر یا ترمیم و نقص کا قائل کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۵ء ۱۰/ بجے شب ٹی وی پروگرام میں مسلم پرسنل لاء کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے زید نے یہ جملہ کہا ہے کہ دراصل قرآن کتاب الحکمت ہے نہ کہ کتاب الحکم۔ اس قسم کا جملہ کہنے والوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جو لوگ مسلم پرسنل لاء کے مطابق قرآن و حدیث و فقہائے کرام کو ناقص مانتے ہیں اور ناقص جانتے ہیں اور اس میں تبدیلی ضروری سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ مسلمان

کہلانے کے حقدار ہیں یا ایمان سے خارج ہیں؟

المستفتی: سید انتظار علی، محلہ کنگھی ٹولہ، بریلی شریف

الجواب:

جب وہ قرآن کو حکم ہی نہیں جانتا تو وہ شریعت اسلامی کا منکر ہے۔ تو اس میں اور دیگر غیر مسلموں میں کیا فرق ہے، قرآن کا صاف ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۱)

جو اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے موافق حکم نہ دیں وہی لوگ کافر ہیں۔ زید اس آیت کریمہ کی روشنی میں اپنا حکم بتائے۔ اور یہیں سے شریعت کو ناقص کہنے اسمیں ترمیم ضروری جاننے والوں کا حکم ظاہر ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں تو انہیں مسلمانوں کی شریعت میں رائے زنی کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۵/ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

مسئلہ-۲۱۶

حروف مقطعات اور آیات محکمات ومتشابہات کی نفیس بحث!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

خالد نے یوں کلام باری تعالیٰ کے بارے میں کہا کہ جب قرآن کے حروف مقطعات صوفیائے کرام مخصوص کر لئے تو عوام الناس باقی کلام کو جو پڑھتے ہیں تو گویا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کتوں کے سامنے ہڈی پھینکا جائے اور وہ اس پر چمٹ کر آپس میں لڑنے لگے تو ایسے کہنے والوں کے لئے از روئے شریعت کیا حکم ارشاد گرامی ہوگا۔ جواب سے سرفراز فرمادیں۔

المستفتی: محمد عزرائیل انصاری

مدرسہ جامعہ غوثیہ رضویہ راج گنج، بانی پوری، ہوڑہ

(۱) سورۃ المائدۃ: ۴۴

الجواب:

خالد کا زعم فاسد ہے اور جس بات پر اس نے اپنے زعم کی بنا رکھی وہ خود فاسد ہے وہ متشابہات کو جن میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں اصل قرآن سمجھ رہا ہے جبھی تو اس نے یہ کہا کہ عوام الناس جو باقی کلام کو پڑھتے ہیں اور بے چارہ خود قرآن عظیم کے اس ارشاد واجب الاتقیاء سے بے خبر ہے جو آیات محکمات کو ام الکتاب فرمارہا ہے اور محکمات کو مدار کار بتا رہا ہے اور متشابہات کا مرجع انہیں محکمات کو ٹھہرا رہا ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱)

یعنی وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنیٰ رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنیٰ میں اشتباہ ہے وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

مذکورہ فرمان قرآن سے ظاہر ہے۔ وہ صاف صاف محکمات کو اصل کتاب ٹھہرا رہا ہے۔ تو محکمات قرآن عظیم پر وہ مثال دینا قرآن عظیم کی آیت گذشتہ کی تکذیب ومخالفت ہے اور یہ کفر ہے خالد پر اس سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضرور۔

اور اس کا یہ کہنا کہ صوفیائے کرام جب قرآن کے حروف مقطعات مخصوص کر لئے، متشابہات کے بارے میں مذہب معتمد سلف صالحین سے بے خبری اور حروف مقطعات میں علماء کے کلام سے یکسر ناواقفی ہے سلف صالحین کا مذہب جو اکثر علمائے امت کا معتمد ہے وہ یہی ہے کہ متشابہ کی مراد قطعی اللہ ہی کو معلوم

---

(۱) سورۃ ال عمران: ۷

ہے اسی لئے امام سیوطی علیہ الرحمہ وامام جلال الدین محلی علیہ الرحمہ ودیگر مفسرین حروف مقطعات کے تحت لکھتے ہیں: ''اللہ اعلم بمرادہ بذلک''(۱)

یعنی اللہ ہی اپنی مراد ان حروف سے جانے اور اسی لئے ہمارے ائمہ اعلام ''ومایعلم تاویلہ الا اللہ'' پر وقف فرماتے ہیں اور یہی مذہب صحابۂ کرام میں ابن عباس وابن مسعود وابی بن کعب کا ہے اور ابی بن کعب کی مصحف میں ہے:

''ومایعلم تاویلہٗ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ''(۲)

اور ایسا ہی عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا اور مصحف ابن مسعود میں یوں تھا:

''ان تاویلہ الا عند اللہ''(۳)

اصول الدین امام استاذ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی بغدادی علیہ الرحمہ میں ہے:

''واختلف اصحابنا فی ادراک علم تاویل الآیات المتشابهة، فذهب الحارث المحاسبی وعبد اللہ بن سعید وابو العباس القلانسی الیٰ ان المتشابه هو الذی لا یعلم تاویله الا اللہ وقالوا: منها حروف الهجاء فی اوائل السور وهٰذا قول مالک والشافعی واکثر الائمة ومن قال: بهذا وقف علیٰ قوله: وما یعلم تاویله الا اللہ۔ ثم ابتدأ من قوله: والراسخون فی العلم یقولون: آمنا به کل من عند ربنا۔۔۔۔۔ وبه قال: ابن عباس وابن مسعود وابی بن کعب وفی مصحف ابی وما یعلم تاویله الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا به وکذٰلک روی عبد الرزاق عن معمر عن طاؤس عن ابن عباس وفی مصحف ابن مسعود ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وان تاویله الا عند اللہ ثم قال: والراسخون فی العلم برفع

---

(۱) الفتوحات الالهية بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفية، سورة البقرة ج ۱، ص ۱۵، مطبع دار الکتب العلمية بیروت

(۲) مختصر تفسیر البغوی، آیت قول اللہ تعالی، الم اللہ لا الہ، مطبع دار السلام للنشر والتوزیع الریاض

(۳) مختصر تفسیر البغوی، سورۃ آل عمران، آیت-۶، ص ۱۹۰، مطبع دار ابن حزم للنشر والتوزیع بیروت

الراسخین دون کسرہ و کل ذٰلک تاکید للوقف الذی اخبرناہ۔الخ‘‘(۱)

منار امام علامہ عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی و شرح منار امام علامہ زین بن نجیم میں ہے:

’’{واما المتشابه فهو اسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه} أی فی الدنيا كالصفات فی نحو اليد والعين والافعال كالنزول۔ ــــــ ولا نزاع فی عدم امتناع الخطاب بما لا يفهم ابتلاء للراسخين بايجاب اعتقاد الحقية وترک الطلب تسليما وعجزا، بل النزاع فی وقوعه ۔فالحنفية نعم لقوله تعالىٰ۔ وما يعلم تاويله الا الله، ــــــ{وحكمه اعتقاد الحقية قبل يوم الاصابة} أی القيامة ــــــ{وهٰذا كالمقطعات فی اوائل السور} مثل الم‘‘(۲)

بالجملہ محکمات ہی اصل و مغز قرآن ہیں اور متشابہات میں مذہب معتمد جماہیر امت اعتقاد حقیت و ترک تاویل ہے اور بعض علماء کے نزدیک متشابہ کی دو قسم ہے ایک وہ جسے محکم کی طرف پھیرنے سے اس کی مراد ظاہر ہو جائے اور ایک وہ جس کی معرفت کی طرف کوئی راہ نہیں۔

نہایہ ابن الاثیر و درنثیر سیوطی میں ہے:

’’المتشابه مالم يتلقّ معناه من لفظه وهو علىٰ ضربين احدهما اذارد الىٰ المحكم عرف معناه والآخر مالا سبيل الىٰ معرفة حقيقته‘‘(۳)

اس تقسیم کا بھی حاصل وہی کہ محکمات متشابہات کی اصل و مرجع ہیں اور حروف مقطعات بلاشبہ دوسری قسم میں داخل یعنی جن کے معنی قطعی کی معرفت کی راہ نہیں کہ یہاں محکم کی طرف پھیرنا متصور ہی نہیں کہ اصلا ان حروف کے مقابل محکم ہی نہیں تو خالد کا یہ کہنا کہ صوفیائے کرام مخصوص کر لئے غلط و مہمل ہے بلکہ افتراء ہے کہ حروف مقطعات کی یقینی مراد سوائے خدا و رسول کے کسی کو معلوم ہی نہیں اور اعتقاد

---

(۱) اصول الدين للتميمی، ص ۲۲۳۔۲۲۲، باب المسئلة الحادية عشرة من هذا الاصل فی بيان المجمل والمفسر، مطبع دار الفنون التركية استانبول

(۲) فتح الغفار بشرح المنار المعروف بمشكاة الانوار فی اصول المنار، ج ۱، ص ۱۱۶۔۱۱۷، فصل الكلام على المتشابه، مطبع مصطفى البابی الحلبی مصر

(۳) النهاية فی غريب الاثر، باب الشين مع الباء، مطبع دار الكتب العلمية بيروت

حقیت وتسلیم سب کو لازم تو دعویٰ خصوص باطل اور اس وہم عاطل کا منشاء غالباً حضرت مولوی مثنوی کے شعر: ''ما ز قرآں مغز را بر داشتیم'' [مثنوی مولائے روم] کو اپنی اپنی لٹھ سمجھ سے الٹا سمجھنا ہے۔ وہ مغز قرآن محکمات کو فرمارہے ہیں نہ کہ برخلاف قرآن بزعم خالد متشابہات کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲ر شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دار الافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ-۲۱۷

آیات قرآنیہ کے گمراہ کن ترجمے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسجد املی والی محلہ پنجاب پورہ بریلی میں ایک ترجمہ وتفسیر کے ساتھ قرآن شریف دس ۱۰ رجز میں اور ہر جز میں دو پارہ ہیں ورلڈ قرآن سوسائٹی ناز کمرشیل مرزا غالب روڈ الہ آباد کی طرف سے شائع شدہ ہے جس ترجمہ وتفسیر کا کوئی نام نہیں ہے اس کا پہلا جز پارہ الم پارہ سیقول ارسال خدمت ہے مطالعہ فرما کر ہم کو مطلع فرمائیں کہ اس قرآن اور ترجمہ وتفسیر کو پڑھا جائے؟ اور اگر نہیں تو کیا کیا جائے؟ فقط۔

المستفتی: ساکنان محلہ پنجاب پورہ بریلی شریف یوپی

الجواب:

کتاب مذکور دیکھی اس کے سرسری مطالعے ہی سے یہ بات خوب روشن ہوگئی کہ یہ کتاب نہایت ہی گمراہ کن اہل سنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے ایمان وعقیدے کی بیخ کنی کرنے والی، وہابیت پھیلانے والی کتاب ہے ہمیں جابجا انبیائے عظام واولیائے کرام کے اختیار وتصرف، علم غیب، واسطہ ووسیلہ، شفاعت جو اہل سنت کے معتقدات مسلّم ہیں جن پر قرآن وحدیث ناطق ہیں، بڑے مکر وفریب سے انکار کیا ہے اور

ایمان اپنے ہاتھ سے دیا ہے جا بجا سے چند عبارتیں گمراہی کی یہاں پر اسی کتاب کی نقل ہوتی ہیں۔

سورہ فاتحہ کی بزعم خویش تفسیر میں عبادت کے تین معنی پوجا و پرستش، اطاعت و فرماں برداری، بندگی اور غلامی بتا کر لکھا کہ: ''یعنی ہم تیرے پرستار بھی ہیں، مطیع فرمان بھی، بندہ غلام بھی اور بات صرف اتنی ہی نہیں کہ ہم تیرے سب متعلق رکھتے ہیں بلکہ واقعی حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارا تعلق تمہارے ہی لئے ہے۔''

ناظرین کرام دیکھیں کہ یہ بے ایمان کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ وعلماء و اولیاء کی اطاعت سے پھر رہا ہے اور قرآن سے پھر رہا ہے اللہ جل وعلا نے اپنے حبیب لبیب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرض فرمائی اور ان کی اطاعت اپنی اطاعت بنائی اور انھیں کے طفیل میں مسلم الرائے اور علماء کی اطاعت فرض مانی۔

قال اللہ تعالیٰ:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (۱)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور فرماتا ہے رب کریم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ (۲)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عالموں کی

نیز حدیث میں ہے:

''اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی کأن راسه زبیبة'' (۳)

علما کے لئے ارشاد ہوا:

فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَۃٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّهُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَ لِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ یَحۡذَرُوۡنَ (۴)

(۱) سورۃ النساء: ۸۰

(۲) سورۃ النساء: ۵۹

(۳) صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام، ج ۲، ص ۱۰۵۷، مجلس برکات

(۴) سورۃ التوبۃ: ۱۲۲

یعنی کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت سے ایک گروہ نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور اپنی قوم کو ڈر سنائے ان میں واپس آکر کہ وہ ڈریں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ صاف صاف علما کی طرف رجوع کرنا اور ان کا کہا ماننے کو فرما رہا ہے اسی کا نام تقلید ہے یہی صراط خیر حمید ہے مگر وہابیوں کی ایک آنکھ اندھی ایک پھوٹی، ان کی یہی رٹ ہے کہ کسی کے ساتھ اطاعت وفرماں برداری کا تعلق نہیں۔

امام الطائفہ اسمعیل دہلوی جو کہہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ کو مان اوروں کو ماننا غلط ہے۔ اسی لئے ہر وہابی رٹ لگاتا ہے تقلید شرک ہے وہ تو ان سب کا امام جو کہ چل بسا کہ کسی کے حکم کی سند پکڑنا شرک ہے، اب ناظرین کرام بتائیں کہ اس شرک نے کسے چھوڑا؟ ساری امت مسلمہ تو مشرک ہوئی غضب تو یہ کہ خدا ورسول بھی غیر خدا کی اطاعت کا حکم دے کر خود ہی مشرک ٹھہرے **العیاذ باللہ العلی العظیم**۔

خود کتاب والا آگے لکھتا ہے کہ: ''ان تینوں معنوں میں سے کسی معنی میں بھی کوئی دوسرا ہمارا معبود نہیں ہے۔

یہ صاف صاف وہی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانا ہے کہ جب عبادت کے معنی اطاعت گڑھے اللہ تعالیٰ اعلم تو اب کسی کی اطاعت ہو شرک ٹھہری **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ شاید اسی وجہ سے مودودی صاحب نے ''تنقیحات'' میں تفسیر وحدیث سے یوں انکار کیا کہ قرآن کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے فرسودہ ذخیرہ سے نہیں تو قرآن پر آپ کیا ایمان لائیں گے جب تفسیر وحدیث سے انکار ہے۔

فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (۱)

وقال تعالیٰ:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (۲)

اور جب مودودی صاحب قرآن سے حکم دے چکے اور حدیث سے پھر چکے تو مودودی

---

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۸۵

(۲) سورۃ الشعرا: ۲۲۷

صاحب کو کیا پڑی تھی وضاحت میں قرآن کی تفسیر لکھنے کی، مگر یہ کہ ان کے نزدیک دین اتباع ہوس کا نام اور انھیں اغواء عوام سے کام ہے العیاذ باللہ واسطہ اور وسیلہ اور شفاعت کو کتاب والا ایک ہی سطر میں یوں ہضم کر گیا: "میں کائنات و فرماں رواں کا مطلق تمام اختیارات اور تمام طاقتوں کا مالک تم سے اتنا قریب ہوں کہ تم خود بغیر کسی واسطے اور وسیلے اور سفارش کے براہ راست ہر وقت اور ہر جگہ مجھ تک اپنی عرضیاں پہنچا سکتے ہو"۔ اس عبارت سے وسیلہ، شفاعت اور اختیار سب کا انکار ہے حالانکہ قرآن عظیم فرماتا ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ-الآية(۱)

اللہ سے ڈرو اے ایمان والو! اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اور فرماتا ہے:

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ(۲)

اللہ کے نیک بندے اللہ کی طرف نیکوں کا وسیلہ لاتے ہیں کہ کون اللہ سے زیادہ قریب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ سنت اولیا ہے اور حکم خدا ہے مگر وہابی دھرم میں شرک ہے، کیا توحید ہے کہ خود خدا حکم شرک دے کر مشرک ٹھہرے و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ غیب کا بھی انکار مع انکار اختیار و تصرف و ندا و استمداد اس کتاب میں موجود ہے، دیکھو صفحہ ۴۰ رنیز نذر و نیاز سے بھی منع کیا گیا ہے اور اسے شرک ظاہر بتایا گیا ہے، ص ۴۲ رحالانکہ یہ تو قرآن و حدیث سے ثابت بلکہ امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے کلمات سے فاتحہ و نیاز کا مستحسن ہونا ظاہر ہے۔ ان کا امام الطائفہ "صراط مستقیم" میں رقمطراز ہے:

"ہرگاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہترست والا صرف ثواب سورۂ فاتحہ و اخلاص بہترین ثوابہا است اھ"(۳)

اسی میں ہے: "عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آن بروح کسے از گزشتگان برساند و طریق او

(۱) سورۃ المائدۃ: ۳۵

(۲) سورۃ الاسراء: ۵۷

(۳) صراط مستقیم ص ۵۹ مطبع قیومی واقع در کانپور یوپی

رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است۔" (۱)

اولیائے کرام کی نذر اوران کے لئے جانور ذبح کرنے کا بھی جواز زبدۃ النصائح امام الوہابیہ سے لیجئے، لکھا:

"اگر شخص بزے را خانہ پرور کند تا گوشت او خوب شود اوراذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست" (۲)

جملہ مودودیان وغیر مقلدان ودیوبندیان طوائف وہابیہ اپنے امام الطائفہ کی عبارت دیکھیں کہ وہ کیسا صاف اولیائے کرام کی نیاز ان کے لئے جانور ذبح کرنے کا جواز لکھ رہا ہے اور ذرا لفظ "غوث اعظم" پر نظریں جمائیں بھلا غوث اعظم کے کیا معنی ہوتے ہیں بہت بڑا فریادرس اور یہی بیچاری وہابیت کا دل جلاتا اسی پر توان کا شرک منہ پھیلاتا ہے تو اب بول چلیں کہ یہ شرک بول کر امام الطائفہ مشرک ہوا کہ نہیں اور جب وہ مشرک ہوا تو مشرک کو آپ امام و مفتی وسید لکھنے والے کون ہوئے؟

للہ الحمد جس نذر و نیاز کو کتاب والا شرک کہتا ہے، اولیا انبیا فریادرس سے انکار کرتا ہے اس کا ثبوت خود امام الوہابیہ دے رہا ہے نیز امام الطائفہ رقمطراز ہے: "جانورے کہ نذر اولیاء کردہ باشند اگر چہ چنداں نذر بہ وجہ حرام وقبیح ہم کنند تاہم در حلت جانورے سخنے نیست" فکیف کہ نذر اولیاء بروجہ حسن باشد چہ جائے آنکہ محض بے نذر ایصال ثواب شود چہ محل آں کہ از ذبح جانور و اراقت دم اثرے نبود ہمیں قراءت قرآنی وتصدق طعامے بمیان آید۔" (۳)

اس عبارت سے بحمدہ تعالیٰ نذر اولیا کا حکم جبکہ میت کی طرف تقرب کی نیت ہو تو جائز اور یہی بحمدہ تعالیٰ مسلک اہل سنت ہے اور اولیا کے لئے ذبح کئے جانور کے گوشت کا حلال ہونا مطلقاً بتایا مگر اذناب امام الطائفہ اپنے امام ومقتدا کی عبارتوں سے بھی انکار کر کے طعام فاتحہ کو حرام و مردار بتاتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔ بالجملہ کتاب مذکور نہایت گمراہ کن ہے اس سے احتراز

(۱) صراط مستقیم ص ۵۰ مطبع قیومی واقع در کانپور یوپی

(۲) تقریر ذبیحہ مندرج مجموعۂ زبدۃ النصائح رسالہ نذور از اسمعیل دہلوی (از فتاوی رضویہ مترجم ج ۲۱، ص ۳۳۵ رضا اکیڈمی)

(۳) تقریر ذبیحہ مندرج مجموعۂ زبدۃ النصائح رسالہ نذور از اسمعیل دہلوی (از فتاوی رضویہ مترجم ج۹، ص ۵۷۸ رضا اکیڈمی)

لازم ہے هذا ما عندی و العلم بالحق عند ربی و هو حسبی و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و اٰله و صحبه و بارک و سلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۱۸

قرآن شریف کی آیت اور حدیث کے بیان کو بھاشن بتانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ:

جمعہ کے دن اذان کے بعد جمعہ کے خطبہ سے قبل جو آدھا گھنٹہ وقفہ دیا جاتا ہے اس وقفہ میں کچھ لوگ سنت مؤکدہ پڑھ کے محلے میں بیٹھ کر بیڑی سگریٹ پیتے یا دھوپ میں جاکر دنیاوی باتیں مسجد کی دیوار وں پر، اونچے پر بیٹھ کر کرتے ہیں، کچھ لوگ اونگھ جاتے اور گر پڑتے اور کچھ لوگوں کے اونگھ ہی میں بائی چلنے کے بھی واقعات ہوتے رہتے ہیں اس حالت کو دیکھ کر مسجد کمیٹی کے صدر متولی قاضی حاجی جو دینیات میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں خطبہ سے قبل صرف ۱۵ رمنٹ جس میں ۵ رمنٹ مدرسہ مسجد کے آمدو خرچ کا حساب بتانا کیونکہ مسجد مدرسہ کی کوئی وقف جائداد پہلے سے نہیں ہے یہ کام صرف ماہوار چندہ سے چلتا ہے اس کے لئے عاجزی سے لوگوں سے کہنا کہ ناجائز خرچوں سے بچو اور یہ ماہوار چندہ ضرور دو جس سے کام چلتا رہے، پیش امام حافظ صاحب کی تنخواہ بجلی چٹائی وغیرہ کا خرچہ نکلتا رہے اور باقی قریب ۱۰ رمنٹ نماز یا ماں باپ کی خدمت کرنا، نماز کے ارکان یا فرض بتانا، ان باتوں کے بتانے پر ایک شخص کچھ لوگوں کا مشورہ ملا کر کہتا ہے یہ بھاشن ہیں۔ تقریر کے ٹائم میں پیچھے سے آدمیوں کی گردنیں پھاند کر تقریر کی صف میں آکر یہ کہنا کہ تم چیں چیں مت کرو خاموش رہو مجھے سنتیں پڑھنے دو، نماز کے ارکان بتانے کا سارٹیفکٹ حاصل کرو تب نماز پڑھنے کو کہہ سکتے ہیں۔ سوالات:

الف: قرآن شریف وحدیث شریف کی آیتوں کو بھاشن بتانا؟

ب: قرآن شریف وحدیث شریف کے بیان کو روک کر یہ کہنا کہ خاموش ہوجاو چیں چیں مت کرو۔

ج: دینیات حاصل کرنا نماز کے بتانے کے لئے سارٹیفکٹ حاصل کرنا کیا ضروری ہے اور کیا

ایسے لوگوں پر شریعت مطہرہ کی پابندی عائد ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع کرنے کی مہربانی کریں۔
اللہ جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

المستفتی: قاضی ...

الجواب:

وہ شخص جس نے دینی باتوں کو بھاشن کہا اور اسے چیں چیں سے تعبیر کیا گنہ گار، حق اللہ و حق العبد
میں گرفتار ہوا۔ اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲۱۹

آیت ''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' کی نفیس تفسیر!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک شخص جو عالم مشہور ہے آیت کریمہ {قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ} کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''لہٰذا فرمایا گیا ہے کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں''۔ خدا کی پناہ! نور الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح اس خبیث ومردود نے کفار کا ہم جنس قرار دے دیا۔ کیا یہ بارگاہ رسالت پناہ میں کھلی ہوئی گستاخی نہیں ہے؟ اور یہ فرمایا جائے کہ اس شخص نے جو قول زبان پاک کی طرف منسوب کیا ہے وہ کہاں ہے؟ اگر واقعی ہے تو اس کا واضح اور صحیح مطلب بتایا جائے۔ اور اگر نہیں ہے تو کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانا جہنم میں نہیں بنایا؟ شرع مطہر کا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ فقط۔ والسلام مع الاحترام

احسان الرحمن عزیزی

الجواب:

آیت کریمہ متشابہات سے ہے۔ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اسے متشابہات سے شمار فرمایا اور اسے متشابہ شمار کرنے کی وجہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کسی کے مثل

نہیں۔ اتنا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر کوئی بشر مماثل آنجناب نہیں۔ تو ''مثلکم'' کا ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ آیت کریمہ تواضع وانکساری ودفع وحشت پر محمول ہے اور جنس بشر سے ہونا صریح مفاد آیت اور اس سے یہی مقصود کہ کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ گھبرائیں بلکہ اخذ فیض کے لئے قریب آئیں لہٰذا قائل نے اگر بطور تفسیر مذکورہ جملہ استعمال کیا تو اس پر الزام نہیں اور اگر معاذ اللہ حسب عادت وہابیہ اس آیت کریمہ سے مماثلت پر دلیل لانا مقصود تو قائل اس ادعائے مماثلت سے ضرور بدعقیدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۲۰

بقصد تحقیر قرآن وحدیث کی کتابیں جلانا کفر ہے!

لائق صد احترام مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ایک لڑکی ہے اس کا شوہر بدمعاش ہے اور لڑکی تین چار مرتبہ آئی گئی ہے۔ اور لڑکا سے کوئی فن ایسا نہیں ہے کہ باقی ہو ریوالور بھی رکھتا ہے۔ لڑکی کے میکے پر بھی حملہ کر دیا اور مزار شریف کی چادر اور قرآن شریف ودیگر کتابیں چوری کر کے لے گیا سب جلا دیا اور وہ اپنی عادت سے باز نہیں آتا ہے تو ایسی صورت میں لڑکی جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے لئے شرع کا جو حکم ہو جواب مرحمت فرمائیں۔ اس سے زبردستی طلاق لیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ ویسا جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد خلیل قادری
موضع سرسیا پوسٹ بڑھن چانا، ضلع بستی

الجواب:

قرآن شریف کو بہ نیت تحقیر جلانا بہت سخت ہے یونہی کتب اگر دینی ہیں تو ان کو بے وجہ قصداً جلانا بھی بہت سخت جرم ہے۔ اگر اس شخص کا جرم شرعاً ثابت ہے تو عند الناس جب تک توبہ وتجدید ایمان نہ کرے وہ مسلم قرار نہ پائے گا کہ قرآن اور حدیث کی کتب کو بقصد تحقیر جلانا توہین قرآن ودین ہے اور یہ کفر ہے۔ اور کفر خود مزیل نکاح ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں طلاق لینے کی حاجت نہیں، اس کی بیوی خود اس سے آزاد ہوگئی۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۲/ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح! اگر فی الواقع قرآن مجید کو بے ادبی کی نیت سے جلایا تو وہ اسلام سے خارج اور عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی ورنہ اس سے طلاق حاصل کی جائے جس صورت بنے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی/ دار الافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۲۲۱

قرآن مجید کا سہواً از راہ جہالت غلط پڑھنا کفر نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے بھرے جلسے میں ایک آیت کریمہ {اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ-الآیۃ} کی تلاوت کی۔ غلطی یہ ہوئی کہ "یُصَلُّونَ" کے بجائے "یَصَلُّونَ" ادا ہوا۔ تلاوت کرنے والے نے خود غلطی محسوس کی اور بھرے جلسے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر معافی مانگ لی۔ پھر بھی ایک مولانا صاحب نے اسی بھرے جلسے میں کفر کا فتویٰ لگا کر تلاوت کرنے والے سے کھڑے ہو کر باآوازِ بلند توبہ کرالی۔ جبکہ قرآن مجید میں ۲۰/ مقامات ایسے ہیں کہ جن میں زیر، زبر، پیش کے فرق آنے سے کفر لازم ہوتا ہے۔ ان مقامات سے یہ مقام الگ ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سوال کا جواب دیں کہ مولانا صاحب کا

فتویٰ صحیح ہے یا کہ غلط؟ اگر فتویٰ صحیح ہے تو زید توبہ کر ہی چکا ہے اور اگر غلط ہے تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

سائل: مولانا اسلام بنگالی، بریلی

الجواب:

برتقدیر صدق سوال تالی نے آیت کریمہ اگر سہواً یا از راہ جہالت غلط پڑھی ہو قصداً غلط نہ پڑھی ہو تو اس پر حکم کفر نہیں۔ بلکہ صرف توبہ و رجوع کافی ہے۔ جبکہ از راہِ جہالت و ناواقفی غلطی ہوئی ہو اور وہ توبہ کر چکا تو اس پر الزام دینا مطلقاً صحیح نہیں بلکہ تحریف کا قصداً ثابت ہونے پر منحصر اور وہ یہاں منتفی تو حکم کفر نہیں۔ جس نے حکم کفر دیا، غلط کیا۔ اس پر توبہ و رجوع لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۸/ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ

مسئلہ-۲۲۲

''میں کلام پاک کی قسم کو نہیں مانتا ہوں اور نہ کلام پاک کو مانتا ہوں'' کہنا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جناب سار خاں ولد لال خاں، ساکن قصبہ مہرونی نے منصوری پنچوں کے سامنے اور اس تحریر میں جن صاحبان کے دستخط ہیں ان صاحبان کے سامنے جناب حفیظ خاں کو کلام پاک کی قسم کھانے پر جناب سار خاں نے کہا کہ ''میں کلام پاک کی قسم کو نہیں مانتا ہوں اور نہ کلام پاک کو مانتا ہوں''، اس بات کو انہوں نے منصوری برادران کے سامنے ایک بار نہیں تین بار کہا۔ اس بات کو کہے ہوئے ان کو کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ اب اس کے بعد مؤرخہ ۲۰/ اپریل ۱۹۹۱ء کو جناب اعلیٰ بخش عرف مراد قانون گو صاحب کے یہاں خواجہ صاحب کی دیگ کا کھانا تھا وہاں پر حفیظ خاں نے برادران منصوری پنچوں کے سامنے کلام پاک کی قسم کھائی تو پھر سار خاں نے کہا کہ ''میں کلام پاک کی قسم کو نہیں مانتا ہوں اور نہ کلام پاک کو مانتا ہوں''۔ اس طرح کی تحریر ہندی میں دستخط شدہ بابت فتویٰ آپ کے پاس بھی جا رہی ہے کہ منصوری پنچوں کے سامنے جناب سار خاں ولد لال خاں ساکن مہرونی نے یہ کہا ہے کہ ''میں کلام پاک کو نہیں مانتا ہوں'' اور

اس بات کو انہوں نے دو بار کہا جو ہندی تحریر میں لکھا گیا ہے ایسے شخص کے خلاف شریعت کا کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے؟ جناب سار خاں ولد لال خاں ساکن مہرونی جو کلام پاک کو نہیں مانتے ہیں اور رمضان مستری ولد وزیر خاں احمد خاں منصوری ساکن مہرونی وغیرہ ان کے ساتھ رہنے والوں کے خلاف کیا فتویٰ ہے؟ مہربانی کر کے تحریر کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

المستفتی: حفیظ خاں ولد ولی بخش، قصبہ مہرونی، ضلع للت پور، یوپی

الجواب:

خط کشیدہ جملہ کفریہ ہے۔ جس شخص نے یہ جملہ کہا وہ اسلام سے خارج ہے۔ اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور جو اس کے اس جملہ سے راضی ہیں ان کا بھی وہی حکم ہے جو قائل کا ہے اور اس کے ساتھ رہنا، اس کا ساتھ دینا سخت حرام ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شرعی طور پر ثابت ہو کہ اس نے وہ جملہ کہا، بے ثبوت شرعی کسی مسلمان کی طرف کسی گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ اور سوال فرضی نام سے کرنا چاہیے۔ مسئول عنہ کا نام ظاہر نہ کرنا چاہیے، بلکہ یوں پوچھے کہ مثلاً زید، عمرو کے لئے کیا حکم ہے؟۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۵/ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ۔ ۲۲۳ تا ۲۲۴

قرآن وحدیث کی اہانت ومضحکہ کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہمارے یہاں قصبہ گھاٹم پور میں ایک نوجوان مسلم جو کہ قرآن وحدیث سے اچھی واقفیت رکھتا ہے اور شاعر بھی ہے۔ دوران گفتگو برجستہ کہتا ہے کہ "مجھے تو تلاوت قرآن سے کوئی فیض نہیں ہے اگر ہوگا تو آپ کو یا کسی اور کو ہوگا"۔

(۲) ایک شخص زید نماز سے فارغ ہو کر آرہا تھا کہ موصوف کی اس سے ملاقات ہوتی ہے، سلام ودعا

کے بعد وہ شخص پوچھتا ہے کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ زید بتلاتا ہے کہ نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، تلاوت سے طبیعت کو سکون ملتا ہے۔ اس پر وہ شخص کہتا ہے کہ "تلاوت! ارے کیسا سکون، تلاوت قرآن سے کہیں طبیعت کو سکون ملتا ہے؟ نہ معنیٰ سمجھو نہ مطلب اور نہ مفہوم اور تلاوت تلاوت رٹتے رہو"۔ فقط والسلام علیکم!

حکمت اللہ، چوراہا گھاٹم پور، ضلع کان پور

الجواب:

اس شخص کے دونوں جملے تلاوت قرآن کی اہانت اور مضحکہ میں صریح ہیں وہ ان جملوں کے سبب اسلام سے خارج ہو گیا توبہ وتجدید ایمان کرے پھر سے مسلمان ہو اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ضرور کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲؍صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۲۲۵

قرآن کی اہانت کفر ہے!

جناب قبلہ محترم مفتی صاحب! السلام علیکم!

خاکسار امام جامع مسجد حضرت سے اس بات کا فتویٰ چاہتا ہے جو گزشتہ ہفتہ ہماری جامع مسجد میں ایک جگر پارہ پارہ کر دینے والا واقعہ گزرا۔ حالات اس طرح ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد کچھ مقتدی آپس میں مدرسہ اور بچوں کی بابت بات چیت کر رہے تھے۔ اقتدا میں ایک مقتدی زید اور ان کے مرشد صاحب بھی شامل تھے۔ جو ہم مقیم مقتدیوں میں سے ہیں۔ نماز کے بعد زید کے پیر نے کہا کہ زید (یونانی حکیم کمپاؤنڈ) کیسی دوا دیتے ہو کہ میرا زخم ٹھیک نہیں ہوتا؟ قریب ہی کھڑے ایک مقتدی نے کہا کہ تمہارا عقیدہ اور عمل ٹھیک نہیں ہے اس لئے زخم نہیں اچھا ہوتا۔ تو مرشد صاحب نے کہا کہ کیا میرا عقیدہ دیکھے گا اور غصہ کی حالت میں طاق سے قرآن اٹھا لائے اور زید کے قریب قرآن کو نعوذ باللہ زمین پر رکھ کر اس

پر زور سے پیر رکھ دیا۔ بعد ازیں اپنے گچھے سے باندھ کر کہتے ہیں دیکھ میرا عقیدہ یہ ہے۔ زید قریب بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ان کے دل میں اس کا کچھ احساس نہ ہوا اتنے میں جو مقتدی کھڑے بات چیت کر رہے تھے دوڑے اور اس سے قرآن پاک کو چھڑا کر بوسہ دے کر سابق جگہ پر رکھ دیا۔ ایک مقتدی نے مرشد صاحب کے چار پانچ ہاتھ مار کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ عصر کے وقت خاکسار جب سفر سے واپس آیا تو مقتدیوں نے یہ واقعہ بتایا۔ یہ خبر سن کر خاکسار کو بہت روحانی تکلیف ہوئی ایمان کے تحت خاکسار نے زید اور اس کے پیر کو مسجد سے منع کر دیا کہ جب تک میں فتویٰ نہ منگا لوں تب تک تم مسجد میں نہ آنا خاکسار آپ سے فتویٰ طلب کر رہا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق؟ اور شرعی قانون سے زید کے پیر پر کیا حکم عائد ہوتا ہے اور کس طرح اس کی اصلاح ہو۔ برعکس خاکسار پر کیا جرم اور کفارہ عائد ہوتا ہے۔

المستفتی: حکیم محبوب عالم، امجوا بازار، ضلع الہ آباد

الجواب:

اگر یہ واقعہ ہے جو درج سوال ہوا تو حکم یہ ہے کہ زید کا نام نہاد پیر اس حرکت ملعون کے سبب جو اس نے قرآن عظیم کے ساتھ کی، اسلام سے خارج ہو گیا جب تک کلمہ پڑھ کر از سر نو مسلمان نہ ہو، زید اور ہر واقف حال پر لازم ہے کہ اسے کافر جانے اور اسے مسجد سے باز رکھیں اور اس سے میل جول موقوف کر دیں۔ زید اگر اسے ہنوز مرشد سمجھتا ہو تو یہی حکم زید کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۱ر ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۲۲۶

کتب سماویہ کو جھوٹی کہنے والے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ:

ایک مقرر نے دوران تقریر یہ بیان کیا کہ جب کوئی کسی نئی جگہ جاتا ہے تو وہاں اس سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو، کیوں آئے ہو، کس کے پاس آئے ہو، تمہارا نام کیا ہے؟ اگر جواب صحیح

دے دیا تو ٹھیک ورنہ گرفتار کرلیا جاتا ہے یا بھگا دیا جاتا ہے تو اے توریت، زبور وانجیل کے ماننے والو!
اے وید اور گرونانک کی چوپائیوں کے ماننے والو! میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ توریت کب اور کس پر،
زبور اور انجیل کب اور کس پر نازل ہوئیں تو کیا توریت زبور اور انجیل کے ماننے والو یہ آسمانی کتابیں
جواب دیں گی؟ نہیں دیں گی جب جواب نہیں دیں گی تو توریت کو ہٹاؤ جھوٹی ہے زبور کو ہٹاؤ یہ جھوٹی ہے،
انجیل کو ہٹاؤ یہ جھوٹی ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اسی طرح وید اور گرونانک کی چوپائیوں سے پوچھو وہ بھی
جواب نہیں دیں گی اس لئے انہیں ہٹاؤ، اے مسلمان میں تجھ سے سوال کرتا ہوں قرآن مجید کب کہاں
سے کس پر اور کس لئے نازل ہوا؟ تو اے مسلمان ٹھہر جا، قرآن مجید خود جواب دیتا ہے:

(۱) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ [سورۃ البقرۃ:۱۸۵]

(۲) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ [سورۃ البروج:۲۲]

(۳) نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ [سورۃ المحمد:۲]

(۴) هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ [سورۃ البقرہ:۲]

تیرا نام کیا ہے؟

(۵) بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ [سورۃ البروج:۲۰]

تقریر ختم ہونے کے بعد مقرر صاحب کو تنہائی میں لے جا کر کہا کہ آپ نے دوران تقریر مذکورہ بالا آسمانی کتابوں کو جھوٹا کہہ دیا۔ توبہ کیجئے۔ مقرر صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو اِس وقت کی توریت اور زبور اور انجیل کا انکار کیا ہے اور میرا بیان صحیح ہے۔ مقرر ویدوں اور گرونانک کی چوپائیوں کو بھی آسمانی کتابیں بتاتے ہیں براہِ کرم ازراہ شریعت آگاہ فرمائیں کہ مقرر کا بیان صحیح ہے یا معترض کا اعتراض صحیح ہے؟ مقرر کی تقریر کے خلاف شدید پروپیگنڈہ اور سخت مخالفت ہو رہی ہے جس پر کچھ لوگ مارے گئے ہیں۔

الجواب:

مقرر نے توریت وزبور وانجیل کے بابت جو کچھ بکا وہ نہایت سخت ہے اور اپنے اطلاق کی وجہ سے نہ صرف ایہام معنی کفری پیدا کرتا ہے بلکہ بہ قرینۂ مقابلہ بہ قرآن عظیم ذہن انہیں کتب صحیحہ غیر محرفہ کی طرف متبادر ہوتا ہے۔ اور یہاں مجرد ایہام ممانعت میں کافی تھا چہ جائیکہ متبادر ہونا۔

ردالمحتار میں ہے:

''مجرد الایہام کاف فی المنع عن التلفظ بھذا الکلام'' (۱)

بلکہ فتح القدیر میں محض ایہام پر تکفیر کا قول نقل فرما کر اس کی تحسین فرمائی۔ اس کی عبارت یہ ہے:

''وقیل یکفر بمجرد الاطلاق ایضا وھو حسن'' (۲)

مگر یہ ارشاد فقہا کے طور پر جو معنیٔ کفری کا احتمال بھی تکفیر میں کافی جانتے ہیں۔ مقرر مذکور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور دیکھے کہ اس کا قول کس قدر شنیع و فظیع ہے کہ جماعت فقہاء کے نزدیک کفر ٹھہرتا ہے تو دوسرے طور پر اس کی بیان کردہ مراد مسموع نہ ہوگی۔ مگر بحمدہ تعالیٰ ہم اس باب میں متکلمین کی محتاط روش پر چلتے ہیں اور کلام میں جب تک کوئی احتمال مانع تکفیر قائم ہو زبان تکفیر کے ساتھ نہیں کھولتے۔ درمختار میں ہے:

''لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علیٰ محمل حسن ولو کان روایتہ ضعیفۃ'' (۳)

لہٰذا اس جملہ پر زید کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر توبہ ضرور کرے اور احتیاطاً تجدید ایمان بھی لازم ہے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ درمختار میں ہے:

''ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح -اھ'' (۴) واللہ تعالیٰ اعلم

اور مقرر مذکور کا ویدوں اور چوپائیوں کو آسمانی کتابیں کہنا بھی باطل ہے اور شریعت پر افتراء ہے۔ اس سے بھی اس پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے کہ یہ بلا دلیل غیر معلوم النبوۃ کو نبی کہنا ہے جو حرام ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام سے متاخر کے لئے اثبات نبوت کفر ہے اور گرونا نک قطعاً متاخر ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۹/ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

---

(۱) ردالمحتار، ج ۹، ص ۵۶۷، فصل فی البیع، دارالکتب العلمیۃ بیروت

(۲) فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۶۰، باب الامامۃ، مطبع برکات رضا پوربندر گجرات

(۳) الدرالمختار، ج ۶، ص ۳۶۷، باب المرتد، دارالکتب العلمیہ، بیروت

(۴) الدرالمختار، ج ۶، ص ۳۹۰، باب المرتد، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

مسئلہ-۲۲۷

قصداً قرآن کریم میں کچھ بڑھانا گھٹانا کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ:

اگر کوئی شخص پمفلٹ میں یا کتابچہ میں یا تقریر میں قرآن کریم کی تحریف کردے یعنی ایک آیت شریفہ پیش کرے جس کے درمیان سے ایک مستقل لفظ کو حذف کردے۔ مثلاً:

"اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ" (سورۃ الھود: ۸۸)

میں لفظ "استطعت" کو حذف کردے اور اس کی نازیبا حرکت پر اسے توبہ کرنے کے لئے اصرار کیا جائے اور توبہ نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ قرآن کریم میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ تو ایسے شخص پر شریعت حقہ کی رو سے کیا حکم صادر ہوگا؟ ازراہِ کرم نہایت واضح ومفصل طور پر مطلع فرمائیں۔ عین کرم ونوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالوحید غفرلہ

دیوان بازار، کٹک، اڑیسہ

الجواب:

قصداً قرآن کریم میں کچھ بڑھانا یا اس سے کچھ کم کرنا یا بدلنا بتصریح علمائے کرام کفر ہے۔ "منح الروض" میں ہے:

"کون تعمدہ کفرا فلا کلام فیہ" (۱)

اس کا یہ جملہ کہ قرآن کریم میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے، تحریف کا استحلال ہے جو کفر ہے۔ اور اس کے قصد میں صریح ہے توبہ وتجدید ایمان لازم اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ضرور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲؍صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

(۱) منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، الفصل فی القراءۃ الخ، ص ۲۷۸، مطبع دار الایمان سہارنپور

مسئلہ-۲۲۸ تا ۲۳۰

راگ راگنی کی طرز پر قرآن عظیم پڑھنا حرام بلکہ مستلزم کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ قرآن کریم کو راگ راگنی میں سننا جائز ہے راگ راگنی میں سننا چاہئے کئی بزرگوں نے قرآن پاک کو راگ راگنی میں سنا ہے ساتھ ہی زید یہ بھی کہتا ہے کہ ایک ولی کامل نے روز ازل صدائے ''ألست بربکم'' پوربی راگ میں سنی اور فرمایا کہ اسی وجہ سے مجھے پوربی راگ بہت پسند ہے۔ بکر کہتا ہے کہ قرآن کریم کا راگ راگنی میں سننا جائز نہیں ہے اور ''ألست بربکم'' کی صدا پوربی راگ میں سننا ولی کامل پر تہمت ہے۔ ازروئے شرع قرآن پاک کا راگ راگنی میں سننا کیا جائز ہے؟ کیا کسی ولی کامل نے روز ازل ''ألست بربکم'' کی صدا پوربی راگ میں سنی ہے؟ اگر نہیں تو ولی کامل پر تہمت لگانے والا عند الشرع کیسا ہے؟

(۲) زید نے یہ بھی بیان کیا کہ نماز سے سرود وسماع افضل ہے کیونکہ بارگاہ خداوند قدوس میں سرود درجۂ قبولیت رکھتا ہے سرود کے قبول ہونے میں رد کا کوئی شائبہ ہی نہیں ہے جبکہ نماز میں رد ہونے کا احتمال ہے اس لئے سرود وسماع نماز سے نعوذ باللہ افضل ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ ایسا کہنا کھلی ہوئی گمراہی وبددینی ہے۔ ازروئے شرع ارشاد فرمائیں کہ زید وبکر میں کون صحیح ہے؟ نماز وسرود وسماع میں کون سی چیز افضل ہے؟ زید کا ایسا عقیدہ رکھنا عند الشرع کیسا ہے؟ کیا سرود بارگاہ رب تبارک وتعالیٰ میں درجۂ قبولیت رکھتا ہے؟

(۳) زید نے یہ بھی بیان کیا کہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے سماع سنا ہے اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا کہ جو لوگ سماع کے منکر ہیں ان سے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں اور سماع سے انکار کرنے والے کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عبرتناک سزا دیتے ہیں اس سلسلہ میں ایک روایت بیان کرتا ہے کہ ایک بزرگ کامل نے سماع سننے سے انکار کر دیا اور ازروئے شرع اس کو ناجائز بتایا، فوراً ہی اس بزرگ کامل پر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب فرمایا وہ عتاب الٰہی میں مبتلا ہو گئے اور جب تک اپنے عقیدہ سے توبہ کر کے سماع نہیں سنا اور سماع کے قائل نہیں ہو گئے، اس مرض وعتاب سے نجات نہیں حاصل ہوئی۔ وغیرہ بہت کچھ بیان کیا اور اولیاء کاملین کا نام بار

کر اپنی بات کو صحیح ثابت کیا۔ کیا واقعی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سماع سنا ہے اگر نہیں تو زید کا ایسا بیان کرنا تہمت ہے یا نہیں؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تہمت لگانے والا کیسا ہے؟ کیا سماع نہ سننے والوں پر مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں اور سزا دیتے ہیں؟ عند الشرع ایسا بیان کرنے والا کیسا ہے؟ مفصل ومدلل جواب مرحمت فرما کر ہدایت ورہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات پر بطفیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمتیں فرمائے۔

سائل: عبد القیوم، محلہ اعظم نگر، بریلی/ دوکاندار لنگی سبزی منڈی، کتب خانہ، بریلی

الجواب:

(۱) راگ راگنی سے مراد اگر موسیقی کے نغمات معروفہ ہیں جن میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے حروف میں کہیں بہت زیادتی کہیں کمی ہوتی ہے تو اس طرز پر قرآن عظیم پڑھنا حرام بدکام بدانجام بلکہ مستلزم کفر ہے کہ اس طرز پر قرآن عظیم پڑھنے سے اس کے کلمات میں لامحالہ حروف کم یا زیادہ ہوں گے اور قرآن عظیم میں دانستہ کوئی حرف بڑھانا گھٹانا بلکہ لفظ کی حالت میں ادنیٰ تبدیلی کفر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: ''کون تعمده كفرا فلا كلام فيه'' (۱)

معین الحکام میں ہے:

''من استخف بالقرآن أو بشئ منه أو جحده أو حرفا منه أو كذب بشئ منه أو أثبت ما نفاه أو نفى ما أثبته على علم منه بذلك أو شك فى شئ من ذالك فهو كافر عند أهل العلم بالاجماع و كذا من غير شيئا منه أو زاد فيه- الخ'' (۲)

بلکہ گویّوں کے ڈھنگ میں قرآن عظیم پڑھنا مطلقاً کفر کہ یہ قرآن عظیم کی اہانت کی صریح امارت ہے۔ جزئیہ اوپر گزرا اور اس سے أصرح وہ ہے جو لسان الحکام میں نصاب سے اور شرح فقہ اکبر

---

(۱) منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، ص۴۸۷، فصل فی القراءۃ والصلوۃ مکتبہ دار الایمان سہارنپور

(۲) معين الحكام، فيما يتردد بين الخصمين من الاحكام، فصل و من استخف بالقرآن اوبشئ منه، ج ۱، ص ۱۹۲، مطبع دار الفکر بیروت

میں ہے، واللفظ للاول:

"وفی النصاب رجل قرأ علی ضرب الدف او القصب یکفر لاستخفافه بالقرآن" (۱)

اور زید کا وہ ادعاء اولیائے کرام کی اہانت اور صریح افتراء۔ اس پر توبہ وتجدید ایمان اور تجدید نکاح (اگر بیوی رکھتا ہو) فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مروجہ سرود حرام ہے خود سردار اولیاء حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"مزامیر حرام است" (۲)

اور اس حرام کو نماز کہ افضل العبادات واول فرائض ہے، سے افضل بتانا کفر ہے۔ زید پر اس سے بھی تجدید ایمان وتوبہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ تمام باتیں زید کی اکاذیب وخرافات ہیں زید نے بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر افترا کیا اور توبہ نہ کرے تو جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۳۱ تا ۲۳۷

قرآن عظیم سے اقتباس بالاتفاق جائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مطابق مسلک اہل سنت وجماعت ذیل کے مسائل میں کہ:

زید جو اپنے کو عالم کہتا ہے اور خود کو سنی ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کا عمل مسلک اہل سنت کے خلاف ہے۔ مگر لوگ اس کو وہابی کے بجائے سنی عالم سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ زید بڑا چالاک اور ہشیار ہے۔ زید نے ایک پمفلٹ شائع کیا اس میں دیوبند کے محمد طیب مہتمم مدرسہ کو مولانا قاری لکھا۔ ان کے دادا قاسم

---

(۱) لسان الحکام، فصل فیما یکون کفرا من المسلم ومالا، ج ۱، ص ۴۱۶، مطبع البابی الحلبی، القاہرۃ

(۲) فوائد الفواد

نانوتوی کو مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھا اور پھر آخر میں اپنے دستخط سے پہلے لکھا: (ان ارید الا الاصلاح وماتوفیقی الا باللہ)

اس پمفلٹ پر علمائے اہل سنت نے اس سے سخت مواخذہ کیا اور فرمایا کہ تم توبہ کرو۔ تم نے قرآن پاک میں تحریف کیا ہے۔ آیت یوں ہے: {اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ} زید بضد رہا اور اس نے توبہ نہیں کیا۔ اور اپنی تائید میں زید نے ایک نامعلوم نووارد کو ظاہر کیا کہ یہ عالم ہیں اور مفتی بھی۔ اس مفتی نے کہا کہ یہ قرآن پاک نہیں ہے، یہ زید کا کلام ہے۔ لہٰذا توبہ ضروری نہیں۔ پھر کہا کہ قرآن میں اضافہ تحریف نہیں ہے۔ اس وہابڑے خودساختہ مفتی کے سبب زید بالکل خاموش بیٹھ گیا۔ علمائے اہل سنت کے بار بار مطالبہ پر بھی اس نے توبہ نہیں کیا۔ براہِ کرم جلد جواب سے نوازیں کہ:

(۱) زید اور اس مفتی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۲) کیا ان دونوں کو مسلمان سمجھنا درست ہے؟

(۳) کیا یہ دونوں پکے وہابی نہیں ہیں؟

(۴) کیا وہابی کافر نہیں ہیں؟

(۵) وہابیوں سے تعلق رکھنے والا اور یہ کہنے والا کہ وہابی کو ہم وہابی کہتے ہیں، کافر کہنا کیا ضروری ہے؟ یہ کیسا ہے؟

امید ہے کہ جلد از جلد جواب دے کر مسلمانان اہل سنت کے ایمان کو بچالیں گے ورنہ سب گمراہی میں اور زید کے فریب میں رہ کر اپنی نماز اور اپنا ایمان برباد کرڈالیں گے۔

(۶) اگر زید اور مفتی کہلانے والے شادی شدہ ہوں تو ان کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

(۷) چند لوگ جو زید اور مفتی کی تائید میں ہیں، ان کا نکاح گیا یا نہیں؟ فقط

عبدالرحمٰن خاں قادری، دیوان بازار، شہر کٹک

الجواب:

عالم مذکور نے قرآن عظیم سے اقتباس فرمایا ہے اور قرآن عظیم سے اقتباس بالاتفاق جائز اور کتب مصنفین میں شائع وذائع ہے از انجملہ فقہاء کی عادت مستمرہ ہے کہ کتاب الجہاد میں تحریر فرمایا ہے:

"ان تضع الحرب اوزارھا"(۱)

ردالمحتار میں ہے:

"وفی متن الملتقی، ومتن المختار: وللامام أن ینفل قبل احراز الغنیمة وقبل ان تضع الحرب اوزارھا"(۲)

اسی میں ہے:

"تنبیه: قولهم ان تضع الحرب اوزارھا اقتباس من القرآن وبه یستدل علیٰ جوازہ عندنا کما بسطه الشارح فی الدر المنتقی فراجعه"(۳)

اقتباس کو تحریف سمجھنا وہابیہ کی جہالت فاحشہ ہے جس سے جملہ فقہاء وعلماء پر طعن ہوتا ہے اور انہیں علمائے اہل سنت بتانا اور مفتی مذکور کو جس نے اقتباس کو جائز بتایا، وہابی کہنا سخت فریب ہے اور اس بنا پر جو سوالات قائم کئے وہ ساقط ہیں۔ بے شک وہابی کافر ہیں اور اہل سنت انہیں کافر کہتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز نادرست ہے۔ مگر جن کے متعلق سوال ہے وہ وہابی نہیں نہ وہ وہابی کو کافر کہنے سے روکنے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

---

(۱) رد المحتار، ج۶، کتاب الجهاد، باب المغنم، مطلب الاقتباس من القرآن جائز عندنا ص۲۵۴، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) رد المحتار، ج۶، کتاب الجهاد، باب المغنم، مطلب الاقتباس من القرآن جائز عندنا، ص۲۵۴، دار الکتب العلمیه، بیروت

(۳) رد المحتار، ج۶، کتاب الجهاد، باب المغنمة، مطلب، الاقتباس من القرآن جائز عندنا، ص۲۵۴، دار الکتب العلمیة، بیروت

مسئلہ-۲۳۸ تا ۲۴۴

قرآن پاک اٹھالیے جانے کا مطلب!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن عظیم اُٹھالیا جائے، کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآن پاک نہ اُٹھالیا جائے۔ امر طلب یہ ہے کہ قرآن پاک کس طرح اُٹھایا جائے گا؟ کیا پورا قرآن عظیم ساتھ جلد کے یا قرآن کے اوراق سے حروف اپنے آپ مٹ جائیں گے؟ پورا خلاصہ تحریر فرمائیں۔

(۲) ناجائز اور حرام میں کیا اور کتنا فرق ہے؟

(۳) جب قریش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے سات برس کے قحط میں مبتلا ہوئے اور حالت بہت ابتر ہوگئی تو ابوسفیان ان کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ اپنے خیال میں رحمۃ للعالمین بنا کر نہیں بھیجے گئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ابوسفیان نے کہا کہ بڑوں کو تو آپ نے بدر میں تہہ تیغ کر دیا اولا د جو رہی وہ آپکی بدولت اس حالت کو پہونچی کہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئی فاقوں سے تنگ آ گئی لوگ بھوک کی بیتابی سے ہڈیاں چاب گئے مردار تک کھا گئے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور قرابت کی آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم سے اس قحط کو دور فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور انہوں نے اس بلا سے رہائی پائی تفسیر قرآن پاک صفحہ ۴۱۳، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا کی تھی جس سے قحط پڑا۔

(۴) ایک حلال ماں نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جس کو یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ بکری یا گائے یا بھینس کا بچہ ہے یعنی بدشکل ہے کیا ایسے بدشکل جانور کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) قبر میں جو سوالات وجوابات ہونگے وہ کس زبان میں ہونگے اور وہ زبان کس کتاب کی ہوگی جب کہ چار آسمانی کتابیں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ بلا نکاح کئے ہوئے غیر مسلم عورتوں سے ہمبستری جائز ہے تو کیا اس کا یہ کہنا سچ ہے اگر ہے تو غیر مسلم میں عیسائی یہودی وہابی وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں تو کیا ان عورتوں سے مباشرت

جائز ہے؟

(۷) ایک سنی عالم نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ (الف) جب مولا علی کرم اللہ وجہہ نماز کے وقت رکوع میں تھے تب کسی سائل نے سوال کیا تو آپ نے رکوع ہی میں انگلی میں سے انگشتری مبارک کو اشارہ سے نکال کر سائل کی طرف بڑھا دی اور وہ لیکر چلا گیا۔ (ب) مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک میں پھل دار کانٹا لگ گیا اور اس کو نکالنے میں اتنا درد ہوتا تھا کہ آپ اس کو نکالنے نہیں دیتے جب آپ نماز میں مشغول تھے اور سجدہ میں تھے تو کسی صحابی نے نکال لیا اور درد معلوم نہیں ہوا یہ وعظ ایک سنی عالم کا ہونے کی وجہ سے یقین کرتا ہوں ایمان لاتا ہوں لیکن تسکین دل کی خاطر یہ خلاصہ فرمادیں کہ جب آپ کو نماز میں درد کا احساس نہیں ہوا تو سائل کی آواز آپکے کان مبارک تک کیسے پہونچی۔

المستفتی: محمد حسنین ولد رحیم بخش

الجواب:

(۱) حفاظ اٹھالئے جائیں گے اور اوراق و حروف کا اٹھایا جانا بھی ممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حرام وہ ہے جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور جسکی حرمت دلیل ظنی سے ثابت ہو وہ مکروہ تحریمی ہے اور وہ مکروہ تحریمی امام اعظم کے نزدیک حرام سے قریب ہے اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک حرام ہے اسی لئے کبھی مکروہ تحریمی کو حرام سے تعبیر کرتے ہیں اور ناجائز دونوں کو شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہاں حدیث میں ایسا وارد ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جبکہ اس بچے کے متعلق صحیح معلوم نہیں کہ وہ حلال جانور ہے یا حرام تو اس سے احتراز بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) سریانی زبان میں واللہ تعالیٰ اعلم

(٦) بغیر نکاح ہر عورت سے جماع کرنا زنا ہے اور زنا مسلم وغیر مسلم کسی عورت سے جائز نہیں جو شخص ایسا کہتا ہے معاذ اللہ زنا کو حلال بتاتا ہے اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور غیر مسلموں میں کتابیہ کے سوا کسی سے نکاح جائز نہیں۔ یونہی وہابیہ مرتدہ سے نکاح باطل محض

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) دونوں روایتیں مستند کتابوں میں وارد ہیں اور درد کا احساس نہ ہونا بہ طور کرامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دونوں میں فرق ہے سائل کو دینا کار دین وثواب ہے اور درد کا معاملہ اپنے نفس سے متعلق ہے اسی لئے سائل کے سوال کو سن کر دے دیا اور نماز کی حالت میں صدقہ کا ثواب حاصل کر لیا جس کی فضیلت میں قرآن نازل ہوا اور وہ معاملہ خاص نفس کا تھا اس لئے ادھر التفات نہ ہوا پھر یہ اس قبیل سے ہے جس کے بارے میں فاروق اعظم نے فرمایا:

"انی لأجهز جيشي و أنا في الصلاة" (۱)

لشکر کی ترتیب نماز کی حالت میں کرتا ہوں۔

گویا ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کرتی کہ یہ رتبہ ابرار صالحین کو حاصل ہوتا ہے اس کی نظیر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ ہے کہ نماز کی حالت میں دیوار مسجد میں جنت ودوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری غفرلہ القوی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۴۵

"قرآن کو آگ نہیں جلا سکتی" کا مطلب، قرآن سے مراد کلام نفسی ہے!

چمن رضا کے مہکتے ہوئے پھول گلشن مصطفویہ کے بلبل سیدی مرشدی قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند! السلام علیکم

ایک رسالہ میں الوریٰ کے حوالہ سے حدیث آنے والی کو نقل کیا ہے "عن عقبة بن عامر

(۱) بخاری شریف جلد اول، کتاب التهجد باب يفكر الرجل الشئ فى الصلاة، ص ۱۶۳، مجلس برکات مبارکپور، یوپی

رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لو جعل القرآن فی اهاب ثم القی فی النار مااحترق'' لہٰذا زید کہتا ہے عمرو سے کہ مجھے اس کا مشاہدہ کرنے کی اجازت دیجئے عمرو نے سکوت اختیار کیا پھر زید نے کہا آپ کو حدیث پر تیقن نہیں۔لہٰذا ان کو اجازت دی جائے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: غلامک العبد الفقیر محمد رفیق الاسلام نوری

ساکن ڈھولو گچھ پوسٹ رام گنج، تھانہ اسلام پور، ضلع مغربی دیناج پور، بنگال

الجواب:

حدیث برحق ہے اور قرآن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام نفسی ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور حروف واصوات سے منزہ ہے حدیث شریف اسی کلام نفسی کے بابت فرمارہی ہے کہ اگر وہ کلام نفسی کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے کسی کھال میں مصور ہوتی پھر اس کھال میں آگ ڈالی جاتی تو آگ اسے نہ چھوتی فیض القدیر شرح جامع الصغیر علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہ میں ہے ''ای لو صور القرآن وجعل فی اهاب والقی فی النار مامسته ولا احرقته ببرکته''(۱)

زید نے حدیث کا مصداق اس مکتوب فی المصاحف کو سمجھا جو اس کلام نفسی کی حکایت اور اس پر دال ہے حالانکہ وہ مراد نہیں۔تو لاجرم اس سے وہی کلام نفسی مراد ہے اور اسی کی نسبت بر سبیل فرض ''لو کان القرآن فی اهاب'' فرمایا ہے۔اسی فیض القدیر میں ہے:

''وقال الحکیم: القرآن کلام اللہ لیس بجسم ولا عرض فلا یحل بمحل وانما یحل فی الصحف والاهاب المداد الذی تصور به الحروف المحکیٰ بها القرآن فالاهاب المکتوبة فیه ان مسته النار فانما تمس الاهاب والمداد دون المکتوب الذی هو القرآن لو جاز حلول القرآن فی محل ثم حل الاهاب لم تمس الاهاب النار، الخ''(۲)

اور اگر قرآن سے مراد یہی مکتوب فی المصاحف ہو تو محتمل ہے یہ معجزہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ

(۱) فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ۵، حرف اللام ص ۴۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ۵، حرف اللام ص ۴۱۳/۴۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

والسلام کی حیات ظاہری کے ساتھ ہو۔ اسی فیض القدیر میں ہے:

''وقیل هذا كان معجزة للقرآن فی زمنه كما تكون الأيات فی عصر الانبياء'' (۱)

تو اس تقدیر پر اس کا استمرار ثابت نہیں اور بالفرض اگر مستمر بھی ہو تو ما وشما جیسے ضعفاء الیقین عدیم التوکل کے ہاتھوں پر اس کا ظہور کب ضرور پھر قرآن وحدیث میں نار کا غالب اطلاق نار جہنم پر ہوتا ہے تو اس قرینہ سے یہاں نار جہنم مراد ہے۔ فیض القدیر میں ہے:

''والمراد بها نار جهنم'' (۲)

پھر سخت الٰہی یہ ہے کہ حدیث بر سبیل فرض ہے اسمیں یہ حکم کہاں ہے؟ کہ قرآن کو اس تجربے کے لئے آگ پر پیش کرو اور معاذ اللہ اپنے ایمان کو تکذیب حدیث کی آگ لگاؤ بالجملہ زید کا یہ مطالبہ سخت حماقت شدید جرأت ہے اور قرآن کو آگ میں ڈالنا شدید ممنوع۔ ہندیہ میں ہے:

''المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لا يحرق بالنار اشار الشيبانی الیٰ هذا فی السير الكبير وبه نأخذ كذا فی الذخيرة۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' (۳)

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۶/ جمادی الآخرۃ/ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ ۲۴۶ تا ۲۴۷

قرآن کو مطلقاً مخلوق کہنا جائز نہیں، مکتوب ومقروء مخلوق ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع:

(۱) زید کہتا ہے کہ قرآن جو اس وقت الفاظ کے ساتھ موجود ہے بے مثال مخلوق ہے ایسا کہنے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ مہربانی فرما کر وضاحت کے ساتھ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

(۱) فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ۵، حرف اللام ص ۴۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد ۵، حرف اللام ص ۴۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۳) فتاوی هندیه، کتاب الکراهیة، ج ۵، ص ۳۷۵، دار الفکر بیروت

(۲) بحیات بزرگان دین اولیاء اللہ کے آگے یا ان کے مزار کو سجدہ کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ مہربانی فرما کر جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

المستفتی: حفیظ الرحمٰن رضوی قادری
فروٹ کمپنی سبزی منڈی رامنگر نینی تال

الجواب:

(۱) قرآن عظیم کو مطلقاً مخلوق کہنا ناجائز ہے اور بندوں کے مکتوب ومقرو کو مخلوق کہنے میں حرج نہیں۔ اور عوام کے سامنے یہ بحث چھیڑنا نہ چاہیے۔ اس امر کے متعلق پہلے بھی استفتاء ہوا ہے جس کا جواب قدرے مفصل لکھا گیا ہے اسے دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۵/ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

□□□

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔(۱)

[متعلقہ]

صحابۂ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۱) التوبۃ:۱۰۰/کنزالایمان

متعلقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مسئلہ-۲۴۸ تا ۲۴۹

کسی صحابی کے زمانۂ کفر کا تذکرہ کیسا ہے؟

بحضور فیض گنجور حضرت قبلہ ازہری صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور والا کی خدمت اقدس میں استفتا بھیجنے کا وقت نہیں کیونکہ بریلی شریف ہی کیا پوری دنیائے سنیت کا آفتاب آقائی نعمتی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال نے دنیائے سنیت کو سوگوار بنادیا ہے خاندان اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی دینی استقامت کو جانتے ہوئے حضور سے چند سوالات کا اظہار کیا ہے حضور والا مرتبت کو جب کبھی فرصت ہو خادم رضوی کو جوابات عنایت فرمائیں، شرح وبسط کے ساتھ جوابات عنایت ہو۔ معاف کریں کہ یہ وقت نہیں ہے۔

(۱) کوئی شخص خالد بن ولید کی تاریخ اس طرح ذکر کرے کہ اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ کے دین کو مٹانے اور رسول اللہ کو تکالیف دینے کیلئے خالد بن ولید بڑی گھناؤنی تدابیر کرتے تھے اور ایسا کہنے والا کوئی بری نیت سے نہیں کہا بلکہ تاریخ کے ایک واقعہ کا ذکر کیا تو کیا ایسا ذکر کرنا عند الشرع بُرا ہے اگر بُرا ہے تو تاریخ کو الٹ کر کس انداز سے بولیں؟

(۲) زید اپنے کو عالم اہلسنت جانتا ہے اس کا کہنا ہے کہ ہمارے آبا و اجداد کو ملک ہندوستان میں مسلمان کرنے والے خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ ہیں جب کہ ان سے پہلے جو ہمارے آبا و اجداد تھے ان کو در پردہ اسلام سے خارج سمجھا یا نہیں جبکہ اسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے زمانۂ اقدس سے چلا ہے، حضور اجمیری علیہ الرحمہ تو بہت بعد ہندوستان تشریف لائے اور ہمارے آبا و اجداد نسلاً بعد نسل

مسلمان ہیں اور اس کی کوئی تحقیق نہیں کہ کب سے مسلمان ہیں کہ اپنے آباواجداد کو ذات اجمیری تک منتہی کریں اور اس سے قبل کے آباؤ اجداد کو ہم مسلمان نہ سمجھیں جبکہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کی ہندوستان آمد سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت کا زمانہ ہے تو کیا بلاتحقیق ایسا کہنا کہ ہمارے آباواجداد کو ایسے شخص کو ہم عندالشرع کیا سمجھیں، معین الارواح میں ہے کہ عربی نسل کے علاوہ ہندوستان میں سب کافر تھے جس کو اجمیری علیہ الرحمہ نے مسلمان کیا ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی منتہی خواجہ اجمیری کو بتایا اس قسم کی باتوں کا عندالشرع کیا حکم ہے ایسے کلمات ادا کرنا کیسا ہے قانون شریعت کیا بتاتا ہے اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

عمرو نے زید سے کہا کہ مولانا توبہ کرو اس طرح تو تم نے خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے قبل کے آباو اجداد کو مبہم چھوڑا اور ہمارے اسلام کا منتہی خواجہ اجمیری کو بتاتے ہو یا ذات اجمیری سے پہلے آباؤ اجداد کو تم در پردہ کافر جانتے ہو یا کیا کہتے ہو تو پہلو بدل کر کہا کہ ہم نے کافر کہاں کہا؟ عمرو نے کہا اس طرح بولنا جائز نہیں ہے اس طرح بولو کہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کی آمد سے ہندوستان میں اسلام کو فروغ ہوا اس سے پہلے بھی بہت سے اولیاے کرام ہندوستان آچکے ہیں اس لیے اپنے آباؤ اجداد کو خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ تک محدود نہ بتاؤ تحقیق ہے کوئی؟ تو زید نے بلاتحقیق ایسی گفتگو کی تھوڑے سے حوالہ جات معین الارواح کی سند پکڑتے ہیں کیا معین الارواح میں ایسی کوئی مستند بات ہے؟

امید کرتا ہوں کہ جواب بالصواب سے نوازیں گے فقط والسلام

المستفتی: محمد اشفاق عالم رضوی مصطفوی

بائسی ہاٹ، وایا بائسی، ضلع پورنیہ، بہار

الجواب:

(۱) اگر وہ تنقیص شان کی نیت سے نہیں کہتا بلکہ حالت کفر کا تذکرہ کرتا اور حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد ان کی حالت کا بدل جانا بتاتا ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) فی الواقع خواجہ خواجگان غریب نواز معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ سے بہت پہلے اسلام ہندوستان میں آیا تو یہ بات کہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر سب مسلمان ہوئے خلاف واقع ہے

جس سے رجوع لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۹ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۵۰

امام حسین کو "علیہ السلام" کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب مفتی شرع متین سنیت کے رہبر قبلہ کونین صاحب دارین از روئے شرع شریف کے بالا حکم عرض حال یہ ہے کہ یہاں پر کچھ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین کو شہید کربلا کہنا چاہیے اور کچھ لوگ کہتے ہیں ان کو "علیہ السلام" کہنا چاہیے۔ عرض حال یہ ہے کہ حضرت حسین کو "علیہ السلام" کہنا چاہیے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد واصل
محلہ کوٹ پوسٹ قیون ضلع کوٹہ راجستھان

الجواب:

"علیہ السلام" خاص تحیت انبیاء وملائکہ علیہم السلام ہے۔ غیر نبی کو علی سبیل الاستقلال "علیہ السلام" کہنا منع ہے، ہاں نبی کی تبعیت میں کہنا جائز ہے، یوں کہا جائے "علی جدہ وعلیہ السلام" تو مضایقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
نزیل نئی دہلی/ ۵ رشعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۵۱ تا ۲۵۳

واقعۂ افک کی حقیقت اور روافض!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

(۱) واقعہ افک کے سلسلہ میں روافض، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف سخت بیانی سے کام لیتے ہیں اس واقعہ کی تحقیق کیا ہے؟ اس پر قدرے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے۔

(۲) جس جائے نماز پر خانۂ کعبہ یا گنبد خضریٰ کے نقش بنے ہوں اس پر بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں خواہ کسی حالت میں ہوں یا ان دونوں کے نقوش کو پشت کے پیچھے کر کے بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جائز ہے مگر ادب واحترام کے خلاف ہے اور سخت بے ادبی ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمایا جائے۔

(۳) زید نے فرض نماز مغرب پڑھائی۔ سورۂ فاتحہ کے بعد والضحیٰ اس نے شروع کی یہاں تک کہ پوری سورت پڑھ لی، مگر صرف ایک آیت درمیان میں ووجدک ضالا فھدیٰ چھوٹ گئی باقی آخر تک پڑھ لی دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز ہوگئی یا نہیں؟ یا سجدۂ سہو کرنا ضروری تھا؟ تفصیل سے بیان فرمادیں۔ فقط، بینوا توجروا!

المستفتی: ابوالکلام، کُنم کھور، فرخ آباد

الجواب:

(۱) واقعہ افک کی حقیقت یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عبداللہ بن ابی منافق نے تہمت بدی کی رکھی اور اس سے عظیم فتنہ ہوا قرآن کریم نے سیدہ عائشہ صدیقہ کی براءت اور منافقین اور اس تہمت پر بے جا خوض کرنے والوں کو زجر وتوبیخ فرمائی۔ روافض تو قرآن کریم کے منکر ہیں وہ حضرت عائشہ پر تہمت کرتے ہیں اس لئے وہ کافر بے دین ہیں اور دوسرا کفران کا یہ ہے کہ وہ جملہ صحابہ سے جلتے اور ان پر تبرا کرتے ہیں خصوصاً شیخین کریمین پر طعن کرتے ہیں، قرآن کریم ان کے کفر پر شاہد ہے:

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط(۱)

---

(۱) سورۃ الفتح: ۲۹

(۲) ان نقشوں پر قصداً بیٹھنا خلاف ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۵۴

کیا ابوسفیان صرف مسلمان تھے صحابی نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان مسلمان تھے صحابی رسول نہیں اور بکر کا کہنا ہے کہ صحابی رسول ہیں اور بکر کا کہنا ہے کہ تم اگر صحابی رسول نہیں مانو گے تو سیدھے جہنم میں جاؤ گے تو ایسا کہنا کیسا ہے؟ اور کس کی بات صحیح ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں!

المستفتی: محمد عبد الجلیل صاحب

محلہ مسجد ڈومنی بریلی شریف

الجواب:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور قبل اسلام مؤلفة القلوب میں سے تھے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں جنگ کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے بھی تالیف قلب کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا مرحمت فرمایا، حضرت ابن عباس نے آپ سے حدیث روایت فرمائی، ۳۶ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں مدفون ہوئے اکمال فی فضل صحابہ، باب حرف سین میں ہے:

"ھو ابو سفیان بن صغر بن حرب الاموی القرشی والد معاویة، ولد قبل الفیل بعشر

منین و کان من اشراف قریش فی الجاهلیة و کان الیه رایة الرؤساء فی قریش اسلم یوم فتح مکۃ و کان من المولفة قلوبهم ''(۱)

زید نے غلط کہا لہٰذا توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۵۵

کسی صحابی کو منافق کہنا کیسا؟

اگر کوئی مسلمان کسی صحابی کو منافق کہے خاص کر بدری صحابی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی اس آیت سے {إِنْ أُرِيْدُ إِلاَّ الإِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلاَّ بِاللهِ} [سورۂ ہود-۸۸] لفظ ''مَا اسْتَطَعْتُ'' کو حذف کردے اور اس کے اس فعل پر اگر اسے توبہ کرنے کو کہا جائے تو وہ بجائے توبہ کرنے کے یہ کہے کہ تحریر، تقریر اور دعا میں قرآن حکیم کی آیت میں حذف بھی کیا جا سکتا ہے اور اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ تو ایسے مسلمان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ از راہ کرم مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط، والسلام!

المستفتی: اعجاز حسین
دیوان بازار کٹک، شاہد نگر، اڑیسہ

الجواب:

صاف صاف لکھا جائے۔ وہ کون صحابی ہیں جنہیں منافق کہا گیا اور یہ تفصیل بھی لکھی جائے کہ آیت کریمہ تقریر و تحریر بقصد تلاوت لکھی پڑھی گئی یا بطور اقتباس درمیان میں آئی؟ اگر بقصد تلاوت پڑھی گئی تو قصداً حذف کیا یا سہواً اور اگر بطور اقتباس آیت کریمہ کو متکلم اپنے کلام میں لایا تو اس نے قصد تلاوت ہی کب کیا کہ اس پر تحریف کا الزام آئے اور اگر وہابیہ دیابنہ مخذولین اقتباس ہی کو ممنوع جانتے ہوں تو جملہ مصنفین پر الزام اٹھائیں اور جو اعتراض اس سنی عالم پر کرتے ہیں، ان سب پر کریں۔ اور ان

(۱) اکمال، باب حرف سین، ص ۵۹۸، ملحق بمشکوۃ، مجلس برکات، مبار کپور

سب کو کافر گردانیں پھر اپنے ایمان کی خیر نہ جانیں کہ ان میں کے اکثر ان کے معتمد و مستند و امام و پیشوا ہیں۔ فریقین کی مستند کتاب ردالمحتار میں ہے کہ فقہاء کا یہ قول ''ان تضع الحرب اوزارھا'' قرآن عظیم سے اقتباس ہے اور یہ ہمارے نزدیک اقتباس کے جائز ہونے کی دلیل ہے:

''وھذا نصه قولهم: أن تضع الحرب أوزارها اقتباس من القرآن وبه يستدل علىٰ جوازه عندنا كما بسطه الشارح في الدر المنتقى فراجعه-اھ''(۱)

اس عبارت میں دیوبندی بول چلیں۔

اولا۔ تمہارے نزدیک یہ سب فقہاء کافر ہوئے۔

ثانیا۔ علامہ ابن عابدین شامی فقہا کی اس عادت کو دلیل جواز بنا کر کافر ہوئے۔

ثالثا۔ بلکہ سب سے بھاری کفر یہ کہ ''ان تضع الحرب اوزارھا'' آیت قرآن کو ''قولھم'' کہہ دیا۔

رابعا۔ فقہا نے بھی آیت کریمہ میں حذف کا ارتکاب کیا جیسا کہ ظاہر ہے تو یہ دیوبندیوں کے طور پر دوسرا کفر ہوا۔

خامسا۔ جب دیابنہ کے طور پر فقہاء حذف وتحریف کے مرتکب ہوئے اور فقہائے کرام ان دیابنہ کے بھی مانے ہوئے امام اور کافروں کو امام بنانا خود کفر تو دیابنہ کو اپنے کافر ہونے کا اقرار لازم۔

بالجملہ اقتباس جائز ہے اور اقتباس چونکہ مقتبس کا کلام ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں اسے تصرف کا اختیار ہے۔ جس پر جزئیہ مذکورہ دلیل واضح ہے اور اس پر تکفیر خود کفر میں اسیر ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

یکم ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی

---

(۱) ردالمحتار، ج ٦، ص ۲۵۴، کتاب الجهاد باب المغنم والقسمة مطلب الاقتباس من القرآن جائز عندنا، دار الكتب العلمية، بيروت

مسئلہ-۲۵۶

حضرت امیر معاویہ پر تبرا کرنے والا کافر ہے، حضرت امیر معاویہ بشارت عظمیٰ میں شامل، صحابہ سے جلن ہی کسی کے کافر ہونے کے لئے کافی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہمارے یہاں ایک جماعت بنام حلقۂ قادریہ رشیدیہ ہے جس کے ممبران خود کو قادری کہلاتے ہوئے محرم کے مہینہ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم میں سینہ کوبی کرتے ہیں اور کالا کپڑا سوگ میں پہنتے ہیں اور صحابیٔ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ان کے یہ اقوال ہیں بلکہ ان لوگوں نے اپنی جانب سے ان ہی باتوں پر مشتمل تحریر بھی پیش کی ہے۔ "معاویہ بے حیاء غدار مردود بلکہ قرآن کے مطابق ظالم، فاسق اور کافر ہیں"۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کہنے والوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ اور یہ بتائیں کہ اگر وہ لوگ کسی سے مرید ہو چکے ہوں تو کیا ان کی بیعت بھی فسخ ہوگئی اور اگر پیر بھی اسی عقیدہ کا ہو تو کیا اس پیر سے علیحدگی اور اس سے بیزاری ضروری ہے؟ جواب بالتفصیل قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی: سید آل رسول صاحب

الجواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول علیہ السلام ہیں اور بشارت عظمیٰ:

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط(۱)

میں یقیناً آپ بھی داخل ہیں ان پر ایسا تبرا کرنے والا خود مکذب قرآن مبین و کافر بے دین ہے۔ اور قرآن پر افترا کرنے والا ہے جو یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ "قرآن کے مطابق-الخ" بلکہ ایسوں کے متعلق قرآن فرماتا ہے:

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط(۲)

(۱) سورۃ النساء: ۹۵

(۲) سورۃ الفتح: ۲۹

یعنی اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے صحابہ سے کافروں کو جلاتا ہے اور واقعی صحابہ سے جلتے ہیں تو محض صحابہ سے جلن ہی ان کے کافر ہونے کے لئے کافی ہے ان پر تبرا مزید دین واسلام سے ان کی تبری و بے راہ روی کی دلیل ہے ایسا شخص جب تک توبہ وتجدید ایمان نہ کرے مسلمان نہیں۔ اور اگر کسی سے بیعت تھا تو بیعت فسخ ہوگئی اور نکاح بھی زائل ہو گیا اور پیر اگر ایسا عقیدہ فاسدہ پر ہے تو اس سے تبری و بیزاری ضروری۔ اور اس سے بیعت خود فسخ ہوگئی۔ اسے پیر جاننا منافی ایمان ہے اور ان لوگوں پر جو ایسے عقیدہ والے کو پیر جانیں تجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰ر رمضان المبارک، ۱۴۰۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۵۷

حضرت ابوسفیان، ہندہ، امیر معاویہ، عمرو ابن عاص ووحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابی ہیں، حدیث میں ہے: ''لاتسبوا احدامن اصحابی''!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

حضرت ابوسفیان وحضرت ہندہ، وحضرت امیر معاویہ وحضرت عمرو بن عاص وحضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابی رسول ہیں یا نہیں؟ اور ان حضرات سے حسن ظن رکھنا کیا ضروری ہے اور جو شخص مذکور حضرات سے حسن ظن کے بجائے لعن طعن کرے اور صحابیت کے مرتبہ سے خارج بتائے اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ فقط

المستفتی: سید محمد صفدر علی، محلہ خدا گنج، پیلی بھیت، یوپی

الجواب:

بلاشبہ یہ حضرات صحابی رسول ہیں اور ان سے ہمارے رب کریم نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن عظیم فرماتا ہے:

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط (۱)

اللہ تعالیٰ نے سب صحابہ سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تو اُن سے حسن ظن رکھنا قرآن پر ایمان کا تقاضا ہے اوران پر لعن طعن کرنا معاذ اللہ خود ملعون بننا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''اذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنۃ اللہ علیٰ شرکم'' (۲)

جب تم اس فرقہ کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی دیتا ہے تو کہو کہ اللہ کی لعنت تمہارے شر پر۔

دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے:

''اذا ذکر اصحابی فامسکوا'' (۳)

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان روکو۔

تیسری حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور پر نور علیہ الصلاۃ والسلام:

''دعوا الی اصحابی واصھاری'' (۴)

میری خاطر میرے صحابہ اور میرے اصہار (سسرالی رشتہ والوں) کو چھوڑ دو۔

---

(۱) سورۃ النساء:۹۵

(۲) الجامع للترمذی جزء ۲، ص ۲۲۷، ابواب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ / مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۵۴، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، مجلس برکات، مبارکپور

(۳) الجامع الصغیر مع فیض القدیر ج ۱، ص ۴۴۷، حدیث نمبر ۶۱۵، باب الھمزہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۱۰، ص ۳۱، کتاب الفتن، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۴) کنز العمال ج ۱۱، ص ۲۴۱، حدیث نمبر ۳۲۴۶۷، کتاب الفضائل الباب الثالث ذکر الصحابۃ وفضلھم مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت / الجامع الصغیر مع فیض القدیر، ج ۳، ص ۱۰۷، حدیث نمبر ۴۲۲۳، حرف الدال، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

چوتھی حدیث میں ہے کہ فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو کہ تم میں اگر کوئی کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے مٹھی بھر جو کو نہ پہنچے۔

عن ابی سعید قال کان بین خالد بن الولید و بین عبدالرحمن بن عوف شئ فسبه خالد فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم لا تسبوا احدا من اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم (۱)

یہ ارشاد حضرت خالد بن ولید کو ہوا جو خود صحابی ہیں تو ماوشما کے بابت کیا گمان ہے یہیں سے یہ مسئلہ شرعی ثابت کہ غیر صحابی خواہ کتنے ہی منازل طے کر جائے صحابی سے افضل نہ ہوگا بالجملہ جو شخص مذکورین پر لعن طعن کرتا ہے، سخت گناہگار بلکہ رافضی تبرائی ہے اس کی صحبت سے احتراز شدید لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸/ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۵۸ تا ۲۶۰

کیا صحابۂ کرام کا رتبہ آل رسول سے زیادہ ہے؟ صحابہ غیر صحابہ سے افضل ہیں، امام حسین کی شہادت اسلام کی بقا اور استحکام کی خاطر ہوئی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید کا کہنا ہے کہ صحابۂ کرام کا رتبہ آل رسول کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ اس کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(۲) پھر زید نے یہ کہا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جہاد اور شہادت سے پہنچا ہے۔

---

(۱) الصحیح للمسلم ج ۲، ص ۳۱۰، کتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابة، مطبع مجلس برکات

(۴) زید کہتا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کہنا چاہئے۔ زید کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟
ان سوالات کا جواب مفصل و مدلل عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا!

المستفتی: شرافت اللہ خاں
محلہ صوفی ٹولہ، شہر کہنہ، بریلی شریف

الجواب:

(۱) صحابہ فی الواقع غیر صحابہ سے افضل ہیں اگرچہ غیر صحابہ آل رسول علیہ السلام ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید بے قید غلط دعویٰ کرتا ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اسلام کے بقا و استحکام کی خاطر ہوئی اور اس سے بھی عظیم فائدہ اسلام و مسلمین کو پہنچا۔ زید پر توبہ لازم ہے ورنہ ہر واقف حال اس سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید بے قید غلط کہتا ہے ترضی جس طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جائز ہے اسی طرح غیر صحابہ کے لئے بھی روا ہے۔ اس کے جواز کی درمختار وغیرہ معتمد کتب میں تصریح ہے اور خود قرآن عظیم میں علی العموم سب کے لئے "رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ" (۱) وارد ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۵/ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۲۶۱ تا ۲۶۵

صحابی یا کسی مسلمان کو کافر کہنا بحکم ظاہر حدیث کفر ہے، امہات المؤمنین کی توہین ہولناک جرم، قرآن میں لفظی تحریف کفر ہے، تبلیغ دین میں حضور بھول سے معصوم ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) اگر زید کسی صحابی کو کافر بتائے۔

(۲) اگر زید امہات المؤمنین میں سے کسی کی توہین کرے یا انکی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔

---

(۱) سورۃ المجادلہ: ۲۲

(۳) اگر زید دیدہ ودانستہ قرآن کی تحریف لفظی کرے۔
(۴) اگر زید قرآن کی کسی آیت کا صریح طور پر انکار کرے۔
(۵) اگر زید یہ عقیدہ رکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی کسی آیت میں بھول ہوگئی ہے۔ فقط!

المستفتی: محمد ابراہیم

الجواب:

صحابی تو صحابی کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ کبیرہ بلکہ بحکم ظاہر حدیث کفر ہے اور اسی پر ایک عظیم جماعت علماء کی چلی اور اگر واقعی کافر جانے تو خود کافر ہے زید پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور تجدید نکاح بھی جبکہ بیوی والا ہو۔ درمختار میں ہے:

"مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح۔اھ" (۱)

اور امہات المؤمنین کی توہین نہایت سخت ہولناک جرم ہے اور قرآن میں لفظی تحریف کفر ہے یونہی کسی آیت کریمہ کا انکار اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین میں بھول سے معصوم ہیں اس امر میں ان پر بھول کو جائز ماننے والا کافر خارج از اسلام باجماع مسلمین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲۶۶ تا ۲۶۹

عبدالرحمٰن قاری تابعی ہیں، اعلیٰ حضرت نے کسی صحابی یا تابعی کو کافر نہیں کہا، عبدالرحمٰن فزاری کافر ہے!

مخدوم گرامی سیدی مرشدی حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری دام فیوضکم الینا!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) الدر المختار، ج٦، ص ۳۹۰، باب المرتد، دار الکتب العلمیہ بیروت

مزاج عالی! شاید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ضروری اینکہ مولوی محمد ٹانڈوی کی کتاب مولوی حشمت علی رضا خاں کا تکفیری فتویٰ بنام مولوی سید محمد کچھوچھوی (جو غالباً آپ کی نظر سے بھی گزری ہوگی) میں صفحہ ۲۴/ پر لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو معاذ اللہ کافر فرمادیا ہے۔ چنانچہ میں کتاب کی عبارت بھی نقل کررہا ہوں۔

"چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی جماعت و پارٹی میں اعلیٰ، بڑے حضرت اور دوسری امتیازی و نمایاں خصوصیات کے مالک ہیں اس لئے کفر و ارتداد بھی اپنی شان کے مطابق امتیازی خدمات و بے نظیر کارنامے دیے ہیں۔ انہوں نے صرف اپنے بیگانوں ہی کو کافر و مرتد بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کا دست تکفیر ان تمام دیوبندیوں کو توڑ کر اس خطرناک حد تک دراز ہوگیا کہ حضرت صحابہ کرام اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ قدس تک پہنچ گیا اور اس بے باکی و ڈھٹائی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابی یا محترم تابعی کو معاذ اللہ کافر بنا ڈالا اور ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ اپنے ایمان وقلب پر صبر وتحمل کا پتھر رکھ کر ان اسلام کے ٹھیکیداروں اور عشق ومحبت کے ماروں نے جو ایک مقدس صحابی کی تکفیر کی ہے۔ اس کی خوفناک داستان کو ان کی زبانی ملاحظہ کر کے ان کے ایمان واسلام کا جنازہ پڑھ دیں تو اچھا ہوتا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: دو ایک بار عبد الرحمن قاری کہ کافر تھا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلۂ بنی قارہ سے تھا۔ (ملفوظات، ج۲،ص ۴۴)۔

تین سطر بعد: حالانکہ اسماء رجال کی مستند و معتبر کتابوں میں لکھا ہوا کہ جو قبیلہ بنی قارہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے عبد الرحمن قاری کہلائے تھے وہ تو حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابی یا تابعی تھے، جیسا کہ اسماء رجال کے مشہور کتاب تہذیب التہذیب مطبوعہ حیدرآباد ج ۴،ص ۲۲۳ میں ہے:

[۱] عبد الرحمن بن عبد القاری من ولد القارہ بن الدیش و قال لہ صحبة

[۲] فقال الواقدی لہ صحبة ثم قال کان علیٰ بیت المال فی زمن عمر وھو جلة تابعی اھل المدینة وعلمائھم۔

[۳] عبد الرحمن بن عبد بغیر اضافة القاری بتشدید الیاء یقال لہ رؤیة و ذکرہ العجلی فی ثقات التابعین واختلف قول الواقدی فیہ قال تارة لہ صحبة وتارة تابعی

[تقریب التہذیب باب ذکر من اسمہ عبد الرحمن]

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ نور محمد ٹانڈوی کا یہ حوالہ صحیح یا غلط ہے؟ اور حضور پُرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ مدلل جواب عنایت فرما کر دین کے خلجان کو دور فرمائیں۔ کرم ہوگا۔ فقط!

(۲) ہمارے یہاں جو امام صاحب ہیں وہ اپنے کو سنی کہتے ہیں اور میلاد شریف وغیرہ میں قیام وغیرہ بھی کرتے ہیں خود کو نہ باز رکھتے ہیں تبلیغی والوں کا قدر بھی کرتے ہیں اور اشرفعلی تھانوی کو کافر نہیں کہتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہماری رسائی وہاں تک نہیں کہ اشرفعلی کو کافر کہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو اس کے حالات کو جانتے ہوئے اس کی اقتدا کرے اس کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

(۳) جمعہ کے دن خطبہ کے لئے جو اذان ثانی ہوتی ہے وہ خطیب کے سامنے اور مسجد کے اندر ہی دینا کیسا ہے؟ یا وہ اذان خارج مسجد خطیب کے سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) ہمارے یہاں اکثر دیہاتوں میں محرم الحرام کے موقع میں طرح طرح کے تعزیہ بنائے جاتے ہیں اور اس کو گلی گلی پھراتے ہیں اور دسویں محرم الحرام کو مصنوعی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ اور تعزیہ کے اندر ایک ڈھانچہ بنا کر اس پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی پگڑی باندھتے ہیں اور محرم الحرام کے موقع پر ڈھول وغیرہ بھی بجاتے ہیں اور بہت لوگ پیک بنتے ہیں (یعنی گھنگھرو وغیرہ اپنے پیر اور کمر میں باندھ کر اور سر پہ ایک پگڑی باندھ کر رات مصنوعی کربلا کا چکر لگاتے ہیں، یہ سب کیسا ہے؟ ان سب کا بالکل صاف حوالہ عنایت فرمائیں تاکہ ان دیہاتیوں کو سنبھالا جا سکے۔ فقط۔ والسلام!

المستفتی: مشرف حسین رضوی، محمد شاہ عالم نوری
جھوا، ضلع گریڈیہ (بہار)

الجواب:

قول مشہور ماخوذ بہ ہے کہ عبد الرحمن قاری مذکور تابعی ہیں، الاکمال میں ہے:

"المشھور انہ تابعی وھو من جملۃ تابعی المدینۃ وعلماءھا"(۱)

(۱) الاکمال فی اسماء الرجال حرف العین فصل فی التابعین مع مشکوۃ المصابیح ص ۶۰۹ مطبع مجلس برکات

وہابیہ نے انہیں از راہِ جہل صحابی بتایا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تبرا کرتے رہے کہ صحابی کو کافر کہہ دیا، اہلسنت کے علمائے کرام کے بار بار مطالبہ کے باوجود وہابیہ جب شخص مذکور کا صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو شرم مٹانے کو یہ کہنے لگے کہ صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔ مندرجہ سوال کے مضمون میں نور محمد ٹانڈوی آنجہانی نے بھی یہی رٹ باندھی ہے اور یہ دیوبندیوں کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کھلا بہتان ہے انہوں نے ہرگز ہرگز کسی صحابی کو یا تابعی کو کافر نہیں کہا بلکہ عبدالرحمن فزاری کو کافر فرمایا ہے، جسے ناقل یا مرتب نے غلطی سے قاری لکھ دیا ہے، اس پر اس کے وہ افعال جو اسی الملفوظ میں مفصل درج ہوئے، مثلاً سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے چرواہے کو قتل کرنا سرکاری اونٹ لے جانا، صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا شاہد عدل ہیں کہ وہ کافر تھا نہ کہ صحابی یا تابعی مگر دیوبندی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کے جوش میں ایسے اندھے ہیں کہ ایسے شقی کو صحابی یا تابعی بتا رہے ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کافر ٹھہرانے کی فکر میں اس کافر کو صحابی یا تابعی بتا کر دین وایمان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں، یہ دھاندلی کا نتیجہ ہے اور بہتان کا ثمرہ ہے پھر فزاری کی جگہ قاری ہو جانے سے اعلیٰ حضرت کی تکفیر کے لئے یہ تو گڑھ لیا کہ انہوں نے صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا مگر اپنے مذہب کی کچھ خبر ہے، دیوبندی دھرم میں صحابی کو کافر کہنے والا مسلمان ہے۔ چنانچہ فتویٰ رشیدیہ میں ہے:

''جو شخص صحابہ کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا'' (۱)

اسی میں ہے:

''جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے'' (۲)

اب دیوبندیوں سے رشید احمد گنگوہی کے ایمان واسلام کی خبر پوچھئے بلکہ سب دیوبندی اپنے بابت بتائیں کہ ایمان کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تفصیل کے لئے ''تحقیقات'' مصنف مفتی شریف الحق صاحب دیکھئے۔

(۲) فی الواقع اگر وہ شخص اشرفعلی کے عقیدہ کفریہ پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانتا ہے تو اسی کی طرح

---

(۱) فتاوی رشیدیہ، ص ۱۳

(۲) فتاوی رشیدیہ، ص ۱۰۹، جسیم بکڈپو جامع مسجد دہلی

کافر بے دین ہے۔ ایسے کو دانستہ امام بنانا ایمان کھونا ہے کہ امام بنانا تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔
درمختار میں ہے:

''تبجیل الکافر کفر ''(۱)

اور اس کی نماز شرعاً نماز نہیں، تو اس کی اقتدا میں نماز باطل محض ہے۔ کفایہ میں ہے: ''الکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل ''(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جمعہ کی اذان خارج مسجد حدود مسجد میں خطیب کے روبرو ہونا چاہئے، مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ناجائز ہے۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ سوئم، احکام شریعت وغیرہ رسائل اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جملہ افعال مذکورہ حرام وگناہ ہیں، تفصیل کے لئے رسالہ تعزیہ داری اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۳/ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

□□□

(۱) درمختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(۲) الکفایہ شرح فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۲۴، دار احیاء تراث العربی

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔(۱)

متعلقہ

اولیائے کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۱) یونس:۶۲/ کنزالایمان

متعلقہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم

مسئلہ-۲۷۰ تا ۲۷۶

کیا مدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) کچھ پیر صاحبان مکن پور شریف کے یہ کہتے ہیں کہ بڑے پیر صاحب کا مرتبہ کئی وجوہ کی بنا پر قطب مدار صاحب سے کم ہے۔

[۱] بڑے پیر صاحب کی عمر شریف کم تھی۔

[۲] آپ حسینی ہیں جبکہ مدار صاحب حسنی ہیں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تھے اس لیے مدار صاحب کا مرتبہ زیادہ ہے

[۳] آپ مدار العالمین ہیں۔

(۲) اور کہتے ہیں کہ گیارہویں نہ کرو بلکہ سترہویں کرو۔

(۳) یہ حضرات خود کو مدار صاحب کی آل بتاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مدار صاحب کا سلسلہ سوخت ہے۔

(۴) یہ کہتے ہیں کہ مدار صاحب نے چودہ سو خلیفہ چھوڑے جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا۔

(۵) یہ حضرات کہتے ہیں کہ خلافت وسلسلۂ بیعت کی مدار صاحب نے اجازت مرحمت فرمائی ہے جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ صرف خلافت دی ہے اجازت بیعت نہیں۔

(۶) کہتے ہیں کہ بڑے پیر صاحب کے جو مناقب بیان کیے گئے ہیں وہ بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کیے گئے ہیں ان حالات کی بنا پر کچھ لوگ مذبذب ہیں کہ آیا کیا کریں کیونکہ ہم لوگ تو اپنے بزرگوں سے دیکھتے ہیں کہ گیارہویں شریف ہوتی ہے اور اسی پر ہم لوگ بھی عمل پیرا ہیں مگر کچھ لوگ جو مکن پور کے حضرات سے مرید ہیں سخت مخمصہ میں ہیں کہ کیا کریں اور یہ صاف طور پر دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جو ایسے پیر کے مرید ہیں، انہیں اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

(۷) اگر ان صاحبان کو اجازت بیعت حاصل ہے تب تو درست ورنہ اجازت نہ ہونے کی شکل میں جو لوگ مرید ہیں ان کو کیا کرنا چاہیے؟

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات مفصل و مکمل نمبروار شرع شریف کے حکم کے مطابق ارسال فرمائیں کہ جس سے ساری الجھنیں دور ہوں اور حکم شریعت سے آگاہی ہو اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔

سائل: مجیب احمد، بہیڑی

الجواب:

(۱) فضل سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ جسے چاہے عطا فرمائے۔

قال تعالیٰ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۱)

اور سوال میں جو وجوہ مذکور ہوئیں ان میں وجہ اول کا تو فضیلت میں بھی داخل ہونا محل کلام ہے، چہ جائیکہ افضلیت اس سے ثابت ہو۔ فارسی کا مشہور مقولہ ہے:

"بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال" (۱)

اور بحمدہ تعالیٰ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ظاہر میں وہ مقام بلند تھا جو کم کسی کو نصیب ہوا ہوگا۔ آپ اپنے عصر میں مذہب شافعیہ و حنبلیہ کے مفتیٔ یگانہ تھے اور علم باطن میں جو مقام بلند تھا اسے کون سمجھے اس کی ادنیٰ جھلک "فتوح الغیب" و "غنیۃ الطالبین" سے ظاہر ہوتی ہے اور اگر یہی مدار افضلیت

---

(۱) سورۃ الجمعہ: ۴

(۲) گلستان سعدی، باب اول در سیرت پادشاہاں، مجلس برکات

قرار دیا جائے تو لازم کہ سیدنا بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بیشتر صحابہ سے بھی افضل ہوں اور یہ صریح کفر و گمراہی ہے بلکہ جب عمر کی درازی ہی پر مدار ہے تو پھر شیطان کا رتبہ سب سے بڑا ہونا چاہیے حالانکہ وہ بدترین خلائق ہے تو ثابت ہوا کہ یہ وجہ بنائے فضل ہی نہیں افضل ہونا اس وجہ سے کجا۔

اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی بھی ہیں حسینی بھی ہیں اور آپ کا قدم مبارک تمام اولیا کی گردن پر ہے اس امر کی شہادت متقدمین و متاخرین مشائخ و علما و اولیا سب نے اپنے اپنے زمانہ میں دی اور تمام اولیاے عصر نے قدم مبارک کو اپنی گردنوں پر لیا اور اس امر کی بنا پر آپ اپنے بعض مشائخ متقدمین سے بھی افضل ہوئے اور اس واقعہ کو وہ شہرت ملی کہ عرب و عجم اس سے واقف اور علما کی کتابیں اس کے ذکر سے مالا مال ہیں، اسی طرح آپ کے دوسرے مناقب و فضائل مشہور اور بیشتر کتب میں مسطور تو آپ کی جلالت و عظمت تمام آفاق میں امر ثابت و مقرر اور ہر منصف کا مسلّمہ ہے اس میں اختلاف کرنا سعادت سے دور پڑنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ ان کی جہالت ہے۔ گیارہویں بھی کیجئے اور سترہویں بھی اور ایصال ثواب میں منجملہ اولیا کو سیدنا شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شامل کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہاں سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے ''سبع سنابل شریف'' میں خود حضرت سیدنا بدیع الدین مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ اخبار صحیحہ حکایات فرمایا ہے کہ میں نے اپنے سلسلہ کو درہم برہم کیا اور اس مضمون کے خطوط اپنے خلفا کے پاس بھیجے مگر یہ بات ایسی نہیں کہ جسے لیکر مداریہ سے الجھا جائے اور ان سے زبردستی یہ بات منوائی جائے کہ یہ بات ضروریات دین سے نہیں جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جائے نہ مداری کو یہ چاہیے کہ جو لوگ ایک بزرگ کے قول کی بنا پر اس سلسلہ کو سوخت کہہ رہے ہیں ان سے نزاع کریں اور نوبت بہ اہانت و تکذیب پیشوائے دین پہونچائیں بلکہ یہ امر حرام کام بدانجام ہے اور اس سلسلہ کے سوخت ہونے سے لازم نہیں کہ وہ لوگ جو خود کو سیدنا شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی آل بتاتے ہیں جھوٹے ہیں وہ چیز دیگر ہے اور آل ہونا چیز دیگر اس دعویٰ کو انہیں پر چھوڑنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ہمارے نزدیک اس باب میں سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کا قول معتمد ہے جو اس کے

خلاف کہتا ہے سند صحیح و مقبول سے اس کو باطل کرے ورنہ اس کا قول نامسموع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ان کے دعویٰ کے خلاف سبع سنابل کا قول گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) جو لوگ ایسا دعویٰ کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت شرعی بہم پہنچائیں ورنہ سخت ملزم، اشد گنہگار، مفتری، سزاوار سزائے آخرت ہیں اور وہ لائق پیری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوں جو جامع شرائط پیری ہو اور سلسلہ اس کا متصل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۵/ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۲۷۷ تا ۲۸۰

سجدہ تعظیمی کا حکم، بچیوں کے بال کتروانے کا حکم، خواجہ خواجگان کہنا جائز ہے اور خواجہ لامکاں نہ کہنا چاہیے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) سجدۂ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟

(۲) لڑکیوں کے بال کس عمر تک کتروائے جاسکتے ہیں؟۔

(۳) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواجۂ خواجگان، خواجۂ لامکان کہنا کیسا ہے؟

(۴) کیا حضرت مخدوم علاؤالدین صاحب کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نماز جنازہ خود پڑھائی تھی؟

المستفتی: محمد حامد علی نوری، قصبہ فرید پور محلہ مردھان ضلع بریلی شریف

الجواب:

(۱) ہماری شرع مطہر میں معظمین کو سجدۂ تحیت جائز نہیں۔ قال تعالیٰ:

أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ(۱)

(۱) سورۃ ال عمران: ۸۰

تفصیل کے لیے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا رسالہ ''الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ'' دیکھو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جب تک سمجھ وال نہ ہوں اور کتروانے کی ضرورت ہو، بے ضرورت کتروانے کی اجازت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) خواجہ ٔ خواجگان کہنا جائز ہے اور خواجہ ٔ لامکاں نہ کہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) میری نظر سے نہ گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲۸۱

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا ذکر خاص اپنی عبادت میں رکھا! امام اعظم کو ابوحنیفہ کیوں کہتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ابوحنیفہ کیوں کہتے ہیں؟ اور عمرو کا قول ہے کہ مسجد میں اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کا تذکرہ نہ کیا جائے چاہے وہ بندۂ خاص کیوں نہ ہو چاہے ولی کامل صحیح۔ اور زید سنی ہے مگر تقویۃ الایمان وغیرہ پڑھتا ہے اور علمائے دیوبند وغیرہ کو کافر نہیں کہتا ہے اور حق پر جانتا ہے تو کیا ایسے شخص کو سنی مانا جائے؟ اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ اس کے ہاتھ کی قربانی جائز ہے؟ زید کا کہنا ہے کہ علمائے دیوبند نے یا کسی نے ایسی بات نہیں لکھی ہے یہ علمائے دیوبند وغیرہ پر افترا ہے وضاحت سے جواب مرحمت فرمایا جائے کرم ہوگا۔ فقط۔ والسلام

المستفتی: عبدالغفار طیب

بھائی ٹھکیدار رام ناتھ پارہ ۵ ر راجکوٹ (گجرات)

الجواب:

حنیفہ اوراق کو کہتے ہیں زیادہ لکھنے کی وجہ سے آپ کو ابوحنیفہ کہا جاتا ہے اور عمرو کا قول غلط وبیہودہ

ہے جس کے بطلان پر التحیات میں ''السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین'' گواہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا ذکر خاص اپنی عبادت میں رکھا جس سے ظاہر کہ ان کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے تو مسجد میں کہاں سے ممنوع ہوجائے گا عمرو پر توبہ لازم ہے۔ اور زید جبکہ دیوبندیوں کو دانستہ مسلمان جانتا ہے تو ہرگز سنی مسلمان نہیں بلکہ دیوبندیوں کی طرح اس پر بھی علمائے حرمین شریفین کا فتوائے کفر ہے۔ ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' (۱) کا مصداق ہے۔ اور وہ جو دیوبندیوں کی حمایت میں کہتا ہے وہ خود اس کا افترا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲۸۲

حضرت مدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مدار العالمین کہنا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ہٰذا میں کہ:

چند ماہ قبل جبل پور علاقہ کا میں نے دورہ کیا جبل پور اور اس کے اطراف میں مختلف مقامات پر ایک پوسٹر بڑے سائز کا نظر سے گزرا جس میں ایک جانب جشن رحمۃ للعالمین ہے تو اس کے مقابل جشن مدار العالمین جلی حروف میں تحریر ہے اور یہ ہی جملہ میری توبہ کا باعث بنا رب العلمین اور رحمۃ اللعالمین تو قرآن پاک میں موجود ہی ہے اور ان دونوں جملوں میں ساری کائنات معمور لیکن یہ تیسرا جملہ رحمۃ للعالمین کے ساتھ کہنے یا بمقابل کہنے یعنی مدار العالمین جملہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے بالآخر میں نے لغت کا سہارا لیا تو لفظ مدار کے مندرجہ معنی پائے گئے۔

۱: گردش کی جگہ۔ ۲: منحصر کیا گیا۔ ۳: جس پر کوئی بات ٹھہری ہو۔ ۴: دائرہ۔ ۵: قیام۔ ۶: انحصار۔

اس وضاحت کی روشنی میں مدار العالمین کے جو مطلب ظاہر ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

[۱] حضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ کے آگے سارے عالم گردش کرتے ہیں حضرت سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔

---

(۱) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع الترجمۃ، ص ۹۰، مطبع رضا اکیڈمی ممبئی

[۲] حضرت سارے عالم کا ٹھہراؤ ہیں۔

[۳] حضرت سارے عالم کا قیام ہیں۔

[۴] حضرت سارے عالم کا مرکز ہیں، اور دائرہ ہیں، نیز حضرت پر سارے عالم کا انحصار ہے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جہاں جہاں رب کی ربوبیت وہاں وہاں رسول محترم کی رحمت جہاں جہاں ربوبیت و رحمت وہاں وہاں حضرت مدار العالمین رحمۃ اللہ علیہ کی مداریت۔سوال یہ ہے کہ کسی ولی کے لیے جملہ مدحیہ کے ساتھ لفظ عالمین جیسا کہ مذکورہ بالا بیان موجود ہے اسے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ اگر لفظ کا استعمال جائز ہے تو پھر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ مولیٰ تعالیٰ عنہ کو غوث العالمین اور سیدنا خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز کو معین العالمین کیوں نہیں کہا جاتا بینوا توجروا۔مفصل و مدلل جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔فقط

المستفتی: محمد مظفر حسین احمد قادری

خادم دار العلوم فیض الاسلام، کیشکال، ضلع بستر، ایم۔پی

الجواب:

مدار العالمین کہنا جائز نہیں، اس لئے کہ اس کے اکثر معانی خاصۂ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرا معنی خاصۂ الوہیت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۸۳ تا ۲۸۴

کیا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی کفر کا فتویٰ لگایا؟

(۱) علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس شخص کے لئے جو یہ کہتا ہو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے۔کیونکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم

ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے ایسے شخص کو قرآن وحدیث وفقہ اسلام کی رو سے مسلمان کہا جائے گا یا نہیں لہذا صحیح جواب ارسال فرمائیں۔

(۲) جو یہ کہتا ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا معاذ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ اس سے سلام وکلام کرنا جائز ہے کہ نہیں اس لیے کہ زید علانیہ کہتا ہے کہ ان کو علم غیب نہیں تھا۔ فقط والسلام

المستفتی: حافظ غلام مرتضی قادری
صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ غریب نواز
چوڑی ماری محلہ گوپی گنج بنارس

الجواب:

(۱) وہ شخص سخت مفتری اشد کذاب ہے اور کھلا غیر مقلد گمراہ بے دین ہے۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کا مطلقاً انکار قرآن عظیم کی آیات مبارکہ کی تکذیب ہے جو کفر ہے۔ زید واقعی اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کا منکر ہے تو کافر ہے اسے سلام کرنا ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۲۸۵

اعراس اولیاء میں شرکت مندوب ہے اور اس میں رقص، گانے بجانے وغیرہ خرافات کا ازالہ لازم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

اعراس اولیائے کرام کی تقریبات منانے میں رقص وسرود گانے بجانے اور طوائف کے ناچنے وغیرہ ایسے خرافات ہوں تو شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ آیا ان خرافات کو مٹادیں یا عرس ہی نہ کریں۔

المستفتی: اسمٰعیل ولی محمد
کھاٹکی ڈی ۸۴، ممبئی۔۳

الجواب:

ان خرافات سے اجتناب واحتراز اور عندالمقدور اس کا ازالہ لازم ہے اور عرس کہ تلاوت قرآن و ذکر ونعت گوئی اور تذکرۂ صاحب عرس اور اس کیلئے شرعی اجتماع سے عبارت ہے ممنوع نہیں لہٰذا اس میں شرکت شرعاً مندوب ہے ردالمحتار میں علامہ ابن حجر مکی سے ہے:

"لان القربات لا تترک لمثل ذالک بل علی الانسان فعلها وانکار البدع بل وازالتها ان امکن" (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ القوی
۱۲؍صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ-۲۸۶ تا ۲۸۹

اولیائے کرام کی اہانت کرنا خدا سے جنگ مول لینا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ ولیوں میں سب سے بڑا ولی کتا ہے اور کتا جنت میں بھی جائے گا کیا یہ کہنا صحیح ہے اور اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ لوگ پیر کے پاس کیوں جاتے ہیں جھاڑ پھونک کروانے اس قابل تو خود ہوسکتا ہے کیا یہ مرتبہ ہر کسی کو حاصل ہوسکتا ہے ہر آدمی ولی اللہ یا پیر کے درجے کو پاسکتا ہے؟

(۳) زید کہتا ہے کہ نماز پڑھو یا نہ پڑھو روزہ رکھو یا نہ رکھو اس سے انسان کا درجہ وعظمت کم نہیں ہوتا بلکہ

---

(۱) ردالمحتار، ج۳، ص ۱۵۰، باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی زیارۃ القبور مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

کسی کا دل دکھانے سے انسان کا وقار گر جاتا ہے؟

(۴) زید کہتا ہے کہ ایک طرف کعبہ ہو اور ایک طرف مومن کا دل اگر مومن کا دل کعبہ کی وجہ سے دکھے اور ٹوٹتا ہو تو کعبہ کو توڑ دینا چاہیئے کیونکہ کعبہ دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے لیکن دل ٹوٹنے سے نہیں بن سکتا کیا یہ باتیں صحیح ہیں از روئے شریعت جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: عرفان صاحب
براہم پورہ بریلی شریف یوپی

الجواب:

(۱) زید کا قول اولیاے کرام کے ساتھ سخت توہین ہے زید نے اولیاے کرام کی اہانت کر کے خدا سے جنگ مول لی ہے حدیث میں ہے:

"من عادیٰ لی ولیا فقد اذنته بالحرب" (۱)

نہیں نہیں اس نے کتے کو سب سے بڑا ولی کہکر ایک جانور کو تمام اولیاء پر ہی فضیلت نہ دی بلکہ جانور کو تمام انسانوں سے افضل بتایا اور صریحاً قرآن کا انکار کیا جبکہ قرآن فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ (۲)

اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی

زید پر توبہ وتجدید ایمان لازم اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ کلمہ بھی اسکی جہالت کی نشانی ہے اور دانا و ناداں کو برابر کرتا ہے حالانکہ جاننے والا اور نہ جاننے والا عقلاً و شرعاً کسی طرح برابر نہیں ہو سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق باب التواضع، ج ۲، ص ۹۶۳ مطبع مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ/ مشکوٰۃ شریف، ص ۱۹۷، الفصل الاول، باب ذکر اللہ والتقرب الیہ، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ / کنز العمال، ج ۸، ۷، الباب السابع فی صلاۃ النفل، الفصل الاول فی الترغیب فیھا، حدیث نمبر ۲۱۳۲۳، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) سورۃ بنی اسرائیل: ۷۰

قرآن فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۱)

(۳) یہ مطیع وعاصی کو برابر کہتا ہے اور نماز وروزہ کی فرضیت کے انکار کا صاف پہلو رکھتا ہے، لہذا زید پر اس سے بھی توبہ وتجدید ایمان لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) استغفر اللہ العظیم زید بے قید سے پوچھو کہ وہ کون مومن ہوگا جس کا دل کعبہ سے دکھے اور ہدم کعبہ کو جائز سمجھنے والا مسلمان ہی کب ہے زید پر اس سے بھی توبہ وتجدید ایمان فرض۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۳/ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

بہاء المصطفیٰ قادری، منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۲۹۰ تا ۲۹۳

فرضی مزار بنانا اور اس کی زیارت کرنا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ہمارے گاؤں (کرکوال) کا ایک شخص جس کا نام دلبیر خاں ہے اپنے کھیت میں ایک چہار دیواری بنا کر اس میں کچھ فرضی مزار بنا کر یہ اعلان کیا کہ یہ میراں دنا بر کا روضہ ہے اس کام کے لئے لوگوں سے چندہ وغیرہ بھی لیا اور کہا کہ مجھے اس کام کے لئے بشارت ہوئی ہے ہمارے گاؤں کے لوگ اس کام میں شریک نہیں ہیں۔ مگر کچھ جہلا اس چکر میں آگئے ہیں۔ اور مذکورہ جگہ پر جا کر منتیں مانگتے ہیں۔ دلبیر خاں مذکور جو خود بالکل جاہل، ان پڑھ آدمی ہے اس نے کچھ کوڑے بھی بنا رکھے ہیں وہ ان کوڑوں کو منت مانگنے والوں پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہیں اتنے لڑکے دئے تمہاری فلاں مراد برآئی وغیرہ۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور بالا شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا کیا فیصلہ ہے؟

(۱) سورۃ الزمر: ۹

(۲) ہم تمام گاؤں والے جو اس شخص سے تقریباً قطع تعلق کئے ہوئے ہیں ہمارا یہ عمل کیسا ہے؟

(۳) جو شخص دلبیر خاں مذکور کے ساتھ تعاون کرے اور یہ کہے کہ یہ ہمارے رشتے داری کا معاملہ ہے، یہ کچھ بھی کرتا ہے اسکا جواب یہ دے گا رشتہ داری اور برادری پر اس عمل سے کوئی اثر نہیں ہوتا ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) جو لوگ فرضی مزاروں کو اصلی سمجھ کر وہاں جائیں پھیرے (چکر) کھائیں منتیں، مرادیں مانیں اور کہیں کہ منتیں ماننا اسلام کے قوانین سے ثابت ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ اولیاء سے منت واستمداد جائز ہے۔ اور یہ تو تیرا غیر اسلامی عمل ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے تمہارا عمل تمہارے ساتھ۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: دلدار خاں، گاؤں کرکوال میڈیا سیٹی

الجواب:

سوال زید عمر بکر وغیرہ ناموں سے کرنا چاہئے کہ طریقہ مستحبہ شرعا یہ ہے کہ مسئول عنہ کا نام نہ لے بلکہ اسے مبہم رکھے۔ اب جو حکم ذکر ہوتا ہے وہ برتقدیر صدق سوال ہے۔

(۱) شخص مذکور جس نے فرضی مزار بنایا سخت گناہ گار مستوجب نار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کرے اور اس مزار کو ڈھادے اور اس کے لئے جو چندہ اس نے کیا اسے اس کے مالکان کو واپس کرے اور لوگوں پر فرض ہے کہ اس فرضی مزار سے دور رہیں کہ اس کی زیارت کرنا حرام بدکام لعنت انجام سرکار مدینہ تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے:

"لعن اللہ من زار بلا مزار"(۱)

اللہ کی لعنت ہے اس پر جو بلا مزار زیارت کرے اور وہاں منتیں، مرادیں مانگنا سخت حماقت، شدید جہالت اور ناجائز وگناہ ہے۔ اور وہ جو سوال میں شخص مذکور کی بابت تحریر ہوا کہ تمہیں اتنے لڑکے دیئے صرف فریب ہے اور جھوٹا ادعائے ولایت وکرامت ہے۔ شخص مذکور اس سے بھی توبہ کرے اور جو اس کے دام فریب میں آئے ان پر بھی توبہ ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) فتاویٰ عزیزیہ، بحوالہ کتاب السراج، بروایت خطیب، ج ۱، ص ۲۶۹، مطبع مجیدی، کانپور

(۲، ۳) نہایت محمود اور شرعا بر سبیل لزوم مطلوب ہے لہذا دوسروں پر بھی وہی لازم ہے اور برادری کی وجہ سے اس کے ساتھ تعاون اور خلاف شرع سے برادری کی وجہ سے نہ روکنا دین میں سخت مداہنت، شدید حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) سخت گنہگار ہیں ان پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ- ۲۹۴ تا ۲۹۵

سلسلۂ مداریہ ووارثیہ میں بیعت ہونا کیسا؟ غوث اعظم کی فضیلت تمام اولیائے کرام پر مسلم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) بہت سے پیرلوگ حضرت سیدنا مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا حاجی وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پاک یعنی سلسلہ وارثی سلسلہ مداری سے لوگوں کو مرید کرتے ہیں کیا سلسلہ مداری اور سلسلہ وارثی ہے یا ختم ہے؟ جیسا ہو، جواب عنایت فرمائیں۔ اور جو لوگ وارثی اور مداری سلسلہ سے مرید ہیں وہ کیا کریں؟

(۲) اور یہی پیر حضرات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو مدار صاحب کے مرتبہ سے کم بتاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ کسی معتمد کتاب کا حوالہ دے کر فیصلہ عنایت کریں۔

المستفتی: محمد عمر قادری

شاہی جامع مسجد، بندار بن، ضلع متھرا

الجواب:

(۱) سلسلہ مداریہ کے بزرگ حضرت شاہ مدار علیہ الرحمہ سے متعلق سبع سنابل شریف میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے وصال سے کچھ پہلے اطراف واکناف میں خطوط بھیجے جن میں تحریر ہوا کہ ”من کسے را

خلافت ندادہ ام نہ خواہم داد"(۱) میں نے کسی کو خلافت نہیں دی ہے اور نہ آئندہ کسی کو خلافت دوں گا۔

اور ظاہر ہے کہ اتصال سلسلہ کے لئے منجملہ شروط یہ شرط بھی ہے کہ مرید کرنے والا اپنے شیخ کا خلیفہ و ماذون ومجاز بہ بیعت ہو ورنہ بیعت و خلافت نہ ہوگی۔ پھر ان مداریہ کے اقوال و افعال سے خود ظاہر و باہر ہے کہ یہ لائق بیعت و ارشاد نہیں۔ حضرت وارث علی شاہ صاحب کا بھی کسی کو خلافت دینا معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو اتصال سلسلہ کے لئے کسی اور سلسلہ کے جامع شرائط بیعت سے مرید ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سیدنا غوث اعظم کی فضیلت تمام اولیائے کرام پر تا ظہور مہدی مسلم ومقرر ہے جس پر اجلہ علما و اولیاء کا اتفاق ہے۔ اس کا انکار کرنا سخت محرومی و بد نصیبی ہے۔ ان باتوں سے حضرت مدار علیہ الرحمہ کی روح پُرفتوح خوش نہ ہوگی۔ بلکہ جملہ اولیاء کی طرح وہ بھی یقیناً ایسے امور سے بری و بیزار ہیں۔ مولائے کریم ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

مسئلہ-۲۹۶

حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ سے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ مرتبہ میں افضل ہیں؟

کیا فرماتے ہیں وارثان مصطفی علیہ التحیۃ والثناء اس امر میں کہ:

حضور سیدنا پیران پیر بڑے پیر دستگیر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض وہ لوگ جو سلسلہ مداریہ سے تعلق رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ حضور غوث پاک سے حضرت مدار صاحب علیہ الرحمہ درجہ اور مرتبہ میں بڑے ہیں۔ اُن پر کیا حکم ہے؟ لہٰذا عرض ہے کہ اس پر کافی وضاحت سے روشنی ڈالی جائے تاکہ ایسے لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہوسکیں۔ فقط والسلام

المستفتی: مظفر احمد قادری رضوی غفرلہٗ، دار العلوم فیض الاسلام، کیش کال، ضلع بستر، ایم۔ پی

(۱) سبع سنابل شریف ص ۱۴۱، مکتبہ جامعہ نظامیہ لاہور

الجواب:
مدار یہ ہی ہے اس امر کا ثبوت طلب کرنا چاہئے۔ وہ بتائیں کہ وہ کس دلیل سے حضرت شاہ مدار صاحب علیہ الرحمہ کو غوث اعظم سے افضل بتاتے ہیں اگر کوئی دلیل معقول و مقبول عند الشرع ہے تو بتائیں ورنہ ان پر دعویٰ بے دلیل سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۹۷ تا ۳۰۱

اولیائے کرام کی شان میں گستاخی سخت توہین ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید مسجد میں امامت کرتا ہے اور اولیائے کرام کے مزارات کو ''مٹی کا ڈھیر'' بتاتا ہے۔

(۲) محلہ کے ایک شخص نے نکاح خواں سے جو کہ عرصہ چالیس سال سے زائد سے نکاح پڑھا رہا ہے اور سارے قصبہ نے چنا ہے اس سے نکاح پڑھوالیا تو محلہ کی مسجد کے امام نے نماز پڑھانے سے منع کر دیا کہ نہ پنجوقتہ نماز پڑھاؤں گا اور نہ نماز جمعہ پڑھاؤں گا جب نکاح پڑھانے والے نے اقرار کرلیا کہ میں پچاس روپیہ دے دوں گا تو پھر نماز پڑھانے لگے اپنی لالچ کے پیچھے نماز پڑھانا چھوڑ دیا۔

(۳) زید بات بات پر گندی گالی بکتا ہے چاہے قرآن پاک پڑھتا ہو یا کوئی کام کرتا ہو۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمایا جاوے۔

(۴) ایک جگہ عیدین کی نماز پڑھی جاتی ہے اور اب مسجد تعمیر ہوگئی ہے اور نماز جمعہ بھی خود قائم کر دی ہے۔ جبکہ پرانی مسجد جو کہ خالی رہ جاتی ہے اور جس میں ۳۵ سال سے نماز جمعہ ہو رہی ہے اور عیدین کی نماز اس نئی مسجد میں جہاں پہلے عیدین کی نماز ہوتی تھی اب بھی وہیں پڑھی جاتی ہے نماز جمعہ اور عیدین و پنجوقتہ نماز کے لئے اس عیدگاہ والی مسجد کے لئے کیا حکم ہے؟

(۵) زید نے ۱۹۶۷ء میں نسبندی کرائی جبکہ اس کو علم نہ تھا کہ نسبندی کرانا ناجائز ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ کے یہاں سے فتویٰ نکلنے سے قبل نسبندی کرانے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: بدیع الزماں

پرانی مسجد، قصبہ و پوسٹ مادھوٹانڈہ، ضلع پیلی بھیت

الجواب:

(۱) زید کا جملہ اولیائے کرام کی شان میں سخت توہین ہے اور یہ اس کی بدعقیدگی و بے دینی کا کھلا ثبوت ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اس کی گالی سے کیا شکایت اسے امام بنانا حرام حرام اشد حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جس جگہ پہلے سے عیدین و جمعہ پڑھتے تھے وہیں پڑھتے رہیں۔ زید کا جمعہ قائم کرنا صحیح نہیں نہ عیدین قائم کرنا درست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نسبندی حرام ہے جو اس کے مرتکب ہوئے توبہ کریں اور زید جب تک توبہ صحیحہ و تصحیح عقیدہ و تبری و رجوع نہ کرلے امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۲/ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۰۲

غائبانہ تربت بنا کر اس پر عرس اصلی مزار کی طرح کرانا حرام، لعنت کا کام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

کسی ولی اللہ کی غائبانہ تربت بنا کر اس پر عرس اصلی مزار کی طرح کرانا کہاں تک جائز ہے؟ جبکہ

شہر جودھپور سے احمد آباد کوسوں دور ہے۔ احمد آباد کے قرب میں میراں داتا صاحب کا اصل مزار شریف ہے اس کی نقل شہر جودھپور میں تیار کر کے اس پر اصل کی طرح حاضری دی جارہی ہے کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے یا مسلمانان جودھپور کو کارکنان نقلی مزار بنا کر گمراہ کررہے ہیں؟ آپ مندرجہ بالا سوال کی تفصیل شریعت کی روشنی میں دیں تاکہ ہمارے سوال اور آپ کے فتویٰ کو شائع کر کے مسلمانان جودھپور کو اس گمراہ کن عقیدے سے بچا کر اسلام کے صحیح مسئلہ سے روشناس کرا کر ان کے دل منور کریں۔ فقط

سوال کنندہ: سید ہدایت علی، ہدایت منزل، گلزار پورہ، جودھپور

الجواب:

قبر بلا مقبور کی زیارت حرام لعنت کا کام ہے حدیث میں ہے: **''لعن اللہ من زار بلا مزار''** (۱)

اللہ کی لعنت ہے اس پر جو بے مزار کے، زیارت کرے۔ اور اس پر عرس کرنا بھی حرام اور ایسے جلسہ میں شرکت کرنا گناہ کہ اعانت بر گناہ گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں از ہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۳۰۳

سجدۂ تعظیمی انبیاء و اولیا کو نا جائز و حرام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

حضرت مولانا شاہ محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ اکبر پوری عابد شب زندہ دار اور عالم باعمل تھے وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء و دیگر علما و صوفیا کے حوالے سے سجدۂ تعظیمی کو جائز سمجھتے تھے۔ ان کا ایک فتویٰ بھی سجدۂ تعظیمی کے جواز میں دیکھا گیا جس میں دلیل کے طور پر حدیث پاک و دیگر علما و محدثین کے اقوال بھی نقل ہیں اور عدم جواز پر جو دلیلیں ہیں بڑی خیر نیتی کے ساتھ ان کی تاویلات بھی کی ہیں۔ ایسی صورت میں ان سے حسن عقیدت رکھنا ان کی تعریف و توصیف کرنا، ان کے مزار پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا

(۱) فتاویٰ عزیزیہ بحوالہ کتاب السراج بروایت خطیب، ج ۱، ص ۲۶۹، مطبع مجیدی کانپور

ناجائز؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

نیز مولانا محمد شمیم الزماں قادری نے ان کی سوانح حیات کو قلمبند کیا ہے جس میں ان کی زندگی کے صحیح واقعات اور مشہور و مستند کرامات درج ہیں کیا اسے تلف کرنا ضروری ہے؟ واضح رہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''اخبارالاخیار'' سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض صوفیا کا یہ عمل رہا ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جمہور علما اس کی حرمت کے قائل ہیں اور حرمت کا فتویٰ بھی دیا جاتا ہے اگر حضرت مولانا شاہ محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ سے دیدہ و دانستہ جمہور کے خلاف جواز کا قول صادر نہ ہوا تو کیا ایسی صورت میں ان کی تفسیق جائز ہے؟

المستفتی: فیروز احمد، دارالعلوم قادریہ حبیبیہ، کافور گلی فیلخانہ، ہوڑہ

الجواب:

سجدۂ تعظیمی جمہور علماء کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے لئے ناجائز و حرام ہے اور ہم پر جمہور کی اتباع فرض ہے خصوصا جبکہ وہی قول معتمد ہے اس کو علمائے اعلام نے ترجیح دی تو اس کی مخالفت اگرچہ کسی دلیل سے ہو یا استظہار سے ہونا جائز و حرام ہے۔لہٰذا کسی کو برخلاف قول معتمد فتویٰ دینا جائز نہیں۔

درمختار میں ہے:

''الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع ''(۱)

اسی میں ہے:

''واما نحن فعلینا اتباع مار جحوه و ما صححوه کمالو أفتوا فی حیاتهم ''(۲)

طحطاوی علی الدر میں اس کے تحت ہے:

''ای کاتباعنا لهم لو افتوا فی حیاتهم و نحن موجودون و هذا اشارة الیٰ التسلیم وعدم المعارضة باستظهار او بدلیل آخر ''(۳)

(۱) الدرالمختار، ج ۱، ص ۱۷۷، ۱۷۶، المقدمہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت

(۲) الدرالمختار، ج ۱، ص ۱۸۱، ۱۸۰، المقدمہ، دارالکتب العلمیة، بیروت

(۳) حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱، ص ۵۲، المقدمة مطبع دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت

لہٰذا ان کی ایسی تعریف جس سے ان کے اس فتویٰ کی تائید نکلے جائز نہیں اور فاتحہ پڑھنے میں حرج نہیں اور ان کے واقعی محاسن بیان کرنا بھی جائز ہے اور اب جبکہ وہ گزر چکے ان کی تفسیق سے کیا حاصل؟ لہٰذا اس سے باز رہیں۔ خصوصاً جبکہ فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵/ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ۔ ۳۰۴

ہر ولی کے مزار پر حاجت طلب کرنا جائز ہے!

پیر طریقت سیدی ومرشدی حضرت علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ!

تحیات وتسلیمات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) کسی بھی اولیاء اللہ کے مزار مبارک پر جا کر اپنے دل کی مرادیں مانگ سکتا ہوں یا نہیں؟ اگر مانگنے کی اجازت ہے تو طریقہ کیا ہے؟ کس طرح مانگا جاسکتا ہے؟

(۲) میرا دل ہمیشہ کشمکش میں مبتلا رہتا ہے، کبھی سوچتا ہوں خدا سے مانگوں، انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے وسیلے سے۔ کبھی سوچتا ہوں کہ کیوں نہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، غوث پاک یا کوئی بھی اولیائے کرام سے ہی اپنے دل کی مرادیں مانگوں۔ حقیقت میں کس سے مانگا جاسکتا ہے؟ اور کس طرح مانگا جاسکتا ہے؟

(۳) نماز پڑھنے کے لئے جب کھڑا ہوتا ہوں تو دنیا کی باتیں یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کے دور کرنے کا طریقہ بتائیں۔

(۴) شجرے کے وظائف میں ذکر نفی اور ذکر اثبات ہے، ذکر نفی میں جب وظیفہ پڑھوں گا تو کس طرح؟ اور چلتے پھرتے پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟

(۵) گھریلو حالات سے بہت پریشان رہتا ہوں، کوئی بھی کام کرتا ہوں کامیابی نہیں ہوتی، ہر طرف ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں، قبول نہیں ہوتی۔

المستفتی: غلام نیاز احمد قادری

کیراف حاجی کلاتھ اسٹور، ہدی مارکیٹ، پکی سرائے چوک، مظفر پور، بہار

الجواب:

(۱،۲) ہر ولی کے مزار پر حاجت طلب کرنا جائز ہے۔ ولی کو وسیلۂ بارگاہ خداوندی جانیں اور اس کے وسیلے سے خدا سے مانگیں حقیقت میں خدا ہی سے مانگا جائیگا اور وہی حقیقت میں دینے والا ہے اور نبی و ولی بلکہ ہر مخلوق اس کی مددگار وسیلہ اور اعانت کا مظہر ہے۔ اور انبیاء و اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے کل مخلوق سے زائد قدرت و اختیار سے نوازا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ان کی طرف توجہ نہ کریں اور نماز پوری کرلیں، خارج نماز لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی کثرت کریں نیز درود شریف کی کثرت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ہر پاک جگہ پر ہر طرح ذکر کا اختیار ہے اور بیٹھ کر بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) {حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ٥} بعد نماز عشاء ۴۵۰ بار اول وآخر درود شریف تین تین بار پڑھیں اور بے گنتی بے تعداد وضو بے وضو ہر پاک جگہ پر پڑھتے رہیں اور قبولیت کا یقین رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دعا ضرور قبول ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق دعا قبول فرماتا ہے اور بندے کو دعا کی برکت اور اس کا ثواب ملتا ہے اور جو دعا بظاہر قبول نہ ہوگی وہ قیامت کے لئے ذخیرہ ہوجاتی ہے بشرطیکہ بندہ صبر کرے اور مایوس نہ ہو۔ پھر قبولیت اتباع شریعت پر موقوف ہے۔ آداب دعا کے لئے "احسن الدعاء" دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

مسئلہ-۳۰۵

اولیاے کرام بعد وصال بھی زندہ ہیں، مزارات پر چادر چڑھانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے ولی بزرگ کو اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ دو رکعت نماز ادا کرسکیں اور تلاوت قرآن کرسکیں لیکن زید مثال اس طرح دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایک شخص نوکری کررہا ہے اور وہ ریٹائرڈ ہوگیا وہ ریٹائرڈ ہوکے کیا کسی سے کچھ بھی کسی کو دے یا دلا سکتا ہے؟ اور جو نوکری کررہا ہے وہ تو کسی کو کچھ دے اور دلا سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بزرگان دین اور ولی تو گزر گئے اور مٹی میں مل گئے، اب وہ کسی کو کیا دلا سکتے ہیں اور دے سکتے ہیں؟ کیا زید کا یہ خیال صحیح اور درست ہے؟

(۲) مودودی بانی جماعت اسلامی، اشرفعلی تھانوی، اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی وغیرہ وغیرہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

(۳) دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ دیوبندی مولوی کو بُرا بھلا کہنا کیسا ہے؟ زید اکثر کہا کرتا ہے کہ دیوبندی علماء کافر ہیں کل دیوبندی دیو کے بندے ہیں اور کافر ہیں کیا زید کا ایسا کہنا صحیح ہے؟ سنی کے علاوہ دوسرے عقیدہ والوں کو مثلاً وہابی، قادیانی وغیرہ وغیرہ جو فرقے ہیں ان کو کافر کہہ کر پکارنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(۴) مزار پر چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ مزار پر چادر نہیں چڑھائی جاتی ہے بلکہ وہ ایک طرح کا غلاف ہے وہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر چڑھانے کو منع فرمایا ہے، کیا یہ صحیح و درست ہے؟

(۵) زید کہتا ہے کہ بزرگان دین وصحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ لفظ ''یا'' لگانا شرک ہے وہ کہتا ہے کہ لفظ ''یا'' تو صرف خدا کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لفظ ''یا'' لگادے تو کوئی بات نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ سنی شرک کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یا خواجہ ہم کو فلاں چیز دے، مثلاً دولت دے، علم دے، اولاد دے اور یا خواجہ غریب نواز کی رٹ لگاتا ہے وہ شرک کرتا ہے اور وہ مشرک ہے۔ کیا زید کا ایسا خیال صحیح و درست ہے؟

المستفتی: عبدالمالک قادری، دربھنگہ ضلع، بہار

الجواب:

(۱) زید بے قید کا قول وہابیہ ملاعنہ کی جہالتوں سے ایک جہالت ہے۔ اولیائے کرام بعد وصال جماد محض نہیں ہو جاتے بلکہ زندہ رہتے ہیں اور روح تو بعد موت کسی کی نہیں مرتی تو اولیائے کرام کو مٹی کا ڈھیر سمجھ لینا فلاسفہ و مشرکین سے بھی گئی گزری مت ہے۔ اولیائے کرام کو تصرف کی قدرت دی گئی ہے اور یہ امر خود امام الوہابیہ کو مسلم ہے، وہ صراط مستقیم میں رقمطراز ہے:

"بالجملہ ائمہ ایں طریق و اکابر ایں فریق کہ در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاِ اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آں می کوشند معدودہ اند پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکۂ عظام قیاس باید کرد" (۱)

دیکھو کیسا صاف کہہ رہا ہے کہ ائمہ طریقت ملائکہ مدبرات الامر کے زمرہ میں شمار ہیں کہ فرشتوں سے الہام پا کر دنیا کے امور کی تدبیر کرتے ہیں۔ اور یہ مثال جو آپ نے دی کہ جو ریٹائر ہو گیا- الخ، سخت توہین آمیز ہے اور یہ جو کہا کہ وہ دو رکعت نماز یا تلاوت قرآن نہیں کر سکتے محض بہتان ہے۔

"شرح الصدور علامہ امام جلال الدین سیوطی" میں بکثرت روایات، اولیا کی نماز و تلاوت کی بابت ذکر فرمائیں ہیں فلیرجع۔ اور مزید تفصیل کے لئے "الاہلال بفیض الاولیاء بعد الوصال" اور "برکات الامداد لاہل الاستمداد" اور "الامن والعلیٰ" رسائل سیدنا اعلیٰ حضرت دیکھو۔

(۲) اسماعیل دہلوی اکثر فقہاء کے قول پر اپنے اقوال کفریہ سے کافر ہے اور متکلمین و محققین حنفیہ وغیرہم فقہاء کے مسلک پر وہ گمراہ بد دین ہے اور اس کی تکفیر سے مثل یزید پلید کف لسان کیا ہے۔ رشید احمد و خلیل احمد و اشرفعلی و قاسم نانوتوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خدائے جل وعلا کی صریح توہین لکھ کر چھاپی ہے اور مسئلۂ ختم نبوت کے منکر ہو کر ایسے کافر و مرتد ہو گئے کہ علمائے حرمین شریفین وغیرہما نے فرمایا:

من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (۲)

یعنی جو انہیں ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر کافر نہ مانے یا عذاب میں ان کے شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مودودی دیوبندی سرغنوں کی تکفیر نہیں کرتا اور مطلقاً حدیث و تفسیر کا منکر ہے دیکھو تنقیحات اور

---

(۱) صراط مستقیم، ص ۲۹ مطبع قیومی واقع در کانپور

(۲) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع الترجمۃ، ص ۹۰، رضا اکیڈمی ممبئی

اس کے علاوہ بھی بہت سے عقائد کفریہ رکھتا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیوبندیوں کا ہے۔ دیوبندیوں کے متعلق تفصیلی فتویٰ حسام الحرمین میں دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دیوبندی قادیانی رافضی اور ہر مرتد کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ ہوتی ہی نہیں بلکہ ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے انہیں امام بنانا کفر ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

''وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا'' (۱)

درمختار میں ہے:

''تبجیل الکافر کفر'' (۲)

ہر وہابی گمراہ ہے اور ان پر بھی بقول اکثر فقہاء حکم کفر ہے۔ لہٰذا ان کے پیچھے بھی نماز منع ہے۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا:

''الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز'' (۳)

قادیانی، دیوبندی اور جو بھی ضروریات دین کا منکر ہو، اسے کافر کہا جائے گا اور سمجھا جائے گا اور اس سے نفرت کی جائے گی اور اوروں کو دلائی جائے گی۔

(۴) مزارات اولیائے کرام پر چادر بقدر تبرک و تعظیم اور اس نیت سے کہ لوگ جانیں یہ اولیا کے مزارات ہیں تو تعظیم بجالائیں، مستحسن ہے۔ قال تعالیٰ:

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (۴)

امام عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی نے ''کشف النور عن اصحاب القبور'' میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ پھر علامہ شامی نے ''عقود الدریہ'' میں اسے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

زید کا یہ کہنا کہ حدیث سے چادر ڈالنا ثابت نہیں، حرمت چادر کی دلیل نہیں بن سکتی کہ منع بھی

(۱) الدرالمختار کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۰۱-۳۰۰ مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۲) الدرالمختار، ج ۹، ص ۵۹۲، کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
(۳) فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۰۴، باب الامامۃ، احیاء التراث العربی بیروت
(۴) سورۃ الاحزاب: ۵۹

وارد نہیں ہے اور کوئی شئ شرع مطہرہ سے بے ممانعت صریحہ حرام نہ ہوگی۔ اور یہ کہنا کہ حضور کے مزار پر چادر نہیں ہے بلکہ ایک قسم کا غلاف ہے اس کے لئے حجت مفیدہ نہیں۔ اس کے طور پر وہ بھی حرام ہونا چاہئے کہ حدیث میں اس کا بھی ثبوت نہیں۔

(۵) اولیائے کرام وصحابۂ کرام وانبیائے عظام سب کو ''یا'' کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔ قرآن کریم میں بکثرت ندائے غیر اللہ وارد ہے۔ قال تعالیٰ:

یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ	۱۳ر جگہوں پر ہے
یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا	۸۹ر جگہوں پر ہے
یَاأَیُّهَا الْإِنْسَانُ	۲ر جگہوں پر ہے
یَاأَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ	سورۂ فجر۔ ۲۷

اور زید کا دعویٰ شرک باطل ہے اس کے دعوے سے خود خدا کا مشرک ہونا لازم آتا ہے کہ اس نے نبی علیہ السلام، مسلمانوں کو، انسان کو، نفس مطمئنہ کو پکارا۔ اور یہ کہنا کہ حضور کے ساتھ لفظ ''یا'' لگانا کوئی بات نہیں، اس کی حماقت ہے اس سے کوئی پوچھے کہ جب تیرے نزدیک کسی کو پکارنا شرک ہے تو کیا نبی کے لئے معاذ اللہ خدا کا شریک ہونے کی تیرے پاس کیا کوئی سند ہے؟ یا تیرے یہاں شرک کسی کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس سے یہ معاملہ کرو تو مشرک اور دوسرے سے کرو تو ایمان۔ ان ہذا الا ہذیان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تفصیل کے لئے رسالہ مبارکہ ''انوار الانتباہ فی حل ندائے یا رسول اللہ'' مصنفہ اعلیٰ حضرت دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ۔ ۳۰۶

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سردار اولیا ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید پیری مریدی کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ولی نہیں تھے۔ صرف عالم دین تھے۔ ہندوستان میں آپ کے کوئی تصرفات بھی نہیں ہیں۔ کیا ایسا کہنے والا سنی صحیح العقیدہ اور پیر طریقت ہوسکتا ہے؟ اس سے مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟ اس کی صحبت میں بیٹھنا اور سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟ بالوضاحت جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: ڈاکٹر سید نورالانوار جعفری
آستانہ عالیہ، مکن پور شریف، ضلع کانپور

الجواب:

برتقدیر صدق سوال زید بے قید جھوٹا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید وسردار اولیاء ہیں۔ حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے غوث اعظم قدس سرہٗ کے فضائل ومحامد میں زبدۃ الآثار وزبدۃ الاسرار مستقل کتابیں لکھیں اور اخبار الاخیار شریف میں سب سے پہلے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جمیل بہ تفصیل جلیل فرمایا اور اشعۃ اللمعات کے مقدمہ میں القاب کثیرہ عظیمہ جلیلہ آنجناب کے لئے لکھے مقدمۂ اشعۃ اللمعات میں امام احمد بن حنبل کے اجتہاد کے تذکرہ میں ہے:

''اجتہاد ایں امام اجل واکرم آنست کہ شیخ الشیوخ قدوۃ الاولیاء قطب الاقطاب فرد احباب غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ حامل مذہب وتابع اقوال اوست'' (۱)

اسی میں خواجہ محمد پارسا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محدث کبیر ابن جوزی علیہ الرحمہ کا قید خانہ واسط میں مقید ہونا اور پانچ سال نہاں خانہ میں روپوش رہنا اور یہ سب بہ سبب اعتراض برغوث ہوا تحریر کیا اس تحریر میں خواجہ مذکور نے غوث ممدوح کو قطب الاولیاء تاج المفاخر لکھا:

''وھذا نصہ شیخ عالم عارف کامل خواجہ محمد پارسا قدس اللہ روحہ وافاض علی المستفیدین فیوضہ وفتوحہ در فصول ستہ کہ از تصانیف ایشاں است در ذکر ابن جوزی بتقریب فرمودہ اند کہ ھو الشیخ الحافظ ابو الفرح عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی البکری البغدادی المعروف بابن الجوزی بود امام حافظ فصیح متبحر مصنف در اقسام علوم بست و

(۱) اشعۃ اللمعات، ج۱، مقدمہ دراحوال محدثین ص ۱۷، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

پنجاہ تصنیف کردہ بود مرادرا قبول تام نزد خاص و عام بود ولادت او بہ بغداد در سنۃ ثمان وثمس ماۃ ووفات یافت در رمضان سنۃ سبع وتسعین وخمس ماۃ وبیروں آوردہ شد از زندان واسطہ وپنہاں ماند در نہانخانہ پنج سال بسبب انکاروے بر شیخ عبد القادر قطب الاولیاء تاج المفاخر" (۱)

زید دیکھے یہ دو بزرگ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیسی توصیف کر رہے ہیں اور محدث علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ کے واقعہ سے عبرت پکڑے۔ اور سوچے کہ اس جناب کی شان میں انکار کی سزا حضرت محدث مذکور کو دنیا میں یہ ملی تو وہ کس گنتی میں ہے۔ پھر یہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی ابن جوزی کے لئے سرکار غوثیت کی طرف سے عفو و درگزر کی خبر پا کر اپنے پیر برحق شیخ عبد الوہاب متقی کا ان کی عاقبت بخیر ہونے پر خوش ہونا یوں بیان کرتے ہیں:

"نقل کردم حکایت عفو حضرت شیخ را از ابن جوزی پس گفت شیخ عبد الوہاب الحمد للہ علیٰ ذالک و فرمود وے مردے عالم محدث کبیر است الحمد للہ نجات یافت ازیں ورطہ" (۲)

پھر متصلاً اپنے انہیں مرشد برحق سے غوثیت مآب پر انکار کا انجام اور حضرت غوثنا الجیلانی کا جملہ مشائخ پر فضل تام یوں ذکر فرماتے ہیں:

"یا فلان شیخ عبد القادر بزرگ است وشان او عظیم است وانکار ایشاں زہر قاتل است خدائے تعالیٰ نگاہدارد ازاں وفرمود حق سبحٰنہ دادہ است اورا از فضل وکرامت آنچہ ندادہ است غیر اورا از مشائخ" (۳)

زید دیکھے یہ تین ہندی بزرگ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کا کیسا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور انہیں تین پر بس نہیں ان کے مداحوں کی گنتی ہی نہیں اور یہ سرکار غوثیت کے تصرف کی دلیل بلکہ ان کا عین تصرف ہے اور سب سے بڑی کرامت غوثیت مآب سلطان الہند غریب نواز نائب سرکار غوثیت ہیں مگر ہے یہ کہ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم - چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱) اشعۃ اللمعات، ج ۱، مقدمہ در احوال محدثین ص ۲۳، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

(۲) اشعۃ اللمعات، ج ۱، مقدمہ در احوال محدثین ص ۲۳، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

(۳) اشعۃ اللمعات، ج ۱، مقدمہ در احوال محدثین ص ۲۳، مطبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

اور خاندان برکات مارہرہ اور کچھوچھہ مقدسہ وغیرہا کے بزرگان والا شان کیا غوث اعظم کے تصرف کا نشان نہیں اور زید نے یہ کہا کہ ''ولی نہیں تھے، صرف عالم دین تھے''۔ کیا عالم دین ولی نہ ہوگا تو زید جیسا جاہل ولی ہوگا؟ حاشا وکلا ولی تو کہتے ہی ہیں عارف باللہ تعالیٰ کو۔ درمختار میں ہے:

''هو لغة خلاف العدو وعرفا العارف بالله تعالىٰ''(۱)

ردالمحتار میں ہے:

''قوله (وعرفا) أي في عرف اهل اصول الدين قال في البحر وفي اصول الدين هو العارف بالله تعالىٰ باسمائه وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي الغير المنهمك في الشهوات واللذات كما في شرح العقائد-اه''(۲)

اجماع اولیاء ہے کہ جاہل ولی نہیں ہوتا:

''ما اتخذ الله وليا جاهلا''(۳)

زید بے قید پر توبہ صحیحہ لازم ورنہ اندیشہ کفر وسوء خاتمہ کا ہے۔ معین الحکام وتکملہ لسان الحکام ونصاب وعالمگیری میں ہے:

''من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر''(۴) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

---

(۱) الدر المختار، ج ۴، باب الولی، کتاب النکاح، ۱۵۳، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۲) ردالمحتار، ج ۴، باب الولی، کتاب النکاح، ۱۵۳، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۳) مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ج ۱، ص ۶۹ خطبة الکتاب مطبع دار الکتب العلمیة بیروت
(۴) فتاوی هندیه، ج ۲، ص ۲۸۲، کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین موجبات الکفر انواع دار الفکر، بیروت

مسئلہ-۳۰۷

محبوبانِ خدا سے استمداد و توسل قرآن حکیم سے ثابت ہے!

علمائے دین شرع متین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک صاحب نے بڑے مولوی صاحب کے قرآن کے ترجمہ پر اعتراض کیا اور یہ کہا کہ ترجمہ انکا صحیح نہیں ہے اور ترجمہ اشرفعلی تھانوی کا لایا اس بات پر کہا کہ چلو مولوی صاحب کے یہاں، طے کرنے کے بعد سیلانی والی مسجد میں ہم لوگ چلے گئے۔ وہاں مولوی صاحب نے کہا کہ ترجمہ ٹھیک ہے۔ ترجمہ یہ تھا "وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں۔ خود ہی اپنے رب کی طرف خود وسیلہ ڈھونڈتے ہیں" پارہ-۱۵، رکوع-۵۔ اس بات پر یہ بات نکلی کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے تو یہ بات آئی کہ مزاروں پر جا کر اپنی حاجتیں پوری کرانے کو کہتے ہیں۔ تو ایسے میں ان سے کہنا بیکار ہے۔ کیونکہ بائیسواں پارہ ۱۴/ رکوع میں ہے قبر میں پڑے ہوؤں کو سنانے والے نہیں۔ تو کہا کہ کافر اگر بت کو پوجیں تو وہ کافر اور مسلمان اگر مزاروں پر جا کر اپنی حاجتیں بیان کریں تو کوئی حرج نہیں؟ تو مولوی صاحب مسجد سیلانی نے جواب دیا کہ کافر پتھر کو پوجتے ہیں تو کیا مسلمان سنگ اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ تو بکر نے اس سے کہا یہ ہمارے حضور کی تعلیم ہے انہوں نے جواب دیا ان کی رامائن میں بت کی پوجا آئی ہے۔ مزار والے ہماری پکار سنتے ہیں۔ ایسے مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ آپ حدیث و قرآن سے سب باتوں کا جواب دو اگر ذرا بھی رعایت برتی تو آپ بھی خدا کے یہاں پکڑ اؤ گے۔

حفظ الکریم، کٹ کوئیاں، بریلی

الجواب:

معترض نے جس آیت کریمہ سے اپنے مدعائے فاسد پر دلیل چاہی ہے وہ اسی پر حجت ہے اس کے لئے ہرگز وہ دلیل و حجت نہیں کہ آیت کریمہ صاف صاف توسل کا جواز بتا رہی ہے اور اسی سے ظاہر کہ توسل محبوبان خدا کی محبوب سنت ہے اور اسی آیت کریمہ سے اولیائے کرام و صالحین سے جواز استمداد ثابت اور یہ بھی ظاہر کہ ان سے اور نہ صرف ان سے بلکہ عالم میں ہر غیر اللہ سے استمداد بطور وسیلہ ہی ہے تو توسل و استعانت بواسطہ جدا جدا نہیں۔ اور معین حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور استمداد بایں معنیٰ ہرگز شرک

نہیں بلکہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ(۱)

یعنی مدد چاہو صبر سے اور نماز سے۔ اور ہمیں حکم دیا:

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى(۲)

یعنی نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ بلکہ استعانت بالواسطہ کو شرک کہنا معاذ اللہ سخت غارتگریٔ ایمان ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ خدا شرک کا حکم دینے والا بلکہ خود مشرک ٹھہرے اور جب توسل بحکم الٰہی ثابت اور ہم ظاہر کر آئے کہ توسل و استعانت بہ معنیٰ مذکور ایک ہیں تو خود ظاہر کہ اللہ نے جسے ہمارا وسیلہ بنایا ضرور اسے ہمارا مدد و معاون اور اپنی اعانت کا مظہر بنایا اسی لئے ارشاد فرمایا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ - الآية(۳)

یعنی اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ فرماتا - الخ۔ آیت کریمہ صاف صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ انسانوں میں بعض انسان بعض کے دافع ہیں۔ اور اعانت و مدد کس چیز کا نام ہے؟ اور جس سے حالت حیات میں مدد چاہی جاسکتی ہے۔ اس سے بعد وفات بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''من يستمد به في حياته يستمد به بعد وفاته''(۴)

تو وہابیہ کا یہ سمجھنا کہ اولیائے کرام بعد وفات مدد نہیں کر سکتے، محض بلا دلیل ہے۔ وہ بتائیں کہ ان کا دعویٰ کون سی آیت یا حدیث سے ثابت ہے اور بعد وفات اولیاء سے استمداد کو شرک کہنا بھی محض باطل ہے زندوں سے استمداد جائز، اور یہ خود بھی کرتے ہیں اور اولیاء سے بعد وصال ان کے دھرم میں شرک۔ گویا یہ خدا سے سند لے آئے ہیں کہ زندے خدا کے شریک نہیں ہو سکتے ہیں اور مُردے شریک ہو سکتے

---

(۱) سورة البقرة: ۱۵۳

(۲) سورة المائدة: ۲

(۳) سورة البقرة: ۲۵۱

(۴) لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ج۴، ص ۲۱۵، دار الكتب العلمية، بيروت

ہیں۔ پھر بھی اگر شرک پر اڑیں تو اپنے امام الطائفہ کو مشرک کہیں جو صراط مستقیم میں رقمطراز ہیں:

''حق جل و علا بذات پاک خود بواسطۂ ملائکۂ عظام یا ارواح مقدسہ بسبب برکت توسل بہ قرآن محافظت طالب خواہد نمود'' (۱)

اور لکھتے ہیں:

''ائمہ ایں طریق و اکابر ایں فریق در زمرۂ ملائکہ ہدایۃ الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آں می کوشند معدودہ اند'' (۲)

اور اسی میں لکھتے ہیں کہ:

''در سلطنت سلاطین و امارت امراء ہم ہمت ایشاں را دخلے ہست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست'' (۳)

اور ان کے چچا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

''بعض خواص اولیاء را کہ جارحۂ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانند دریں حالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد'' (۴)

اور شاہ ولی اللہ جد امام الطائفہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

''ربما اشتغل هولاء باعلام كلمة الله ونصر حزب الله وربما كان لهم لمة خير بابن آدم'' (۵)

وہابیہ بتائیں حکم شرک سے یہ حضرات کب بچیں گے اور جب یہ نہ بچیں گے تو امام الطائفہ اور طائفہ وہابیہ کیسے شرک سے بچے گا۔ اور آیت {وَمَآ أَنتَ بِمُسۡمِعٖ مَّن فِي ٱلۡقُبُورِ} (۶) کے تحت وارد ہے۔ جامع البیان میں ہے:

---

(۱) صراط مستقیم ص ۱۳۵، باب چہارم در بیان طریق سلوک راہ نبوت، مطبع قیومی واقع کانپور

(۲) صراط مستقیم ص ۲۹ مطبع قیومی واقع کانپور

(۳) صراط مستقیم ص ۵۳ مطبع قیومی واقع کانپور

(۴) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز تحت والقمر اذا اتسق ص ۲۰۶، مطبع سلیم بکڈ پو لال کنواں دہلی

(۵) حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱، ص ۱۱۱، باب اختلاف احوال الناس فی البرزخ، مطبع دار احیاء العلوم بیروت

(۶) سورۃ فاطر: ۲۲

''ای الکفار المصرین فانھم کالاموات فی عدم الانتفاع بالموعظة'' (۱)

اسے اولیاء کے حق میں تلاوت کرنا بے محل ہمارا یہ طریقہ نہیں کہ بے محل آیت کریمہ کی تلاوت کر کے اپنا مدعٰی ثابت کرنا چاہیں ورنہ کیا یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی جاسکتی:

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ○ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اور ہمارے اس فتوے سے متصرف کی اس جاہلانہ بکواس کا جو اس نے ان الفاظ میں کی کہ ''اگر کافر بت کو پوجیں تو وہ کافر اور مسلمان۔الخ'' جواب ظاہر ہے اور وہ یہ کہ حاجت ہرگز اولیاء کی عبادت نہیں اور جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ انہیں مستقل قدرت وتصرف مان کر کرتے ہیں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں:

''پرستش این چیزہا بنابر اعتقاد استقلال وقدرت است کہ کفر محض است'' (۳)

امام کے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ تم بتوں کی پوجا اور بوسہ قبر یا صاحب مزار سے دعا کو برابر جانتے ہو؟ یہ خیال غلط ہے بوسہ حجر اسود کا بھی دیا جاتا ہے اور اگر بوسہ بھی کوئی ایسا امر ہے کہ غیر اللہ کے لئے شرک وکفر ہے تو تمہیں چاہئے کہ حجر اسود کو بوسہ نہ دو بزرگان دین سے جو حاجت ودعا کی جاتی ہے وہ بطریقۂ توسل ہے جس طرح کسی بزرگ سے حیات ظاہری میں دعا وحاجت طلب کی جاتی ہے حیات ظاہری کے بعد کونسا زہر گھل گیا کہ بزرگان دین سے دعا ودرخواست ناجائز ہوگئی سائل اس فرق کو ملحوظ رکھے۔ واللہ الھادی۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲/ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

---

(۱) جامع البیان فی تفسیر القرآن للایجی سورۂ فاطر مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) سورۃ الممتحنة: ۱۳

(۳) فتاویٰ عزیزی ج۱ص ۴۳، باب در بیان شبہات بت پرستاں، مطبع مجتبائی دہلی

مسئلہ-۳۰۸

بزرگان دین کو وسیلہ بنانا قرآن سے ثابت ہے!

قبلہ محترم جناب فقیہ و مفتی صاحب دامت برکاتہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

چند مسائل درج ذیل ہیں برائے کرم بحوالہ قرآن کریم و حدیث شریف مطلع فرمائیں تاکہ معترضین کو مدلل جواب دیا جائے۔

(۱) وسیلہ کے معنیٰ کیا ہیں اور وسیلہ کی تعریف کیا ہے۔ اور وسیلہ فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے اور وسیلہ کا طریقۂ عمل حدیث شریف یا فقہ حنفی کی مستند کتاب سے ثابت فرمائیے۔

(۲) جن بزرگان دین سے ہم کو دین ملا آج وہ ہماری نظروں کے سامنے موجود نہیں ہیں ان سے وسیلہ حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام نہیں پڑھتا بلکہ بیٹھے بیٹھے درود شریف پڑھتا رہے اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر مستند دلیل چاہتا ہے۔

(۴) زید صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہے رمضان المبارک کے روزہ بھی نہیں رکھتا ہے چہرہ پر داڑھی بھی نہیں ہے اس کے ساتھ عوام یا علماء کا گھلا ملا رہنا از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

(۵) وہ حدیث پاک کہ جس کا مفہوم ہے کہ جس کو پانچوں وقت پابندی سے نماز کے لئے مسجد جاتے ہوئے دیکھو ایمان والا ہونے کی گواہی دو۔ اگر مسجد جانے والے نمازی کو کافر کہا جائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ نعوذ باللہ اس حدیث شریف کے ضعیف ہونے کا احتمال تو نہیں ہے؟

مستفتیان: محمد نعیم، حافظ لئیق احمد خان، حافظ ظہیر احمد،
حافظ عزیز الدین وغیرہ وغیرہ حافظ محمد نعیم صاحب
شرافت اللہ وفا سکولوک سلون رائے، بریلی

الجواب:

(۱) وسیلہ وہ ذات یا عمل ہے جس کے ذریعہ غیر کی قربت حاصل کی جائے یہ مطلق وسیلہ کی لغوی تعریف ہے اور وسیلۂ شرعیہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تقرب کے لئے کسی ذات یا عمل کو ذریعہ

بنائے۔ شفاء السقام میں صحاح جوہری سے ہے:

''اما الوسیلة: فقال الجوهری: الوسیلة ما یتقرب به الی الغیر، والجمع: الوسیل والوسائل، والتوسیل والتوسل واحد، یقال: وسل فلان الیٰ ربه وسیلة، وتوسل الیه بوسیلة: اذا تقرب الیه بعمل''(۱)

اور اس معنی کر وسیلہ غیر خدا ہی کے ساتھ خاص ہے۔ اور خدا اس سے منزہ وتعالیٰ ہے کہ اس سے اوپر کون ہے جس کے لئے وہ دوسرے کو وسیلہ بنائے تو وسیلہ کو شرک کہنا وہابیہ کی حماقت ہے اور انہیں معاذ اللہ کم از کم دو خدا ماننا لازم بلکہ خود خدا کو مشرک کہنا ہے کہ وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم اس نے دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ(۲)

اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

اور وسیلہ ڈھونڈنے والوں کی اس نے تعریف فرمائی، فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ(۳)

وہ نیک بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ تو خود اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون اللہ سے زیادہ قریب ہے۔

تو ان نادانوں کے نزدیک معاذ اللہ خدا مشرک شرک گر مشرکوں کا ثنا خواں ٹھہرا اور جملہ اعمال صالحہ سے توسل شرک قرار پایا جس کے دام میں یہ خود بھی گرفتار ہیں تو خاص اعمال کو وسیلہ جاننا اپنے اس مطلق جرنیلی حکم سے عدول اور اپنے کفر خلاصی کی تدبیر ہے جو فضول ہے۔ بھلا کوئی ان ہوشیاروں سے پوچھے تو سہی کہ خدا سے تم کیا سند لائے ہو کہ تمہارے روزہ نماز تو وسیلہ ہوں اور شرک نہ ہو اور ہم انبیاء اور اولیاء کی مقدس ذوات کو وسیلہ جانیں تو یہ شرک ہو جائے حاشا وکلا ہرگز سند نہیں لا سکتے۔ بلکہ اپنی ہوس باطل سے قرآن عظیم کے حکم مطلق کو مقید کر کے اس کو بدلنا چاہتے ہیں قرآن عظیم نے مطلق حکم فرمایا اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو عمل یا ذات سے مقید نہ فرمایا تو اسے اعمال سے مقید کرنا مطلق کو بدلنا ہے جو تحریف

(۱) شفاء السقام الباب السادس فی کون السفر الیها قربة ص ۲۷۸، دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) سورة المائدة: ۳۵

(۳) سورة الاسراء: ۵۷

ہے بلکہ نا سمجھ کیا جائیں کہ خود اسی آیت میں ذوات قدسیہ سے توسل پر وہ دلیل قائم جو شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہٗ والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے افادہ فرمایا اور وہ یہ کہ وسیلہ سے ایمان مراد نہیں کہ پہلے "یاایہا الذین اٰمنوا" فرمادیا نہ عمل صالح مراد کہ "اتقوا اللہ" اللہ سے ڈرو، میں وہ بھی آگیا۔ نہ جہاد کہ بعد میں "وجاہدوا فی سبیلہ" فرمایا تو متعین ہے کہ اس سے مراد بیعت مرشد ہے یہ فائدہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے وہابیوں کے مولوی خرم علی بلہوری نے القول الجمیل میں نقل کیا۔(۱)

علاوہ ازیں بکثرت دلائل سے توسل بہ ذوات ثابت جنکی اس جگہ گنجائش نہیں اور منکر کو وہی کافی جو اس کے اپنے گھر کی ہے۔ اور مطلق وسیلہ فرض بھی ہوتا ہے واجب بھی اور سنت بھی اور حرام کا وسیلہ و ذریعہ حرام اور مکروہ کا مکروہ ہوتا ہے اور وسیلہ شرعیہ میں وہی تین قسمیں ممکن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگان دین کو وسیلہ بنانا یہ ہے کہ دعاء میں ان کا واسطہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ان کے وسیلہ سے دعا مانگے ان کے لئے نذر و نیاز کرے ان کے طریقہ مرضیہ کو اپنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کی دلیل چاہنا حماقت ہے وہ قیام کو ممنوع جانتا ہے تو دلیل اس کے ذمہ ہے۔ وہ دکھائے کہ شرع نے کہاں منع فرمایا ہے۔ قرآن عظیم نے درود و سلام کا حکم مطلق دیا۔ کسی حالت کی تخصیص نہ کی تو جس طرح کھڑے بیٹھے درود بھیجا جائے، جائز ہے اور کھڑے ہو کر اولیٰ ہے کہ اس میں تعظیم زائد ہے اور تعظیم نبی کو ممنوع نہ جانے گا مگر دشمن دین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حدیث صحیح ہے اور وہ استقامت عقیدہ سے مشروط ہے ورنہ منافقین جو حاضر بارگاہ نبوی تھے کیوں نکالے جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ/ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۳۰۹

فقہائے کرام و اولیائے کرام کی اہانت کفر ہے!

جناب مفتی اعظم مولانا اختر رضا خاں صاحب قبلہ! السلام علیکم

(۱) شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل دوسری فصل بیعت کی سنیت کا بیان ص ۲۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

سخاوت حسین نیپالی مجھی نے آپ کے پاس بریلی شریف حاضر ہو کر اپنے معین جرموں کا اقرار کر کے توبہ کی جس کی بنا پر آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے سنی سمجھا جائے لیکن ابھی وہ امامت وغیرہ نہیں کرے گا، جب تک صلاح حال ظاہر نہ ہو پھر جب صلاح حال ظاہر ہو جائے اور استقامت معلوم ہو جائے تو مقامی سب سے بڑے عالم مرجع فتویٰ کے حکم سے موصوف اپنے منصب پر بحال کر دئے جائیں گے۔ بلکہ نیپالی مذکور نے اپنے توبہ نامہ میں خود بھی تحریر کیا ہے کہ جب تک علمائے اہل سنت کو میرے اوپر اعتماد نہیں ہو جاتا میں امامت وغیرہ نہیں کروں گا لیکن یہاں اودے پور میں اس نے جھوٹ مشہور کر دیا کہ مفتی اعظم نے مجھے امامت کی اجازت دے دی اور دوسری چار سو بیسی یہ کی کہ مولوی اکبر صاحب جوڈونگر پور کے انجمن میں اردو کے ماسٹر ہیں اور وہیں مقیم ہیں اودے پور کبھی جلسہ جلوس میں دعوت پر تشریف لاتے ہیں ان سے اپنے اہل ہونے کا فیصلہ لایا۔ اور امامت کر رہا ہے۔ یہ اور آپ کو جو توبہ نامہ لکھ کر دیا ہے اس میں بہت بڑے جرم کا ذکر کیا ہے نہ اس سے توبہ کی ہے وہ ہے آیت:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سورۃ یونس: ۶۲

اور اس کی مثل آیتوں کا انکار کرتے ہوئے اس کا یہ قول کہ قرآن میں صرف رسول اللہ کے ایمان پر خاتمہ کا بیان ہے اور کسی کے ایمان پر خاتمہ کا بیان نہیں یہاں تک کہ خواجہ اور غوث اعظم کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا نہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ:

(۱) اس سے توبہ لازم ہے یا نہیں؟ اور کفر ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ آیت اور اس کی امثال کا انکار ہے یا نہیں؟

(۲) اور نیپالی پر تمام کفروں اور جرموں سے توبہ کے بعد علی الاعلان تجدید ایمان یعنی کلمہ پڑھنا لازم وفرض ہے یا نہیں؟ اس نے اپنے توبہ نامہ میں توبہ کے بعد کلمہ بھی نہیں پڑھا ہے۔

(۳) یہاں حضرت مولانا جہانگیر صاحب کو سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا ہے انہوں نے نیپالی کے اقراری استاذ یحییٰ کو امامت سے خارج کیا تھا پھر سخاوت حسین نیپالی کو بھی بیان لے کر علمائے اودے پور کی کمیٹی نے امامت سے خارج کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کی روانگی کا ٹکٹ بھی ہو گیا تھا لیکن کچھ لوگوں

نے اسے روک لیا ان کا روکنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد میوہ فروش

الجواب:

(۱) بے شک سخاوت حسین نیپالی پر اپنے اس قول بد سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرے کہ اس کے اس قول سے حضرات کریمین غوث اعظم وخواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اشد اہانت ہے فقہاء نے علمائے ظاہر کی توہین کو کفر فرمایا ہے۔ اشباہ میں ہے:

"الاستھزاء بالعلم و العلماء کفر "(۱)

بلکہ اس کے قول میں سے بکثرت صحابۂ کرام (جن میں عشرۂ مبشرہ بھی شامل ہیں جنکے لئے جنت کی بشارت حدیث میں آئی) بھی نہ بچے بلکہ جملہ صحابہ کرام کو اس قول بد نے اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ اس نے کہا صرف رسول اللہ کے۔الخ، تو جہاں تمام صحابہ پر ہاتھ صاف کر دیا اور ان کے لئے نص قطعی {وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى} (۲) وغیرہ سے حسن خاتمہ معلوم ہے۔ثابت ہوا کہ سخاوت نام نہاد کا قول بے بنیاد بکثرت نصوص قطعیہ کا مکذب ومنافی ہے جس سے اس پر بلاشبہ تجدید ایمان فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بے شک فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر انجام ہے جبکہ اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اسے امام بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴؍ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۳۱۰

غوث پاک سارے اولیاء میں افضل ہیں، مدار العالمین کہنا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

---

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی، باب الردۃ، کتاب السیر ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

(۲) سورۃ النساء: ۹۵

ہمارے گاؤں ہلدوا کفایت اللہ میں چند مسلمان مدار صاحب کو حضرت غوث پاک سے فضیلت اور کمالات میں بڑا جانتے ہیں اس پر زید نے کہا کہ حضرت غوث پاک فضیلت اور کمالات میں تمام اولیاء اللہ کے شہنشاہ ہیں تب بکر وغیرہ نے جواب دیا۔

(۱) بکر وغیرہ نے کہا حضرت غوث پاک کی بہن بی بی نصیبہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تب مدار صاحب کے پاس اولاد کے لیے دعا کرانے کیوں بھیجا۔ جب آپ خود صاحب کرامت تھے۔ زید نے کہا مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

(۲) میلاد شریف میں سلام وقیام وتقریر وغیرہ میں مدار العالمین کے نام سے پکارتے ہیں اور سلام میں پڑھتے ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یامدار العالمین۔ زید نے کہا عالمین لفظ اللہ اور اس کے رسول کے لیے آیا ہے اور کسی کے بارے میں ہم نے عالموں سے بھی نہیں سنا۔

(۳) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ غوث پاک کتنے پاک ہیں۔ کیا ان کی بیویاں اور اولاد نہیں ہوئیں جو کبھی گندے نہیں ہوئے۔ زید نے کہا ہم حضرت غوث پاک کو پاک صاف جانتے ہیں۔

(۴) اور ایک نعرہ نیا لگاتے ہیں اور کہتے ہیں دم مدار بیڑا پار اور نسب نامہ اہل سادات سے بتاتے ہیں۔ زید کے ان سوالوں کے اعتراضات پر بکر وغیرہ نے زید اور ان کے گھر والوں کا حقہ پانی بند کر دیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کے پدر و دادا وغیرہ کا نسب نامہ کیا ہے اور سوال نمبر ایک لغایت چار کا جواب شرع شریف سے حکم صادر فرمایا جاوے۔ اور زید کے بارے میں کوئی شرع کا حکم صادر ہو تو زید خدا اور سول کو حاضر وناظر جان کر توبہ کرتا ہے اور بکر وغیرہ کے بارے میں جو انہوں نے اعتراض حضرت غوث پاک کے بارے میں کیے ہیں تو بکر وغیرہ کے لیے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: محی الدین

موضع ہلدوا کفایت اللہ ڈاکخانہ نواب گنج بریلی

الجواب:

زید نے درست کہا۔ فی الواقع سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت علماء واولیاء کے درمیان مسلم ہے اور ان کا "قدمی هذه على رقبة كل ولى الله"۔ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر

ہے۔فرمانا اور اولیائے کرام کا اسے اپنے اپنے مقامات پر دنیا میں اور برزخ میں قبروں میں لینا کتب معتمدہ مثلاً بہجۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار وقلائد الجواہر وفتاویٰ حدیثیہ وغیرہا میں منقول ومشہور ہے۔مداریہ کا اس میں اختلاف محض نامعتبر ہے اور غوث پاک کی اہانت کا مرتکب ہونا سخت محرومی ہے اور یہ کہنا کہ غوث پاک کتنے پاک ہیں سخت گستاخی اور جہالت ہے یہ لوگ یہ نہ سمجھے کہ اہل بیت نبوت کو آل طاہر شرعاً اور عرفاً کہا جاتا ہے اور خود قرآن نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (۱)

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اہل بیت نبوت! تم سے (گناہوں کی) گندگی دور رکھے اور تمہیں خوب ستھرا کردے۔

نادانوں سے پوچھو تمہاری یہ بولی غوث پاک کی گستاخی نہیں بلکہ خود قرآن کا مذاق اڑانا ہے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔اور مدار العالمین کہنا شاہ مدار صاحب کو شرعاً جائز نہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب اقدس رحمۃ للعلمین ہے تو مدار جملہ عالم ہونا انہیں کا خاصہ ہے اور بی بی نصیبہ نام کی غوث پاک کی کوئی بہن نہیں اس کا ثبوت کتب معتمدہ سے اور اس واقعہ کا ثبوت معتمد دلائل سے مداریہ کے سر ہے۔یوہیں شاہ مدار صاحب کا سید ہونا وہی ثابت کریں۔[ہمیں معلوم نہیں] واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۴؍شوال ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۱۱

فرضی مزار بنا کر اس پہ چادر چڑھانا، عرس وفاتحہ کرنا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ سے متعلق کہ:

ضلع سیتامڑھی میں ایک موضع پندراہی ہے جہاں دو سال سے نامعلوم ولی کا عرس نہایت زور سے منایا

(۱) سورۃ الاحزاب: ۳۳

جارہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نامعلوم ولی کو صرف لوگوں نے اپنے باپ داداؤں سے سنا ہے دیکھا کسی نے نہیں۔ عرس ہونے کی بنیاد پر وہ مرجع عوام وخواص ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ قریہ سے باہر ایک جگہ مٹی کا بہت ہی قدیم ڈھیر تھا اتفاق سے ایک بار بارش ہوگئی۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ کفن مبارک بالکل ویسے ہی تھے اور ان کے جسم کا کفن ظاہر تھا۔ اور ان کا دست مبارک سینے پر دست بستہ تھا اور رات کے چلنے والوں کی رہنمائی بھی کرتے تھے تو لوگوں کو شک ہوگیا کہ وہ شخصیت یہی ہے جس کا نام قربان علی تھا۔ اور ان کے مزار کے اردگرد مشرکین کی لاشوں کو جلایا جاتا ہے۔ لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر تاریخ کے چادر پوشی کی جاتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ مدلل مفصل شریعتاً جواب عنایت فرمائیں۔

المرسل: حافظ صابر حسین

الجواب:

اگر واقعہ یہ ہے کہ اس جگہ کوئی قبر ہے جس میں کسی ولی کا دفن ہونا [کم از کم] مظنون ہے تو وہاں چادر چڑھانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر محض شک ہے جس کی کوئی وجہ سوائے وہم کے نہیں تو اس کی زیارت سے سخت پرہیز ضرور ہے (تو نہ اس کی زیارت کو جائیں نہ عرس فاتحہ کریں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ-۳۱۲

اولیائے کرام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کی تحقیق انیق کتاب وسنت کی روشنی میں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

اولیائے کرام وبزرگان دین عظام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب تفصیل کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔ فقط۔ والسلام مع الاکرام

المستفتی: عبداللطیف قادری رضوی

پلاٹ ۳۵ ڈی بلاک-۶ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸ پاکستان

۵/ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۱/فروری ۱۹۸۱ھ

الجواب:

جائز ہے اور جواز کے لیے یہی بس ہے کہ شرع مطہر سے اس کی ممانعت نہیں۔ جو عدم جواز کا مدعی ہے بار ثبوت اس پر ہے جس سے وہ ہرگز قیامت تک عہدہ برآ نہ ہو سکے گا۔ یہی نہیں بلکہ بلا دلیل محض زور زبان سے ایک امر جائز و معمول اہل سنت کو ناجائز کہہ کر اللہ و رسول پر افترا ان کے حکم سے سرتابی ان کے فرمان واجب الاذعان کی تکذیب کا وبال شدید اس کے سر پر رہے گا۔ افترا یہ کہ اللہ و رسول نے رضی اللہ عنہ کہنا منع نہ فرمایا نہ کسی گروہ کے لیے خاص فرمایا اور یہ ممانعت کا قائل۔ حکم سے سرتابی یہ کہ بے دلیل بزور زبان کسی شے کو حلال و حرام کہنا ممنوع فرمایا گیا۔ قال تعالیٰ:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ (۱)

اور یہ بے دلیل حرام کہنے پر مصر۔ فرمان کی تکذیب یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہیں:

ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن (۲)

جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔ قال تعالیٰ:

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (۳)

اور حضور جسے اچھا فرمائیں یہ اسے ناجائز کہے۔ یہ تکذیب خدا اور سول ہوئی۔ پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''لا تجتمع امتی علی ضلالۃ'' (۴)

یعنی میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔ تو جو کسی معمول اہل سنت کو بے دلیل ناجائز کہتا ہے وہ

---

(۱) سورۃ النحل: ۱۱٦

(۲) المقاصد الحسنۃ للسخاوی، ص ۴۲۲، حدیث نمبر، ۹۵۷، برکات رضا پوربندر گجرات

(۳) سورۃ النجم: ۴۰

(۴) المقاصد الحسنہ، باب حرف اللام الف، حدیث نمبر۔ ۱۲۸٦، ص، ۵۲٦، برکات رضا پوربندر گجرات

امت محمدیہ کو گمراہ کہتا ہے۔ حالانکہ حضور علیہ السلام فرما چکے۔ میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔ یہ خدا ورسول کی تکذیب بالائے تکذیب ہوئی۔ اور یہ طریقۂ سنیہ اہل سنت و جماعت کو چھوڑنا اور خدا اور رسول کی دشمنی مول لینا اور جہنم کی راہ لینا ہے۔ قال تعالیٰ:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (۱)

اور جو اللہ ورسول سے دشمنی کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا اور جہنم میں جھونک دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

پھر قرآن عظیم خود صحابہ اور ان کے جملہ اتباع کو بالعموم بے تخصیص بشارت دے رہا ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ (۲)

تو بزرگان دین کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا قرآن عظیم کی اقتدائے حمید ہے۔ جسے وہابیہ بزور زبان ناجائز وحرام کہتے ہیں تو ان کا یہ طعن اہل سنت پر نہیں بلکہ خدا کی بارگاہ میں اساءت ادب ہے۔ بالجملہ بزرگان دین کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز اور اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تخصیص کا دعویٰ غلط و نامسموع علمائے اسلام اپنی کتب میں تابعین و تبع تابعین کے لیے رضی اللہ عنہم تحریر کرتے آئے ہیں۔

تبیین الحقائق زیلعی میں ہے:

''والفرق لابی حنیفة رضی اللہ عنه'' (۳)

اسی میں ہے:

''وذکر الحاکم ابو محمد روایة عن ابی حنیفة رضی اللہ عنهما'' (۴)

---

(۱) سورة النساء: ۱۱۵

(۲) سورة البینة: ۸

(۳) تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، کتاب الوصایا، باب وصیة الذمی، ج۷، ص ۴۲۱، دار الکتب العلمیة بیروت

(۴) تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، کتاب الخنثی، مسائل شتی، ج۷، ص ۴۴۷، دار الکتب العلمیة بیروت

اسی میں ہے:

''ورضی اللہ تعالیٰ عن اصحاب رسول اللہ وعن التابعین وتابع التابعین لھم باحسان الی یوم الدین''(۱)

بیضاوی میں ہے:

''وعن ابی حنیفة رضی اللہ عنہ''(۲)

حاشیہ میر سید شریف علی الکشاف میں ہے:

''والمشھور من مذھب ابی حنیفة رضی اللہ عنہ واتباعہ''(۳)

ردالمحتار میں ہے:

''قولہ (التستری) امام اعظم رضی اللہ عنہ''(۴)

اسی میں ہے:

''لاسیما الامام الشافعی رضی اللہ عنہ''(۵)

درمختار میں ہے:

''ومما قال فیہ ابن المبارک رضی اللہ عنہ''(۶)

حدیقہ ندیہ میں ہے:

''اتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابة والتابعین وائمة الھدیٰ رضی اللہ عنھم''(۷)

---

(۱) تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، کتاب الفرائض، باب التصحیح فی الفرائض، ج۷، ص۵۱۲، دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) تفسیر بیضاوی، ج۱، ص۱۲، سورۂ فاتحہ، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

(۳) حاشیہ میر سید شریف علی الکشاف

(۴) ردالمحتار، ج۱، المقدمہ، ص۱۴۷، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۵) ردالمحتار، ج۱، ص۱۴۹، المقدمہ، مطلب یجوز تقلید المفضول، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۶) درمختار، ج۱، ص۱۵۷، المقدمہ، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۷) الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة الفصل الثانی فی اقسام البدعة ج۱، ص۳۰۵ مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

نہایۃ الزین میں ہے:

"یجب علی من لم یکن فیہ اھلیۃ الاجتھاد المطلق ان یقلد فی الفرد واحدا من الائمۃ الاربعۃ المشھورین وھم الامام الشافعی والامام ابو حنیفۃ والامام مالک والامام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنھم" (۱)

اسی لیے تنویر و درمختار میں تصریح فرمائی کہ صحابہ و تابعین بزرگان دین وغیرہم کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا جائز ہے۔ وھذا نصہ ویستحب الترضی للصحابۃ وکذا من اختلف نبوتہ والترحم للتابعین ومن بعدھم من العلماء والعباد وسائر الاخیار کذا یجوز عکسہ الترحم للصحابۃ والترضی للتابعین ومن بعدھم علی الراجح (۲)

حدیقۂ ندیہ میں فرمایا:

"ھل یجوز عکسہ؟ فقال بعضھم: لا یجوز بل الترضی مخصوص بالصحابۃ وقال النووی: ھذا غیر صحیح بل الصحیح الذی علیہ الجمھور استحبابہ ودلائلہ اکثر من ان تحصی" (۳)

آخر میں دیوبندیوں کے مستند مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی چند عبارتیں پیش کردینا مناسب۔ تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۲۲ میں ہے: "جس زمانہ میں احقر حضرت مرشدنا مولانا محمد رفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر رہتا تھا (۴)

اسی میں صفحہ ۲۴ / پر ہے:

"اور مقولہ حضرت مجدد الف ثانی قیوم ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (۵)

---

(۱) نہایۃ الزین، ج ۱، ص ۷، شرح خطبہ مطبع دار الفکر بیروت

(۲) درمختار مع تنویر الابصار، ج ۱۰، باب الخنثیٰ، مسائل شتیٰ، ص ۴۸۵، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۳) الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ فصل معنی الصلوۃ لغۃ وشرعا ج ۱، ص ۴۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۴) تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۱۴، مطبع دار الکتاب دیوبند

(۵) تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۴۴، مطبع دار الکتاب دیوبند

صفحہ ۲۵ پر ہے:

"الیٰ آخرہ ماقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (۱)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد الفرد العلم والہ وصحبہ ونجوم الھدیٰ ومصابیح الظلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۵/ ربیع الآخر/ ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفی رضا خاں غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۱۳

غوث پاک اور اعلیٰ حضرت کی توہین حرام ایسی بزموں میں شرکت بھی حرام، ایسوں کو سنیوں کے جلسے میں بلانا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید ایسی بزموں یا جلسوں میں جاکر شریک ہوتا ہے اور نعت ومنقبت پڑھتا ہے کہ جہاں پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو برا کہا جاتا ہے اور ان کی توہین کی جاتی ہے ان کی عظمت کو گھٹایا جاتا ہے لہذا ایسے شاعروں یا نعت خوانوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور پھر وہ شاعر یا نعت خواں یہ بھی چاہتا ہے کہ قادری بزم یا جلسوں میں یا مشاعروں میں بھی اس سے پڑھوایا جائے لہذا اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟۔

(۲) زید حاجی بھی ہے اور افیون بھی استعمال کرتا ہے عمر رسیدہ ہے محفلوں میں نعت ومنقبت بھی پڑھتا ہے اور کلام پاک کی آیات بھی تلاوت کرتا ہے لہذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمیم احمد ڈرائی کلینر، محلہ شیخوپورہ قصبہ بہیڑی ضلع بریلی

---

(۱) تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۴۴، مطبع دار الکتاب دیوبند

الجواب:

(۱) حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی توہین حرام بدکام بدانجام ہے اور ایسی بزم میں شرکت ناجائز وحرام زید اور اس کے امثال پر توبہ لازم ہے۔ ورنہ انہیں شریک بزم کرنا اور ممبر پر بیٹھانا اور نعت پڑھوانا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) افیون کھانا حرام اشد حرام اور اس کا مرتکب فاسق ہے توبہ کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۱۸/ذیقعدہ ۱۴۹۱ھ

مسئلہ-۳۱۴

بعض اولیاء کا طواف کعبہ نے کیا، کرامات اولیاء حق ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(طواف رابعہ بصری کو خود گیا کعبہ) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا خانۂ کعبہ کے طواف کو تشریف لے گئے منازل طے کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرتے ہوئے بوجہ ایام ماہواری حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے قیام کیا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پہلے کعبہ شریف میں پہنچے تو کعبہ اپنے مقام پر نہیں تھا معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ کعبہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے طواف کو گیا ہے۔ یہ واقعہ زید عمرو کو سنا رہا تھا عمرو نے کہا چنڈو خانہ کی خبر ہے دونوں میں جھگڑا ہونے لگا زید نے عمرو سے قطع تعلق کرلیا اس روایت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: معراج الھدی
عثمانی محلہ جالندھری سرائے عبدالقیوم منزل ضلع بدایوں

الجواب:

بعض اولیاء کرام کا طواف خانۂ کعبہ نے کیا اور یہ مستبعد عقلا وشرعا نہیں اور کرامات اولیاء حق ہیں

عمرو اگر ثبوت اس واقعہ کا زید سے مانگتا تو بجا تھا مگر برجستہ اس واقعہ کی تکذیب اسے جائز نہ تھی توبہ کرے اور اگر تکذیب کا مبنی فساد عقیدہ ہے تو عمرو گمراہ ہے اس سے احتراز لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۸/جمادی الآخرۃ/ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ یہ واقعہ ثابت ہے اور اس کا انکار غلط و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۱۵

دربارۂ خلافت شاہ بدیع الدین مدار علیہ الرحمۃ والرضوان!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید حضرت سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت ہو کر نسبت عالیہ مداریہ حاصل کر چکا ہے اسی سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبت صاحب البرکات حضرت شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حاصل فرما کر اپنی نسل میں جاری فرمائی جس کا ثبوت حضرت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر زادہ حضرت ابو الحسن نوری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ مارہروی کی کتاب النور والبہاء فی اسانید الحدیث کے صفحہ ۲۷ ر پر موجود ہے جس میں حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا شجرہ جدی و مرشدی بدیعیہ مداریہ دیا ہے کیا سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نسبتیں و فیوض و برکات حاصل کرنا درست ہے؟۔ عند الشرع جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: فرحت حسین

ساکن پنڈری کھمریا ضلع پیلی بھیت ۲۵ ر فروری ۱۹۷۹ء

الجواب:

النور والبہاء کی زیارت ہوئی اور اس میں سلسلۂ مداریہ کی سند دیکھی مگر یہ سند سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی کی اس نقل کی ہے جو حضرت سیدنا مذکور نے خود سیدنا بدیع الدین مدار علیہ الرحمۃ

کی اور حضرت مدار صاحب کا واقعہ مفصل لکھا اور یہ فرمایا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اخبار صحیحہ سے لکھا ہے دافع نہیں ہوسکتی۔

ممکن کہ سیدنا مدار علیہ الرحمہ نے اس سند میں مذکور صاحبِ سلسلہ کو خلافت اس قرارداد سے پہلے دی ہو۔ اور یہ قرارداد مندرج سبع سنابل شریف بعد میں رونما ہوئی ہو اور صاحب سلسلہ مذکور فی السند کو اصلا معزول نہ فرمایا ہو یا انہیں اپنے عزل کی خبر نہ پہنچی ہو اور جب یہ احتمال قائم تو اس کے ہوتے ہوئے حکایت صریحہ مفسرہ مستندہ دفع نہیں ہوسکتی لہذا محتاطین اگر سلسلہ مداریہ سے انتساب چاہیں تو خانوادہ برکاتیہ میں ایسے شیخ سے بیعت ہوجائیں جو سلسلہ مداریہ میں بیعت کرے ماذون ومجاز سند مذکور ہو پھر یہ ہمیشہ ملحوظ رہے کہ یہ حکم محتاطین کو اس پر خود عمل کیلئے ہے نہ کہ دوسرے کو بہ جبر اس پر عمل کرانے کیلئے لہذا دوسروں سے تعرض نہ کریں اور سبع سنابل کی عبارت کو دوسروں سے الجھنے کا ذریعہ نہ بنائیں اور فتنہ وفساد سے احتراز کریں اور جو مسلک اہل سنت پر قائم اور احکام شرع پر کاربند ہے ان سے محبت سے پیش آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۲۹/ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر تحسین رضا غفرلہ

مسئلہ-۳۱۶

سبع سنابل شریف میں حضرت مدار علیہ الرحمہ کے عدم خلافت کا ذکر مصرح!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کون ہیں اور آپ کو کن سے خرقہ خلافت ملی اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آپکا سلسلہ منسوخ ہے یہ کہاں تک درست ہے؟۔ کیا واقعی آپ کا سلسلہ منسوخ ہے؟۔ اور اگر ہے تو کہاں سے منسوخ ہے؟ برائے کرم مفصل ومدلل جواب باصواب سے مطلع

فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

کیونکہ اس سلسہ میں یہاں آپس ہی میں اختلاف ہو گیا حضور مرشد قبلہ مفتی اعظم ہند کی خدمت بابرکت میں سلام وقدم بوسی عرض فرمادیں جواب جلد عنایت فرمائیں۔ اشد ضرورت ہے۔

المستفتی: ناچیز محمد علیم الدین

مہتمم مدرسہ اہل سنت بحر العلوم درگاہ شاہی محلہ کولار اکرناٹک

الجواب:

سبع سنابل شریف میں مفصل واقعہ تحریر فرمایا ہے (۱) جس سے ظاہر ہوتا کہ سیدنا مدار قدس سرہ نے اپنے سلسلہ کو خود درہم برہم فرمادیا ہے اور آپ کے شیخ کون ہیں اس سلسلہ میں کتابیں بہت مختلف ہیں۔ دو کتابیں بھی متفق نظر نہیں آتیں دیکھئے آئینہ تصوف، مسالک السالکین، وغیرہ اور خلافت کا حال بھی معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-۳۱۷

سلسلۂ نظامیہ جاری ہے، حضرت خواجہ حسن نظامی سجدۂ تعظیمی کے قائل تھے جبکہ یہ اہلسنت کے خلاف ہے!

مکرمی جناب قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم

عرض خدمت یہ ھیکہ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مرحمت فرمائیے گا۔

(۱) کیا حضرت شیخ جمال بانسوری صاحب نے کوئی خلیفہ چھوڑا کیا ان کا سلسلہ جاری ہے یا ختم ہو گیا۔

(۲) کیا سلسلہ نظامیہ جاری ہے؟ اگر ہے تو یہ سلسلہ درست ہے؟

(۳) کیا حضرت خواجہ حسن نظامی حضرت نظام الدین اولیاء دھلوی کے خلیفہ تھے اور کیا وہ سلسلہ

(۱) سبع سنابل شریف، سنبلۂ دوم در بیان پیری و مریدی، ص ۱۴۱ مکتبہ قادریہ لاہور

تھے اگر نہیں تھے تب بھی ان کے ماننے والوں سے ملنا کیسا ہے۔؟
قادریہ یعنی بریلوی میلانات سے متاثر تھے اگر نہیں تھے تب بھی ان کے ماننے والوں سے ملنا کیسا ہے۔؟
خواجہ حسن نظامی نے اور باتوں میں بھی اختلاف کیا ہے مگر معمولات اہل سنت کا قائل ہونا معلوم ہے اور
تفصیل کے لئے ان کی حیات کی کتاب دیکھیں۔

سائل: اختر یار خاں معرفت عبد القادر لنگی مرچنٹ
سبزی منڈی بریلی/ ۲۷/۲ جنوری ۱۹۸۰ء

الجواب:

(۱) شیخ جمال بانسوری کے حالاتِ مندرجہ اخبار الاخیار شریف کے مطالعہ سے کسی امر کا پتہ نہیں چلتا کہ ان کا سلسلہ جاری ہوا یا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں جاری ہوا اور اگر ہنوز اس سلسلہ میں سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط بیعت ہیں تو ان سے یہ سلسلہ اب بھی جاری قرار پائیگا اور ان سے بیعت درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) خلیفہ ہونا مجھے معلوم نہیں اور وہ بندوں کیلئے سجدۂ تعظمی کے جواز کے قائل تھے اور یہ عقیدۂ اہل سنت کے خلاف ہے تو جو بھی اس عقیدہ کا معتقد ہو اس کی صحبت ممنوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۳۱۷

عرف عام میں اہل سنت کو بریلوی کہا جاتا ہے، اہلسنت اور مرتدین کو برابر کرنا خود کو سنیت سے خارج کرنا ہے، غوث اعظم تمام اولیا میں افضل ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) ہمارے گرام میں ایک جلسۂ میلاد النبی مداریہ کی طرف سے ایک شخص کے گھر پر نو بجے رات کو ہوا ۱۸ر مئی کو۔ جس میں ننھے میاں مکن پوری اور کچھ دیگر لوگ اس میں شریک ہوئے۔ دوران جلسہ یہ کہا گیا نہ مانو بریلویوں کی۔ نہ مانو دیوبندیوں کی ڈائریکٹ مکن پور سے تعلق کرو۔ کیا دیوبندی و بریلوی مکن

پور کے ننھے میاں و مسجد پیش امام پنڈری کی نظر میں ایک ہیں۔ کیا حکم ہے شرعی اس غلط بات پر۔

(۲) مکن پور کے ننھے میاں اور ان کے اور لوگ پڑھے لکھے یہاں پر یہ پروپیگنڈہ پھیلاتے ہیں کہ غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا رتبہ مدار صاحب مکن پوری شاہ کے رتبے سے کم ہے۔ غوث اعظم کا رتبہ کم ہے۔ ہم اہل سنت کو ہمارے علماء و پیر صاحبان نے تو یہی بتایا ہے کہ غوث پاک سب ولیوں کے سردار ہیں۔ کیا یہ غلط ہے اور یہ غلط نہیں ہے تو ان لوگوں کے یہ کہنے پر کیا حکم شرعی ہے۔ اس طرح غوث پاک کی شان میں کہتے ہیں۔ فقط!

المستفتی: محمد احمد، کھمریا پنڈری، ضلع پیلی بھیت

الجواب:

(۱) بریلوی عرف عام میں اہل سنت و جماعت کو کہا جاتا ہے۔ خصوصاً جب کہ دیوبندی کے بالمقابل بریلوی بولا جاتا ہے تو سنی ہی مراد ہوتے ہیں۔ از آنجاں یہ کہنا کہ "نہ مانو بریلویوں کی، نہ مانو دیوبندیوں کی" اہل سنت و جماعت اور مرتدین وہابیہ کو ایک برابر کرنا ہے اور خود اپنے کو سنی گروہ سے خارج کرنا ہے۔ قائل پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بے شک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت شہرۂ آفاق اور آپ کی فضیلت پر اولیاء امصار و علمائے اقطار کا ہر زمانہ میں اطباق و اتفاق ہے اور بلا شبہ تمام اولیاء کی گردنوں پر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک بلند ہے اور یہ سیدنا غوث اعظم کی وہ خصوصیت ہے جس کے بیان سے بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر و زبدۃ الآثار وغیرہا کتب علمائے کبار مالا مال ہیں۔ اور اس فضیلت میں کوئی دوسرا آپ کا ہمسر نہیں۔ ولایت سیدنا بدیع الدین مدار قدس سرہ ضرور مسلم۔ مگر غوث پاک افضل ہیں اور جو شہرت سیدنا غوث اعظم کے نام گرامی کو ملی وہ اولیاء میں کسی کو نہ ملی کہ عرب و عجم کی کتابیں ان کے تذکرۂ جمیل سے بھری ہوئی ہیں۔ اور عرب کی کتب میں سیدنا مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں ملتا۔ بالجملہ دونوں اللہ کے ولی ہیں اور مرتبۂ غوث بلند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور جو ان کے مرتبہ کی کمی چاہے کمی اسی کو نصیب۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۹/ جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۳۱۹

استفتاء زید عمر بکر وغیرہ فرضی ناموں سے کرنا چاہیے، مجتہد غیر مجتہد سے افضل ہے! امام اعظم غوث پاک سے اور تمام ائمہ سے افضل ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل سوالات میں۔

(۱) اکثر لوگ استفتاء میں زید عمر طلحہ زبیر زینب ہندہ کے نام لکھتے ہیں۔ مثلاً زید نے زنا کیا، عمر نے کلمۂ کفر بولا، طلحہ نے چوری کی، زبیر اکثر جھوٹ بولتا ہے۔ زینب کا فلاں سے ناجائز تعلق ہوگیا۔ ہندہ نے شراب پی۔ الحاصل یہ نام صحابہ وصحابیات کے ہیں اور کوئی سوال ایسا نہ ہوا ہوگا کہ کوئی بدفعلی یا بدکرداری کی نسبت ان مقدس ناموں سے نہ کی گئی ہو اور لطف کی بات یہ کہ سنی علماء بھی ان باتوں سے منع نہیں فرماتے کہ مسائل سے آگاہ کریں کہ سوال میں آئندہ ان ناموں سے سوال نہ کرنا۔ کیا یہ صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی توہین نہیں؟

(۲) حضور غوث اعظم وحضور امام اعظم میں علم وفضل اور ولایت وبزرگی میں کیا فرق ہے؟ کچھ کہتے ہیں کہ حضور امام اعظم، غوث پاک سے ہزاروں درجے بڑھ کر ہیں۔ کچھ کہتے ہیں غوث پاک امام اعظم سے ولایت میں بہت بڑے ہیں۔ لہٰذا صاف واضح طور پر تحریر فرمائیں کہ کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔

المستفتی: محمد فاروق رضوی ومحمد عثمان رضوی

سیتاواڑھ جام نگر

الجواب:

(۱) ہر شخص جانتا ہے کہ زید وعمرو بکر ہندہ عرف عام میں فرضی نام ہیں۔ جنہیں استفتاء میں بطور پردہ پوشی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان ناموں سے صحابۂ کرام کی ذوات مقصود نہیں ہوتی ہیں۔ انہیں اس توہین سے کیا علاقہ اور طلحہ وزبیر وزینب کا استعمال کہیں نہ سناہاں اور اگر کہیں استعمال ہوا ہو تو وہ بھی اسی عرف پر محمول ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ بحث کہیں نظر سے نہ گزری۔ اظہر یہی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور غوث اعظم سے افضل ہیں۔ کہ امام اعظم امام المجتہدین ہیں اور مجتہدین غیر مجتہد سے افضل تو امام اعظم بدرجۂ اولیٰ

غوث پاک سے افضل۔ کہ غوث اعظم امام احمد ابن حنبل کے مقلد ہیں اور ہمارے امام ان سے اور سب ائمہ سے افضل و اعظم و اکبر ہیں۔ اسی لئے آپ کا لقب امام اعظم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲/رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۲۰

حضرت شاہ مدار علیہ الرحمہ بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے، "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کل اولیاء کے حق میں ہے، کرامات اولیاء برحق ہے!

مخدوم مکرم ۔۔۔ جناب مولینا صاحب السلام علیکم
واضح ہو کہ نااہل شرع جناب سے کچھ معلومات دینی حاصل کرنا چاہتا ہے مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔ سوالات درج ذیل ہیں:

(۱) ولایت میں حضرت مدار علیہ الرحمہ کا کیا مقام یا درجات ہیں؟۔

(۲) سیدنا غوث اعظم کا یہ فرمان ہے کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے؟ کیا یہ فرمان سبھی اولیاء کرام پر لازم ہے یا لاگو ہوتا ہے؟

(۳) آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض بزرگوں نے سلسلہ مداریہ کے سوخت ہونے کی خبر دی ہے تو آپ کرم کر کے یہ تحریر فرمائیں کہ یہ بات کون سی کتابوں اور کن بزرگوں کے قول سے ثابت ہے؟

(۴) جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کس سلسلہ کے تھے؟

(۵) میں نے روحانیت کے تاجدار مصنفہ صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی صاحب کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو غنودگی کی حالت میں دیگر بزرگوں کے ساتھ حضرت مدار

صاحب نے بھی ان کو خرقۂ خلافت عطا کیا اس کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے۔ تحریر فرمائیں۔
شمس الدین خاں ماسٹر
موضع ذین پور پوسٹ ٹھٹیا ضلع فرخ آباد

الجواب:

(۱) سیدنا حضرت شاہ مدار علیہ الرحمۃ بڑے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں یہ فرمان تمام اولیاء کے حق میں ہے اسی سے آپ غوث اعظم اور شاہ مدار علیہ الرحمۃ کا مرتبہ پہچانیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۳) حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے سبع سنابل شریف میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۴) غالبا چشتی تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) کرامات اولیاء برحق ہیں ایسا ہونا بھی بعید نہیں۔ اور اگر کسی مستند و معتمد ذریعہ سے ثابت ہے تو بلا شبہہ واقع مانا جائے گا۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔ اور حضرت شیخ محقق عبد الحق علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار شریف میں ذکر فرمایا ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں از ہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم/ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۲۱

حسن رسول نما رسول پاک کا دیدار کراتے تھے، کیا یہ واقعہ صحیح ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

حسن رسول نما ایسے بزرگ تھے جو دہلی میں مختار کائنات کا دیدار کرادیتے تھے اپنی بیوی کو بھی دیدار کرادیا جس کو ایسے انداز سے پیش کیا کہ عوام بھی اچھی طرح سمجھ لیں مگر ہمارے ایک مولانا صاحب اسے غلط سمجھتے ہیں جس کا حوالہ مرأۃ الاصول فی حب الرسول سے دیا۔ حضرت نے اپنے وعظ میں فرمایا:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق تھا کہ یہ مقام نہ کسی پیغمبر کو نہ کسی مقرب فرشتہ کو اللہ نے دیا صرف اپنے حبیب کو دیا۔جس پر ایک واقعہ ارشاد فرمایا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد نبوی میں دیکھا۔سرکار معکوس نظر آئے۔ام المؤمنین نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔تو کون ہے کہا میں عائشہ ہوں۔کہا عائشہ کون جواب دیا بنت صدیق اکبر کہا صدیق کون جواب دیا خسر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا محمد کون عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے ہٹ گئیں کچھ دیر کے بعد اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرۂ اقدس میں تشریف لائے۔عائشہ صدیقہ نے عرض کیا سرکار میں نے آپ کو معکوس پایا آپ نے مجھ کو نہ پہچانا میرے والد کو بلکہ اپنے آپ کو نہ پہچانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہاں عائشہ مجھے میرے رب کے ساتھ ایک وقت ایسا ہے نہ یہ مقام میرے رب نے کسی پیغمبر کو دیا ہے نہ کسی مقرب فرشتہ کو۔اس کا حوالہ حضرت نے ایک تو تفسیر ابو اللیث کا دیا ہے اور دوسرا حوالہ آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے ارشاد الطالبین ص ۲۰ تصوف کا باب ہے۔اور یہ کتابیں پیر محمد شان رحمۃ اللہ علیہ احمد آباد کتب خانہ میں موجود ہیں۔مگر آپ کے قلم سے اس بات کی تصدیق ہو جائے تو ہم سنیوں کے بیچ میں جو نا اتفاقی پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو جائے۔فقط والسلام

المستفتی: عبد الغفور مولوی غلام نبی

الجواب:

ہاں یہ واقعہ ارشاد الطالبین میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۱۵ جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۲۲

سلسلہ مداریہ کی تحقیق!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید خاندان مداریہ سے بیعت ہے جس کی وجہ سے دل میں لوٹ پوٹ ہے صاف صاف لکھیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہے اس میں مرید ہونا ٹھیک ہے یا کیا ہے؟ فقط!

المستفتی: علاؤالدین عرف ننھا
قصبہ پوٹہ کلاں ضلع پیلی بھیت

الجواب:

یہ بات مداریہ کے ذمہ ہے وہ ثابت کریں کہ سبع سنابل شریف میں مندرج وہ ارشاد ہدایت بنیاد سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کی نسبت، بے بنیاد ہے یہ عجیب منطق الطیر ہے کہ مدعِی اتصال، کتب مستندہ معتمدہ سے صاف صاف اتصالِ بے شبہ کی سند نہ لائے اور مانع سے دلیل طلب کرے۔ دلیل اتصال میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ''النور والبھاء'' میں سلسلہ مذکورہ کی سند تحریر ہے۔ یہ ہم پر حجت نہیں نہ سبع سنابل شریف میں درج اس ارشاد سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کی دافع کہ یہاں مطلوب اتصالِ صریح کی تصریح اور سند میں مثل سند حسن بصری ورتن ہندی ترک کا احتمال موجود اور محتمل سے استدلال باطل ہے یوں ہی بابا کپور مجذوب کی بابت جو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا:

''وانتساب او در سلوک وسلسلہ شاہ مدار بود'' (۱)

محل نزاع میں محتمل اور اتصال میں غیر صریح۔

اور ہم کو نہیں مطلوب بجز صریح تصریح پھر یہ کہ یہی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ ربہ القوی تذکرہ سیدنا مدار علیہ رحمۃ ربہ الغفار میں فرماتے ہیں:

''وبعضے چیزہائے دیگر گویند کہ اصلے ندارد واز دائرۂ شریعت وطریقت خارج است'' (۲)

اب مداریہ بتائیں کہ شیخ محقق کی اس عبارت سے قطع نظر کیوں جائز ہوا؟ اور وہ عبارت بابت کپور مجذوب کیوں قابل استناد ٹھہری؟ اور اگر تحکم کی نہ ٹھہرائی ہو تو اپنے ہی مستند شیخ مذکور کی لائی عبارت

(۱) اخبار الاخیار، ص ۲۹۱، مطبع مکتبہ مجتبائی دہلی
(۲) اخبار الاخیار، ص ۱۶۴، مطبع مکتبہ مجتبائی دہلی

کو آنکھوں کے سامنے رکھ کے یہ بتائیں کہ وہ بعض جن کی نسبت یہ شیخ فرمار ہے ہیں:

''بعض چیز ہائے دیگر گویند اصلے ندارد'' الخ

ان سے جو سلسلہ چلا وہ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج ہو کر منقطع ہوا یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں، تو ان سے کلام نہیں کہ بقولِ شیخ، شریعت وطریقت سے خارج ہوں گے۔اور اگر منقطع مانیں تو اب یہ بتانا ضرور کہ وہ بعض کون ہیں جن کا سلسلہ منقطع ہے اور وہ کون ہیں جن کا سلسلہ منقطع نہیں۔اور یہ کہ یہ تفصیل وتمیز کون سے مستند ومعتمد طریقے سے حاصل ہوئی اور اگر یہ تفصیل وتمیز نہ ہو سکے تو شیخ کی عبارت میں ''بعض'' نامشخص اور جب وہ بعض نامشخص تو ہر فرد اس بعض کا مصداق ہوسکتا ہے اور اس وجہ سے انقطاع کا احتمال ہر فرد کے سلسلہ میں شائع اور اس طرح یہ عبارتِ شیخِ ممدوح، سبع سنابل میں جو مندرج ہوا اس کی مؤید ہے۔پھر یہ امر کوئی ضروریات دین سے نہیں نہ کسی طرح امور مہمہ سے ہے لہٰذا ہماری تلقین لوگوں کو یہ ہے کہ اس پر مدار یہ سے نہ الجھیں اور سلسلہ کے سوخت یا غیر سوخت ہونے کا تذکرہ ان سے نہ چھیڑیں اور مدار یہ کو بھی نہ چاہئے کہ خواہی نخواہی ان لوگوں سے زبردستی اپنے سلسلہ کی بابت وہ بات کہلوائیں جو ایک بزرگ کی تکذیب پر مشتمل ہو۔اگر وہ اپنے سلسلہ کو سوخت نہیں سمجھتے تو ہماری طرف سے ان پر کوئی جبر نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

□□□

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔(۱)

[متعلقہ]

علمائے کرام

(۱) فاطر:۲۸/کنزالایمان

متعلقہ علمائے کرام

مسئلہ-۳۲۳

یہ کہنا کہ ''اعلیٰ حضرت میرے لیے کوئی نبی، رسول، مجتہد یا مجدد نہیں ہیں'' یہ لہجہ ضرور اہانت آمیز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک مولوی صاحب ہمارے یہاں تیجہ میں تشریف لائے تھے ایک صاحب سے کسی مسئلہ پر ان کی گفتگو ہوئی ان صاحب نے حضور اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ بیان کیا اس پر مولوی صاحب مذکور نے یہ کہہ کر کہ اعلیحضرت میرے لئے کوئی نبی رسول مجتہد یا مجدد نہیں ہیں۔ مسئلہ کے ماننے سے انکار کر دیا۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت حقہ کا کیا حکم ہے کیا ایک عالم کی شان میں گستاخی کے مترادف نہ ہوگا۔

الجواب:

یہ لہجہ ضرور اہانت آمیز ہے اور وہ کلام جو مسئلہ کے جواب میں کہا ضرور بے محل اور اس مسئلہ کا انکار چاہنا ہوس خام۔ وہ صاحب اگر ذی علم تھے تو انہیں وجہ معقول و مقبول بیان کرنا چاہیے تھا اس کے بجائے وہ کچھ کہنا ان کے عجز کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۳۲۴

''مولویوں نے نماز پڑھا کر قوم کو بزدل بنا دیا ہے'' کہنا کیسا؟

بخدمت: جناب مفتی حکیم مولوی الحاج قبلہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی

دارالافتاء بریلی شریف! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد قدم بوسی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) چند سال پہلے وہابیوں کا اجتماع ہوا جس میں تقریر ہو رہی تھی ایک فقرہ یہ کہہ رہا تھا کہ بھائیو نماز کی تبلیغ کی تحریک ہماری منزل کی ابتدا ہے بھائیوں نماز پڑھا کر وتم نماز پڑھو گے تو حضور کی آنکھوں میں ٹھنڈک پہنچے گی صبح زید جس جگہ بیٹھ کر اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا وہاں چند وہابی اور ان کے ساتھ نوجوان اور کم عمر لڑکے بھی تھے زید نے ان کو دیکھ کر وہاں پر موجود لوگوں کو بتایا کہ ان کمینوں کے نام نہاد مولوی جو قوم کے دشمن ہیں مولوی نے نماز پڑھا کر قوم کو بزدل بنا دیا ہے کیا اس جملے میں زید پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے کہ زید نے مولویوں کے بارے میں یہ جملہ ادا کیا کہ ان مولویوں نے نماز پڑھا کر قوم کو بزدل بنا دیا ہے حضور کرم فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔

(۲) زید نے کہا کہ ہمارے مذہب میں نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، جلوس وجلسہ اور اعراس اولیا سب جائز ہیں جن سے قوم میں ایک جوش وہمت پیدا ہوتی ہے سارے شعائر اسلام حرام کر دئے ایک نماز رہ گئی وہ بھی منھ پر ماردی جائے گی اسی طرح رات کو من گھڑت حدیث بیان کر رہا تھا کہ بھائیوں! نماز پڑھا کرو تم نماز پڑھو گے تو حضور کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی۔ حضور نے فرمایا ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ جبکہ صحیح حدیث پاک یہی ہے کہ حضور اسی چادر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں کہ جس پر ہماری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آرام فرما ہیں جس پر کافی رات ہو جاتی ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے پائے مبارک میں ورم دیکھ کر فرماتی ہیں یا رسول اللہ آپ کے اگلے پچھلے معاف ہیں آپ اتنی نماز کیوں پڑھتے ہیں جس سے پیروں میں ورم آجاتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانوئے مبارک پر ہاتھ مار کر یہ فرمایا کہ عائشہ کیا اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور نماز کیوں نہ پڑھوں نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے حضور نے اپنی نماز اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتائی ہے یہ چودہویں صدی کا ملا جہنمی اپنی نماز کو حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بتا رہا ہے کیا اس جملہ سے زید پر یہ جرم آتا ہے کہ زید نے حدیث کریمہ کو من گھڑت کہہ دیا ہے کہ کچھ لوگوں

نے اس پر زید کو کافر کہا اور رسوا کیا اور سلام وکلام بند کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی سلام وکلام کرنے سے منع فرماتے ہیں حضور کرم فرما کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔ نوازش وکرم ہوگا۔

المستفتی: خادم، کاظم حسین ہاشمی برکاتی قادری

معرفت سرائے چکی والے، محلہ نارو بھاسکر، جالون

الجواب:

(۱) زید کو وہ جملہ نہیں کہنا چاہیے تھا اس کا ظاہر بہت سخت ہے مگر زید کی مراد ظاہر ہے وہ تقبیح و تشنیع وہابیہ ہے وہ وہابیہ دیوبندیہ ہیں اور ان کا ایک گروہ نماز وکلمہ کے ذریعہ عوام اہل سنت کو فریب دینے اور گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے زید کی اگر مراد یہی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ نماز کی اہانت نہیں کر رہا ہے بلکہ وہابیہ کا فریب بتانا مقصود ہے مگر اس کا طریقہ ضرور بھونڈا ہے جس سے زید پر توبہ ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ حدیث من گڑھت نہیں ہے، بیان کرنے والے نے ضرور مختلف طرز پر بیان کی، حدیث میں یوں ہے کہ:

"جعلت قرة عيني في الصلاة"(۱)

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جس سے نماز کی اہمیت سمجھانا مقصود ہے اور زید کی توجیہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۷ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

---

(۱) كنز العمال، حديث ۱۸۹۷۱، ۱۸۹۰۹، ۱۸۹۰۸، ج۷، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في فضائل الصلاة ص ۱۲۱، ۱۱۷، مطبع دار الكتب العلمية بيروت / المقاصد الحسنة باب حرف الحاء المهملة ص ۲۱۱، مطبع بركات رضا پوربندر گجرات / مشكوة المصابيح، ص ۴۴۹، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث، مطبع مجلس بركات، مبارکپور اعظم گڑھ

مسئلہ-۳۲۵

مقررہ تنخواہ میں کمی جائز نہیں، علمائے کرام کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم!

علمائے دین کیا ارشاد فرماتے ہیں مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) صدر انجمن نے امام کا ماہانہ تنخواہ تین سو روپیہ مع خورد ونوش کے بھرے مجمع میں اور مسجد میں اعلان کیا اور دیتے رہے مگر اب تقریباً دس ماہ سے روک ڈالے اب کہتے ہیں دو سو روپے ماہانہ کو کہا، یہ وعدہ وعید شرعاً درست ہے: {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ} (سورۂ مائدہ-۱) آیت کریمہ کے خلاف ہوا یا نہیں؟

(۲) گذشتہ سال عید الفطر کا چاند دیکھنے اور نہ دکھائی دینے پر اختلاف رہا اسی پر زید نے بانگ دہل بلند آواز میں مفتی اور علمائے دین کی مادر پدر کی گالیاں بکنا شروع کر دیا حد تو یہ ہے کہ کہتا ہے کہ ان سب کو جمع کر کے ان کی داڑھیوں کو اکھاڑ کر انکی نانی اور ماں کے اندام نہانی میں ڈال دو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایسا کفری کلام شعار اسلام؟ انبیاء علیہم السلام نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بکنا کیا درست ہے؟

(۳) ایک نام نہاد مولوی کبھی کبھی امامت کرتے ہیں بابری مسجد کے متعلق کہتے ہیں کہ "مسلمان بادشاہ نے مندر کو توڑ کر مسجد بنائے تھے اب اگر ہندو مسجد پر قابض ہو گئے تو یہ ہوتا ہے" ایسا خیال مسجد کے بارے میں رکھنے والا کیسا ہے؟

(۴) اسی مفتری نے کافر کی میت میں شرکت کی یہاں تک کہ مرگھٹ بھی گیا ایسے مفتری بدمذہب کی تحسین کرنے والے کی اتباع کرنی چاہیے؟

(۵) امام کچھ شیرینی بتاشے رکھے تھے بکر نے کہا مجھے دو، امام نے کہا یہ اب چھوٹے بچوں کے لئے ہیں بڑوں کو تو مل چکا ہے تو بکر نے کہا ہم بھی تو اللہ کے بیٹے ہیں بچے ہیں اب دو، امام نے بکر کے اس کفری جملے پر متنبہ کیا بکر! ایسا کلمہ بولنا کفر ہے تو بکر نے کہا کہ چھوڑو ہنسی میں کہا گیا۔

المستفتی: ایم۔ایم۔علی قریشی
مقام و پوسٹ ضلع سرگوجہ

الجواب:

(۱) اگر یہ عقد صراحۃً سال بھر کیلئے ہوا یا صراحۃً مدت بیان نہ ہوئی مگر عرف یہی ہے کہ امام وغیرہ کو

سال دو سال یا اس سے زائد کے لئے مقرر کرتے ہیں جو طے ہوا وہ دینا لازم ہے اور تمامی مدت سے پہلے بلاوجہ اس سے نہ پھرے اور نیا عقد کرنے سے پہلے بے وجہ شرعی کسی کو اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) گالی بکنا حرام ہے حدیث میں ہے:

''سباب المسلم فسوق''(۱)

مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور علمائے کرام کی شان میں گستاخی کفر ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

''الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر''(۲)

اس شخص پر بر تقدیر صدق سوال توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح جبکہ بیوی رکھتا ہو فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہ سخت بدخواہ مسلمین ہے اور بے ثبوت شرعی الزام لگانا اور جو مشرکین کے افتراء کو دہراتا ہے اور ان کے فعل شنیع کی توثیق کرتا ہے وہ توبہ کرے ورنہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس پر اس فعل بد سے توبہ، تجدید ایمان وغیرہ فرض ہے اور وہ امامت وغیرہ کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ہنسی مذاق کفر بکنے کا عذر نہیں۔ قال تعالیٰ:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ(۳)

جس نے وہ کفری جملہ کہا اسلام سے خارج ہو گیا نئے سرے سے توبہ وتجدید ایمان کرے، داخل اسلام ہو اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸ ر شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

---

(۱) الصحیح لمسلم، ج ۱، ص ۵۸، کتاب الایمان باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق، مطبع مجلس برکات

(۲) الاشباہ والنظائر، ج ۲، ص ۸۷، کتاب السیر، باب الردۃ، مطبع زکریز بکڈپو سہارنپور

(۳) سورۃ التوبۃ: ۶۵

مسئلہ-۳۲۶

کسی سنی عالم دین کو گالی دینا اور دلوانا کیسا؟ بدگمانی حرام اس کا مرتکب گنہ گار ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جو شخص کسی سنی عالم دین کو گالی دلوائے اور دے تو دینے والے اور دلوانے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

(۲) کسی دیندار آدمی پر جبکہ وہ سنی ہے اور کوئی سنی ہی دیندار بدگمانی کرے کہ اس نے ایسا کام نہیں کیا یہ اس دیندار شخص نے کرایا ہے کسی سنی دیندار کو کسی سنی دیندار پر بدگمانی کر کے الزام لگانا جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ قطعی اس فعل کا مرتکب نہیں تو اس سنی دیندار کو جو بدگمانی کر کے الزام لگا رہا ہے اس کو دیندار خیال کرنا درست ہے کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دیندار ہوتا تو ایک سنی دیندار پر الزام ہی نہ لگاتا۔ جبکہ مومن کو مومن کی بات پر اطمینان کرنا چاہئے۔ چاہے وہ کذب ہی کہہ رہا ہو۔ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد یونس رضا خاں قادری، خادم جامعہ عربیہ مظہر اسلام، گرسہائے گنج

الجواب:

(۱) سخت گناہ گار ہیں۔ توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بدگمانی حرام ہے اور اس کا مرتکب گناہ گار ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۳۰/ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-۳۲۷

ضروری دینی کا منکر کافر ہے، علماء کی بات کو نئی بات کہنے والے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

(۱) جو شخص یہ کہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ دنیا ہی میں ہو جاتا ہے مرنے کے بعد کچھ نہیں، سب باتیں صرف کہنے کی ہیں جس کا عقیدہ ایسا ہو وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

(۲) زید کا کہنا ہے کہ جتنے مولوی آتے ہیں وہ نئے نئے قانون نکالتے ہیں ابھی تک اردو کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور اب اردو کا خطبہ پڑھنا بالکل بند کر دیا۔ عربی میں ہم کیا سمجھیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اردو کا خطبہ کیسا ہے پڑھنا چاہئے یا نہیں اور وہ یہی کہتا ہے کہ جس نے یہ لکھا وہ مولوی عالم نہیں ہوں گے جواب سے نوازیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط

المستفتی: محمد سلیمان رضوی، امام مسجد راجپور کلاں ڈاکخانہ خاص، بریلی شریف

الجواب:

(۱) مرنے کے بعد زندہ ہونا اور اعمال کا حساب اور جزا وسزا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ضروری دینی کا منکر کافر ہے وہ شخص تجدید ایمان کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ شخص علماء کی توہین اور ان پر بہتان کا مرتکب ہے۔ علماء جو کچھ بتاتے ہیں وہ اللہ ورسول کا حکم ہوتا ہے اسے نئی بات کہنا مستلزم کفر ہے اور خطبہ خالص عربی میں ہر زمانے میں مسلمانوں کا معمول رہا ہے لہٰذا اس میں دوسری زبان ملانا مکروہ ہے اور عدم فہم کا عذر بیجا ہے اس عذر سے کیا نماز بھی اردو میں پڑھی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۲۸

جو لوگ بے وجہ شرعی عالم کو مطعون کریں سخت گنہ گار ہیں!

علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک عالم سنی صحیح العقیدہ ہیں انہوں نے ایک محلہ کی مسجد میں تقریبا ۲۲/سال امامت کی اب

وہاں سے کسی مجبوری کے تحت امامت چھوڑ دی ہے تو اب وہاں کے کچھ لوگ یہ طعنہ زنی مولوی کے متعلق کرتے ہیں کہ دیکھئے یہ مولوی یہاں آئے تھے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اب یہاں رہ کر خرچ کر لئے، مکان خرید لیا، سب کچھ ہو گیا اس دوران میں مولوی صاحب کے مکان پر چوری ہو گئی تو لوگ بہت طعنہ زنی کرنے لگے کہ دیکھئے مولوی صاحب نے امامت جو چھوڑ دی تو ان کے گھر میں چوری ہو گئی ایک صاحب بولے کہ مولوی صاحب سے جب ہم نے کہا کہ آپ اسی مسجد میں قرآن شریف رمضان شریف میں پڑھیں تو انکار کر دیا اس لئے مولوی صاحب کے گھر میں چوری ہو گئی۔ از راہ کرم آگاہ فرمایا جائے کہ اس طرح کی طعنہ زنی کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

عبد المجید، پیلی بھیت

الجواب:

جو لوگ بے وجہ شرعی مولوی صاحب کو مطعون کر رہے ہیں، سخت گنہ گار، ظالم، جفا کار، حق اللہ و حق العبد میں گرفتار ہیں۔ ان پر توبہ لازم ہے اور مولوی صاحب سے معافی چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰/ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ-۳۲۹

علمائے اہل سنت کی توہین و تذلیل کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ہذا میں:

۱۲/ربیع الاول شریف کی شب میں ایک جگہ میلاد پاک کی محفل ہو رہی تھی کچھ دوری پر ایک جگہ اور بھی میلاد شریف کا اہتمام ہو رہا تھا جہاں پر ایک مولانا صاحب میلاد شریف پڑھنے آئے تھے پہلی جگہ والوں کا خیال تھا کہ جب مولانا صاحب اپنی تقریر شروع کریں گے تو ہم لوگ اپنی محفل ختم کر دیں گے مولانا صاحب کھانے سے فارغ ہو کر اسٹیج پر تشریف لائے اور کہا کہ ایک وقت میں دو جگہ میلاد شریف ہونا حرام ہے اور یہ لوگ جو میلاد شریف پڑھ رہے ہیں یہ شیطانی جماعت ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے

اور دوسرے محلہ میں جا کر تقریر کرنے لگے موصوف کی تقریر کیا تھی پوری رات ان میلاد خواں لوگوں کے لئے، اپنے معتقدین ومریدین کے لئے بددعا کرتے رہے اور صبح پھر اس مقام پر آئے جہاں پر حرام کا فتویٰ دے گئے تھے وہاں بھی جی بھر کر گالیاں دیں یہاں تک کہ اس خاندان میں ایک عالم ہیں جو دار العلوم گلشن مدینہ پرتاپ گڑھ کے ناظم ہیں ان کو بھی اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور ذاتیات پر حملہ کیا اور یہی نہیں مسلمانوں کی کوئی بھی برادری ان کے نشانہ سے محفوظ نہیں۔

مولانا موصوف اپنے کو حضرت علامہ مولانا سید شاہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا خلیفہ بھی کہلاتے ہیں اور ساتھ ہی اکابرین اہل سنت کی توہین وتذلیل بھی کرتے ہیں خصوصا حضور مجاہد ملت رئیس اڑیسہ علیہ الرحمہ وحضرت علامہ نظامی صاحب قبلہ وغیرہ کو کئی بار بھرے مجمع میں بُرا بھلا کہا۔ موصوف پیری مریدی وتقریر کے علاوہ دوکانداری کا بھی شغل رکھتے ہیں جہاں پر ان کی عدم موجودگی میں ان کی اہلیہ محترمہ دوکان پر بیٹھ کر سامان فروخت کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں علمائے دین کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

(۱) ایک جگہ پر دو محفل میلاد شریف ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ کیا از روئے شریعت دو محفلیں حرام ہیں؟ اگر نہیں تو حرام بتانے والے مفتی کا کیا حکم ہے؟

(۲) سنی عوام یا سنی عالم چاہے وہ کسی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں ان کی ذاتیات پر حملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ذاتیات پر حملہ کرنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) مولانا موصوف نے جو اپنے مریدین ومعتقدین کو لے کر بددعا کی کیا ان کا یہ فعل شرعا محترم ہے؟ اگر نہیں تو ان تمام لوگوں کا کیا حکم جو ان کی بددعا میں آمین کہہ رہے تھے؟

(۴) ایسا پیر جس کی بیوی بے پردہ دوکانداری کرتی ہو کیا ایسے پیر سے مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کیا ان کے مریدوں کی مریدی برقرار رہی؟

(۵) علمائے حق اہل سنت کی توہین وتذلیل کرنا کیسا ہے؟ مندرجہ بالا الزامات کی روشنی میں مولانا موصوف کو کیا کرنا چاہئے؟ بینوا توجروا

المستفتیان: ادریس احمد حبیبی وعبد القیوم حبیبی وغیرہ
کچھی گنج، بازار، ضلع پرتاپ گڑھ، یوپی

الجواب:

(۱،۲) اس شخص نے غلط مسئلہ بتایا اور بحکم حدیث مستحق لعنت ہوا۔ توبہ کرے اور علماء کی بدگوئی سے بھی رجوع کرے بلکہ جس جس کو بیجا برا کہا ان کی بدگوئی سے توبہ کرے اور ان سب سے معافی چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سب گناہ گار مستحق نار۔ سب پر توبہ فرض۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر وہ مقدور بھر منع نہیں کرتا تو فاسق ہے اور فاسق کو پیر بنانا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حرام بدکام بدانجام۔ بلکہ بقول علمائے اعلام کفر ہے۔ اشباہ میں ہے:

''الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر''(۱)

توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۷؍ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۳۳۰

علماء کی توہین کرنے والے کا شرعی حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے مسجد پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کو روکا اور فاسق و فاجر، جوا، شراب، چوری کرنے والے، زنا کرنے والے، مسجد کی رقم علی الاعلان کھا جانے والے، علمائے کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے والے اور مسجد کے امام کو غلام کی طرح رکھ کر کام لینے والے منتظمین نے زید کے ساتھ زید کی

---

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر، ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

حق گوئی پر کافی بدتمیزیاں کیں جس کی وجہ سے زید نے ان بدمعاشوں سے ٹکرانا شرمندہ ہونے کی وجہ سے مناسب نہ سمجھا اور اپنے ارادہ کو کمزور ہونے کی وجہ سے ملتوی کردیا۔ جس پر ان ظالموں نے جشن فتح منائی اور کچھ دنیا دار علماء کو بلا کر جشن فتح کی کامیابی پر تقریر کروا کر دعا کرائی آج پھر وہی فاسقین مسجد کی بے حرمتی کرتے نظر آرہے ہیں۔ ایسی کمیٹی اور ایسے علما جو ایسی کمیٹی کا ساتھ دیں اور جشن فتح منائیں شریعت کا ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ برائے کرم جواب عطا فرمائیں

المستفتیان: انجمن خدام مسلمین، کانپور

الجواب:

برتقدیر صدق سوال وہ لوگ اشد گناہگار مستوجب نار حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہیں۔ ان پر توبہ لازم ہے اور علماء کی توہین شرعا کفر ہے۔ اشباہ میں ہے:

''الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر''(۱)

لہٰذا تجدید ایمان بھی کریں اور جو لوگ دانستہ ان کا ساتھ دے رہے ہیں وہ بھی سخت گناہگار ہیں ان پر بھی توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۳ ررمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۳۳۱

''سنی مولوی ماحول خراب کیے ہوئے ہیں'' کہنا کیسا؟ ''سب نائب رسول غدار ہیں'' کہنے کا حکم، کسی عورت یا مرد پر کوئی پیر، بابا، یا ولی، شہید وغیرہ آتے ہیں یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید نے کہا کہ سنی مولوی ماحول خراب کئے ہوئے ہیں۔ سب مولوی جو نئے ہیں، سب نائب رسول غدار ہیں۔ زید پر مندرجہ بالا جملوں کی وجہ سے کیا حکم وارد ہوتا ہے؟ برائے کرم حضور اپنے محققانہ قلم

---

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

سے مدلل حکم بیان فرمائیں۔ بندہ پروری ہوگی۔

(۲) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں عورت پر شہید بابا آتے ہیں کسی مرد پر پیر بابا آتے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت سی خبریں دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے فاتحہ کرو۔ آیا عندالشرع ایسا ممکن ہے؟ اور کیا کسی پر کسی بزرگ کی سواری آسکتی ہے؟ ایک دن ایک امام صاحب نے ایک شخص کے پیروں پر حلوا تھوپا اور پھر اسے زبان سے چاٹا جس کے پیر پر حلوا تھوپا تھا اس پر شہید بابا آئے ہوئے تھے۔ ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا قبل از توبہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ اس سلسلہ میں راہ راست دکھلائیں۔ فقط!

المستفتی: ناصرالدین پانڈے، حویلی مدنپورہ، بنارس

الجواب:

(۱) علماء کی توہین کفر ہے۔ اشباہ میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر"(۱)

اس شخص نے ان کلمات سے علماء کی توہین کی اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ خیالات واوہام عوام ہیں ان پر اعتماد جائز نہیں اور اس امام کا وہ فعل بہت بد ہے اس پر توبہ لازم ہے جب تک توبہ نہ کرے، اسے امام نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۸ رصفر المظفر ۱۴۰۷ھ

مسئلہ-۳۳۲

علماء کی اہانت حرام بدکام بدانجام ہے، "مولویوں کی الٹی بھی سیدھی اور سیدھی بھی الٹی" کہنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

دوہنا اسٹیشن سے دکھن جانب ایک کنجی کا درخت ہے اس میں کچھ لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے اس چیز کے متعلق ناجائز اور حرام کا فتویٰ جاچکا ہے جن کو عام مسلمانوں نے تسلیم کرلیا ہے مگر دوہنا کے عمرو اور بکر وغیرہ حضرات نے اس فتوے سے انکار کردیا اور بدزبانی فحش کلامی مولوی صاحبان کے حق میں شروع کیا اور کہتا ہے کہ آج کل کے مولویوں نے اسلام کوڈبودیا ہے مولویوں کی الٹی بھی سیدھی اور سیدھی بھی الٹی اور حرام بھی حلال اور حلال بھی حرام ہے۔ حدیث اور قرآن کی باتوں کو ہم لوگ تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ نیاز وفاتحہ جیسی انمول چیز کو ناجائز قرار دے دئے لہٰذا ایسے نام ونہاد ڈھونگی مولوی اور مسلمانوں پر جو کہ حدیث اور قرآن کا انکار کرجائے اور مولویوں کی شان میں گستاخی بُرا بھلا کہہ کر کیچڑ اچھالے، شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔ عین کرم ہوگا!

المستفتی: ندیم اللہ

موضع دوہنا، پوسٹ بھوجی پورہ، بریلی، یوپی

الجواب:

علماء کی اہانت حرام بدکام بدانجام بلکہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ کفر ہے۔ اشباہ میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر"(۱)

اور یہ کہنا کہ ہم حدیث اور قرآن کی باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے، بہت سخت کلمہ ملعونہ ہے جسے بکنے کی جرأت کافر ہی کریگا۔ فی الواقع اگر ان لوگوں نے علمائے کرام کی بابت وہ کچھ کہا اور یہ کلمہ ملعونہ بکا تو ان پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردة، کتاب السیر ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

مسئلہ-۳۳۳

بے وجہ شرعی علماء کی بدگوئی سخت ترین گناہ ہے!

حضور آقائے نعمت مفتی اعظم ہند! السلام علیکم دامت علینا فیوضکم

بعد سلام واضح ہو کہ ماہ جولائی ۱۹۸۹ء کے ماہنامہ سنی دنیا میں زید نامی شخص کے چند سوالات پر حضور کے جوابات شائع ہوئے۔ زید کے جھوٹے سوالات سے باسنی کی عوام وخواص کو بڑا دکھ ہوا کہ زید نے باسنی کی سنیت کے حسین پھول کو بدمذہبیت کا گڑھ ثابت کرنے کی کوشش کی (اس کا قیامت کے دن زید کو خدا کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا) زید پر چند سوالات قائم کئے جاتے ہیں امید ہے کہ حضرت جواب جلد عنایت فرمائیں گے اور ستمبر ۸۹ء کے شمارہ میں اس کو شائع فرمائیں گے۔

(۱) بحمدہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ علیہ الصلاۃ والسلام باسنی جو سنیت سے بھرا ہوا ہے اور سنیت کا مرکز سمجھا جاتا ہے جن میں ہزاروں لوگ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کے مبارک سلسلوں سے منسلک ہیں باسنی میں ایک فیصد بھی بدمذہبیت نہیں جو ہیں انگلی پر گنے جاتے ہیں وہ ذلیل وخوار ہیں نہ وہ کسی مسجد ومدرسہ کے ممبر ہیں نہ قومی جماعت کے ممبر ہیں۔ اس کے باوجود زید نے پوری قوم کی ایسی تصویر کشی کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں بدمذہبوں کا غلبہ ہے ایسی کذب بیانی پر زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

زید نے جس جماعت کے بارے میں سوالات قائم کئے ہیں اس کے سرپرست علمائے اہل سنت ہیں۔ جب جماعت قائم کی گئی تو تحریری طور پر یہ اطلاع دی گئی تھی کہ اس جماعت کا وہی ممبر بنے گا جو سنی صحیح العقیدہ ہوگا جس پر ہر محلہ والوں نے اپنے علم کے اعتبار سے سنی ممبران ہی کا تقرر کیا ہے۔ جن کا عوام وخواص تک سنی ہونا ہی ثابت ہے کیا ایسی جماعت کا ممبر بننا بھی حرام بدکام بدانجام ہے۔ بینوا توجروا

(۲) زید کے دوسرے سوال پر جو حضرت کا جواب ہے حرام بدکام بدانجام ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا جماعت کے ممبران یا پوری قوم کا خاتمہ کفر پر ہوگا؟ اب اگر ممبران یا اہل قوم توبہ بھی کریں تو ان کی توبہ ان کو فائدہ نہ دے گی برائے کرم حضور اس کا خلاصہ بیان فرماویں۔

(۳) زید کا سوال نمبر ۸ رکہ ناگوری قوم کے علاوہ دوسری مسلمان قوموں کو ناگوری برادری والے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کو شیڈول کاسٹ کہہ کر پکارتے ہیں اس پر زید سے پوچھا کہ یہ کس

ممبر نے دوسری قوم والوں کو شیڈول کہا تھا اس پر زید نے کہا کہ قوم کے فلاں آدمی نے کہا تھا تو کوئی قوم کا ناسمجھ انسان غلطی کر بیٹھے تو اس کا وبال بھی جماعت کے ممبران پر ہوگا۔ زید کے نزدیک تو یہ ہے کہ کوئی بھی قوم کا آدمی گناہ کرے وہ جرم جماعت کے ممبران کا ہے۔ زید کے سوالات سے یہی ظاہر ہے اس طرح غلط سوال قائم کر کے مفتیان کرام سے فتویٰ لینا کیسا ہے؟

(۴) زید سے جب سوال کیا گیا کہ کس شخص نے کہا کہ تم کو قوم چاہئے یا شریعت (اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم کو شریعت پر مقدم کیا) تو زید نے کہا کہ شور کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا اور زید نے اس میں تمام حاضرین اور علمائے کرام کو شریک کر کے ان کے خلاف شرعی حکم لگوایا ایسی صورت میں زید کی باتوں کی کوئی وقعت رہ جاتی ہے اور زید پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

(۵) زید کا ایک طرف تو یہ کہنا ہے کہ اپنا معاملہ مفتیان کرام کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں ان کا جو فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا اس پر قوم نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ ایک طرف یہ کہنا ہے کہ فلاں ممبر نے قوم کو شریعت پر مقدم کیا موجودہ ممبران یہ سن کر خاموش رہے معاذ اللہ اگر جماعت شریعت کو نہ مانتی تو اپنی رضامندی کا اظہار کیوں کرتی۔ اب حضرت سے گزارش ہے کہ اس معاملہ میں حق پر کون ہے؟

(۶) زید علمائے اہل سنت باسنی کے خلاف موقع بموقع بے جا جملے کستا رہتا ہے کسی عالم کو خبیث کہتا ہے کسی عالم کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر یہ مر گیا تو اسکے جنازہ کی نماز نہ پڑھوں گا کسی کو کہتا ہے کہ یہ طفل مکتب ہے کسی کو مقابلہ کا چیلنج دیتا ہے کیا جو مسلک اعلیٰ حضرت کا حد درجہ پابند ہو اس کا کردار ایسا ہونا چاہئے؟ ایسے بیباک زید کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) زید جو مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حد درجہ پابند ہونے کا دعویدار ہے وہ ایسے آدمی سے ملتا ہے جو دیوبندیوں کا سرپرست اعلیٰ ہے داڑھی کی حد کے لئے فقہ کے حکم کو نہیں مانتا۔ علمائے کرام کی شان میں نازیبا کلمات کہنا جس کا روزمرہ کا معمول ہے۔ زید کی ایسے شخص سے ملاقات کرنا عندالشرع کیسا ہے؟ (حالانکہ زید پہلے شخص مذکور سے بہت نفرت کرتا تھا جب قوم سے اختلاف کیا تو زید اس کے قریب چلا گیا)

(۸) مفتی اعظم راجستھان مفتی اشفاق حسین صاحب و دیگر علمائے کرام کی مجلس میں زید نے کہا تھا کہ میں نے جو فتویٰ بریلی شریف سے منگوایا ہے اس کو عوام میں شائع نہ کروں گا لیکن زید اپنے وعدہ سے مکر گیا اور

اپنے فتویٰ کو عوام میں شائع کیا لوگوں میں بھگدڑ مچائی۔ایسی صورت میں زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۹) مذکورہ جماعت کے قیام سے قبل برادری میں ہزاروں روپے کی آتش بازی ہوتی تھی ویڈیو فلم سرعام چلتے تھے مذکا سرعام ہوتا تھا جس میں بچے تک ملوث تھے مگر بفضلہٖ تعالیٰ جماعت کی پابندی سے یہ امور غیر شرعیہ بند ہو گئے جہاں تعلق کا نبھاؤ بظاہر ناممکن ہوتا ہے تو جماعت کی کوشش اور علمائے کرام کے مشورہ سے طلاق دینے اور خلع کرنے کی پوری اجازت ہے کتنے واقعات اس پر شاہد ہیں اس جماعت کے قیام سے پہلے کئی عورتیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر اپنے میکہ بیٹھی تھیں اوران کے گھر جانے سے انکار کرتی تھیں مگراب جماعت کی کوشش سے خلع وصفائی کے ذریعہ اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرتی ہیں۔اب حضرت سے گزارش ہے کہ ایسی جماعت کا قائم رکھنا امر مستحسن ہے یا اس جماعت کا توڑنا اور ہرایک کو کھلی چھوٹ دیناضروری ہے شریعت مطہرہ کا جو حکم ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا۔

نوٹ: ایک ہی دفعہ ساری برائیوں کا خاتمہ اس دور پرفتن میں بہت مشکل ہے آہستہ آہستہ علمائے کرام کی تبلیغ اور جماعت کی کوشش سے ان برائیوں کو دور کیا جارہا ہے۔

(۱۰) زید کو یہ تسلیم ہے کہ کثرت طلاق سے لوگ جھگڑوں اور نااتفاقیوں میں ڈوبے جارہے ہیں اور باسنی میں یہی معاملہ ہے کیا عوام کو کھلے طور پر چھوٹ دینے کے لئے طلاق کی اباحت ہے کیا طلاق کے بارے میں" ولنا ان الاصل فی الطلاق الحظر" (ھدایہ ج۲،ص۳۳۵) سے طلاق ناجائز ثابت نہیں ہوتی کیا طلاق کے لئے حکم کرنااور برادری میں معاملہ پیش کر کے میاں بیوی کے اختلاف کوختم کروانے کی کوشش کرنا مطلوب شرع متین ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: ناگوری قومی جماعت

باسنی ضلع ناگور راجستھان/ ۱۲ر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

الجواب:

(۱) نہیں۔زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا ثبوت شرعی بہم پہنچائے ورنہ وہ سخت ملزم وگنہ گار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ممبران کا وہ حکم برتقدیر صدق سوال ہے پوری قوم کا نہیں مگر اس صورت میں جبکہ پوری قوم اس

خلاف شرع امر کو مقرر رکھے اور اس سے راضی رہے اور توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ توبہ ضرور نفع دے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) کسی خاص مسئلہ میں حق پر کون ہے یہ دونوں فریق کے بیانات سن کر ہی بتایا جا سکتا ہے البتہ زید کا دعویٰ محتاج ثبوت ہے اور جماعت کی فیصلۂ شرعیہ پر آمادگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید کا دعویٰ غلط ہے اور خاموشی کو قول ٹھہرانا صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) زید اگر علمائے دین کی بدگوئی بے وجہ شرعی کرتا ہے تو سخت گنہ گار ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور جن لوگوں کی بدگوئی کی اگر انہیں خبر پہنچی ہو تو ان سے معافی چاہے اور کوئی وجہ شرعی ہے تو بیان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) ناجائز و گناہ ہے جبکہ بے وجہ شرعی ملتا ہو اور وجہ شرعی ہے تو بیان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) گنہ گار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) فی الواقع اگر جماعت ازالۂ منکرات اور اصلاح عوام میں شرعی طور پر کوشاں ہے یوں کہ کوئی ناجائز پابندی نہیں لگاتی نہ کسی کا ناجائز طور پر بائیکاٹ کرتی ہے تو یہ جماعت جماعت خیر و صلاح ہے۔ اس کا قیام امر مستحسن ہے اسے توڑ دینا بہت نقصان کا باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) طلاق شرعاً مباح ہے مگر ابغض المباحات عند اللہ ہے۔ حدیث میں ہے:

"ابغض الحلال الی اللہ الطلاق" (۱)

اور مباح کا نیت فاسدہ سے حرام ہونا اور نیت خیر سے مندوب ہونا شرعاً امر مقصود ہے۔ "لأن الامور بمقاصدھا" (۲)

---

(۱) ابوداؤد ج ۱، ص ۲۹۶، کتاب الطلاق باب کراھیة الطلاق، مطبع اصح المطابع/مشکوٰۃ شریف، ص ۲۸۳، باب الخلع والطلاق، مجلس برکات، مبارکپور

(۲) الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۱۰۲، القاعدۃ الثانیہ، زکریا بکڈپو سہارنپور

"انما الاعمال بالنیات و انما لامرء مانوی"(۱)

اور اس کی نظیر رجعت ہے کہ فی نفسہ مباح ہے اور اضرار کی وجہ سے نیت سے شرعاً منع ہے۔ قال تعالیٰ:

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا - الآیۃ(۲)

تو طلاق فی نفسہ مباح ہونے کے باوجود نیت فاسدہ سے حرام ہوگی جس طرح نیت خیر سے مندوب اور کبھی واجب کے درجہ تک پہنچے گی۔ فی الواقع امر متحقق ہو کہ فلاں شخص نے نیت فاسدہ سے طلاق دی ہے یا غیر شرعی طور پر طلاق دی ہے تو اس کا شرعی طور پر بائیکاٹ کرنا کہ مجبور ہو کر توبہ کرے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۱۰ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۳۴

علم وعلماء کی توہین کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

جو شخص قرآن وحدیث کے صریح احکام کی توہین مجمع عام میں کرے نیز علمائے دین کی تحقیر و احکام شریعت کا استہزا کرے، ایسے شخص سے تعلقات رکھنا عند الشرع روا ہے؟ بینوا بالکتاب وتوجروا عند اللہ یوم الحساب۔

المستفتی: نور محمد شاہ و جان محمد شاہ تریہ ڈیگانہ، ضلع ناگور

معرفت قاضی محمد قاسم عثمانی امام شاہی جامع مسجد، پرتاسٹی

(۱) صحیح البخاری، ج ۱، ص ۲، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۳۱

الجواب:

علم دین و علماء کی توہین کفر ہے۔ اشباہ میں ہے:

''الاستهزاء بالعلم و العلماء كفر ''(۱)

جو شخص اس کا مرتکب ہے، کافر بے دین ہے، توبہ و تجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ اور اس سے تعلقات رکھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۳۵

اپنے لئے حضور علیہ السلام کی خصوصیت کا دعوی کرنا اور علماء کی توہین کرنا کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا میں کہ:

محمد عیسیٰ ولد امام بخش منصوری ضلع پرتاپ گڑھ کا رہنے والا ہے۔ معمولی اردو، انگریزی پڑھا ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اپنے قلم سے حضرت مولانا مفتی اعظم مجدد اعظم امام مہدی اور سید بھی لکھتا ہے۔ حالانکہ منصوری برادری کا ہے۔ محمد عیسی کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہے وہ اپنے آپ کو یتیم بھی کہتا ہے۔ زکوۃ فطرے کی رقم وصول کر کے کھاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری بیوی کا نکاح دوسرے سے حرام ہے۔ میرے مرنے کے بعد نسیم کی اماں پیرانی بنیں گی۔ نسیم محمد عیسیٰ کے لڑکے کا نام ہے۔ محمد عیسیٰ قلم کاغذ لے کر ہر وقت فضولی باتیں لکھا کرتا ہے۔ لکھ کر علمائے کرام کے پاس بھیجا کرتا ہے مہر بھی بنوایا ہے۔ مہر پر مجدد اعظم کا نشان ہے۔ اپنے خطوں میں علمائے کرام کو کتا، سور، گدھا، مردود، کافر لکھا کرتا ہے۔ علمائے اہل سنت کی خاص کر توہین کرتا ہے۔ اور نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے اور

(۱) الاشباه والنظائر مع الحموی باب الردة، کتاب السیر ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

کہتا ہے کہ اوپر سے حکم ہے۔ اگر اس سے کوئی کہتا ہے کہ علمائے کرام کے پاس چلو علمائے اہل سنت تمہاری تصدیق کریں تو ہم لوگ بھی مان لیں تو کہتا ہے کہ مجھے کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ میرے پاس خود لاؤ اگر کوئی اس کے پاس جاتا ہے تو اس کے دو بھائی اور لڑکے اور کچھ لوگوں کو بہکا کر اپنے گروپ میں لے لیا ہے ان لوگوں کو لے کر مار پیٹ پر آمادہ ہوتا ہے، گالی دیتا ہے، کتا، سور، مردود بناتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کا گروپ بڑھتا جا رہا ہے۔

دریافت طلب امر ہے کہ وہ شخص جو اس قسم کی حرکتیں کرتا ہو وہ مومن ہے یا کافر یا فاسق و فاجر ہے؟ جو لوگ اس کے ساتھ ہیں، اس کی ہر طریقے سے مدد کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ عرض ہے کہ اس کا جواب جلد از جلد روانہ فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں ورنہ مسلمانوں میں قتل وقتال کا سخت اندیشہ ہے۔

المستفتی: رضی احمد غلام اصغر محمد علی رضوی و دیگر برادران منصوری
دار العلوم گلشن مدینہ، پرتاپ گڑھ، یوپی

الجواب:

وہ شخص اپنے اس دعوے میں کہ وہ مہدی ہے، مفتری کذاب ہے۔ یونہی اس کا یہ کہنا کہ "میرے مرنے کے بعد-الخ" شریعت مطہرہ پر افتراء ہے اور نبی علیہ السلام کی خصوصیت کا ادعا ہے۔ جو کفر ہے۔ اور علماء کی توہین بھی کفر ہے۔ اس شخص پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ جب تک وہ سچی توبہ نہ کرے ہر مسلمان اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس کی تصدیق کرنے والے بھی اسی کی طرح ہیں اور اس کی نری امداد بھی کرنا گناہ شدید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
شب ۴؍رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-٣٣٦

علمائے عرب وعجم نے اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کا اعتراف کیا!

سوال یہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کیوں کہا جاتا ہے؟ اس اعتراض کو دور فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں اور ہم کو ان لوگوں کو جواب دینے کی قوت عطا فرمائیں۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کیوں کہا جاتا ہے، سب سے اعلیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

المستفتی: حبیب احمد
قصبہ تلہر محلہ وحید اللہ گنج، ضلع شاہجہانپور

الجواب:

اعلیٰ حضرت اس لئے کہتے ہیں کہ امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی گزشتہ صدی کے مجدد ایسے بڑے عالم دین تھے کہ پانچ سو برس میں ان کا نظیر ان کی جامعیت میں کوئی نظر نہ آیا اور عرب وعجم کے علمانے ان کے علم وفضل کا اعتراف فرمایا جب کہ حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ وغیرہ سب پر علمائے روزگار کی تقریظات سے ظاہر ہے اور اعلیٰ حضرت کچھ علماء کے ساتھ خاص نہیں عرف میں امرا اور نوابوں کو بھی کہا گیا ہے اور وہابیہ نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو بھی لکھا ہے اور یہ کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے مساوات یا برتری اس لفظ سے کسی کا قصد نہیں ہے یہ وہابیہ کا سوء ظن اور بہتان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
١٤ر شوال المکرم ١٤٠٩ھ

مسئلہ-٣٣٧

علما کی توہین پر توبہ وتجدید ایمان لازم اور عرب وعراق کو گندی جگہ کہنے والے پر بھی!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام ذیل کے مسئلہ میں کہ:

(۱) زید حاجی ہے اس کے گھر ویڈیو اور ٹی۔ وی۔ ہے جبکہ وہ خود دیکھتا ہے اور گھر والوں کو بھی دکھواتا ہے۔ زید جبکہ سید نسیم اختر عرف نسیم سرکار کا قریبی چاہنے والا ہے اور سید نسیم اختر کو اپنا پیر مانتا ہے اور وہ پیر زید کے گھر آتے ہیں ایک دن بکر نے کہا کہ نسیم اختر عرف نسیم سرکار کے اوپر یعنی اقوال پر علمائے کرام ومفتیان عظام نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے لہٰذا سید نسیم اختر عرف نسیم سرکار سے الگ رہنا چاہئے۔ بس کیا تھا زید حالت غصہ میں کمیٹی والوں سے کہنے لگا کہ جو بھی علمائے کرام ہمارے سرکار سید نسیم اختر کے اوپر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ سب کے سب مردود ہیں اس وقت یہ علمائے کرام مر گئے تھے جس وقت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ سید نسیم اختر کی قدم بوسی کرتے تھے لہٰذا زید پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔ کرم ہوگا۔

(۲) بکر سید نسیم اختر عرف نسیم سرکار کو نہیں مانتا آیا بکر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور بکر سے سلام و کلام کرنا جائز یا ناجائز؟ جو لوگ بکر سے سلام و کلام اور بکر کی اقتدا میں نماز پڑھنا ناجائز کہتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

(۳) ایک امام صاحب کا کہنا ہے کہ عرب وعراق اتنی گندی جگہ ہے اس جیسا اور کہیں نہیں اور ہندوستان اتنی پاک جگہ ہے اس جیسا اور کہیں نہیں۔ لہٰذا از روئے شرع ایسے امام صاحب کے اوپر کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالقدیر رضوی

مقام و پوسٹ ودھیادھر پور، وایا باستہ، ضلع بالاسور، اڑیسہ

الجواب:

(۱) سید نسیم اختر صاحب عرف نسیم سرکار کے متعلق علماء کا متفقہ فیصلہ چھپ چکا ہے اس کی طرف رجوع کیجئے اور علمائے کرام کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے۔ اس شخص پر لازم ہے کہ علماء کا فیصلہ مانے۔ اور علماء کی توہین سے توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بکر سے سلام و کلام بند کرنا اس وجہ سے کہ وہ فلاں کو نہیں مانتا، جائز نہیں اور نہ اس وجہ سے اس کی اقتدا سے باز رہنا جائز پھر اگر بکر لائق امامت ہے اور موانع امامت مفقود ہیں تو بکر شرعی امام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۹/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۳۸

کسی عالم پر جھوٹا الزام لگانا سخت کبیرہ گناہ اور کسی امر ضروری کا انکار کرنا کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) جو کسی عالم کی تحقیر کے لئے جھوٹا بہتان اٹھائے کہ اس عالم کی تحقیر ہو جائے، عالم کی تحقیر کرنا کیسا ہے؟

(۲) ایک بے ادب گمراہ فاسق ممبر پر چڑھ کر دوران تقریر میں پبلک کو اور جاہل مسلمانوں کو بدگمان کرنے کے لئے یہ بولا کہ نہ میں بریلی کا فتویٰ مانتا ہوں نہ میں کانپور کا فتویٰ مانتا ہوں میں خود عالم ہوں جو کچھ میں کہتا ہوں اپنے علم سے کہتا ہوں اگر کوئی باپ کا بیٹا ہے تو میرے سامنے آئے تو اب کہنا یہ ہے کہ کانپور کا فتویٰ تو نہیں چلتا ہے مگر بریلی کا فتویٰ ہندوستان اور غیر ہندوستاں بلکہ عربستان میں بھی چلتا ہے اور ہم مذہب اہل سنت کا نام تو غیر مذاہب نے بریلی پارٹی ہی رکھا ہے۔ اس بے ادب نے پردہ کرنے کے لئے کانپور کا نام لیا۔ شرع مطہرہ کا ایسا کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

(۳) ایسی بیباکی کرنے والے کو اگر کوئی جاننے والا گمراہ بد دین جنگلی سور جہنمی کتا کہے تو ایسا کہنے والے پر شرع کا کیا حکم ہے؟

(۴) ایک عالم کسی کے کہنے سننے سے دوسرے عالم کی تحقیر کے لئے کہے کہ وہ عالم فسادی ہے اپنا پیٹ پالنے کے لئے ہے۔ حالانکہ جس عالم کے بارے میں اس عالم نے کہا، سراسر غلط اور بہتان ہے اور اس عالم کی تحقیر ہے شرع مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۵) جو عالم اپنے کو اہل سنت کہے اور کہتا ہے کہ وہابی کا ذبیحہ حرام ہے پھر وہابی کے یہاں دعوت کھاتا

ہے اور اس کا ذبح کیا ہوا مرغا کھاتا ہے شرع مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۶) جو عالم اپنی دنیا حاصل کرنے کے لئے غلط فتویٰ دے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۷) جو عالم ہو کر جھوٹ بولے کہ لوگوں میں ہماری عزت بڑی ہو اور فتویٰ بھی غلط دے اور دوسرے عالم کی بیعت کو توڑوا کر بیعت کرے، ایسے عالم سے بیعت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

الجواب:

(۱) جھوٹا الزام لگانا سخت کبیرہ گناہ ہے اور عالم پر بہتان اٹھانا اور سخت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) فتوائے شرعیہ کہیں کا ہو، اسے ماننا ضرور اور اس کا انکار حرام بدکام بدانجام ہے جس سے توبہ لازم ہے اور وہ انکار کفر یا گمراہی ہے؟ اگر فتویٰ میں مندرجہ کوئی امر ضروری دینی ہو تو اس کا انکار کفر ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو انکار گمراہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) فی الواقع اگر وہ کسی حکم شرع کا منکر ہو تو ضرور گمراہ اور بدمذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) گنہگار مستحق نار ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) وہ بھی سخت مجرم ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۳۳۹

بوجہ علم علمائے دین کی توہین موجب کفر ہے، مشتبہ الحال کو امام بنانا سخت گناہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) کہ زید نے ایک عالم دین کے سامنے کہا کہ آج کل کے علماء دنیا کوڈبو دیے، دنیا کوڈبو دیے، دنیا کوڈبو دیے۔ عالم لوگ چور ہیں۔ عمرو عالم دین نے زید پر حکم کیا یعنی فتویٰ دیا کہ تم کافر ہو، کافر ہو، کافر ہو،

تم کافر ہو گئے، تمہارا نکاح ٹوٹ گیا، ٹوٹ گیا، اب اس بات کو سن کر اوگ تحقیقات کی ٹیڑھی میڑھی مجلس میں زید کی اور عمرو عالم دین کی بات سنی گئی بعد کو عمرو عالم دین نے کہا کہ میں نے جو فتویٰ کافر ہونے کا دیا تھا، صحیح ہے۔ مگر زید کا نکاح اس قسم کے الفاظ سے نہیں ٹوٹا ہے۔ صرف زید کو تجدید ایمان کرا دیں۔ اس مجلس میں دو عالم دین موجود تھے۔ دونوں عالم دین نے کہا کہ زید اور عمرو پر تجدید ایمان وتوبہ واستغفار لازم ہے یہ کہاں تک صحیح ہے؟ قرآن و حدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔ عمرو عالم دین ایک اہل حدیث کے گھر کھانا بھی کھاتا ہے۔

(۲) اور جامع مسجد میں امامت کرتا ہے عمرو عالم دین حضور مفتی اعظم ہند کا مرید ہے یہ سنی صحیح العقیدہ بھی ہے پھر ایک اہل حدیث کے گھر کھاتا بھی ہے اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور وہابی لوگوں کو سلام بھی کرتا ہے۔ وہابیوں سے میل جول بھی ہے۔ قرآن وحدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ماسٹر محمد قمر الدین

مسکونہ راساکھوا بازار ضلع مغربی دیناج پور، (بنگال

الجواب:

(۱) علمائے دین کی توہین سخت حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے جبکہ اس کے علم کی وجہ سے اسکی توہین کرے۔ اشباہ میں ہے:

"الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر" (۱)

اور اگر اس کے علم کی وجہ سے اس کی توہین مقصود نہ ہو بلکہ کسی عالم مبتلائے فسق کے حال کی تقبیح و تشنیع مقصود ہو تو حکم کفر نہیں۔ علمائے دین پر اعتراض کا حق جاہل کو نہیں پہنچتا علما جاہلوں کے لئے ھادی ورہنما ہیں نہ کہ جاہل علما کے رہنما بلکہ جاہل کو لازم ہے کہ عالم کا جو فعل اپنی نظر میں خلاف شرع معلوم ہوا سے مصلحت شرعیہ کے تحت محمول کرے اور زبان طعن دراز کرنا درکنار ہرگز بدگمانی نہ کرے بلکہ یہ حکم ہر مسلم کے لئے ہے اور عالم کے لئے زیادہ مؤکد۔ زید کے کلمات میں دونوں صورتوں کا احتمال ہے اور دوسری صورت یعنی تقبیح عمل و تشنیع حال اظہر ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ کچھ مخصوصین سے تعریض مقصود ہو جو واقعی بظاہر

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی باب الردۃ، کتاب السیر ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

خلاف شرع امور کے مرتکب ہوں اور اگر ایسا نہیں تو زید علمائے دین پر مفتری اور ان پر بہتان جڑنے والا اور اس صورت میں اس کے کلمات اسی پہلی صورت کی طرف راجع اور ان کا علم وہی حکم جو گزرا اور اسے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم۔ عالم نے پہلے حکم صحیح دیا بعد میں جو تفرقہ کیا وہ صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر اس کے یہ افعال بد شرعاً ثابت ومشتہر ہیں تو وہ سخت فاسق معلن بلکہ مشتبہ الحال ہے۔ اسے امام بنانا سخت گناہ اور اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بلکہ بصورت اشتباہ فی العقیدہ نماز نادرست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۴۰

غیر مقلد کو امام بنانا اور لائق امامت کی اقتدا بے وجہ شرعی نہ کرنا گناہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ:

زید وبکر نے امام کی مخالفت کے باعث بجا طور پر فتویٰ منگوایا جبکہ زید غیر ریش دار ہے اور بکر ریش دار ہے زید نے امام پر جو الزام عائد کیا ہے وہ یہ ہے کہ زید نے کہا کہ امام صاحب کے حجرے میں نماز کے اوقات ٹیپ ریکارڈر، ریڈیو وغیرہ بجایا جاتا ہے۔ جبکہ امام صاحب نماز کے اوقات نماز کے فرائض انجام دیا کرتے ہیں۔

دیگر ٹیپ اور ریڈیو وغیرہ سے فقط خبریں اور تلاوت قرآن مقدس نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سننے کی خواہش رکھتے ہیں نہ کہ گانے وغیرہ کی۔

دیگر امام صاحب حکمت کا کام انجام دیتے ہیں۔ مسجد کے صدر دروازے کے بغل ہی میں امام صاحب کا حجرہ ہے اور دخول مسجد کے لئے آگے ایک اور دروازہ ہے امام صاحب تعویذات وغیرہ بھی بنایا

کرتے ہیں جبکہ تعویذات سے فقط مقصد امام خدمت خلق خدا ہے۔ البتہ امام صاحب جوادویات مرتب کرتے ہیں اسی کے لئے پیسے صلۂ لیتے ہیں۔

دیگر زید جس امام کی مخالفت کرتا ہے دراصل اس امام کی اقتدا میں نماز بھی ادا نہیں کرتا زید اہل سنت امام کے علاوہ (مثلاً دیوبندی، اہل حدیث وغیرہم امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتا ہے)۔

دیگر امام صاحب تقریباً ۱۵؍سال سے ایک ہی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دیگر زید کا کاروبار بازاری ہے اور بازار میں کپڑے کی تجارت کی دوکان ہے اور جبکہ زید کی دوکان پر عورتوں کا بلا تکلف بغرض خرید وفروخت، آنا جانا ہے تو کیا زید کی دوکان پر عورتوں کا آنا شرع کی رو سے جائز ہے؟

آج سے تقریباً ۵؍سال قبل زید اور بکر نے جودھپور شریف سے طوائف عورتوں کو بلوا کرناچنے اور گانے کا پروگرام کرایا فقط ایک مدرسے کی امداد کے لئے ناچ میں جو کثیر رقم آئی اس رقم کو مدرسے کے کام میں صرف کیا۔ ایسے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنا، تعلیم دینا شرع کی رو سے جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس رو سے؟

دیگر ایک مسجد ہے جس کے نیچے کئی دوکانیں ہیں جو فقط کرایہ کی غرض سے بنوائی گئی ہیں وہ دوکانیں غیر مسلم کو کرایہ پر دے رکھی ہے جبکہ ہندو لوگ ان دوکانوں کے اندر بتوں کی تصویر رکھ کر پوجا کرتے ہیں اور ٹیپ وریڈیو بھی بجایا کرتے ہیں تو ایسی مسجد میں نماز ادا کرنا جائز ہے؟ اگر ہے تو کیسے؟

دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور سے ابھی حال ہی میں ایک فتویٰ آیا ہے جو زید اور بکر نے مل کر منگوایا ہے وہ فتویٰ فقط زید اور بکر کی نفسانیات پر مشتمل ہے۔ جبکہ مسجد کے کثیر مقتدی کی تصدیقات سے یہ بات سرعام آتی ہے کہ زید اور بکر کا فتویٰ منگوانا امام کے خلاف بے سود ہے زید اور بکر نے امام پر یہ اعتراض عائد کیا ہے کہ مسجد میں عورتیں مسلم وغیر مسلم بغرض تعویذات آتی ہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ امام کا حجرہ ہی خارج مسجد ہے اور تعویذات امام اپنے حجرہ ہی میں دیتے ہیں۔

(نوٹ) صورت مسئولہ کا جواز فتاویٰ امجدیہ سے ثابت ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ امجدیہ ص ۱۱۶، مسئلہ نمبر ۱۶۱)

منجانب مصلیان مسجد، تلیان

الجواب: سوال میں تحریر ہوئے اگر شرعاً ثابت ہیں تو صورت مسئولہ میں سارے الزامات جو زید وبکر پر سوال میں تحریر ہوئے اگر شرعاً ثابت ہیں تو زید وبکر عند اللہ وعند الناس سخت گنہگار ومستوجب نار، حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہیں۔ غیر مقلد کہ وہابی گمراہ بے دین ہے اسے امام بنانا اور سنی امام کی اقتدا بے وجہ شرعی چھوڑنا بہت سخت گناہ ہے اور اس وہابی کی اقتدا میں جو نمازیں پڑھیں وہ اصلا نہ ہوئیں اور اگر اس کو بدعقیدہ و بے دین جانتے ہوئے اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے دانستہ امام بنایا تو ایمان ہی رخصت ہو گیا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

درمختار میں ہے:

"تبجیل الکافر کفر" (۱)

اور امام بنانا تعظیم ہے۔ جس کا مستحق شرعاً وہ مسلمان بھی نہیں جو علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہو تو کافر کو امام بنانا کیونکر روا ہوگا۔ تبیین پھر رد المحتار میں ہے:

"فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً" (۲)

دوکانیں مسجد کی غیر مسلموں کو نہ دینا چاہیئے تھا بُرا کیا اور طوائف کا ناچ گانا کرانا بہت سخت حرام اشد کبیرہ عظیم گناہ ہے اور وہ ناجائز پیسہ مدرسہ میں دینا بھی حرام مگر اس وجہ سے مدرسہ میں تعلیم دینا ناجائز نہیں اس وجہ سے اس مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز نہیں ہوگا امام کو چاہئے کہ مسجد یا فناء مسجد میں تعویذ وغیرہ کی قیمت نہ لے۔ ہندیہ میں ہے:

"رجل یبیع التعویذ فی المسجد الجامع ویاخذ علیہ المال ویقول ادفع الی الھدیۃ لایحل لہ ذلک کذا فی الکبریٰ" ملخصاً (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷ رصفر المظفر ۱۴۰۶ھ

---

(۱) الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء ج ۹، ص ۵۹۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ج ۲، ص ۲۹۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) فتاویٰ ھندیہ، ج ۵، ص ۳۷۱، کتاب الکراھیۃ، باب فی أداب المسجد، مطبع دار الفکر، بیروت

مسئلہ-۳۴۱

علمائے کرام پر تہمت لگانا کیسا؟، علماء انبیاء کے وارث ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

زید کہتا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے لیکن عالموں نے یہ اپنی طرف سے لگایا کہ ایک مشت دو انگل رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہچان مسلماں کے لئے فرمایا، زیادہ رکھو یا تھوڑی سب کی سب درست ہے۔ لہٰذا شرع شریف کا زید پر کیا حکم ہے؟ مطلع کریں۔ فقط!

المستفتی: مسلمانان انجمن اسلامیہ

کانوینٹ اودے پور، راجستھان

الجواب:

زید بے قید علما پر تہمت دھرتا ہے اور اپنی عاقبت تباہ کرتا ہے۔ علمانے کچھ اپنی طرف سے نہ فرمایا جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ قرآن عظیم وحدیث رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ماخوذ ومستنبط ہوتا ہے۔ اس لئے علماء کی اتباع وپیروی کا حکم آیا ہے۔ حدیث میں فرمایا:

"اتبعوا العلماء فانهم سُرُج الدنيا ومصابيح الآخرة" (۱)

علماء کی پیروی کرو کہ وہ دنیا وآخرت کے روشن چراغ ہیں۔

تو ان کی پیروی اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہے اور حدیث میں ہے:

"العلماء ورثة الانبياء" (۲)

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ تو ان پر طعن معاذ اللہ خدا اور رسول پر طعن ہے اور دین سے امان اٹھانا

---

(۱) الجامع الصغیر مع فیض القدیر، ج ۱، ص ۱۳۹، حدیث نمبر ۹۴ باب الهمزه دار الکتب العلمیة، بیروت/ کنز العمال ج ۱۰، ص ۵۹ کتاب العلم باب فی الترغیب فیه حدیث نمبر ۲۸۶۷۷، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) سنن ابو داؤد جزء ۲ کتاب العلم باب فی فضل العلم ص ۵۱۳، مطبع اصح المطابع

ہے کل کوئی ملحد زندیق اسی زید بے قید سے سیکھ کر کہے گا کہ معاذ اللہ میں حدیث وقرآن کو نہیں مانتا یہ علماء کی من گڑھت ہے۔ والعیاذ باللہ۔ اور یہ دعویٰ بھی اس کا محض جھوٹ ہے کہ ایک مشت رکھنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ سچا ہے تو ثبوت دے اور یہ سمجھ لینا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہوا لہٰذا حضور علیہ السلام نے فرمایا ہی نہیں، محض جہالت ہے کہ عدم نقل، نقل عدم نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی جنگل یا پہاڑ کا رہنے والا کہے کہ تاج محل کوئی چیز نہیں کہ ہم نے اب تک سنا ہی نہیں۔ پھر حضور کا ارشاد وہی نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا بلکہ وہ بھی حضور ہی کا ارشاد ہے جو ان کے صحابہ ان کے اقوال وافعال میں ان کی اقتدا کرنے والے سنت سیدنا مصطفی علیہ التحیۃ والثناء بتانے والے فرمائیں۔ تنویر الحوالک میں امام اجل سیوطی علیہ الرحمۃ اور کتاب الآثار میں سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ بہ مقدار یک مشت داڑھی کو پکڑ لیتے اور جو زائد ہوتی کاٹ دیتے تھے(۱)

اور یہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو سنت نبوی پر نہایت حریص تھے اب یہ زید ان پر بھی بہتان رکھے بلکہ بلاشبہ اس کا یہ بہتان ان کی جناب تک پہنچا اور یہ بھی اس کا جھوٹ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہچان رکھی، زیادہ رکھو یا تھوڑی۔ الخ، حدیث میں صاف حکم وارد:

"وفروا اللحیٰ"(۲)

داڑھیاں بڑھاؤ۔

اب زید کو خدا سمجھ دے تو اس سے سمجھ لے کہ جب زیادتی کا حکم ہے تو قدر قبضہ سے کم میں بڑھانا کب ہوا۔ بلکہ اس کا کم ہونا مشاہد ومبصر ومحسوس ہے اور اس سے پہچان بھی مسلم کی خاص نہیں جس کا یہ قائل ہے کہ اتنی داڑھی تو بعض کفار ونصاریٰ بھی رکھتے ہیں۔ تو یہ پہچان نہ ہوئی بلکہ ان سے مشابہت ہوئی جو حرام بدکام بدانجام ہے۔ درمختار میں ہے: **"اما الاخذ منها وهى دون ذلك كما يفعله**

(۱) كتاب الآثار باب فى الخضاب والاخذ عن اللحية والشارب ج ۱، ص ۲۳۴ مطبع دار الكتب العلمية بيروت / تنوير الحوالک، كتاب الشعر، باب السنة فى الشعر، ص ۶۸۲، دار الكتب العلمية بيروت

(۲) الصحيح للبخارى ج ۲، ص ۸۷۵، كتاب اللباس باب تقليم الاظفار مطبع مجلس بركات

بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يصحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم"[1]

زید پر اپنی گمراہی سے توبہ لازم ورنہ اس سے مسلمان دور رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۶/ ربیع الاول، ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح والمجیب مصیب ومثاب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دار الافتاء، منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۳۴۲

پیر کی اہانت اور علما کی گستاخی نہایت سخت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) ہمارے یہاں ایک پان کی دکان ہے وہاں ہمیشہ دو چار آدمی خاص کر بیٹھے رہتے ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں ایک مرتبہ زید نے ان لوگوں کو کہہ دیا "کہ کیا اس کو دار اللہ بنا رکھے ہو؟" تو کیا دار اللہ کہہ دینے سے زید کافر ہو گیا؟ اس کو کلمہ پھر سے پڑھنا پڑے گا؟ جواب دیں۔

(۲) پیر کی شان میں سخت، سست، کمینہ یا بُرا بھلا کہنا اور علما کو گندے لفظوں سے کہنا یا گستاخی کرنا کیسا ہے؟ شریعت کے حکم سے آگاہ کریں کوئی کہے کہ پیر کو اٹھا کر طاق پر رکھ دیا۔ ایسے پیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو کیا کرنا چاہئے؟

(۳) بازار میں بغیر ضرورت کے دوکان پر بیٹھنا اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا، ایک دوسرے کی شکایت کرنا جس سے فتنہ پیدا ہو، ایسے مسلمانوں کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی رو سے جواب دیں۔

المستفتی: عبد الجلیل

---

(۱) الدر المختار، ج ۳، ص ۳۹۸، کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالا یفسده دار الکتب العلمیة، بیروت

الجواب:

(۱) اس کلمہ سے زید معاذ اللہ ہرگز کافر نہ ہوا۔ اس لیے اس پر تجدید ایمان واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بے وجہ شرعی کسی ادنیٰ مسلمان کی توہین حرام بدکام بدانجام ہے۔ پیر کی اہانت اور علما کی گستاخی تو نہایت سخت وبال کی موجب ہے۔ اشباہ میں ہے:

"الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر"(۱)

علم اور علماء کا مذاق کفر ہے

جس نے پیر کے متعلق وہ جملہ بے وجہ شرعی کہا اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تفریق بین المسلمین اور غیبت حرام بدکام بدانجام اور بلاضرورت بازاروں میں بیٹھنا بھی محل تہمت ہے، ایسے لوگوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۳/جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۴۳

جو کسی عالم سے بے وجہ شرعی بغض رکھے اس پر اندیشۂ کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص جو کہ پنجوقتہ نمازی ہے اور حاجی بھی ہے عقیدے سنی کے ہیں مگر شخص مذکور نے ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو بلاوجہ کافر کہہ دیا کہ وہ بعد ہر نماز کے کلمۂ شہادت یا کلمۂ طیب زور سے نہیں پڑھتا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: "تم نے زور سے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا ہے، اس لئے تم کافر ہوئے"۔ جب اس حاجی سے کہا گیا کہ آپ نے غلط لفظ استعمال کیا ہے، کیا میں بریلی شریف سے فتویٰ منگاؤں؟ تو اس نے برجستہ جواب دیا کہ ہم بریلی والوں کو نہیں مانتے۔ اس کے علاوہ دوسرے مغلظات کہنے لگا۔ قرآن و

---

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی، باب الردۃ، کتاب السیر، ج ۲، ص ۸۷، زکریا بکڈپو سہارنپور

حدیث کی روشنی میں شریعت مطہرہ کا حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبدالوحید اشرفی
مقام مسجد پٹھان گودام پوسٹ منڈی ضلع کوراپٹ (اڑیسہ)

الجواب:

حاجی مذکور نے اگر فی الواقع اس وجہ سے کسی مسلم کو کافر کہا کہ اس نے زور سے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا تو پس شریعت مطہرہ پر افتراء کیا اور اس پر اس کلمہ سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ اور مغلظات بکنا حرام بدکام بدانجام ہے۔ اسلئے بھی توبہ لازم ہے اور علمائے دین سے بغض وعناد بھی سخت مضر اسلام ہے۔ ہندیہ میں ہے:

''من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر'' (۱)

جو کسی عالم سے بے وجہ بغض رکھے اس پر اندیشہ کفر ہے۔

حاجی مذکور کا یہ کہنا کہ ہم بریلی والوں کو نہیں مانتے، بے وجہ علماء سے بیر کی کھلی دلیل ہے۔ ان تمام باتوں سے وہ شخص توبہ شرعیہ کرے۔ ورنہ ہر مسلمان واقف حال اسے چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۰/ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۴۴

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم تھے، علمائے حرمین نے بھی مجدد کہا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے کہ:

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ، ج ۲، ص ۲۸۲، کتاب السیر باب موجبات الکفر، دار الفکر بیروت

(۱) امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم نہیں تھے اس مسئلہ میں بکر کہتا ہے کہ وہ مجدد اعظم تھے کس کا قول صحیح ہے؟ تحریر فرمائیں

(۲) زید اپنے آپ کو نقشبندی کہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ قادریوں کا سلسلہ حضرت علی تک ہے اور نقشبندیوں کا سلسلہ حضرت ابو بکر تک ہے لہذا نقشبندی سلسلہ اللہ سے زیادہ قریب اور قادری سلسلہ اللہ سے دور ہے زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ جواب تفصیل سے تحریر فرمائیں

(۳) زید پیران پیر دستگیر محی الدین عبد القادر جیلانی کو صرف اپنے دور کا غوث کہتا ہے اب اس وقت کے غوث اعظم نہیں لہذا اس وقت کے غوث اعظم کو تلاش کرو، زید کا قول کہاں تک درست ہے تحریر فرمائیں

المستفتی: احمد شاہ بن حسین شاہ
سنی مسلم کمیٹی حسن، راجکوٹ گجرات

الجواب:

(۱) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمائے حرمین شریفین نے مجدد کہا اور ان کے زمانے سے آج تک جملہ علمائے اہل سنت وعوام مجدد دین وملت جانتے مانتے چلے آئے۔ اور خود ان کا کام ان کے احیائے سنت وتجدید دین پر شاہد عدل ہے۔ اور جو اپنے زمانے میں احیائے سنت وازالۂ بدعات ومنکرات کرے وہی مجدد ہے۔ خواہ کوئی کہے یا نہ کہے زید بے قید کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کارہائے نمایاں کی تفصیل کیلئے امام احمد رضا اور ازالۂ بدعات ومنکرات مصنفہ یٰسین اختر مصباحی کو دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید بے قید نے بڑی سخت جرأت کی اس پر توبہ لازم ہے۔ ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے۔ سلسلۂ قادریہ اور جملہ سلاسل بزرگان دین خدا ورسول تک پہچانے والے ہیں ان میں کسی سلسلہ کو اللہ سے دور بتانا خود اللہ سے دور ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید بے قید کی یہ بات بھی جناب غوثیت مآب میں سخت جرأت ہے اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان تمام اولیاء پر غوث اعظم کی فضیلت مسلم ہے۔ اور ان کا منصب معلوم ہے۔ زید کا

یہ دعویٰ بے دلیل ہے اس پر اس سے توبہ ورجوع فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۷/ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ نزیل اجمیر معلیٰ

مسئلہ-۳۴۵

اولیاوعلمائے دین کو حضور پرنور کہنا، امام اہل سنت کے سوا دوسرے کو اعلیٰ حضرت کہنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنے پیر ومرشد کو کہا ہے "حضور پرنور اعلیٰ حضرت شاہجی محمد شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ"۔ سائل یہ کہتا ہے کہ حضور پرنور تو سرکار دوعالم کو لکھنا چاہئے کیونکہ یہ الفاظ آپ ہی کے شایان شان ہیں آپ سرتاپا اللہ کے نور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور "اعلیٰ حضرت" فاضل بریلوی قدس سرہ کا لقب ہے۔ جب کوئی اعلیٰ حضرت کہتا ہے تو فوراً ذہن آپ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ آپ چودھویں صدی کے مجدد، اہل سنت کے امام ہیں۔ لہٰذا شاہجی میاں کو اعلیٰ حضرت نہ کہو۔

(۱) سوال یہ ہیکہ کسی بزرگ ولی اللہ یا عالم دین کو "حضور پرنور" کہنا یا لکھنا کیسا ہے؟ ایسے شخص کو ہم لوگ اپنے نمازوں کا امام بنائیں یا نہیں؟

(۲) اعلیٰ حضرت، صرف فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کے سوا کسی اور کو کہنے میں کوئی حرج تو نہیں؟ ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ جو صرف فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی شان اقدس گھٹانے کی غرض سے دوسرے بزرگوں کو اعلیٰ حضرت کہتا ہے۔ فقط

سائل: سید محمد منظور علی

بانی جامعہ غوثیہ شیریہ، قصبہ بہیڑی ضلع بریلی

۱۳/ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

الجواب:

(۱) "حضور پرنور" اولیاء اللہ وعلمائے دین کو کہنا جائز ہے اور کہا جاتا ہے یہ لقب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وصحبہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں اور کہنے والے کو امام بنانا جائز ہے۔ جبکہ لائق امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) دوسرے بزرگوں کو بھی اعلیٰ حضرت کہنا فی نفسہ جائز ہے۔ مگر جبکہ یہ لقب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ خاص سا ہو گیا ہے اور خاص و عام انہیں کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں تو دوسرے کو اعلیٰ حضرت کہنا ایہام امر غیر مناسب ہو سکتا ہے لہٰذا احتراز بہتر۔

ان کیلئے دوسرے القاب تعظیمی بولیں اور فتنہ واختلاف سے بچیں اور اگر نیت یہ ہو کہ اعلیٰ حضرت کا لقب دوسرے بزرگ کو دے کر اعلیٰ حضرت کی شان گھٹا دیں اور ان بزرگ کی عزت بڑھا دیں تو یہ خیال خام نہ اس سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹے نہ ان بزرگ کی عزت ان کی بڑھانے سے بڑھے۔ نہ ایسی نیت سے وہ بزرگ خوش ہوں کہ گناہ کی نیت ہے اور گناہ کی نیت سے خدا اور رسول ناراض ہوتے ہیں۔ تو وہ بزرگ کب خوش ہو سکتے ہیں؟ ایسی نیت والوں کیلئے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

”من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر“ (۱)

جو کسی عالم سے بے وجہ شرعی بغض رکھے اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ تو امام العلماء امام اہل سنت مجدد دین وملت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بلا وجہ ان کی عداوت کتنی بدانجام ہوگی؟ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ تحسین رضا غفرلہ

مسئلہ-۳۴۶

علماء کی گستاخی حرام بلکہ کفر ہے اور اگر ایسا کرنے والا توبہ نہ کرے تو عوام مسلمین پر اس کا بائیکاٹ ضروری ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جلسۂ مبارک میلاد شریف ذکر اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں سماجی چندہ سے منعقد کیا گیا جب محمد ابراہیم عرف باٹا سے چندہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے چندہ دینے سے انکار کر دیا ہے

(۱) فتاوی هندیه، ج۲، کتاب السیر، الباب التاسع، ص ۲۸۳، دار الفکر بیروت

اور بریلی شریف کے فتویٰ کو بھی نہیں مانتا۔ اور علمائے اہل سنت بریلی کو ماں کی گالیاں دیتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ بیاج کو جائز کہتے ہیں اور اسی طرح علمائے کرام کی شان میں توہین آمیز کلمات کہتا ہے ایسے آدمی کیلئے جو میلاد پاک کے چندہ سے گریزاں ہو اور علمائے کرام کی شان میں فحش بکتا ہو اس کے ساتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ تاکہ ان کے لئے ایک تنبیہ ہو اور علمائے کرام کی شان میں فحش نہ بکیں براہ کرم حکم شرع سے مطلع فرمایا جائے۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد ایوب بیڑی ٹھکیدار، محلہ چھپری پوسٹ آفس، ناگور ضلع ستنا

الجواب:

علمائے کرام کی شان میں گستاخی حرام اشد حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے اشباہ میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر" (۱)

گالی بکنا حرام ہے اور کسی مسلمان کو گالی دینا بہت سخت ممنوع پھر علماء کو گالی دینا کس درجہ شدید وعظیم گناہ ہوگا؟ اس جری بے باک سے چندہ نہ دینے کی شکایت کیا جو علماء کی توہین کر کے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔ ورنہ ہر مسلمان واقف حال اسے چھوڑ دے۔ یہی حکم ان کا ہے جو اس کے اقوال بد میں شریک ہوں یا ان اقوال بد سے راضی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶ / جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۴۷

علماء کی توہین حرام بلکہ کفر ہے، ایسے شخص سے دین ودنیا کے معاملات حرام ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) الاشباہ والنظائر، ج۲، ۱۸۷، زکریا بکڈپو دیوبند

زید جو کہ خود کو وہابی کہتا ہے اور علمائے کرام کی شان میں برے کلمات ادا کرتا ہے، گالیاں بھی دیا کرتا ہے۔ باوجود اس کے ہمارے یہاں کے قاضی صاحب زید کے یہاں آنے جانے سے پرہیز نہیں کرتے بلکہ بلا کراہت اس کے گھر آتے جاتے ہیں اس کا حکم شرع بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب:

علمائے کرام کی اہانت کفر ہے اشباہ میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر" (۱)

اور خود کو وہابی کہنا خود اپنے منہ اقراری کافر بننا ہے جس نے علمائے کرام کی شان میں سخت سخت گالیاں بکی اور خود کو وہابی گردانا ایمان سے خارج ہو کر بے دین کافر ہو گیا۔ جب تک توبہ نہ کرے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو اس سے میل جول کھانا پینا شادی بیاہ اس کی عیادت اس کی نماز جنازہ اس کی اقتدا اس سے معاملت سب حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور وہ قاضی سخت گناہگار مستوجب نار ہے اگر وہابی کو مسلمان جانتا ہے تو انہیں کی طرح بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۴ھ

□□□

---

(۱) الاشباہ والنظائر، ج۲، ۱۸۷، زکریا بکڈپو دیوبند

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔(۱)

—[متعلقہ]—

تقلید

(۱) النساء:۵۹/کنز الایمان

متعلقہ تقلید

مسئلہ-۳۴۸

معتقدات حقہ کو باطل فرقوں سے تمیز وشناخت کے لئے ''مسلک اعلی حضرت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے!

بخدمت شریف حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی قبلہ مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ:

یہاں پر ایک مولانا صاحب یہ کہتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت نہیں کہنا چاہئے کیونکہ اعلیٰ حضرت کا مسلک بھی حنفی ہے مسلک حنفی یا مسلک امام اعظم کہنا چاہئے۔ اسی لئے اس کی تفصیلی معلومات کرا کے رہنمائی فرمایئے۔ مسلک مہذب کیا؟ یہ دونوں الفاظ کے ایک ہی معنیٰ ہیں یا جدا؟

المستفتی: محمد سرور پاشا قادری، مومن مسجد، قول پیٹھ، نذر گوشت ہاسپیٹ، بلاری، کرناٹک

الجواب:

مسلک سے مراد وہ عقائد حقہ اہل سنت وجماعت ہیں جن پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ہر زمانہ میں ائمہ دین واولیائے کاملین قائم رہے یہاں تک کہ وہ عقائد ان حضرات کی تعلیم وتبلیغ سے ہم تک پہنچے اس کو حدیث میں سواد اعظم سے تعبیر فرمایا کہ ارشاد ہوا:

''اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار ''(۱)

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مجلس برکات

ان عقائد میں کسی کی تقلید نہیں کہ یہ اصول دین ہیں، تقلید فروع میں ہے اسی کے اعتبار سے اعلیٰ حضرت اور ان کے متوسلین حنفی کہلاتے ہیں پھر ان معتقدات حقہ کو باطل فرقوں سے تمیز وشناخت کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہاں سے فرق ظاہر ہوا اور اعتراض معترض زائل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳۴۹

خلاف شرع حکم کی اطاعت کرنے والا گنہ گار ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

اگر ۲۹/رمضان المبارک کو ابر کی وجہ سے رویت ہلال ثابت نہیں ہوئی۔ اور کوئی مولوی یہ کہے کہ چاند ہو یا نہ ہو، میں تو کل عید کروں گا۔ اور بلا دلیل شرعی صرف اس مولوی کی دھونس میں آکر مسلمان عید کرلیں تو ایسے مولوی کا کیا حکم ہے؟ جس نے شریعت غرا پر ایسی ناپاک جسارت کی اور اس کی تقلید کرنے والوں کے بارے میں سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق کیا حکم فرماتا ہے اور بلا لومۃ لائم احقاق حق اور ابطال باطل کرنے والے مفتیان اسلام کے مبارک قلم جن کی روشنائی صبح قیامت خون شہداء کے ہم پلہ ہوگی۔ دین حنیف پر ایسی جرأت کرنے والوں کے حق میں کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: بدرالقادری، مرکز اسلامی، ہالینڈ

الجواب:

وہ مولوی شریعت مطہرہ پر سخت جری وبے باک ہے اور سخت گناہگار مستوجب عذاب نار ہے اور جنہوں نے اس حکم خلاف شرع میں اس کی اطاعت کی وہ بھی سخت گناہگار مستوجب عذاب شدید ہیں۔

اور ان سب کا وبال بھی اسی کے سر ہے بغیر اس کے کہ ان کے عذاب سے کچھ کمی ہو۔ حدیث میں ہے سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل اجر من عمل بها ولا ينقص من اجورهم شئ ومن سن فی الاسلام سنة سيئة فعمل بها بعده كتب عليه مثل وزر من عمل بها ولا ينقص من اوزارهم شئ''(۱)

یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھی بات نکالی اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا بغیر اس کے کہ ان کا ثواب کم ہو اور جس نے اسلام میں بُری بات نکالی اس پر اس کا عذاب اور اس پر عمل کرنے والوں کا عذاب ہے بغیر اس کے کہ ان کے وبال میں کمی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۹ / رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۵۰

بے تقلید چارہ کار نہیں ہے اور غیر مقلدین نے تقلید کا انکار کر کے ایسے مسائل گڑھے ہیں جن کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کوئی یہ کہے کہ چاروں اماموں مثلاً امام اعظم، امام شافعی، امام حنبل اور امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ضروت نہیں، ہم قرآن وحدیث خود سمجھیں گے، اماموں کی ضرورت نہیں۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اماموں کی تقلید قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ اور ایک یہ کہتا ہے کہ جب یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ مسجد کے اوپر یعنی چھت

(۱) مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۴۱، باب من سن سنة حسنة، مجلس برکات، مبارکپور اعظم گڑھ

پر مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے نماز مکروہ ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ مفتی لوگ فتویٰ بھیجنے والے کے موافق نہیں یعنی اس کے دل کو خوش کرنے کے لئے اسی کے دل کی خواہش کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں تو ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ ہوگی؟

المستفتی: محمد ذاکر حسین اشرفی

الجواب:

ان کا قول باطل ہے اور بے تقلید چارہ کار نہیں ہے اور غیر مقلدین نے تقلید کا انکار کر کے ایسے مسائل گڑھے ہیں جن کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں ہے۔ چند مسائل حاضر مطالعہ ہیں۔

"پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے" (۱)

اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لوٹے میں اپنا، یا کتے کا پیشاب یا دو تہائی ماشے نجاست پڑ جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ یہ تقلید نہ کرنے کا انجام ہے۔ روضہ ندیہ کے ص ۲۳ / پر یہ لکھ دیا ہے:

"شراب و مردار و خون کی حرمت ان کی نجاست پر دلیل نہیں جو انہیں ناپاک بتائے، دلیل پیش کرے" ملخصاً (۲)

ان کی کتاب فتح المغیث، ص ۶ / میں ہے:

"کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر" (۳)

یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجئے، پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے، وضو ہو گیا اگرچہ قرآن عظیم {وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ} (۴) (اپنے سر کا مسح کرو) فرمائے یہ تقلید نہ کرنے کا انجام ہے۔ بلکہ فتاویٰ ابراہیمیہ، ص ۲، مطبوعہ دھرم پرکاش، الٰہ آباد میں وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کو فرض بتایا ہے۔

اس مسئلہ میں وہ رافضیوں سے بڑھ گئے ہیں کہ وہ صرف مسح کو جائز مانتے ہیں۔ اور فتح المغیث

---

(۱) طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ، ص ۶ و ۷، مطبع فاروقی دہلی

(۲) روضۂ ندیہ شرح درر بهیه عربی بیان الاصل فی الاشیاء الاباحة ج ۱، ص ۲۳، مطبع فاروقی کتب خانہ لاہور

(۳) فتح المغیث معروف طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ ص ۶

(۴) سورۃ المائدۃ: ۶

کے ص ۵ ، اور طریقہ محمدیہ کے ص ۵ ، میں نجاست کو صرف سات چیزوں میں منحصر کر دیا ہے۔ باقی کو اصل اشیاء میں طہارت پر جاری کیا ہے جب تک نقل خبر معارض وارد نہ ہو۔ اس عبارت سے مرغی کا گوہ یا سوئر کا موت یا کتے کا پیشاب ان کے طور پر نجس نہیں ہے۔ یہ تقلید نہ کرنے کے سبب ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اور تقلید، قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ مطلق تقید کا حکم ان آیتوں میں دیا گیا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۱)

ہم کو سیدھا راستہ چلا، اُن کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔

دوسری آیت کریمہ:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ (۲)

اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اور علم والوں کی جو تم میں سے ہوں۔

یہاں اولی الامر سے علماء وائمۂ دین مراد ہیں۔

تیسری آیت میں ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۳)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔

دارمی شریف باب الاقتداء بالعلماء میں ہے:

"اخبرنا یعلی حدثنا عبدالملک عن عطاء {اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ} قال اولو العلم والفقه طاعة الرسول اتباع الكتاب والسنة" (۴)

یعنی خبر دی ہم کو یعلی نے انہوں نے کہا مجھ سے کہا عبدالملک نے انہوں نے عطاء سے روایت کی

(۱) سورۃ الفاتحۃ: ۶،۷

(۲) سورۃ النساء: ۵۹

(۳) سورۃ النحل: ۴۳

(۴) سنن دارمی، ج ۱، ص ۵۵، حدیث نمبر ۲۲۴ باب الاقتداء بالعلماء، مطبع دار الفکر، بیروت

کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے امر والوں کی ،فرمایا عطاء نے کہ اولی الامر علم اور فقہ والے حضرات ہیں۔

اور تفسیر در منثور میں آیت {فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ} کی تفسیر میں ہے:

''اخرج ابن ابی حاتم عن سعیدبن جبیر ان الرجل لیصلی ویصوم ویحج و یعتمر وانه لمنافق قیل یا رسول اللہ بماذا دخل علیه النفاق؟ قال: یطعن علی امامه وامامه من قال اللہ فی کتابه {فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ}''(۱)

ابن ابی حاتم سعید ابن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ بعض شخص نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج اور عمرہ کرتے ہیں حالانکہ وہ منافق ہیں، عرض کی گئی یا رسول اللہ! کس وجہ سے ان میں نفاق آ گیا؟ فرمایا کہ اپنے امام پر طعنہ کرنے کی وجہ سے، امام کون ہے؟ فرمایا رب نے:

{فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ}(۲)

اور قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا(۳)

اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راستہ چلے، ہم اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو راستہ عام مسلمانوں کا ہو اس کو اختیار کرنا برحق ہے اور تقلید پر ائمہ مذاہب کا اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور حدیث مشکوۃ میں ہے:

''اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار''(۴)

---

(۱) تفسیر الدر المنثور للسیوطی، ج۵، ص۱۱۷، مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت

(۲) سورۃ النحل: ۴۳

(۳) سورۃ النساء: ۱۱۵

(۴) مشکوۃ المصابیح، ص ۳۰، الفصل الثانی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مجلس برکات، مبارکپور

بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو جماعت مسلمین سے علیحدہ رہا، وہ علیحدہ کر کے جہنم میں بھیجا جائیگا۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ سواد اعظم مسلمانوں کا وہی گروہ ہے جسے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں وہ تقلید ائمہ کو ضروری جانتا ہے خواہ حنفی ہو یا شافعی یا حنبلی یا مالکی۔ اس سبب سے علماء نے فرمایا کہ جو شخص ان سے علیحدہ ہوا، وہ گمراہ، بددین ہوا بلکہ بحکم فقہ کفار و مرتدین سے ہے۔ اور جو شخص تقلید کو مطلقاً شرک و منافی ایمان کہے وہ قرآن وحدیث واجماع امت کا منکر ہے اور یہ کفر ہے۔

کشف بزدوی میں ہے:

"رجوع العامی الیٰ قول المفتی وجب بالنص والاجماع"(۱) ملخصاً

فصول البدائع میں ہے:

"للعامی تقلید المجتهد فی فروع الشریعة"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳۵۱

کبھی امام اعظم کبھی امام شافعی کبھی امام احمد کے مسئلے پر عمل کرنے والا دین سے کھیل کرتا ہے، اپنے مذہب سے پھرنا جائز نہیں، تقلید کے متعلق ایک نفیس بحث!

محترمی ومکرمی مفتی وقاضی صاحب دام لطفکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے رہ کر جناب کی خیریتیں نیک مطلوب خادم آپ کو ہمیشہ تکلیف دیتا ہے معاف فرماویں۔

(۱) ایک شخص جو حنفی المسلک ہے وہ شافعی مذہب کا کبھی مسئلہ لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ سب مذاہب برابر ہیں ہم مسلمان ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ مذاہب تو نہیں تھے تو ہم کبھی یہ مسئلہ لے لیتے ہیں اور کبھی ان کے علاوہ مالکی اور حنبلی مذہب کے لوگوں کو مان لیتے ہیں اس میں کیا مضائقہ؟ کیا یہ صحیح ہے؟۔ مہربانی سے جناب کا فتویٰ کیا کہتا ہے۔ یعنی مفتیان اور اماموں کی کیا رائے

---

(۱) کشف الاسرار عن اصول البزدوی، قبیل باب حکم العلۃ ج ۳، ص ۳۸۸، دار الکتاب العربی، بیروت

(۲) فصول البدائع فی اصول الشرائع، جلد دوم، ص ۴۳۳،

ہے۔اطلاع سے ممنون فرماویں،شکراً جزیلا

نوٹ: اگر اس مسئلہ کا جواب عربی لفظ میں ہوتو بہتر رہے گا اگر آپ کو تکلیف نہ ہو ورنہ کچھ نہیں۔والسلام

المستفتی: خادم سلیمان حاجی ابراہیم قادری

الجواب:

ان كان ذالك الشافعى يعمل فى مسئلة بمذهبه وفى اخرىٰ بمذهبنا الحنفية او بآخر۔فان فعل ذالك باحد الشروط الثلاثة۔

احدها: ان يترجح له بالنظر فى دلائل الكتاب والسنة فى خصوص تلك المسئلة المذهب الحنفى۔

والثانى: ان يكون مبتلى فيها بالعمل بمذهبنا بحيث لا يكون له من محيص۔

والثالث: ان يكون رجلا من اهل التقوىٰ ويريد ان يأخذ نفسه بالحيطة وهى انما توجد فى تلك المسئلة خاصة عند الحنفية۔ وفوق ذالك شرط آخر وهو ان لا يؤدى ذٰلك الى التلفيق بان تحصل على المذهبين۔صورة لاتصح فى ايما مذهب كأن لا يرىٰ النقض بالقصد ويصلى خلف امام من غير قرأة للفاتحة فالوضوء باطل فى المذهب الحنفى والصلوٰة باطلة فى المذهب الشافعى فان فعل ذالك باحد الشروط المذكورة والا فلا يجوز لانه تلاعب بالدين۔

ومعنى التلفيق أن يعمل فى عبادة واحدة على مذهبين وهٰذا باطل باجماع جميع العلماء۔فقد قال فى الدر المختار:

''وان الحكم الملفق باطل بالاجماع''(۱)

قلت وبالله التوفيق۔اذا امعنت النظرفيما ذكر من الشروط علمت ان هٰذا لايجوز لطبقة الناس وانما يجوز لطائفة وقليل ماهم دون العامى الذى ليس من اهل

(۱) الدر المختار، مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۱۷۷، دار الكتب العلمية بيروت

الترجیح و لا مبتلی بالعمل بغیر مذهبه و لا ممن یأخذ نفسه بالحیطة انما یلزمه تقلید معین و لیس له ان یقلد فی مسئلة هٰذا و فی اخریٰ ذاک هٰذا هو المختار الذی تظافرت علیه اقوال العلماء من الحنفیة و الشافعیة و غیرهم و سنوافیک ببعضها عما قلیل ان شاء اللہ تعالیٰ علی ان من العلماء من ضیق العطن و اخذ بالتقلید فی کل مسئلة و منع التحول الی غیر مذهبه و لو فی مسئلة واحدة حتیٰ ما یترجح له مذهب غیره کهٰذا هو الملا احمد جیون فی تفسیره قائلا:

”و کما انه لا یجوز الانتقال من مذهب الی آخر کذالک لا یجوز ان یعمل فی مسئلة علیٰ مذهب و فی اخری علی آخر لان العامی لا وجه له فی هٰذا الباب اما العالم فالظاهر ان لا وجه له الیه الا العلم بان الامام الفلانی قد اخطأ فی المسئلة الفلانیة و اصاب فی الفلانیة و الامام الفلانی علی عکس هٰذا کما ان یقرأ الحنفی الفاتحة عقیب الامام فانه لا یجوز ان اعتقد انه قد اصاب الشافعی فی ذالک بخلاف ابی حنیفة فانه باطل بالضرورة و ان ظن ان دلیل الشافعی و هو قوله علیه السلام لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب“ (۱)

صریح فی هٰذا المعنیٰ فذالک موقوف علی معرفة هٰذا الحدیث و معرفة الحجج لابی حنیفة و معرفة انه لا حجة اسبق من هٰذا و امثاله و ذالک مما هو لیس من شان المقلد لان کل احد ینصب علی طبق مذهب دلائل و شواهد و لکل وجهة هو مولیها و فوق کل ذی علم علیم اھ

بحروفه۔قلت ایضا مامر فی الشرط الثالث من ان یکون رجلا من اهل التقویٰ و یرید ان یأخذ نفسه بالحیطة الخ۔قیده فی التفسیر الاحمدی فیما امکن التطبیق قال غایة مافی الباب ان یعمل الصوفی بالاحوط انما لدفع الحرج و ذالک فیما امکن التطبیق مثل ان لا یاکل الحنفیة الارنب احتیاطا فانه یجوز اذا ابو حنیفة یبیحها و لا یوجبها و الشافعی ینکر اباحتها فانه لو لم یاکل یکون عملا علی کلا المذهبین و ان اکل یحتمل ان یقع فی

(۱) تفسیرات احمدیه فی بیان الأیات الشرعیة مع تعریفات المسائل الفقهیة، سورة الانبیاء، تحت الأیة: ففهمناها سلیمان و کلا اتینا حکما و علما۔ص ۳۴۵، مکتبة رحیمیة، سهارنپور

الحرام ويخالف مذهب الشافعى بخلاف ما اذا لم يمكن التطبيق كما فى قرأة الفاتحة فان الشافعى يوجبها وابو حنيفة يحرمها فانه لا يجوز للحنفى العمل على مذهب الشافعى من حيث انه مذهب الشافعى وان كان يجوز من حيث ان محمدا استحسنه لما عرفت اھ۔ (۱)

وهٰذا كلام صالح ينبغى الاخذ به فالمفتى انما يجوز له العمل بغير مذهبه اذا امكن التطبيق والا فالحق ان يعمل بمذهبه قال العلامة الملا على القارى رحمه الله بل يجب على العامى حتماً ان يعين مذهبا من هٰذه المذاهب۔اما مذهب الشافعى فى جميع الوقائع والفروع واما مذهب مالك او مذهب ابى حنيفة او غيرهم رضوان الله عليهم وليس له ان ينتحل من مذهب الشافعى فى البعض ما يهواه ومن مذهب غيره فى الباقى ما يرضاه لانا لو جوزنا ذلك لادى الى الخبط والخروج عن الضبط وحاصله ان يرجع الى تعيين التكليف لان مذهب الشافعى اذا اقتضٰى تحريم شىء ومذهب غيره اباحة ذلك الشىء بعينه او على العكس فهو ان شاء مال الى الحلال وان شاء مال الى الحرام فلا يتحقق الحل والحرمة وذالك باطل بالاجماع لان حفظ الدين واجب وذالك لا يحصل الا به فيكون واجبا لان مقدمة الواجب واجب بالاجماع فثبت ان تقليد المذهب الواحد واجب لان مقدمة الواجب واجب اھ۔

كذا نقل عنه رحمه الله فى الفتح المبين۔قلت قوله بل يجب حتما ان يعين مذهبا من هٰذه المذاهب الخ۔ اى من هٰذه المذاهب الاربعة وتخصيص التعيين بمذهب من هٰذه الاربعة لان الامة قد اجتمعت على اتباع لهٰذه الاربعة دون غيرها۔

ففى التفسير الاحمدى مانصه لٰكن قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما يجوز للاربع فلا يجوز الاتباع لابى يوسف ومحمد وزفر وشمس الائمة اذا كان قولهم مخالفا للاربع وكذا لا يجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم۔ (۲)

وفى الطحطاوى على الدر المختار ما يلى من شذ عن جمهور اهل الفقه والعلم

(۱،۲) تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیة مع تعریفات المسائل الفقهية، سورة الانبياء، تحت الآية: ففهمناها سليمان وكلا آتينا حكما وعلما۔ ص ۳۴۶، مكتبة رحيمية، سهارنپور

والسواد الاعظم فقد شذ فیما یدخله النار فعلیکم معاشر المؤمنین اتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالیٰ وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفته وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والشافعیون والمالکیون والحنبلیون رحمهم الله تعالیٰ ومن کان خارجا عن هذه الاربعة فان کنت بعد فی فریة من هذا فارجع البصر فی الاقطار۔هل تریٰ بغیر هذه المذاهب عینا او اثرا فی دار من الدیار "ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر"۔قد اجتمعت الامة کما تلونا علی الاتباع لهذه الاربعة فهل عسیت ایها القائل لم تکن هذه المذاهب فی عهده علیه السلام ان تظن ان هذا السواد الاعظم قد اطبق علی الضلالة۔والعیاذ بالله العزیز المتعال وقد قال الله تعالیٰ:

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (۱)

وقال علیه السلام:

"لا تجتمع امتی علی ضلالة" (۲)

عن ابی عاصم فی السنة من حدیث انس بهذا اللفظ وعند الترمذی حدیث ابن عمر:

"لا یجمع الله هذه الامة علی الضلالة ابدا" (۳)

کذا فی الدر المنثور للسیوطی ان کنت تظن هذا فیها ویلک من خارق للاجماع ناکب طریق المسلمین هاو بنفسه فی هوة من سجین والا فلا وجه للانکار بل لا بد من الاقرار بان کل هذه المذاهب حق اذ لا واسطة بین الحق والباطل لکن لا مساغ للتخلیط بین هذه المذاهب وذاک لمجرد التشهی لما مر من انه تلاعب بالدین ومن انه یؤدی الی الخیبة والخروج عن الطیبة ویرجع الی اقصی التکلیف وبالجملة فلزم رد هذا الباب

(۱) سورۃ النساء: ۱۱۵

(۲) المقاصد الحسنہ، باب حرف اللام الف، حدیث-۱۲۸۶، ص، ۵۲۶، برکات رضا پوربندر گجرات

(۳) المستدرک ج ۱، ص، ۲۰۰/حدیث نمبر ۱۰۲/۳۹۱، دار الکتب العلمیة بیروت

والاخذ بالتقليد في كل الوقائع والفروع متعين حفظا للشريعة لاسيما في هذا الزمان الذي يجتهد فيه كل غمر غرلا يعرف هرًّا من برّ فضلا ان يكون له راس بالفقه ظنا منه انه على هدى من ربه والامة مازالت في ضلال على تعاقب الاجيال نسأل الله السلامة لايقال لم يلتزم احد في الصدر الاول تقليد معين لانا نقول انما حكم العلماء بتقليد معين حفظا للدين لمّا كثرت العصبية بين الناس وأدت الى الدين عقارب الفساد من الوضع والكذب والدس فيه ماليس منه اما في ذلك الزمان فكان الدين مصونا عن الوضع والكذب متدرّجا في الرقي موثوقا باهله لورعهم مأمونا عليهم من التقوّل والاختلاف فكان العامي يتلقى دينه عمن رأه فلماعبّر ذلك القرن وأخذت من غبر من الناس الحمية كحمية الجاهلية الاولىٰ وعنت في الدين المشاجرات عنى اهل الدين بتقليد معين من الائمة المجتهدين حتى صار الجميع في القرن الثالث يقلدون اماما من الأئمة بعينه ووجب هذا النوع من التقليد في ذلك العصر۔قال المحدث الشاه ولي الله الدهلوي في الانصاف: وبعد المأتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل من كان لايعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان اه

قال الامام عبدالوهاب الشعراني قدس سره الرباني في الميزان:

"يجب على المقلد العمل بالارجح من القولين في مذهبه مادام لم يصل الى معرفة هذه الميزان من طريق الذوق والكشف كما عليه عمل الناس في كل عصر الخ (۱)

وقال الامام حجة الاسلام الغزالي قدس سره في الاحياء:

"مخالفته للمقلد متفق على كونه منكرا بين المحصلين" (۲)

وفي شرح النقاية عن كشف الأصول للامام البزدوي:

"من جعل الحق متعددا كالمعتزلة اثبت للعامي الخيار من كل مذهبٍ ما يهواه

---

(۱) الميزان الكبرىٰ الشعراني، الجزء الاول، ص ۱٦، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) احياء علوم الدين، ج۲، كتاب الامر بالمعروف/الباب الثاني، الركن الثاني۔الشرط الرابع، ص ۲۰۱، دار المنهاج بيروت

و من جعل واحدا کعلمائنا الزم العامی اماما واحدا" (۱)

وفی الملل والنحل:

"علماء الفریقین لم یجوزوا ان یأخذ العامی الحنفی الا بمذهب ابی حنیفة والعامی الشفعوی الا بمذهب الشافعی" (۲)

وفی عقد الجید المحدث ولی الله الدهلوی: "المرجح عند الفقهاء ان العامی المنتسب الی مذهب له مذهب فلا یجوز له فی فتنة هذا ولنرد بعض اقوال للسادة الشافعیة علی حدة مفیدة فیما نحن بصدده" (۳)

قال الامام جلال الدین السیوطی رحمة الله فی الاشباه والنظائر: قال السبکی:

"اذا کان للحاکم اهلیة الترجیح ورجح قولا منقولا بدلیل جید جاز ونفذ حکمه وان کان مرجوحا عند أکثر الاصحاب مالم یخرج عن مذهبه ولیس له ان یحکم بالشاذ الغریب فی مذهبه وان ترجح عنده لانه کالخارج عن مذهبه وقد ظهر له رجحانه فان لم یشترط علیه الامام فی التولیة التزام مذهب جاز وان شرط علیه باللفظ او العرف کقوله علی قاعدة من تقدمه او نحو ذلک لم یصح الحکم لان التولیة لم تشمله وافتی ابن عبد السلام بان الحاکم المعلوم المذهب اذا حکم بخلاف مذهبه وکان له رتبة الاجتهاد او وقع الشک فیه فالظاهر انه لا یحکم بخلاف مذهبه فینقض حکمه

وقال الماوردی:

"اذا کان الحاکم شافعیا واداه اجتهاده فی قضیته ان یحکم بمذهب ابی حنیفة جاز ومنع منه بعض اصحابنا لتوجه التهمة الیه ولان السیاسة تقتضی مدافعة استقراء المذاهب وتمییز اهلها"

---

(۱) شرح نقایه کشف الاصول للامام البزدوی

(۲) الملل والنحل

(۳) عقد الجید للمحدث ولی الله الدهلوی

وقال ابن الصلاح:

"لایجوز لاحد ان یحکم فی هذا الزمان بغیر مذهبه فان فعل نقض لفقد الاجتهاد فی اهل هذا الزمان اه" (۱)

فانظر فی اقوال هولاء الاجلة کیف تحوطوا فی حکم الحاکم بغیر مذهبه فاجازه بعضهم بشرط لایکاد یوجد و منعه بعضهم مطلقا فما ظنک بالعامی الذی لیس من العلم فی شئ۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ وقال جلال الدین المحلی فی شرحه علی جمع الجوامع:

(و) الاصح انه (یجب) علی العامی وغیره ممن لم یبلغ رتبة الاجتهاد (التزام مذهب معین) من مذاهب المجتهدین (یعتقده۔الخ) من غیره (اومساویا) له ان کان فی نفس الامر مرجوحا علی المختار المتقدم اه۔" (۲)

ویجدر بالذکر هنا ما قاله امامنا الاعظم ابوحنیفة النعمان رضی الله تعالیٰ عنه وارضاه عنا وصیة للامام ابی یوسف رحمه الله: "قال رضی الله عنه لتلمیذه لماظهر منه الرشد والصلاح بالیعقوب وقّر السلطان وعظم منزلته وایاک والکذب بین یدیه الی قوله واذا عرض علیک شیئا من اعماله فلاتقبل منه الا بعد ان تعلم انه یرضاک ویرضی مذهبک فی العلم او القضایا کی لاتحتاج الی مذهب غیرک فی الحکومات الخ"

کذا فی اتحاف الابصار والبصائر بتبویب الاشباه والنظائر۔ وموضع الدلالة فی هذه المقالة لایخفیٰ علی اولی النهی اذ أن ابایوسف رحمه الله کان مقلداً لابی حنیفة رضی الله عنه فی مذهبه مجتهداً فیه ولیس مجتهدا مطلقا۔ ویقول الامام فلیکن الختام اذلاعطر بعدعروس والحمدلله الملک المنعام۔ وهو تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم وصلی الله علی حبیبه السید الفرد العلم وآله وصحبه نجوم الاهتداء مصابیح الظلم

(۱) الاشباه والنظائر للسیوطی۔ج، ۱، ص ۱۰۴/ ۱۰۳، دار الکتب العلمیة بیروت/ بحوالة المکتبة الشاملة

(۲) جمع الجوامع

وعلی من تبعهم باحسان الی یوم تحشر الامم۔

الفقیر الی رحمة ربه الغنی اختر رضا خان الازهری غفر له ولابویه
فی ٢٦ من ربیع الاول سنه ١٣٩٢ هجریة علی صاحبها ازکی تحیة

هذا هو الجواب بالتحقیق بان لامساغ فیه الی التخلیط والتلفیق۔ والله الموفق للهدایة الی سواء الطریق۔
غلام مجتبی الاشرفی غفر له

لقد اصاب من اجاب۔ والله تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفر له القوی
٢٦/ربیع الاول ١٣٩٢ھ

مسئلہ-۳۵۲

فی زماننا ائمۂ اربعہ کا کوئی بھی ہمسر وہم رتبہ نہیں، غیر مقلدین بے دین ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) کیا موجودہ زمانے میں اپنے کو اہل حدیث کہنے والے غیر مقلد امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ کے جیسا علم رکھتے ہیں اور ان کی طرح حدیث شریف کو سمجھتے ہیں؟ ان کی علمی حقیقت کو ظاہر کرنے کی صورت کیا ہے؟

(۲) اگر وہ لوگ ان ائمہ کرام کی طرح علم نہیں رکھتے ہیں اور اس کے باوجود ان میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں بلکہ حدیث وقرآن سے بغیر علم مطلب نکال کر فتویٰ دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

(۳) ابن تیمیہ حرانی، ابن عبدالوہاب نجدی، عبدالرحمن بن حسن نجدی وغیرہ غیر مقلدوں کے پیشوا اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پیر وغیرہ ظاہری معنی کے اعتبار سے استواء مانتے ہیں یا نہیں؟

(۴) اگر وہ لوگ ایسا مانتے ہیں تو ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شیخ عبدالغنی، مقام مصطفیٰ پور، پوسٹ دبلو، ضلع بائسر (اُڑیسہ)

الجواب:

(۱) ان جیسا علم تو درکنار، علوم حدیث میں ان کے مقلد محدثین کا بھی ان میں کوئی ہمسر نہیں بلکہ یہ اصطلاحات حدیث میں انہیں محدثین کے مقلد ہیں اور ان کا ہمسر ہونا تو درکنار حفظ وفہم احادیث میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان جو بہت بعد میں ہوئے کا بھی کوئی ہم رتبہ نہیں۔ ومن ادعیٰ فعلیہ البیان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) گمراہ بے دین، کما صرح بہ الطحاوی والصاوی وغیرہما۔ بلکہ غیر مقلدان زمانہ کافر کہ کھلے مرتدین دیابنہ کو مسلمان جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ابن تیمیہ کے متعلق فتاویٰ حدیثیہ میں نظر سے گزرا کہ اس نے نزول کی تفسیر میں منبر پر سے اتر کر بتایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے اور غالباً استواء کے ظاہری معنیٰ کا قائل بھی تھا اور یہ ہاتھ پیر ماننے کو مستلزم ہے اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ کو امام ومقتدا مانتا ہے تو ضرور اس کے معتقدات کا قائل ہوا مگر تصریح اس امر کی ان کی کتابوں میں دیکھنے کا موقع نہ ملا بلکہ کتابیں ان کی دستیاب ہی نہیں اور ابن تیمیہ گمراہ گمراہ اور نجدی اس سے بھی گمرہی میں آگے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۳؍رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

□□□

فہرست (جلد اوّل)

مشمولات	صفحہ نمبر
متعلقہ تقلید	۵۲۱
معتقدات حقہ کو باطل سے تمیز وشناخت کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا جاتا ہے!	۵۲۲
خلاف شرع حکم کی اطاعت کرنے والا گنہگار ہے!	۵۲۳
چاروں اماموں کی تقلید قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نہیں؟	۵۲۴
جو کہے ''ہم قرآن وحدیث خود سمجھیں گے اماموں کی ضرورت نہیں'' اس کا حکم!	۵۲۴
غیر مقلدین نے تقلید کا انکار کرکے ایسے مسائل گڑھے ہیں جن کا کوئی مسلمان قائل نہیں!	۵۲۵
تقلید پر ائمۂ مذاہب کا اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے!	۵۲۷
جو شخص تقلید کو مطلقاً شرک ومنافی ایمان کہے وہ قرآن وحدیث واجماع کا منکر کافر ہے!	۵۲۸
کبھی امام اعظم کبھی امام شافعی کبھی امام احمد کے مسئلے پر عمل کرنے والا دین سے کھیل کرتا ہے!	۵۲۸
اپنے مذہب سے پھرنا جائز نہیں!	۵۲۸
تقلید سے متعلق ایک نفیس بحث!	۵۲۸
فی زماننا ائمہ اربعہ کا کوئی ہمسر وہم رتبہ نہیں!	۵۳۶
غیر مقلدین زمانہ کافر ہیں کہ کھلے مرتدین دیابنہ کو مسلمان جانتے ہیں!	۵۳۷
محمد بن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ کو مقتدا مانتا ہے!	۵۲۷
ابن تیمیہ گمراہ اور نجدی گمرہی میں اس سے بھی آگے!	۵۲۷

☆☆☆

اہل علم سے گزارش!

کتابت کی کوئی خطا نیز کوئی قابل گرفت عبارت نظر آئے تو بلا تأمل مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کر کے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

9458205719 9119016368 9935908712

8791766391 9058879712 8167539036